فہرست المشمولات

	اس کتاب اور تفاسیر میں مستعمل مخففات	
	مصنف کا اظہارِ خیال (اس تفسیری طریقہ کار کا مختصر خلاصہ)	
	دیباچہ	
	۱۔ بائبلی تفسیر میں علم التفسیر میں مہارت کی جانب رُجحان کا تعارف	
	۲۔ علم التفسیر کی تدریس میں مصنف کا تجربہ	
	۳۔ اختیار کا مسئلہ	
	۴۔ علم التفسیر کیلیئے غیر تکنیکی طریقہ ہائے کار کی ضرورت	
	الف۔ ایمانداروں میں لاتعلقی	
	ب۔ ایمانداروں میں عقائد پرستی	
	۵۔ بائبل کے متعلق بنیادی مفروضات	
	۶۔ سیاق وسباق / متنی طریقہ کار کے بارے عمومی بیانات	
	۷۔ قارئین کے لئے چند عمومی باتیں	
	کتابِ مقدس	
	۱۔ فہرست مُسلمہ	
	۲۔ الہام کے دعوے	
	۳۔ کتابِ مقدس کا مقصد	
	الف۔ آئین کی کتاب نہیں ہے	
	ب۔ سائنس کی کتاب نہیں ہے	
	ج۔ جادو کی کتاب نہیں ہے	
	۴۔ مصنف کا بائبل سے متعلق مفروضہ	

	۵۔مافوق الفطرت،الہامی اور بااختیار بائبل کے لئے ثبوت		

	الف۔پیش گونبوت		
	ب۔آثارِقدیمہ کی دریافتیں		
	ج۔پیغام میں ربط		
	د۔مستقل تبدیل شدہ لوگ		
	۶۔ہماری بائبل کی تفسیر سے متعلق مسائل		
	۷۔ہماری موجودہ بائبل کے بڑے متنی ذرائع		
	الف۔عہدعتیق		
	ب۔عہدجدید		
	ج۔متنی تنقید کے نظریات کی مختصر وضاحت		
	د۔متنی تنقید کے بنیادی اصول		
	ہ۔دستی نقل شدہ مخطوطات کے مسئلہ کی کچھ مثالیں		
	و۔ایک زبان سے دوسرے زبان میں ترجمہ کا مسئلہ		
	ز۔خداکو بیان کرنے میں انسانی زبان کا مسئلہ		
	بائبلی اختیار		
	الف۔مصنف کی مفروضاتی تعریف		
	ب۔مصدقہ تفسیر کی ضرورت		
	ج۔غلط تفسیر کی مثالیں		
	مفسر		
	الف۔مفروضاتی صورت حال		
	ب۔چندروحانی شرائط کی مثالیں		

	ج۔کیا کیا جا سکتا ہے؟	
	د۔مفسر کی ذمہ داریاں	

	بائبلی تفسیر کا سیاق وسباق کا طریقہ کار	
	i۔تاریخ اور ارتقاء	
	الف۔یہودی تفسیر	
	ب۔مکتبِ اسکندریہ	
	ج۔مکتبِ انطاکیہ	
	د۔مکتب انطاکیہ کے بنیادی اصول	
	ii۔تفسیری سوالات	
	الف۔مصنف نے کیا کہا؟	
	ب۔مصنف کا مطلب کیا تھا؟	
	ج۔مصنف نے ایک ہی موضوع پر کہیں اور کیا کہا؟	
	د۔ایک ہی موضوع پر دوسرے بائبلی مصنفین نے کیا کہا؟	
	ہ۔اصل سامعین نے پیغام کو کیسے سمجھا اور اُس پر ردعمل کیا؟	
	و۔آج میرے دور میں اس سچائی کا کیسے اطلاق ہوتا ہے؟	
	ز۔اس سچائی کا میری زندگی ہر کیسے اطلاق ہوتا ہے؟	
	ح۔مفسر کی ذمہ داری	
	ط۔چند مفید کُتب	
	چند ممکنہ تفسیری خطرات	
	i۔تفسیر میں دونوں منطقی عمل اور متنی مرکزیت کی ضرورت	

	الف۔ادبی سیاق وسباق	
	ب۔تاریخی سیاق وسباق	

	ج۔ادبی صنف	
	د۔قواعدِ زبان اور ترکیب نحوی	
	ہ۔اصلی لفظی مطلب اور لغوی مفہوم	
	ز۔ایک جیسے حوالہ جات کا مناسب استعمال	
	ii۔پہلے پانچ تفسیری سوالات کے غلط استعمال کی مثالیں	
	تفسیر کے لئے عملی مراحل	
	i۔روحانی پہلو	
	الف۔روح القدس کی مدد کے لئے دُعا کریں	
	ب۔ذاتی پاکیزگی کے لئے دُعا کریں	
	ج۔خدا کے لئے مزید عرفان اور محبت کے لئے دُعا کریں	
	د۔فوراً اپنی شخصی میں نئی کا اطلاق کریں	
	ii۔منطقی عمل	
	الف۔اس کا کئی تراجم میں مطالعہ کریں	
	ب۔ایک ہی نشت میں ساری کتاب یا ادبی حصہ کو پڑھیں	
	ج۔اپنے مشاہدات کو درج کریں	
	ا۔زیرِغور حوالہ کا بنیادی مقصد، ۲۔زیرِغور حوالہ کی ادبی صنف	
	د۔زیرِغور نکات پر بائبلی مطالعہ کی معاون کُتب کا مطالعہ کریں	

	ہ۔ساری کتاب یا ادبی حصہ اور اہم خاکہ (سچائیاں) کو دوبارہ پڑھیں اور تاریخی عناصر کو دیکھیں (مثلاً مصنف، تاریخ تصنیف، مخاطبین، ماحول)	
	ز۔دیگر بائبلی مطالعہ کے وسائل کو دیکھیں	
	ح۔اس جیسے اہم حوالہ کو دیکھیں	
	ط۔مشرقی لوگ سچائی کو دانستہ طور پر دہرا کر پیش کرتے ہیں	

	ی۔مربوط علم الٰہی	
	ک۔ایک جیسے حوالہ جات کا استعمال	
	iii۔تحقیقی لوازمات کے لئے مجوزہ ترتیب	
	نوٹس لینے کے لئے نمونہ جات	
	الف۔مطالعاتی سلسلہ	
	ب۔تشریحی مراحل	
	ج۔نیا عہد نامہ کے علمی لفظی مطالعہ کے مراحل	
	د۔تفسیری اُصولوں کا مختصر خلاصہ	
	مجوزہ تحقیقی لوازمات کی درجہ وار منتخب فہرست	
	i۔بائبل	
	ii۔تحقیق کیسے کی جائے	
	iii۔علم التفسیر	
	iv۔بائبلی کتابوں کا بنیادی تعارف	
	v۔بائبلی انسائکلوپیڈیا اور لُغات	
	vi۔تفاسیری مجموعات	
	vii۔لفظی مطالعہ	

	viii۔ثقافتی حالات	
	ix۔الٰہیات	
	x۔علم الدفاع دین	
	xi۔بائبلی مسائل	
	xii۔متنی تنقید	

	قاموسِ اُلالفاظ	
	رعایتی قیمت پر کتابیں خریدنے کے لئے ویب سائٹس	
	بائبل کے بہتر مطالعہ کے لئے راہنما: قابل تصدیق سچائی کی شخصی تلاش	
	عبرانی لفظی صورتوں کی مختصر تعریفیں جو تفسیر پر اثر رکھتی ہیں	
	i۔عبرانی کی مختصر تاریخی ارتقاء	
	ii۔جملہ کے اجزاء	
	الف۔فعل	
	ب۔مادّہ	
	ج۔وجہ فعل	
	د۔واو	
	ہ۔مصدر	
	و۔استفہامیہ	
	ز۔منفی	
	ح۔شرطیہ فقرات	
	iii۔یونانی قواعد کی حالتوں کی تعریفیں جو تفسیر کو متاثر کرتی ہیں	

	الف۔زمانہ	
	ب صوت(آواز)	
	ج۔وجہ فعل	
	iv۔یونانی کے تحقیقی لوازم	
	v۔اسماء	
	vi۔حروف عطف اور رابطہ کار	
	vii۔شرطیہ فقرات	

	viii۔بندش امتناع	
	ix۔تخصیص	
	x۔الفاظ پر زور ظاہر کرنے کے طریقے	
	نوٹس لینے کے لئے نمونہ جات	
	i۔ادبی حصہ کے نمونہ(رومیوں ا۔۳)	
	ii۔نیا عہدنامہ کی کتاب کا نمونہ(ططس)	
	iii۔ڈاکٹر یوٹلے کی تفسیر میں سے تفصیلی نوٹس لینے کا نمونہ	
	الف۔افسیوں ۲	
	ب۔رومیوں ۵	
	ج۔رومیوں ٦	
	ضمیمہ جات	
	ضمیمہ ا،عہدعتیق بطور تاریخ	
	ضمیمہ ۲، عہدعتیق کی تاریخ نگاری کا ہمعصر مشرق قریب کی ثقافتوں سے موازنہ	
	ضمیمہ ۳،عہدعتیق کی داستان	

	ضمیمہ۴،عہد عتیق کی نبوت		
	ضمیمہ۵،عہد جدید کی نبوت		
	ضمیمہ۶،عبرانی شاعری		
	ضمیمہ۷،عبرانی حکمتی ادب		
	ضمیمہ۸،مکاشفہ		
	ضمیمہ۹،تمثیلیوں کی تفسیر		
	ضمیمہ۱۰،علم التفسیر میں مستعمل اصطلاحات کی فرہنگ		
	ضمیمہ۱۱،کتابیات		
	ضمیمہ۱۲،اقرار العقائد		
	علم التفسیر کی نظم (از؛ایک گزشتہ طالب علم)		

اس کتاب اور تفاسیر میں مستعمل مخففات

ABBREVIATIONS USED IN THIS COMMENTARY

AB Anchor Bible Commentaries, ed. William Foxwell Albright and David Noel Freedman

ABD Anchor Bible Dictionary (6 vols.), ed. David Noel Freedman

AKOT Analytical Key to the Old Testament by John Joseph Owens

ANET Ancient Near Eastern Texts, James B. Pritchard

BDB A Hebrew and English Lexicon of the Old Testament by F. Brown, S. R. Driver and C. A. Briggs

BHS Biblia Hebraica Stuttgartensia, GBS, 1997

IDB The Interpreter's Dictionary of the Bible (4 vols.), ed. George A. Buttrick

ISBE International Standard Bible Encyclopedia (5 vols.), ed. James Orr

JB Jerusalem Bible

JPSOA The Holy Scriptures According to the Masoretic Text: A New Translation (The Jewish Publication Society of America)

KB The Hebrew and Aramaic Lexicon of the Old Testament by Ludwig Koehler and Walter Baumgartner

LAM The Holy Bible From Ancient Eastern Manuscripts (the Peshitta) by George LamsaM.

Septuagint (Greek-English) by Zondervan, 1970

MOF A New Translation of the Bible by James Moffatt

MT Masoretic Hebrew Text

NAB New American Bible Text

NASB New American Standard Bible

NEB New English Bible

NET NET Bible: New English Translation, Second Beta Edition

NRSV New Revised Standard Bible

NIDOTTE New International Dictionary of Old Testament Theology and Exegesis (5 vols.), ed.

Willem A. VanGemeren

NIV New International Version

NJB New Jerusalem Bible

OTPG Old Testament Parsing Guide by Todd S. Beall, William A. Banks, and Colin Smith

REB Revised English Bible

RSV Revised Standard Version

SEPT The Septuagint (Greek-English) by Zondervan, 1970

TEV Today's English Version from United Bible Societies

YLT Young's Literal Translation of the Holy Bible by Robert Young

ZPBE Zondervan Pictorial Bible Encyclopedia (5 vols), ed. Merrill C. Tenney

مصنف کا اظہارِ خیال

(اس تفسیری طریقہ کار کا مختصر خلاصہ)

بائبلی تفسیر ایک عقلی اور روحانی عمل ہے جو کہ ایک قدیم ملہم مصنف کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے تا کہ خدا کے پیغام کو سمجھا جا سکے اور اپنے زمانہ میں اس کا اطلاق کیا جا سکے۔ روحانی مرحلہ لازمی تو ہے مگر وضع کرنا مشکل ہے۔ اس میں خدا کے سامنے عیاں ہونے اور اطاعت کرنا شامل ہے۔ (۱) اُس کے لئے (۲) اُسے جاننے کیلئے اور (۳) اُس کی خدمت کرنے کے لئے، ایک تڑپ ہونی چاہیے۔ اس عمل میں دُعا، اعتراف اور طرز زندگی بدلنے کے کے آمادگی شامل ہیں۔ تفسیری عمل میں روح القدس لازمی امر ہے لیکن مخلص، خداترس مسیحی بائبل کو مختلف بھید کیوں سمجھتے ہیں۔ عقلی عمل بیان کیا زیادہ آسان ہے۔ ہمیں متن کے ساتھ جڑے رہنا اور مخلص رہنا ہے اور اپنی ذاتیات، ثقافت اور تنظیمی اساس سے متاثر نہیں ہونا۔ ہم سب تاریخی طور پر مشروط ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی حقیقی اور غیر جانبدار مفسر نہیں ہے۔ یہ تفسیر ایک محتاط عقلی عمل کو پیش کرتی ہے جس کے تین تفسیری اصول وضع کیے گئے ہیں جو اپنے اطوار پر غالب کی کوشش میں ہماری مدد کرتے ہیں۔

پہلا اُصول

پہلا اصول تاریخی حالات پر غور کرنا ہے جس میں تمام بائبلی کتابیں لکھی گئیں اور اس کی تصنیف کے خاص تاریخی موقع (یا اس کی کب تدوین کی گئی) پر غور کرنا ہے۔ اس کے حقیقی مصنف کا ایک مقصد اور پھیلانے کے لئے ایک پیغام تھا۔ متن کا مفہوم کبھی بھی ہمارے لئے وہ نہیں ہوسکتا جو اِس کے حقیقی قدیم مخاطبین کے لئے بھی نہیں تھا۔ ہماری تاریخی، جذباتی، ثقافتی، شخصیاً تنظیمی ضرورت نہیں بلکہ اُس کا ارادہ اس کی کُنجی ہے۔ اطلاق تفسیر کا جزو لازم ہے لیکن دُرست تفسیر ہمیشہ اطلاق سے اولین ہونی چاہیے۔ یہ ذہن نشین ہونا چاہیے کہ ہر بائبلی متن کا صرف اور صرف ایک ہی مفہوم ہے۔ یہ مفہوم وہ ہے جو بائبلی مصنف نے روح القدس کی راہنمائی کے ذریعہ اپنے زمانہ میں پیش کیا۔ اس ایک مفہوم کے مختلف ثقافتوں اور حالات کے مطابق کئی ممکنہ اطلاق ہو سکتے ہیں۔ ان اطلاقات کا مصنف کی مرکزی سچائی کے ساتھ جُڑا ہونا لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مطالعاتی راہنما تفسیر بنائی گئی ہے جو بائبل کی ہر کتاب کا مختصر تعارف پیش کرتی ہے۔

دوسرا اُصول

دوسرا اُصول ادبی اصناف کی شناخت کرنا ہے۔ ہر بائبلی کتاب منفرد دستاویز ہے۔ مفسروں کو کوئی حق نہیں کہ سچائی کے ایک پہلو کو دوسروں سے الگ کریں۔ لہذا ہمیں کسی انفرادی ادبی صنف کی تفسیر کرنے سے پہلے پوری بائبل کے مقصد کو جاننے کے لئے تگ ودو کرنا لازمی ہے۔

انفرادی حصہ، باب، پیراگراف یا آیات کا مفہوم وہ نہیں ہوسکتا جو پوری بائبل کا مفہوم نہ ہو۔ تفسیر پوری بائبل کے استخراجی طریقہ سے کسی ایک حصہ کے استقرائی طریقہ کی جانب بڑھتی ہے۔ لہذا یہ مطالعاتی راہنما تفسیر طالب علموں کی مدد کرنے کے لئے ترتیب

دی گئی کہ وہ پیراگراف کی صورت میں ہر ادبی حصہ کا تجزیہ کریں۔ پیراگراف اور ابواب میں تقسیم الہامی نہیں ہیں مگر موضوعاتی حصہ کی پہچان کرنے میں ہمیں مدد دیتے ہیں۔ فقرات، حصوں، عبارتوں یا الفاظ کی سطح پر تفسیر کی بجائے پیراگراف کی سطح پر تفسیر کرنا بائبلی مصنف کے ارادہ کو جاننے کی کُنجی ہے۔ پیراگراف انفرادی مضمون پر مبنی ہوتے ہیں، اور اکثر موضاعاتی جملہ یا خیال کہلاتے ہیں۔ پیراگراف کے الفاظ، فقرات، حصے اس انفرادی خیال سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اسے محدود کرتے ہیں، وسیع کرتے ہیں، اس کی وضاحت کرتے ہیں اور یا سوال کرتے ہیں۔ دُرست تفسیر کی کنجی یہ ہے کہ مصنف کی پیراگراف در پیراگراف سوچ کے مطابق چلا جائے جو کہ انفرادی ادبی حصہ پر مبنی ہو اور بائبلی کتاب کی تشکیل کرتی ہے۔ اس مطالعاتی راہنما تفسیر کو طالب علموں کی مدد کرنے کے لئے ترتیب دیا گیا ہے کہ وہ جدید انگریزی تراجم کے پیراگراف کا موازنہ کر سکیں۔ ان تراجم کا منتخب کیا گیا ہے کیونکہ ان میں ترجمہ کے مختلف نظریات کا استعمال ہوا ہے۔

الف۔ نیو کنگ جیمز نسخہ (New King James Version) لفظ بہ لفظ لغوی ترجمہ ہے جو کہ یونانی دستاویزی روایت پر مبنی ہے اور تکسٹس ریسپٹس (Textus Receptus) یعنی مسلمہ متن (received text) کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس کے پیراگراف کی تقسیم دوسرے تراجم کی نسبت طویل ہے۔ یہ طویل حصے طالب علم کی مدد کرتے ہیں کہ انفرادی موضوعات کو جان سکیں۔

ب۔ نیو ریوازئیڈ سٹینڈرڈ نسخہ (The New Revised Standard Version) ترمیم شدہ لفظ بہ لفظ ترجمہ ہے۔ یہ ذیل کے دو جدید تراجم کے مابین وسطی نقطہ کو تشکیل دیتی ہے۔ اس کے پیراگراف کی تقسیم مضامین کی شناخت میں بہت مددگار رہے۔

ج۔ ٹوڈے انگلش نسخہ (The Today's English Version) بڑا اہم ترجمہ ہے جسے یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی نے شائع کیا۔ اس نسخہ کو اس انداز سے ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جدید انگریزی کے قاری یا سامعین اصلی متن کے مفہوم کو سمجھ سکیں۔

د۔ یروشلیم بائبل (Jerusalem Bible) بڑا اہم ترجمہ ہے جو کہ فرانسیسی کاتھولک ترجمہ پر مبنی ہے۔ یہ یورپی طرزِ فکر کے حوالہ سے پیراگراف کے موازنہ کرنے میں بڑا مددگار رہے۔

ہ۔ ۱۹۹۵ میں چھپی ہوئی، نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل (New American Standard Bible) جو کہ لفظ بہ لفظ ترجمہ ہے۔ آیت بہ آیت تبصرہ اس کے پیراگراف کے مطابق ہے۔

تیسرا اُصول

تیسرا اصول بائبل کے مختلف تراجم کا مطالعہ کرنا ہے جس وسیع ترین ممکنہ مفہوم (معنوی شعبہ) پر گرفت حاصل کی جائے جو بائبلی الفاظ اور عبارات میں کے ہو سکتے ہیں۔ اکثر ایک لفظ یا عبارت کئی انداز سے سمجھی جا سکتی ہے۔ یہ مختلف تراجم انتخاب کے عمل کو پیدا کرتے ہیں اور شناخت کرنے اور دستاویزی تبدیلیوں کو واضح کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ عقائد کو متاثر نہیں کرتے بلکہ مدد کرتے ہیں کہ قدیم مُلہم مصنفین کے اصل متن کے رسائی حاصل کر سکیں۔

چوتھا اُصول

چوتھا اصول ادبی صنف کو قلمبند کرنا ہے۔ اصل مصنفین نے مختلف اصناف (مثلاً تاریخی نثر، ڈرامہ، شاعری، نبوت، انجیل (تمثیل)
، خط اور نبوت وغیرہ) کو منتخب کیا کہ اپنے پیغامات کو قلمبند کر سکیں۔ یہ مختلف اصناف تفسیر کی خاص کُنجیاں ہیں۔ مزید پڑھیں

Gordon Fee and Doug Stuart, How to Read the Bible for All Its Worth, D. Brent Sandy and Ronald L. Giese, JI., Cracking Old Testament Codes, or Robert Stein, Playing by the Rules.

یہ کتاب طالب علم کو اپنی تفسیر کو جانچنے کے لئے فوری طریقہ مہیا کرتی ہے۔ اس سے مُراد حتمی ہو جانا نہیں بلکہ معلومات اور تخیل میں مزید بڑھنا ہے۔ اکثر دیگر تفاسیر ہماری مدد کرتی ہیں کہ تنگ نظر، عقائد پرست اور تنظیم پرست نہ ہو جائے۔ مفسروں کو ضرورت ہے کہ بڑے وسیع تفسیری انتخابات کے حامل ہوں تا کہ جان سکیں کہ قدیم متن کتنا مبہم ہو سکتا ہے۔ یہ حیران کُن ہے کہ مسیحیوں میں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بائبل اُن کی سچائی کا وسیلہ ہے، ہم انشائیہ کتنی کم ہے۔ اِن اصولوں نے میری مدد کی کہ قدیم متن کے ساتھ جدوجہد کرتے ہوئے میں اپنی پُرانی حالت پر غلبہ پا سکوں۔ میری یہ اُمید ہے کہ آپ کے لئے بھی باعث برکت ہو گی۔

بوب یوٹلے

مشرقی ٹیکساس بپٹسٹ یونیورسٹی،

۲۷ جون، ۱۹۹۶

دیباچہ

ا۔ بائبلی تفسیر میں علم التفسیر میں مہارت کی جانب رُجحان کا تعارف

مجھے یاد ہے کہ ایک نئے ایماندار کے طور میں مسیح، مسیحی طرز زندگی اور بائبل کو مزید سمجھنے کا کس قدر مشتاق تھا۔ یہ بتایا جاتا تھا کہ بائبل کا مطالعہ کرنا ہر ایماندار کا فرض اور خوشی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بائبل کو پڑھنا شروع کیا تو یہ کس قدر پریشان کُن تھا۔ جب ایک خوش کُن لمحہ پریشان کُن ڈراؤنے خواب میں تبدیل ہو جائے تو میں کیا سوچ سکتا تھا۔

''بائبل کا شخصی مطالعہ اکثر مسیحیوں کو ڈرا دیتا ہے۔ کسی رسمی تربیت کے بغیر یہ بہت مشکل دیکھائی دیتا ہے۔ تاہم زبور ۱۱۹ ہر مسیحی کو روشن کرتا ہے کہ کلام کی روحانی غذا سے سیر ہوتا رہے'' (Mayhue, 1986m, 45)

لیکن اُمید ہے۔ مجھے مذہبی تربیتوں کے بارے میں بتایا گیا جو مجھے بائبل کو سمجھنے کے لئے ضروری طریقہ کار اور وسائل مہیا کرتیں مگر یہ آدھا سچ ہوتا۔ یہ سچ ہے کہ مذہبی تربیت بڑے شاندار طریقوں سے میرے لئے بائبل کو واضح کرتی۔ تاہم بہت جلد مجھ پر یہ آشکارا ہو گیا کہ بائبل کو سمجھنے کے لئے مجھے مزید تعلیم اور مہارت کی ضرورت ہے۔ اچانک مجھ پر ظاہر ہوا کہ بائبل کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے برسوں کی زباندانی، معنویت، تشریح و فصاحت، علم التفسیر اور الالٰہاتی ماہرتوں کی ضرورت ہے۔ اُس وقت میری علمی قابلیت یہ تھی کہ میں اُن ماہرین کو جو میری تربیت کر رہے تھے جان رہا تھا کہ وہ بائبل کی تفسیر میں ہم خیال نہیں تھے (سِلوا ۱۹۸۷، ۲۔۳)۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ بائبل کی دُرست تفسیر کے لئے اُن کے خاص شعبہ میں علمی ہم آہنگی کا ہونا نہایت اہم ہے پھر بھی وہ مخصوص مشکل حوالوں کی تفسیر کرنے میں نا اتفاقی کا شکار ہی رہے۔

یہ بیانات اس لئے نہیں ہیں کہ مسیحی تعلیم پر سخت تنقید کی جائے بلکہ ایک پہچان ہے کہ جس کا یہ وعدہ کرتی ہے وہ سب پورا نہیں کرتی۔ تاہم، کہیں پر، کسی انداز سے تعلیم سے کچھ بڑھ کر بھی تھا۔

''بائبل اتنی سادہ ہے کہ کم سے کم تعلیم یافتہ بھی اِس کے بنیادی پیغام کو سمجھ سکتا ہے اور ایسا کچھ مکمل طور پر حاصل کر سکتا ہے جو شاید بہترین علما بھی نہ پا سکیں'' (Schultz and Inch 1976, 9)۔ بہر حال ہم بائبل کی تفسیر کو علمی مہارت کے دائرہ اثر میں تبدیل کر دیا ہے۔ ہم نے بائبل کو جو عام آدمی کے لئے لکھی گئی لے کر اسے مخصوص اعلیٰ تربیت یافتہ ماہر کے ہاتھ دے دیا۔ وکلف نے لکھا کہ ''مسیح اور اُس کے شاگردوں نے لوگوں کو اُس زبان میں سیکھایا جسے وہ بہتر طور پر جانتے تھے۔ یہ یقینی ہے کہ مسیحی ایمان کی سچائی اُس وقت مزید واضح ہو جاتی ہے جب ایمان از خود جانا جاتا ہے۔ اس لئے عقائد کو محض لاطینی زبان میں ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ اسے عمومی زبان میں بھی ہونا چاہیے جیسے کلیسیا کا ایمان کلام مقدس میں موجود ہے۔ جتنا یہ حقیقی مفہوم میں جانا جائے گا یہ بہتر ہوگا۔ عام ایمانداروں کو ایمان سمجھنے دینا چاہیے اور ہمارے ایمان کے عقائد جس طرح کلام مقدس میں پائے جاتے ہیں، ویسے ہی ایمانداروں کے پاس اُن کی زبان میں پوری سمجھ کے لئے کلام مقدس ہونا چاہیے'' (Mayhue 1986, 106)۔

ہم نے تفسیر کے اصولوں کے ساتھ وہ کیا جو، (۱) یہودیوں نے اپنے شرعی ماہروں فقیہوں کے ساتھ کیا؛ (۲) غناسطیوں نے اپنے علمی خصوصیات اور مخفی علم کے ساتھ کیا جو صرف وہی دے سکتے تھے اور؛ (۳) ازمنہ وسطیٰ کی رومن کاتھولک کلیسیا نے پادریوں اور عام ایمانداروں میں تقسیم بندی کر کے کیا جو کہ آج بھی جاری ہے۔ہم نے ایک مرتبہ پھر بائبل کو محض اس لئے عام لوگوں کے ہاتھوں سے لے لیا کہ اس کی سچائیوں کو ماہرین کے لئے میسر کر سکیں۔ہم نے بائبلی تفسیر کے ساتھ وہ کیا جو ایک طبیب ادویات کے ساتھ کرتا ہے، جو انسانی جسم کے ہر نظام کا ماہر ہو، اگرچہ تمام طبیب تشخیص اور علاج میں ایک دوسرے سے غیر متفق ہی ہوتے ہیں۔ایسا رُجحان تقریباً جدید زندگی کے حصہ میں واقع ہوا ہے، جس میں مسیحی کالجز اور سیمنری کے علمی وادبی حلقہ جات بھی شامل ہیں۔آج میسر معلومات کی بھرمار کے ساتھ ماہرین اپنے اپنے شعبوں کو بھی سنبھال نہیں سکتے۔لہٰذا عام مسیحی سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ بائبلی علمیت کو حاصل کر لے جبکہ ماہرین بھی ایسا نہیں کر سکے۔گورڈن فی (Gordon Fee) کتاب بعنوان Interpreting the Word of God میں یہ بیان کرتا ہے کہ ''اس صفحہ پر دی گئی تجاویز ہوسکتا ہے کہ عام آدمی کو بہت حیرت انگیز معلوم ہوں جسے بائبل حقیقت میں مخاطب کرتی ہے کہ تفسیر کرنا صرف عالم کا ایک کام بن گئی ہے۔خوش قسمتی سے روح القدس ہوا کی طرح جہاں اِسے سُنا جاتا ہے چلتی ہے (یوحنا ۳:۸) اور اس لمحہ میں حیران کُن لطیف انداز سے عالم سے کنارہ کر کے ہمیں براہ راست مخاطب کرتی ہے'' (Schultz and Inch 1976, 126)۔

میرے خیال میں ہم اس سے متفق ہوں گے کہ اس علم التفسیر کے میدان میں (بائبلی تفسیر کے اصولوں اور تفسیر وتشریح (تفسیر کی مشق) ہم نے ہر کسی سے بائبل کو نادانستہ طور پر لے لیا ہے جنہیں یہ دی گئی تھی۔Daniel Webster اس لحاظ سے بیان کرتا ہے کہ

''میرا ایمان ہے کہ بائبل سمجھنے کے لئے ہے اور اپنے حوالہ جات میں سادہ اور حتمی مفہوم کے ساتھ حاصل ہوئی، لہٰذا میں خود یقین نہیں کرسکتا کہ جو کتاب تمام دُنیا کی نجات اور تبدیلی کے باعث ہو اُسے اپنے مفہوم میں ایسے پُر اسرار اور متشکک میں چھپا ہونا چاہیے جیسے صرف نقاد اور فلسفہ دان ہی دریافت کرسکیں'' (Mayhue 1986, 60)۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بائبل کی تفسیر کے لئے جدید تعلیم پر اصرار یقیناً اس حقیقت کے ساتھ غلط ہے کہ دُنیا کی وسیع اکثریت نے کبھی بھی ایسی الٰہیاتی تربیت نہیں حاصل کی اور نہ کرسکے گی جو یورپ اور امریکہ میں روشن انشائیہ کے بعد آئی ہے۔

''بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ حوالجاتی کُتب، جیسا کہ تفاسیر اور بائبلی لُغات مطالعہ بائبل کے لئے ضروری وسائل ہیں۔بلاشبہ یہ مددگار ہیں کیونکہ یہ بائبل کے علماء کی بصیرتوں کو ہم تک پہنچاتی ہیں لیکن بہت سے مسیحی، خاص طور پر وہ جو غریب تر حالات میں ان سے مدد نہیں لے سکتے۔کیا اُنہیں اُس وقت تک بائبل کو پڑھنے کا انتظار کرنا ہوگا جب تک کہ یہ کتابیں اُن کے پاس آ نہیں جاتیں۔اگر ایسا ہے تو پھر بہتیروں کو ہمیشہ تک انتظار کرنا پڑے گا'' (Sterrett 1973, 33)۔

''کوئی ایک پُر اعتماد ہوسکتا ہے کہ مقامی زبان زیادہ سے زیادہ قواعدی عوامل کو پیش کرتی ہے جو کہ بائبلی تصانیف کو سمجھنے کے لئے ضروری ہیں۔اگر یہ سچ نہ ہوتے تو کئی مسیحی مطالعہ بائبل کے لئے نااہل ہوتے اور بائبل کی محض چند مخصوص لوگوں تک رسائی

ہوتی" (Traina 1985, 81)۔

کلیسیا کو (۱) تعلیم و تربیت اور (۲) روحانی نعمتوں کے مابین متوازن حالت کی جانب رجوع کرنا ہوگا۔ بائبلی پیغام کی دُرست سمجھ بوجھ کے لئے کئی عوامل کا عمل دخل ہوتا ہے، اور روحانی تحریک، قائلیت اور مفسر کی نعمت ہی کافی کچھ نہیں ہوتے۔ بلاشبہ ایک تربیت یافتہ شخص اس کام کے کچھ پہلوؤں میں زیادہ موزوں ہوگا لیکن بہت ہی ضروری نہیں۔

"روح القدس کی حضوری اور سچائی کو بیان کرنے کے لئے زبان (بولی) کی اہلیت ایک ساتھ آپ کو وہ سب کچھ مہیا کرتی ہیں جو آپ کو اپنے مطالعہ بائبل اور اس کی تشریح کے لئے درکار ہے" (Henricksen 1973, 37)۔

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ بائبلی تفسیر ایک روحانی نعمت ہونے کے ساتھ ایک علمی اہلیت بھی ہو؟ یہ نافذ العمل نہیں ہے کہ تمام مسیحیوں کو اپنے لئے کلام مقدس کی تفسیر و تشریح کرنے کا حق اور ذمہ داری نہیں ہے مگر کیا ایسا ہوسکتا جب تعلیم سے دور تک کا واسطہ نہ ہو؟ بشارت کی نعمت ایک اچھی تمثیل ہوسکتی ہے۔ جب یہ نعمت موجود ہوتو گواہی دینے کی حالات میں یہ ضروری ہے۔ اس کا اثر اور پھل آوری ظاہر ہے۔ تاہم یہ یقینی طور پر چُننے اور مقدس کیے جانے کے بائبلی عمل کو ختم یا کم نہیں کرتی۔ تمام ایماندار اپنے ایمان کے زیادہ بہتر اور زیادہ موثر انداز سے اظہار کے کام کے لئے تربیت اور شخصی تجربہ سے سیکھ سکتے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ بائبلی تفسیر کے معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ ہمیں روح القدس پر اپنے انحصار کے ساتھ ساتھ علم اور عملی تجربہ کے حاصل کو بھی اکٹھا کرنا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس نکتہ پر میں بائبلی تفسیر کے لئے غیر علمی طریقہ کار کی حمایت کر رہا ہوں۔ بلاشبہ یہ معاملہ نہیں ہے۔ سپرجن ہمیں یہ کہتے ہوئے خبردار کرتا ہے کہ "یہ عجیب لگتا ہے جب مخصوص لوگ ان باتوں کے متعلق بہت زیادہ بات کرتے ہیں جو کچھ روح القدس نے اُن پر ظاہر کیا ہو اور یہ بہت کم سوچتے ہیں کہ اُس نے دوسروں پر کیا ظاہر کیا ہے" (Henricksen 1973, 41)۔

یہ ہمیں اس سوال کی طرف لے جاتا ہے کہ ہم کیسے ان دو حقائق کو متوازن کریں یعنی خدا کا ان پڑھ لوگوں سے اپنے کلام کے ذریعہ رابطہ کرنا اور کیسے تعلیم اس عمل کو آسان کرسکتی ہے۔ پہلے میں یہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا کہ ہماری تعلیم و تربیت کے مواقع پر غور و فکر ہونا چاہیے۔ جنہیں زیادہ دیا گیا اُن سے تقاضا بھی زیادہ ہوگا (لوقا ۱۲: ۴۸)۔ بہت سے مسیحی موقعوں کی بجائے ترقی حاصل کرنے کی تحریک سے عاری ہیں۔ ہم صرف اپنے مواقعوں کے مختار نہیں ہیں بلکہ اپنی رغبتوں اور رویوں کے بھی۔ کیونکہ ہم اپنے موقعوں کے مختار ہی نہیں ہیں، "خدا اپنا مفسر آپ ہے مگر بائبل کے طالبعلم کو اپنی ذہن کو بھی علمیت سے پُر کرنا ہے اور اپنے دل کو بھی معمور رکھنا ہے۔ ایمان بائبل کے ذمہ دارانہ مطالعہ کے کوئی مختصر راہ نہیں پیش کرتا۔ ہم بائبلی تفسیر کا کام چند ماہرین کے ہاتھوں میں ہی نہیں دے سکتے۔ ہم میں سے کوئی بھی تفسیر کے کام سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ ہر وقت ہم کسی نہ کسی کو بولتے سُنتے ہیں یا جب بھی ہم جو کچھ لکھا ہو پڑھتے ہیں، تو جو کچھ کہا گیا ہوتا ہے ہم اُس کی تفسیر کر رہے ہوتے ہیں۔ لہذا جب ہم بائبل کو کھولتے ہیں تو یہ اس سے مختلف نہیں ہے۔ سوال یہ نہیں کہ کیا ہمیں تفسیر کرنے کی ضرورت ہے بلکہ یہ کہ ہم کتنی اچھی یا کتنی بُری تفسیر کرتے ہیں" (Jansen 1968, 17)۔

معمور دل کی ضرورت کے حوالہ سے ہم یہ بات شامل کرنا چاہوں گا کہ اگر چہ ہمارے دل روح سے معمور ہیں تو بھی یہ گناہ گار ہیں (Silva 1987, 23, 118)۔ ہمیں بائبل سے متعلق اپنی سوچ کے ساتھ خدا کی سوچ کو ملاتے ہوئے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم سب گناہ گار ہیں اور گناہ سے متاثر ہوتے رہیں گے۔ گزشتہ تجزیہ میں نا بہترین تفسیری اصول یا تشریحی طریقہ کار اور نہ ہی معمور دل ہمارے گناہ کی طرف رُجحان پر غالب آسکتے ہیں۔ ہماری تفاسیر میں عاجزی کا شامل ہونا ضروری ہے۔

''دُرست علم التفسیر عاجزانہ حالت کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں محض دوسروں سے سیکھنے کے لئے عاجزی ہی شامل نہیں بلکہ کلام مقدس جس کی تفسیر کی جاری ہے اُس کی حکموں کو بھی ماننا اس میں آتا ہے۔ اگرچہ مفسر کے کام کا تقاضا مطالعہ اور عمل ہے تاہم اُس کی حتمی ذمہ داری یہ ہے کہ کلام کو جسے وہ پڑھ رہا ہے اپنے آپ سے مخاطب ہونے دے اور اپنے آپ کو تابع داری میں لائے''(Gordon Fee quoted in Schultz and Inch 1976, 127)۔ ایک اور ممکنہ حل تفسیر میں تغیر پذیر درجات یا سطحوں کا تصور ہے۔ یہ مجھے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ غیر تربیت یافتہ لوگ بصیرت کی گہرائی کو حاصل نہیں کر پائیں گے جو ایک تربیت یافتہ مفسر رکھتا ہے۔ تاہم یہ حقیقت نہیں ہے کہ نامکمل علم غلط علم ہے۔ ''یہ کہتے ہوئے ہم سمجھتے ہیں کہ خدا کے کلام کا مطلب یہ نہیں کہ جو کچھ اُس میں وہ سب کچھ سمجھ میں آجائے، تفسیر تمام مسائل کا حل نکال لیا جائے اور تمام سوالوں کے جواب مل جائیں۔ بعض چیزوں کا دُرست مفہوم اب بھی پوشیدہ ہی ہے''(Sterrett 1973, 16)۔

اگر ایسا ہے تو تمام انسانی علوم ایک ہی صف میں آتے ہیں۔ روح القدس کا خدا کے بچوں کی سچائی میں راہنمائی کرنے کا کام (یوحنا ۱۴:۲۶، ۱۶:۱۳-۱۴؛ ۱-یوحنا ۲:۲۰-۲۱) محض ہماری ذہنی صلاحیتوں کے باعث بڑھ جاتا ہے۔ مسیحی ایمان کی بنیادی باتیں کوئی بھی مرد و عورت بائبل کو اپنی زبان پڑھ کر جان سکتا یا سکتی ہے۔ یہ بلوغت اور متوازنیت کے میدان میں ایسا ہے کہ مسیحی تعلیم ایک انفرادی معاونت بن جاتی ہے۔ تفسیری میدان میں ہم روح القدس پر بھروسہ رکھ سکتے ہیں۔ یقیناً غلط تفسیر اور الٰہیاتی مسائل در پیش ہوں گے لیکن کیا علماء کو ان کا سامنا نہیں ہوتا؟

موجودہ کلیسیا کی اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم تمام ایمانداروں کو پُر معنی، شخصی اور بلاناغہ بائبل کے مطالعہ میں مصروف کریں۔ اس میں کلیسیا کی تربیت بھی شامل ہے جس سے وہ تفسیری طریقہ کار کو جانیں گے اور انہیں سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہوں گے۔ ''کلیسیا کے لئے یہ چیلنج ہے کہ وہ اُن میں ہر ایک کو جو بائبل پر یقین رکھتے ہیں بائبل کے مطالعہ میں مگن کرے۔(Osborne and Woodward 1979, 13)۔

یہ مزید تاکید کرتا ہے کہ

''بائبل کا گہرا مطالعہ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں ہر ایماندار کے لئے لازمی ہے خواہ کوئی بائبل کا عام طالب علم ہو یا پیشہ ورانہ مسیحی کارکن۔ ہمیں یہ لازماً یاد رکھنا ہے کہ خدا ہم سے ذہین ہونے کی توقع نہیں کرتا بلکہ وہ ہم سے ایمانداری چاہتا ہے۔ بائبل کے تفصیلی مطالعہ میں طویل وقت گزارنا ذہین و فطین نہیں بناتا بلکہ منظّم ایماندار بناتا ہے۔ ایمانداری اور نظم وضبط ایک ہی سکہ کی اطراف ہیں''(Osborne and Woodward 1979, 82)۔

تفسیری مہارتوں کو عام فہم تصورات میں بدلنا ہوگا تا کہ وہ انسانی وجہ اور لسانی مہارتوں کے عام اطلاق سے بڑھ کر مزید کچھ شامل نہ کریں (Fee 1982, 16; Sire 1980, 51.)۔ خدا ہم سے ویسے ہی رابطہ کرنا چاہتا ہے جیسے ایماندار اُس کا پیغام سمجھنا چاہتے ہیں۔ مہارتوں کو ضرورت ہوتی ہے کہ جب کوئی اچھا اور معتبر حوالجاتی مواد حتی الامکان تیزی سے فراہم کرتے ہوئے وہ اپنے تجزیاتی عمل میں متوازن ہو۔ یہ بالخصوص تاریخی اور ثقافتی پس منظر کے مواد پر صادق آتا ہے۔ گورڈن فی (Gordon Fee) یہ مددگار تجاویز پیش کرتا ہے۔

''جو ماہر نہ ہو اُسے مایوس نہ ہونے دیں بلکہ اُسے بھی مطالعہ کے لئے تیار کریں محض دینداری کے لئے ہی نہیں۔ مطالعہ کے لئے وہ ذیل کے بنیادی وسائل کا استعمال کر سکتا ہے:

(الف) ایک زیادہ جدید ترجمہ کے نسخے۔ اس میں یہ درج ہونا چاہیے کہ کہاں کہاں پر مسائل ہیں۔ اُسے تراجم کو استعمال کرنا آنا چاہیے تا کہ وہ نثر اور شاعری اور پیراگراف میں امتیاز کر سکے۔

(ب) کم از کم ایک اچھی تفسیر جو خاص طور پر اس کتاب میں دیئے گئے تفسیری اصولوں کو پیش کرتی ہو (مثلاً سی۔ کے۔ باریٹ کی کرنتھیوں کے نام پہلے خط کی تفسیر، ایف۔ایف۔ بروس کی عبرانیوں کے نام خط کی تفسیر اور آر۔ ڈی۔ براؤن کی یوحنا کی انجیل کی تفسیر)۔ پھر وہی بات کہ کئی تفاسیر کا مطالعہ مختلف خیالات کے بارے بتائیں گی۔

(ج) اُس کی اپنی عقل سلیم۔ کلام مقدس مخفی معنوں سے نہیں بھرا ہوا کہ کان کنوں کی طرح اندھیری غاروں میں کھدائی کرنا پڑے۔ یہ جاننے کی کوشش کریں کہ بائبلی مصنف عمومی طور کیا کہنا چاہتا تھا۔ ایسی بات عموماً سامنے ہی ہوتی ہے محض تھوڑی سے قواعد وانشاء یا تاریخ کی سمجھ بوجھ سے سامنے آجاتی ہے۔ اکثر یہ بالکل واضح ہوتی ہے اور کوئی ماہر اِس سے چوک جاتا ہے کیونکہ وہ پہلے تحقیق کرنے میں لگ جاتا ہے اور بعد میں دیکھتا ہے۔ اس حوالہ سے جو ماہر نہیں ہوتا وہ ماہر شخص کو سیکھانے کے لئے اچھا ہوتا ہے (Gordon Fee, Interpreting the Word of God, quoted in Schutlz and Inch 1976, 126)

عام ایمانداروں کے لئے

بہت سے عام ایمانداروں میں شخصی بائبلی مطالعہ سے لاتعلقی اور دوری بڑھتی جا رہی ہے۔ بہت سے یہ چاہتے ہیں کہ کوئی اور اُن کے لئے بائبل کی تفسیر کرے۔ یہ بائبلی اصول ''ایمانداروں کی کہانت'' کے باعث ہوا ہے جس کا اصلاح کلیسیا کے دور میں بڑے جوش و ولولہ کے ساتھ پرچار کیا گیا۔ ہم سب مسیح کے وسیلہ خدا کو جاننے اور اپنے لئے اپنی زندگیوں میں اُس کی مرضی کو سمجھنے کے ذمہ دار ہیں (جیسا کہ روحانی لیاقت)۔ ہمیں یہ شاندار ذمہ داری کسی دوسرے کے سپرد نہیں کرنی چاہیے خواہ ہم اُس شخص کی بے حد عزت کرتے ہوں۔ ہم سب نے خدا کے سامنے بائبل کی سمجھ بوجھ اور اِس کے مطابق زندگی گزارنے کے حوالہ سے جوابدہ ہونا ہے (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۰ دیکھیں)۔ آج کے دور میں کلام مقدس کے آسان مطالعہ (وعظ، تفاسیر) کا رواج اتنا عام کیوں ہے؟ اولاً میں سمجھتا ہوں کہ مغربی دُنیا میں آسانی سے دستیاب تفاسیر کی بڑی تعداد الجھن کا سبب بنی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کوئی بھی بائبل

کے بارے میں متفق نہیں ہے۔ بے شک ایسی بات نہیں ہے۔ تاہم ہر ایک کو بڑی، تاریخی مسیحیوں سچائیوں اور کم اہم باتوں کے درمیان فرق معلوم ہونا چاہیے۔ مسیحی ایمان کے بڑی سچائیوں کو تمام ہی مسیحی مسالک پیش کرتے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب وہ عقائد ہیں جو مسیح اور اُس کے کام سے متعلق، خدا کی بچانے کی خواہش اور بائبل کے مرکزی مقام اور ایسی دیگر سچائیوں کے متعلق ہیں جو سب مسیحیوں میں مانے جاتے ہیں۔ عام ایمانداروں کو گیہوں اور بھوسے میں امتیاز کرنے میں تربیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سی تفاسیر ہماری اس ذمہ داری کو کم نہیں کر دیتی کہ ہم کسی ایک شخص کی تفسیر کو منتخب کر لیں جو بائبلی متن میں مصنف کی پیش کردہ الہامی بائبلی مفہوم کے مطابق ہو۔ تفاسیر کی متنوعیت نا صرف ایک رکاوٹ ہے بلکہ یہ مفسروں کی تنظیمی روایات بھی ہیں۔ اکثر عام ایماندار یہ سمجھتے ہیں کہ بائبل کو پڑھنے سے پیشتر ہی وہ جانتے ہیں کہ یہ کیا کہتی ہے یا محض اسے اپنے لئے ہی پڑھتے ہیں۔ اکثر ہم الٰہیاتی نظام میں بہت آرام دہ محسوس کرتے ہیں اور ہم اِس انسان کے تخلیق کردہ نظام کے مسائل کو بھول جاتے ہیں جو کہ کلیسیا کی ساری تاریخ میں موجود رہے۔ ہم یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ مسیحی دُنیا میں یہ نظام ایک دوسرے سے کتنے مختلف اور اکثر متصادم بھی ہیں۔ ہم اپنے آپ کو اُس تک محدود نہیں کرتے جس سے واقف ہیں! ہمیں اپنی تنظیمی اور ثقافتی روایات کی عینکوں کو اُتارنے کے لئے جدوجہد کرنی ہے اور بائبل کو اِس کے اپنے زمانہ کی روشنی میں دیکھنا ہے۔ تنظیمی اور ثقافتی روایات مددگار ہو سکتی ہیں لیکن یہ ہمیشہ بائبل کے زیر اثر ہوں نہ اس کے برعکس۔ جو کچھ ہمیں بتایا گیا ہو اُس کو پرکھنا مشکل کام ہے لیکن اس نہایت اہم کام کو انفرادی طور پر والدین، پاسبانوں، اُستادوں، بیوی یا دوستوں کے بغیر ہی کرنا ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم صرف اپنے والدین، اپنے جائے پیدائش، اپنے پیدائش کے وقت سے ہی متاثر نہیں ہوتے بلکہ اپنے شخصی تجربات اور شخصیت سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ یہ سب بڑی حد تک اس عمل کو متاثر کرتے ہیں کہ ہم کیسے تفسیر کریں۔ ہم ان عوامل کو تبدیل یا ختم نہیں کر سکتے بلکہ ہم ان کی موجودگی سے واقف ہو سکتے تاکہ بلاوجہ اُن سے متاثر نہ ہو سکیں۔ ہم سب تاریخی پروردہ ہیں۔ امریکہ میں ایک زمانہ تھا جب منادوں کے ساتھ ساتھ عام ایماندار بھی بائبل کو جانتے تھے لیکن اب ہمارے اختصاص اور میڈیا کی بھرمار کے دور میں ہم کسی ماہر کی طرف دیکھتے ہیں۔ تاہم بائبل تفسیر میں ہمیں یہ اپنے لئے خود کرنا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نعمت رکھنے والے، بلائے گئے اور تربیت یافتہ مسیحی راہنماؤں سے مشورہ نہ کریں بلکہ ہمیں اُن کی تفسیروں کو دُعائیہ، شخصی اور بائبلی تجزیہ کے بغیر اپنا نہیں بنانا ہے۔ بچائے جانے کے باوجود بھی ہم سب گناہ سے متاثر ہیں۔ خدا کے بارے اور اُس کے مقاصد کے بارے میں یہ ہماری سمجھ بوجھ کے ہر پہلو کو متاثر کرتا ہے۔ ہمیں اس حقیقی سچائی کو پہچاننا لازمی ہے کہ ہماری سمجھ بوجھ کبھی بھی خدا کی سمجھ بوجھ نہیں ہو سکتی۔ ہمیں مسیحیت کے اہم ستونوں کو تھامے رہنا ہے لیکن تفسیر اور مشق کو غیر ضروری اور کم اہم حلقوں میں زیادہ سے زیادہ عام کرنا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو فیصلہ کرنا ہے کہ حدود کہاں تک ہیں اور ایمان، محبت کے وسیلہ کلام مقدس سے ملنے والی روشنی میں بہتر زندگی گزارنی ہے۔ مختصراً میں سمجھتا ہوں کہ کلیسیا کو بائبل کے منصف کی قدیم اور الہامی غرض کو سمجھنے کے اصولوں کی اشاعت میں اور زیادہ توانائی صرف کرنی ہوگی۔ بائبل کے قارئین ہوتے ہوئے ہمیں اپنے تجرباتی، تنگ نظر، تنظیمی اور روایتی بندھنوں میں جکڑے مفروضات کو کم کرنا ہوگا تاکہ حقیقی طور پر ملہم بائبلی مصنفین کے پیغام کو تلاش کر سکیں چاہے وہ ہمارے شخصی نظریاتی تنظیمی

روایات کے منافی ہی کیوں نہ ہوں۔ ہمیں اپنی اُن مہارتوں کو ترک کرنا ہے جن کے ذریعہ ہم کلام مقدس کے متن کو سیاق سباق کے بغیر ہی اپنا عقیدہ کی تصدیق کے لئے استعمال کرتے ہیں تاکہ حقیقی سیاق وسباق کے ساتھ اصلی بائبل مصنفین کی تفسیر کو پیش کر سکیں۔ بائبلی تفسیر میں محض اصلی مصنف (مصنفین) ہی ایسا شخص ہوتا ہے جسے الہام ہوا ہو۔ ایمانداروں کو افسیوں ۴: ۱۱-۱۶ کی روشنی میں اُن کے ارادوں اور اہداف پر تحقیق کرنی ہے۔ خدا ہماری مدد کرے کہ ہم قول اور فعل میں اُس کے کلام کی بھرپوری میں چلیں۔

۲۔ مقامی کلیسیاؤں، جماعتوں اور سیمینارز میں مصنف کا علم التفسیر کی تدریس کا تجربہ

۱۵ سال بطور پاسبان، ۱۶ سال بطور یونیورسٹی کے پروفیسر کے طور پر مجھے وسیع موقع ملا کہ میں کئی تنظیمی گروہوں کے مسیحیوں کے ساتھ علم التفسیر کا مشاہدہ کر سکوں اور اُن پر بحث کر سکوں۔ میں نے جنوبی بپٹسٹ کلیسیاؤں کی پاسبانی کی اور جنوبی بپٹسٹ سکولوں (وے لینڈ بپٹسٹ یونیورسٹی، لوبوک، ٹیکساس؛ ہسپانک سکول آف تھیالوجی، لوبوک، ٹیکساس اور مشرقی ٹیکساس بپٹسٹ یونیورسٹی، مارشل، ٹیکساس) میں پڑھایا اور کرسمیٹک جونیئر سکول جو کالج کی سطح کا تھا میں پڑھایا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد میں کئی برسوں تک او۔ایم۔ ایس سیمنری کیپ ٹاؤن ہتیان، ہیتی؛ یاروان، آرمنیہ میں بپٹسٹ امریکن سیمنری اور سود، سربیا کی انٹرڈینومینیشنل سیمنری میں کورس پڑھائے۔ میں یونائیٹڈ میتھوڈسٹ چرچ اور پریسبٹرین چرچ آف امریکہ کا شراکتی رُکن بھی ہوں۔ میں نے اپنی ڈاکٹریٹ ایک انٹرڈینومینیشنل سیمنری (ٹرینٹی ایونجیلیکل ڈیوِنٹی سکول شکاگو) سے کی۔ اس دوران مجھے کئی سال تک مختلف تنظیموں کی کلیسیاؤں میں پاسبانی کرنے کا موقع بھی ملا۔ ان مباحثوں میں جو عمومی خیال سامنے آیا اور وہ یہ ہے کہ بلاشبہ علم التفسیر کے تصورات کی تربیت اور طریقہ ہائے کار کا فقدان ہے۔ اکثر مسیحی بائبل کی تفسیر میں ذیل کی چیزوں پر انحصار کرتے ہیں؛

۱۔ سیاق وسباق کے بغیر متن کا استعمال (proof-texting)

۲۔ لفاظی (literalizing)

۳۔ مجازی/اخلاقی (allegory/moralizing)

۴۔ تنظیمی آموزش (denominational indoctrination)

۵۔ شخصی تجربہ (personal experience)

۶۔ ثقافتی صورتحال (cultural conditioning)

بائبل تفسیر کے لئے ایک متوازن، مصدقہ اور متن پر مشتمل علم التفسیر کی جہت کی شدید ضرورت ہے۔ علم التفسیر کے اصولوں کو (۱) غیر تکنیکی زبان (۲) سادگی سے بیان کردہ اصولوں اور (۳) اُن اصولوں کو جو کئی بائبلی مثالوں کے ساتھ مطابقت رکھتے ہوں، پیش کرنا نہایت اہم ہے۔ عام ایمانداروں فوراً ایک سادہ علم التفسیر کی جہت پر ردعمل کریں جو کہ مزید ایک مسلسل، مصدقہ اور متن پر مشتمل عمل کو مہیا کرنے کا اظہار ہوتا کہ کلام مقدس کی شخصی تفسیر ہو۔ بہت سے عام ایماندار بائبل کے مطالعہ کو مقامی کلیسیاؤں، مسیحی مواد اور میڈیا (ریڈیو اور ٹی وی) سے حاصل ہونے والی باتوں کے تعلق سے پیش کرتے ہیں۔ میں نے علم التفسیر کو مختلف حالات

میں پڑھایا ہے۔

۱۔شہری سطح کے سیمیناروں میں

۲۔مقامی کلیسیا کی سطح کے سیمیناروں میں

۳۔سنڈے سکول کی جماعتوں میں

۴۔جونیئر کالج کی جماعتوں میں

۵۔یونیورسٹی کی جماعتوں میں

ان میں سے ہرایک ماحول میں نے عام ایمانداروں کو بائبل کے مطالعہ کے لئے ایک متوازن، مصدقہ اور متن پر مشتمل جہت کے لئے تیار اور ردعمل کرتے پایا ہے۔ بائبل کو سمجھنے اور اِس کی تعلیم کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے ایک حقیقی بھوک ہے۔ایک حقیقی مایوسی بھی ہے جس کی وجہ؛

(۱)تفسیروں کی کثرت

(۲)تفسیروں میں مطابقت

(۳)مخصوص تفسیروں کے ساتھ منسلک تنظیمی رعونت

(۴)خدا کے نام میں جو کچھ بتایا گیا ہو اُس کی تصدیق کرنے کا فقدان

یہ کتاب اس لئے ترتیب نہیں دی گئی کہ تفسیر کی ایک تکنیکی ، جامع اور علمی پیش کش ہو بلکہ متوسط ایمانداروں کے لئے سیاق و سباق / متنی جہت کے متن پر مشتمل مکتبہ تفسیر کا تعارف ہو(مثلاً اسریا کا انطیوک) اور ان اصول کو روزمرہ کے مطالعہ اور زندگی میں اطلاق ہو۔یہ تعارف پانچ مخصوص موضوعات کا احاطہ کرے گا؛

۱۔علم التفسیر کی تربیت کی ضرورت

۲۔بائبلی علم التفسیر کے سیاق وسباق / متنی اصول

۳۔جدید علم التفسیر میں کچھ بڑی خامیاں

۴۔کچھ اصولیاتی طریقہ ہائے کار کی ہدایات

۵۔بائبل کے مطالعہ کے وسائل جو کہ جدید انگریزی بولنے والے عام ایمانداروں کے لئے ہوں گے۔

یہ کتاب مسیحیوں کی اپنے لئے کلام مقدس کی تفسیر میں دلچسپی اور خواہش کو بڑھانے کے لئے ترتیب دی گئی ہے۔یہ ایک بنیادی قدم ہے لیکن بلا شبہ نہایت اہم ہے۔کتابیات میں بے شمار اضافی وسائل مہیا کیے گئے ہیں تا کہ بائبل کے مطالعہ میں مزید مہارتیں حاصل کی جا سکیں۔واضح رہے کہ ہمارے جدید معروف بائبلی تفسیر کے طرائق میں مسئلہ ہے اور زیادہ متوازن، مصدقہ اور متن پر مشتمل جہت کی عام ایمانداروں کے لئے دستیابی اس کتاب کا بڑا مقصد ہے۔چونکہ ہزاروں میلوں کے سفر کا آغاز ایک قدم سے ہوتا ہے لہذا اُمید واثق ہے کہ یہ تعارف عام ایمانداروں کی شادمانی اور طرزِ زندگی، روزمرہ اور شخصی بائبلی مطالعہ کی دُرست

راہ پر لے جانے کا آغاز ہوگا۔

۳۔اختیار کا مسئلہ

مجھے نہیں معلوم کہ شخصی طور پر میرے لئے یہ سوال کہ خدا ہے، واقعی ایک مسئلہ رہا ہے یا نہیں۔ میں بائبلی مصنفین کی پیروی کرتے ہوئے خدا کے وجود کو مانتا ہوں۔ مجھے کبھی بھی فلسفہ کی دلیل کی ضرورت نہیں پڑی کہ اپنے ایمان کا انحصار اُس نظریہ پر کروں۔ تھامس اکوینس کے خدا کے لئے پانچ اثبات اُن کے لئے مددگار ہیں جو نظریہ عقلیت کے وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ پھر بھی فلسفہ کے ناگزیر دلائل بائبل کے خدا، ہمارے خداوند یسوع مسیح کے باپ کے وجود کو واقعی ثابت نہیں کرتے۔ حتی المقدور وقتی طور پر اُنہیں ایک منطقی ناگزیریت، ایک غیر متحرک محرک یا ایک عظیم سبب مان لیا جائے تب بھی یہ سوال کہ آیا ہم خدا کو جانتے ہیں (یونانی فلسفہ) میرے لئے بڑا اہم نہیں رہا۔ میرا ایمان ہے کہ خدا ہم سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ صرف عام مکاشفہ ہی کی بات نہیں ؛(۱) تخلیق میں خدا کا ثبوت (زبور ۱۹:۱۔۶؛ رومیوں ۱:۱۹۔۲۰) اور (۲) بنی نوع انسان کے باطن ثبوت (رومیوں ۲:۱۴۔۱۵) بلکہ انفرادیت کے ساتھ خدا کے تحریری مکاشفہ میں بھی ہے (۲۔تیمتھیس ۳:۱۵۔۱۷)۔ خدا نے ہم سے حالات و واقعات کے ذریعہ شریعت کے ذریعہ اور نبیوں کے ذریعہ کلام کیا (متی ۵:۱۷۔۱۹)۔ سب سے بڑھ کر اُس نے اپنے بیٹے میں کلام کیا (متی ۵:۲۱۔۴۸؛ یوحنا ۱:۱۔۱۴؛ عبرانیوں ۱:۱۔۳)۔ میرے لئے اہم سوال کا محور یہ کہ خدا کیا کہتا ہے۔ یہ بات مجھ میں میری مسیحی زندگی کے ابتدائی ایام میں ہی پیدا ہوگئی تھی۔ بائبل کو جاننے کی خواہش میں میں نے کلام مقدس کی تمام مختلف تفاسیر کو کھنگال ڈالا۔ ایسا لگتا تھا کہ ہر کسی کا بائبل سے متعلق اپنا ہی خیال ہے اور اکثر ایک شخصی قسم، تنظیمی پس منظر، ذاتی تجربہ یا والدین کی تربیت پر مبنی ہوتا تھا۔ وہ سب ہی بہت قائلیت کی حامل اور قائل کرنے والی تھیں۔ اگر کوئی ایک کسی سطح تک یہ بیان کرتی کہ خدا کیا کہہ رہا تھا تو میں حیران ہونا شروع کر دیتا تھا۔ بالآخر سیمنری میں مجھے ''بائبلی اختیار'' کے تصور سے متعارف ہنے کا موقع ملا۔ مجھ پر یہ واضح ہوگیا کہ بائبل صرف ایمان اور اعمال کی بنیاد ہے۔ یہ محض کسی کے روایتی طریقہ ہائے کار اور الٰہیات کے دفاع کے لئے ہی نہیں تھی۔ یہ ''اختیار کا مسئلہ'' کے سوال کا دُرست جواب تھی۔ حتیٰ کہ بائبل کے اختیار کو درست تفسیر شدہ کے طور پر قبول کر لینے کے بعد بھی ایک مشکل ویسے کی ویسی ہی رہی کہ علم التفسیر کا کونسا سے نظام بہترین ہے۔ تفاسیر کی بھول بھلیوں میں جو مجھے اُلجھن رہتی تھی وہی اُلجھن میں علم التفسیر کے میدانوں میں بھی پاتا تھا۔ دراصل متفرق بیان شدہ یا غیر بیان شدہ، معلوم یا نامعلوم علم التفسیر کے اصولات تفاسیر کی کثرت کی حقیقی وجہ ہوسکتے ہیں۔ علم التفسیر کے اصولات کا تجزیہ کرنا شدید مشکل تھا کیونکہ وہ الہامی نہیں تھے بلکہ مختلف الٰہیاتی روایات اور تاریخی بحرانوں کے باعث وضع کیے گئے تھے۔ ان تمام مختلف نظاموں میں خدا ترس مفسرین بھی ہیں۔ کوئی کیسے یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ کون یا نظام استعمال کیا جائے؟ میرا بنیادی مسئلہ یہ تھا کہ میں ''تصدیق کرنے کی صلاحیت'' اور ''متوازنیت'' کی طرف آؤں۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ میں ایسے زمانہ میں رہتا ہوں جس پر سائنسی طریقہ کار کا غلبہ ہے۔ تاہم تفسیر پر کچھ حدود کو بھی تعین کرنا ضروری ہے۔ علم التفسیر میں تضاد موجود ہے کیونکہ یہ نعمت اور انسانی زبانوں کو سمجھنے کے لئے منطقی ہدایات پر مشتمل نصاب (سائنس) بھی ہے۔ کسی کے تفسیر کرنے کے جو بھی اصول ہوں وہ اِن دو پہلوؤں

کے حوالہ سے متوازن ہونے چاہیے۔

انطا کی مکتبہ تفسیر نے بہترین متوازن کو پیش کیا۔اس کے سیاق وسباق / متن پر مرتکزیت نے کم ازکم تصدیق کے کچھ معیار کو پیش کیا ہے۔اس پر کبھی بھی اتفاق رائے نہیں ہوگا مگر کم ازکم وہ کلام مقدس کی تفسیر کی اہمیت کو اپنے حتمی اور عام طریقہ سے پیش کرے گا۔ یہ ماننا پڑے گا کہ یہ جہت بنیادی طور پر اسکندریہ (مصر) کے تمثیلی مکتبہ کا ردعمل ہے۔یہ بے حد سادہ (سلوا ۱۹۸۷، ۵۲، ۵۳) ہے مگر یہ بائبلی تفسیر میں کلیسیا کی دو بنیادی جہتوں کا تجزیہ کرنے میں مددگار بھی ہے۔انطا کی مکتب نے ارسطو کے طرزِ طریقہ کے ساتھ اصلاح اور احیائے علوم کی تفسیر کے لئے ایک مناسب تفہیم دی ہے جو ہمارے جدید سائنسی دور کے لئے ایک میدان مہیا کرتی ہے۔تفسیر کے لئے سیاق وسباق / متنی جہت پہلے بائبل کو اپنے زمانہ میں بولنے دیتی ہے (ایک معنی) اور پھر ہمارے زمانہ میں (کئی اطلاق)۔ یہ وقت اور ثقافت کے خلا کو ایک طریقہ کار سے پُر کرتی ہے جو کہ ہمارے زمانہ کی علمی برداری کے لئے قابل قبول ہے۔وہ اس کو اس لئے قبول کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ تقریباً وہی طریقہ کار ہے جو کہ تمام قدیم ادب کی تفسیر کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ہماری جدید علمی ذہنیت کی طرزِ فکر پر پورا اُترتا ہے۔ جب علم التفسیر ہماری خدمت کا اہم حصہ بن چکا تو میں منادی، تدریس اور مذہبی تحریروں کا زیادہ غور وفکر کے ساتھ تجزیہ کرنا شروع کر دیا۔خدا کے نام میں ہونے والی غلط کاریوں کو دیکھنا خوفناک تھا۔کلیسیا بائبل کی تعظیم کرتی دیکھائی دیتی تھی اور پھر اس کے پیغام کو روک دیتی۔یہ عام ایماندار پر ہی صادق نہیں آتا تھا بلکہ کلیسیائی قیات پر بھی۔یہ نیکی کے کام کے معاملہ نہیں ہے بلکہ تفسیر کے اصولوں سے حقیقی غفلت ہے۔وہ خوشی جو مجھے بائبل کو اصل مصنف کے حقیقی مقصد کو جان کر ہوتی تھی وہ کئی کمال، ذمہ دار اور پیارے ایمانداروں کے لئے غیر اہم ہے۔میں نے فیصلہ کیا کہ میں عام ایمانداروں کو انطا کی؛ سیاق وسباق / متن پر مرکوز تفسیر کے اصولوں سے متعارف کروانے کی غرض سے ایک کتاب ترتیب دونگا۔اُس وقت (۱۹۷۷) علم التفسیر پر بہت زیادہ کتابیں دستیاب نہیں تھیں۔وہ عام ایمانداروں کے لئے واقعی ایسا ہی تھا۔میں نے غلط انداز سے تشریح شدہ تفسیر اور ہمارے ذہنی تعصّبات کو عیاں کرنے کے وسیلہ دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کی۔اس کے ساتھ سیاق وسباق / متن پر مرتکز طریقہ کار کو مختصر تعارف بھی جُڑا ہوتا تھا اور عمومی الٰہیاتی غلطیوں کی فہرست بھی اس کے ساتھ ہوتی جو تفسیر میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔بالآخر مرحلہ وار ترتیب کو پیش کیا جو کسی کی مدد کر سکتی تھی کہ وہ تفسیری عمل سے گزرے اور تحقیقی وسائل سے معاونت حاصل کرنے میں مناسب وقت لگائے۔

۴۔علم التفسیر کیلئے غیر تکنیکی طریقہ ہائے کار کی ضرورت

(الف) ایمانداروں کے مابین لاتعلقی

بطور پاسبان اور پروفیسر یہ مسئلہ کئی برسوں سے میرے دل پر بوجھ کی طرح ہے۔مجھے دُکھ کے ساتھ یہ احساس ہوا ہے کہ آج کے دور میں ایمانداروں میں بائبلی علم تنزل کا شکار ہے۔علم میں فقدان کی بنیادی وجہ موجودہ کلیسیا میں پائے جانے والے بہت مسائل ہیں۔میں جانتا ہوں کہ آج کے ایماندار ویسے ہی خدا سے پیار کرتے ہیں جیسے کہ پہلے کے ایماندار خدا اور اُس کے کلام سے پیار کرتے تھے،تو پھر ایسی کیا وجہ ہے جس نے نا صرف خدا کے کلام کی تعلیم بلکہ اِس کے مطلب اور اطلاق سے متعلق ہماری سمجھ بوجھ

کوختم کر دیا ہے؟ میرے خیال میں مایوسی کے احساس کے باعث مسیحیوں کی اکثریت بائبل کے مطالعہ اور اِس کی تفسیر سے لاتعلق اور بے گانہ ہو چکی ہے۔اس لاتعلقی کو موجودہ زندگی کے کئی شعبوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بڑے مسائل میں ایک مسئلہ ہمارا صارفین کے مفادات کے تحفظ کا ثقافتی رویہ ہے۔ہم عوام ہوتے ہوئے اپنی ہر ضرورت کو بہت بڑی سمجھنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ہماری ثقافت نے فاسٹ فوڈ صنعت کی ذہنیت کو ثقافتی اصولوں کی شکل میں بدل لیا ہے۔ہم ایسی چیز کے عادی ہو چکے ہیں جو تیار شدہ حالت میں میسر ہو اور فوراً استعمال ہو سکے۔مسیحی بالغ پن کی بنیاد بائبلی علم پر ہے اور روزمرہ کا طرز زندگی اس ثقافتی تقاضے کو پورا نہیں کر سکتا۔بائبل کا علم محض دُعا، مستقل مزاجی، تربیت، باقاعدہ مطالعہ اور اپنے اُوپر اِس کے اطلاق کی قیمت ادا کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔حقیقت میں موجودہ دور کے ایماندار اکیسویں صدی، مادہ پرست امریکہ اور شخصی قیمت ادا کرنے کے لئے تیار نہ ہونے کے تیز راستہ پر ہیں۔پادریوں اور عام ایمانداروں میں غیر بائبلی تقسیم نے بھی مسئلہ کو بڑھایا ہے۔

یہ اس طرح لگتا ہے کہ ہماری دوسروں پر انحصار کرنے کی ذہنیت نے بہت سے ایمانداروں میں شخصی بائبلی مطالعہ اور سمجھ بوجھ کی ضرورت کے احساس کو ختم کر دیا ہے۔یہ ہماری سوچ بن چکی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں ''یہ مناد کا کام ہے''۔اس قسم کی ذہنیت کے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ ''مناد/پاسبان اگر غلط تفسیر بھی کر دے'' یا'' آپ پاسبان کو تبدیل بھی کر دیں'' تو کچھ فرق نہیں پڑتا۔یہ بے گانگی یا لاتعلقی کا رویہ بائبلی سچائی اور عقائد کی اصلاح (لوتھر) کی ''روحانی اہلیت'' کو ختم کر دیتا ہے (۱۔پطرس۲:۵،۹؛ مکاشفہ۱:۶)۔یہ ہمارے ''حیوانی معاشرے'' کے رُجحان کو بڑھاتا ہے۔یہ ہماری روحانی ذمہ داری کو اپنے اوپر سے اُتار کر دوسروں پر ڈالنے کی طرف لے جاتا ہے۔کلیسیائی راہنما تربیت دینے والوں کی بجائے ثالثی یا گُرو بن چکے ہیں (افسیوں۴:۱۱-۱۲)۔ہم نا صرف دین اور دُنیا میں ثقافتی منقسم زندگی رکھتے ہیں بلکہ ہم نے دین کو عارضی حیثیت میں بدل دیا ہے۔

موجودہ زمانہ کے ایمانداروں کی اکثریت میں لاتعلقی یا بے گانگی کی ایک اور بڑی وجہ بائبلی مطالعہ کے شعبہ میں ماہر بننے کے رجحان کا بڑھنا بھی ہے۔بائبلی مطالعہ تربیت یافتہ ماہرین کا ایک تکنیکی دائرہ اثر بن چکا ہے۔اصولات اور طریقہ کار بہت پیچیدہ بن چکے ہیں اور کوئی بھی جب تک کئی ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں مثلاً زباندانی، یونانی، عبرانی، علم الوعظ اور علم الٰہیات، حاصل نہ کر لے ان پر پورا نہیں اُتر سکتا۔یہ ''جدید غناسطیت'' کے خطرہ کو متعارف کرواتا ہے جس کے مطابق روحانی سچائی محض علمی طور پر ممتاز ہونے حاصل ہو سکتی ہے۔بلاشبہ ممتاز ماہرین بھی آپس میں متفق نہیں ہوتے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تکنیکی مہارتیں بھی مطلوبہ نتائج برآمد نہیں کرتیں۔یہ ہمیں لاتعلقی یا بے گانگی کی ایک اور وجہ کی طرف لے جاتی ہے جو کہ تفاسیر کی کثرت ہے۔نا صرف اس میں تنظیمی فرائق کا بھی سامنا ہوتا ہے بلکہ تنظیموں میں بھی خیالات میں اختلاف ملتا ہے۔یہ حیران کر دینے والی بات نہیں ہے کہ ایمانداروں کی اکثریت ان اختلافات جنہیں بڑے پُر زور، مربوط انداز سے پیش کیا جاتا ہے کا سامنا کر کے اُلجھن کا شکار ہے۔

(ب) ایمانداروں میں عقائد پرستی

کیا یہ حیران کُن ہے کہ تفسیری عمل میں شامل ہونا ایک اُلجھن بھرا اور مشکل کام ہے؟ گزشتہ نکتہ میں بیان کردہ بیرونی عوامل کے ساتھ کئی اندرونی عوامل بھی ہیں۔اگر بائبلی مطالعہ کے حوالہ سے لاتعلقی یا بے گانگی موجود ہے تو ایسا لگتا ہے کہ اگر ایک دفعہ اس

لاتعلقی یا بے گانگی پر غالب آنے کا فیصلہ کر بھی لیا جائے تو فوراً ہی کثرتیت اور امتیازیت سے سامنا ہو جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے مغربی بائبلی طالب علموں میں عقائد پرستی کی سطح بہت بلند ہے۔ اس میں کئی طرح کے عوامل شامل ہیں۔ پہلا روحانی روایت ہے جس میں کوئی بھی پرورش پاتا ہے۔ اکثر عقائد پرستی ماں باپ یا کلیسیا میں اُستادوں کی وجہ سے سیکھا گیا ردِعمل ہوتا ہے۔ یہ یا تو ہمارے نظریات یا طور طریقوں کی مکمل شناخت ہوسکتی ہے یا اُن کی اہمیت کو مکمل رد کرنا ہوسکتا ہے۔ یہ تبدیلی، جذب کرنے کا عمل یا منفی ردِعمل عموماً شخصی بائبلی مطالعہ کے مطابق نہیں ہوتا۔ اکثر ہمارے تعصّبات، مفروضات اور قیاس آرائیاں خاندانوں کے ذریعہ منتقل ہوتی ہیں۔ اگر والدین ہمیں اپنے روحانی نظریات سے متاثر نہ کریں تو یقیناً ہماری مذہبی تنظیم ایسا کرتی ہے۔ بہت کچھ جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں ہمارے بائبل کے شخصی مطالعہ کے باعث نہیں ہوتا بلکہ تنظیمی تعلیم و تربیت کے مطابق ہوتا ہے۔ آج کل بہت کم کلیسیائیں ہیں جو مربوط انداز سے وہ کچھ سکھاتی ہیں کہ اُن کا ایمان کیا ہے اور کیوں ہے۔ یہ مسئلہ تنظیم پرستی سے متاثر ہی نہیں ہے بلکہ تنظیمی کلیسیا کے جغرافیائی محل وقوع سے بھی ہے۔ جیسے کہ یہ یقینی بات ہے کہ جس دور (بعد از جدیدیت) میں ہم رہ رہے ہیں وہ ہمارے ایمانی نظام کو متاثر کرتا ہے بلکہ جغرافیائی محل وقوع بھی ایسا کرتا ہے۔ علاقہ پرستی بھی اُتنی ہی اہم ہے جتنی کہ آباؤاجداد یا تنظیم کی روایت۔ میں تقریباً ۳۰ سال سے شراکتی بشارت میں خدمت کرتا رہا ہوں اور کلیسیائی اراکین اور طالب علموں کو رسالتی دوروں پر لے کر جاتا رہا ہوں تا کہ وہ غیر ملکوں میں میری تنظیم کی کلیسیاؤں کے ساتھ کام کریں۔ میں حیران ہوا کہ ایک ہی تنظیمی روایت کے حامل کلیسیائیں اپنے ایمان کی مشق کتنے مختلف انداز سے کرتیں ہیں۔ اس نے حقیقت میں کہ تنظیم پرستی اور علاقہ پرستی کی تعلیم و تربیت (اس میں بائبل کے مطالعہ شامل نہیں ہے) کے بارے میری آنکھیں کھول دیں جس نے ہم سب کو متاثر کیا ہوا ہے۔

ایمانداروں میں عقائد پرستی کی دوسری بڑی وجہ شخصی عوامل سے تعلق رکھتی ہے۔ جس طرح ہم وقت، جگہ اور والدین سے متاثر ہوتے ہیں ایسے ہی ہم مساوی طور پر اپنی شخصیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ اس تصور کو اس کتاب کے اگلے حصہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے لیکن آغاز میں بھی بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ ہماری شخصیت، شخصی تجربہ اور روحانی نعمت کس قدر ہماری تفسیر پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اکثر ہماری عقائد پرستی کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ ''اگر میرے ساتھ ایسا ہوا ہے تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا'' اور اگر یہ میرے ساتھ کبھی نہیں ہوا تو تمہارے ساتھ بھی نہیں ہونا چاہیئے''۔ یہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں۔

۵۔ بائبل کے متعلق بنیادی مفروضات

اس نکتہ پر جتنا ممکن ہونے سکے مجھے صاف صاف بات کرنے کی ضرورت ہے اور میں کوشش کرونگا کہ میں اپنے عملی مفروضات کو بیان کروں۔ اگر ہم غیر بائبلی عوامل سے بے حد متاثر ہیں تو کیوں اور کتابوں کے سلسلہ میں ایک یہ کتاب نہ ہو۔ میں آپ کو اپنے خیالات کا حامی نہیں بنانا چاہتا بلکہ غیر تکنیکی شخصی بائبلی مطالعہ کے لئے زیادہ متوازن اور مصدقہ طریقہ کار مہیا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ طریقہ کار الہامی نہیں مگر یہ قدیم مسیحی نمونہ کی ترمیم شدہ شکل ہے۔ میرے بنیادی نظریات یہ ہیں:

(الف) بائبل دونوں پرانے اور نئے عہد نامے ایک اور صرف ایک خالق اور نجات دہندہ خدا کی طرف سے ہے۔ اُس نے انسانی

ذرائع کا استعمال کر کے ہمیں یہ بخشی تا کہ ہم اُسے اور ہماری زندگیوں کے لئے اُس کی مرضی کو جان سکیں اور سمجھ سکیں (۲۔ تیمتھیس ۳:۱۵، ۱۷)۔ یہ قطعی طور پر با اختیار ہے۔

(ب) بائبل علم التفسیر کی طرح اپنے آپ میں محدود نہیں ہے بلکہ یہ خدا کے ساتھ شخصی تعلق کا ذریعہ ہے (Grant and Tracy 1984, 11; Silva 1987, vi)۔ خدا نے ہم سے واضح طور پر بائبل کے وسیلہ کلام کیا ہے اور مزید واضح طور پر اپنے بیٹے یسوع مسیح کے وسیلہ (عبرانیوں ۱:۱۔۳)۔ مسیح سارے کلام کا مرکز ہے۔ وہ اسکی حتمی تکمیل اور مقصد ہے۔ وہ کلام کا مالک ہے۔ اُس میں تمام مکاشفہ مکمل اور اختتام ہوتا ہے (یوحنا ۱:۱۔۱۸؛ ۱۔کرنتھیوں ۸:۶؛ کلسیوں ۱:۱۳۔۲۰)۔

(ج) بائبل عام اور غیر تکنیکی انسانی زبان میں لکھی گئی۔ یہ واضح، عام فہم الفاظ، حصوں اور فقرات پر مرتکز ہے (Silva 1987, 42)۔ روح القدس نے سچائی کے سادہ سے بیانات دیے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ بائبل مبہم/پیچیدہ ہے کیونکہ اِس میں ثقافتی محاورے نہیں ہیں یا اِس کے حوالہ جات مشکل نہیں ہیں اور نکتہ پر اس میں تحریری غلطیاں بھی نہیں ہیں۔ اس میں ڈھکے ہوئے یا خفیہ مفہوم بھی نہیں ہیں۔ اگر چہ اسکی سچائیوں میں منطقی الجھاؤ یا تناقض نہیں ہیں پھر بھی یہ تضاد (ایمان کی مثال) نہیں رکھتی۔

(د) بائبل کا پیغام بنیادی طور پر نجات بخش ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے (حزقی ایل ۱۸:۲۳، ۳۲؛ یوحنا ۴:۴۲؛ ۱۔ تیمتھیس ۲:۴؛ ۴:۱۰؛ ۲۔پطرس ۳:۹)۔ یہ تمام دُنیا کے لئے ہے اور محض اسرائیل کے لئے ہی نہیں ہے (پیدائش ۳:۱۵؛ ۱۲:۳؛ خروج ۱۹:۵۔۶) یہ گمراہ (گرواٹ کی شکار) دُنیا کے لئے ہے محض کلیسیا کے لئے ہی نہیں ہے۔ یہ عام لوگوں کے لئے، عمومی انسانوں کے لئے ہے نہ کہ روحانی اور علمی نعمتوں سے معمور لوگوں کے لئے۔

(ہ) روح القدس اِس کی مناسب سمجھ بوجھ کے لئے ناگزیر راہنما ہے۔

۱۔ انسانی جدوجہد اور پرہیزگاری (۲۔ تیمتھیس ۲:۱۵) اور روح القدس کی راہنمائی میں ایک توازن ہونا لازمی ہے (یوحنا ۱۴:۲۶؛ ۱۶:۱۳۔۱۴؛ ۱۔یوحنا ۲:۲۰۔۲۱، ۲۷)۔

۲۔ بائبلی تفسیر بھی ممکنہ طور پر روحانی نعمت (بشارت، ہدیہ دینا یا دُعا کی مانند) ہے، تاہم یہ ہر ایک ایماندار کی ذمہ داری بھی ہے۔ اگر چہ یہ ایک نعمت ہے، جن کو یہ نعمت ملی ہوں اُن پر غور کر کے ہم میں سے ہر ایک بہتر سے بہتر یہ کام کر سکتا ہے۔

۳۔ انسانی علمیت کی پہنچ سے دور ایک روحانی سمت ہے۔ اصل مصنفین نے اُن کی سمجھ سے بڑھ کر تحریر کیا (مثلاً مستقبل کے واقعات، بتدریج مکاشفہ کے پہلو اور نبوتوں کی کئی مرتبہ تکمیل)۔ اصل سامعین نے بعض اوقات اس الہامی پیغام اور اِس کے اطلاق کو نہ سمجھا۔ روح القدس ہمیں منور کرتا ہے کہ بائبلی مصنفین کے بنیادی پیغام کو سمجھ سکیں۔ ہم ساری تفصیل نہیں جا سکتے ہیں تو پھر کون ہے جو یہ جانتا ہے؟ روح القدس! جو سارے کلام کا حقیقی مصنف ہے۔

(و) بائبل ہر ایک نئے سوال کا براہ راست جواب نہیں دیتی (Spire 1980, 82)۔ یہ کئی باتوں میں واضح طور پر بیان نہیں کرتی۔ اُن میں کچھ اصل تاریخی ماحول کی قید میں ہوتی ہیں (مثلاً ۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۹) اور کچھ باتیں اُس تاریخ سے پہلے کی ہوتی ہیں (مثلاً دانی ایل ۱۲:۴)۔ یہ یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ استعاراتی معنوں میں سچائی کو پیش کرتی ہے اور ہر بات کے ہر پہلو کا

احاطہ نہیں کرتی ہے۔ یہ ایمان اور زندگی کے حسبِ ضرورت ہے۔ ہم خدا اور کلامِ مقدس مخصوص عقائد کے بارے میں سب کچھ ہی نہیں جان سکتے تاہم جو بنیادی اور لازمی ہے وہ ہم جان سکتے ہیں (Sliva 1987, 80)۔

۶۔ سیاق وسباق / متنی طریقہ کار کے بارے عمومی بیانات

یہ کتاب دراصل بائبل کی تفسیر کے سیاق وسباق / متنی یا لغوی طریقہ کار کا بنیادی تعارف ہے۔ یہ طریقہ کار تیسری صدی عیسوی میں انطاکیہ، اسریا میں استعاراتی طریقہ کار کے ردِعمل میں وضع کیا گیا جو کہ اس سے پہلے اسکندریہ، مصر میں وضع ہو چکا تھا۔ اس قدیم طریقہ ہائے کار میں تاریخی پیش رفت اور وضاحت کو اگلے حصے میں بیان کیا جائے گا۔ اس تعارفی حصہ میں مَیں انطاکیہ کے طریقہ کار کے متعلق کچھ عمومی باتیں کرنا چاہوں گا۔

(الف) یہ واحد طریقہ کار تھا جو دوسروں کو تفسیر پر عبور حاصل کرنا فراہم کرتا تھا کہ دی گئی تفسیر کی متن کے مطابق تصدیق کریں۔ یہ متوازنیت کا ایک معیار مہیا کرتا تھا اور اس بات کی یقین دہانی کرواتا تھا کہ جس کسی نے ایک حوالہ کی تفسیر کی ہے وہ اصل ملہم مصنف کی سوچ اور ارادے کے مطابق ہے۔ جیسا کہ گورڈون فی (Gordon Fee) کہتا ہے کہ ''ایک بائبل کچھ بھی بیان کر سکتی ہے، یہ بے معنی بات ہے''۔

(ب) یہ طریقہ کار محض عُلما یا کلیسیائی قائدین کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ اصل سامعین تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ اصل سامعین پیغام کو اپنے سیاق وسباق اور ثقافتی ماحول میں سمجھتے تھے۔ ''وقت، زبان اور ثقافت کی وجہ سے اصل ماحول اور پیغام کو سمجھنے کا کام مشکل تر ہوتا جاتا ہے'' (Virkler 1981, 1920)۔ جو ظاہراً دکھائی دیتا ہے اکثر تاریخ، ثقافت اور محاوروں میں کھو جاتا ہے۔ اس لئے تاریخ اور ثقافت کا علم اہم بن گیا ہے۔ اصل زبان کا علم، اُس کی بناوٹ اور اُس کے محاورے بہت مددگار بن جاتے ہیں۔ زبان اور ثقافت کے خلا کے باعث ہم محقق بن گئے ہیں یا کم از کم جدید محققین کے پڑھنے والے۔

(ج) ہمارا پہلا اور آخری کام تفسیر کے عمل میں جہاں تک ممکن ہو واضح طور پر سمجھنا چاہیے کہ بائبل مصنفین نے اپنے زمانہ میں کیا کہتے رہے، اصل سامعین نے کیا سمجھا اور یہ سچائیاں ہماری ثقافت اور زندگیوں پر کیسے لاگو ہوتی ہیں۔ ان معیاروں سے ہٹ کر اور کوئی تفسیر دُرست نہیں ہوتی۔ اس مقام پر آ کر مجھے چند سیاق وسباق اور متنی سوالات کو بیان کرنے دیں جو ہر ایک کو بائبلی متن سے پوچھنے چاہیے۔

۱۔ اصل مصنف نے کیا کہا؟ (متنی تنقید)

۲۔ اصل مصنف کا مطلب کیا تھا؟ (تشریح)

۳۔ اصل مصنف نے اس موضوع پر کسی اور جگہ کیا کہا؟ (متوازی حوالہ جات)

۴۔ دیگر بائبلی مصنفین نے اس موضوع پر کیا کہا؟ (متوازی حوالہ جات)

۵۔ اصل سامعین نے اِس کو کیسے سمجھا اور اس پر ردِعمل کیا؟ (اصل اطلاق)

۶۔ میرے زمانہ میں اصل پیغام کس طرح لاگو ہوتا ہے؟ (جدید اطلاق)

۷۔اصل پیغام میری زندگی پر کیسے لاگو ہوتا ہے؟ (شخصی اطلاق)

۷۔قارئین کے لئے چند عمومی باتیں

(الف) گناہ ہر ایک کی تفسیر، تعلیم، دُعا اور نظام سازی کو متاثر کرتا ہے (حتیٰ کہ نجات کے بعد بھی)۔ میں جانتا ہوں یہ مجھے بھی متاثر کرتا ہے لیکن میں ہمیشہ سمجھ نہیں سکتا کہ کب اور کیسے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے مطالعہ کی ہم میں بسنے والی روح القدس کے ذریعہ چھان بین کرنی چاہیے۔ میں مثالوں پر غور کریں، میری دلیل پر سوچیں، مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے تصورات کو وسیع کر سکوں۔

(ب) برائے مہربانی جو کچھ آپ نے سُنا ہے اور جو آپ ایمان رکھتے ہیں اُس کی بنیاد پر اِس کتاب پر ردِعمل اظہار نہ کریں یا تنقید نہ کریں مجھے اجازت دیں کہ کم از کم آپ کی روایتی سمجھ بوجھ کو دعوت عمل دے سکوں۔ میں اکثر اپنی جماعتوں کو کہتا ہوں کہ ''جو کچھ بھی میں ایسا کہوں جو آپ نے کبھی نہ سُنا ہو اُس کا مطلب نہیں نہیں ہونا چاہیے کہ میں عجیب ہوں''۔

(ج) جو مثالیں میں استعمال کرتا ہوں وہ متنازعہ ہوتی ہیں۔ ان کا مقصد آپ کو سوچنے، اپنی شخصی الٰہیات اور بائبل کے مطالعہ کے طریقوں کو پرکھنے پر آمادہ کرنا ہے۔ برائے مہربانی علم التفسیر کے اصولوں یا تشریحی مراحل کی مثالوں میں اس قدر نہ کھو جائیں کہ آپ اُس طریقہ کار کو بھول جائیں جو میں بیان کرنے جا رہا ہوں۔ ان مثالوں کا مقصد:

۱۔متبادل تفاسیر کو دیکھانا

۲۔تفاسیر کی غیر مناسب نوعیت کو دیکھانا

۳۔علم التفسیر کے اصولوں کی مثالیں

۴۔آپ کی توجہ حاصل کرنا اور مرکوز رکھنا

(د) برائے مہربانی یہ یاد رکھیں کہ میں اپنی شخصی الٰہیات کو آپ میں منتقل نہیں کرنا چاہتا بلکہ قدیم مسیحی علم التفسیر کے طریقہ کار اور اُس کے اطلاق کو متعارف کروانا ہے۔ مجھے آپ کی رضامندی کا انتظار نہیں ہے بلکہ میں آپ کو دعوت عمل دینا چاہتا ہوں کہ آپ تفسیری طریقہ کار کا استعمال کریں جو کہ ہمارے تمام سوالوں کے جوابات نہیں دیتا بلکہ ہمیں پہچاننے میں مدد دیتا ہے کہ کوئی کلام کے حوالہ سے متعلق کب زیادہ اور کب کم بات کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر نئے مسیحیوں کے لئے نہیں ہے۔ یہ اُن ایمانداروں کے لئے بالغ ہونے کی جدوجہد میں ہیں اور بائبلی اعتبار سے اپنے ایمان کا اظہار کرنے کی تلاش میں ہیں۔ بلوغت اپنا اور طرز ایمان کا تجزیہ کرنے کا ایک پریشان کُن عمل ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک ایسے مقدس سفر کی مانند ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

کتابِ مقدس

۱۔ فہرست مُسلمہ

بنیادی طور پر یہ کتاب کلامِ مقدس کی تفسیر کیمتنی اور سیاق وسباق کے حوالہ سے اُصولوں کا تعارف ہے،تو ضروری ہے کہ ہم پہلے کلامِ مقدس کے متعلق بھی جانیں۔اس مطالعاتی مقصد کے تحت ہم پہلے کلامِ مقدس کی فہرست مسلمہ کی تیاری میں روح القدس کی راہنمائی (جوکہ ایک بہت بڑامفروضہ ہے) پر بات کریں گے۔

الف۔مصنف کا عمومی مفروضہ

۱۔ خداموجود ہےاوروہ چاہتا ہے کہ ہم اُسے جانیں۔

۲۔ اُس نے ہم پر اپنا اظہار کیا۔

الف۔ وہ تاریخ میں سرگرم عمل تھا (مکاشفہ)

ب۔ اس نے خاص لوگوں کو چُنا کے اُس کے کاموں کا اندراج کریں اور وضاحت کریں (الہام)

ج۔اُس کا روح تحریرشدہ مکاشفہ کے پڑھنے (سننے) والوں کو اس کی مرکزی سچائیاں سمجھنے میں مدد دیتا ہے (تنویر/بصیرت)

۳۔ کلامِ مقدس خدا سے متعلق سچائی کا اکلوتا ذریعہ ہے (میں مسیح کی زندگی اور تعلیمات کے بارے میں صرف کلامِ مقدس کے وسیلہ جانتا ہوں)۔مجموعی طور پر یہ ہمارے ایمان اور اعمال کے لئے واحد ذریعہ ہے۔عہد عتیق اور عہد جدید مخصوص موقعوں پر مخصوص زمانہ میں تحریر کیا گیا اور اب تمام مواقعوں اور زمانوں کے لئے الہامی راہنما ہے۔تاہم،ان میں کچھ ثقافتی حقائق بھی موجود ہیں جوکہ اپنے زمانہ اور ثقافت سے آگے منتقل نہیں ہوتے ہیں (مثلاً؛ شادی بیاہ،مقدس جنگ،غلامی،تجرد،عورت کا مقام، پردہ کرنا،پاک بوسہ،وغیر)۔

ب۔مجھے اس بات کا ادراک ہے کہ فہرست مسلمہ کی تیاری کا عمل تاریخی نوعیت کا ہے جس کے ساتھ کچھ بُرے حالات وواقعات بھی ہیں،لیکن یہ میرا خیال ہے کہ خدا نے اس کو ہونے دیا۔ابتدائی کلیسیا نے عہدعتیق کی مستند کتابوں کو جو یہودیت میں مانی جاتی تھیں، قبول کیا۔تاریخی تحقیق سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محض ابتدائی مجالس (کونسلز) ہی نہیں، بلکہ ابتدائی کلیسیاؤں نے بھی نئے عہدنامہ کی فہرست مسلمہ کا فیصلہ کیا۔عموماً ذیل کا معیار،دانستہ یا نادانستہ طور پر اس میں شامل تھا۔

۱۔مصلح فہرست مسلمہ میں تمام مستند کتابیں شامل ہیں؛ فہرست مسلمہ مکمل ہوگئی ہے! (مثلاً ''ایمان''،اعمال ۶:۷؛ ۱۳:۸؛ ۱۴:۲۲؛ گلتیوں ۱:۲۳؛ ۶:۱۰؛ یہوداہ آیات ۳،۲۰)۔

الف۔یہودیوں کی طرف سے قبول شدہ عہدعتیق

ب۔عہدجدید میں ستائیس کتابیں (ایک بتدریج تاریخی عمل)

۲۔نئے عہدنامہ کے مصنفین مسیح یاکسی ایک رسول سے متعلقہ (ایک بتدریج تاریخی عمل)

الف۔یعقوب اور یہوداہ مسیح سے (اُس کے بھائی)

ب۔ مرقس پطرس سے (اس کے روم میں ایک وعظ کو دیکھیں)
ج۔ لوقا پولس رسول سے (مشنری ساتھی/رسالتی، بشارتی ساتھی/بشارت میں ساتھی)
د۔ روایتی اعتبار سے عبرانیوں پولس سے
۳۔ رسالتی تربیت میں الٰہیاتی واحدنیت (بعدازاں "ایمان کا اختیار" کہلایا)۔ اناجیل عہد جدید کی اکثر دوسری کُتب کے بعد لکھی گئیں۔
الف۔ بدعات کے پھیلاؤ کی وجہ سے (مثلاً نظریہ تبنیت، غناسطیت، مارشنزم اور منطایت)
ب۔ آمد ثانی میں دیر کے باعث
ج۔ بارہ شاگردوں کی موت کے باعث
۴۔ جہاں ان کتابوں کو پڑھا اور قبول کیا گیا وہاں سننے والوں کی زندگیوں میں مستقل اور اخلاقی تبدیلی آئی۔
۵۔ مسلمہ کُتب کی ابتدائی فہرستوں میں ابتدائی کلیسیاؤں کا اور بعد میں کلیسیائی مجالس (کونسلز) کا عمومی رُجحان دیکھا جا سکتا ہے۔
الف۔ اورغین (۱۸۵۔۲۵۴م = مسیحی صدی/عیسوی) تصدیق کرتا ہے کہ چار اناجیل اور رسولوں کے خطوط کلیسیاؤں میں گردش کرتے تھے۔
ب۔ روم سے موراتورین فرگمنٹ جس کا زمانہ ۱۸۰ سے ۲۰۰ ہے (واحد نسخہ جو اب خستہ حالت میں دستیاب ہے وہ قدیم لاطینی متن ہے)۔ اس میں وہی ستائیس کتابیں جو احتجاجی (پروٹسٹنٹ) عہد جدید میں ہیں (لیکن اس میں پطرس کا مکاشفہ اور ہرمس کا چرواہا کی کتابیں بھی شامل ہیں)۔
ج۔ قیصریہ کا یوسیبس (۲۶۵۔۳۴۰ء) نے بھی مسیحی تصانیف کو تین درجوں میں تقسیم کیا (جسے اورغین نے کیا): (۱) "مستند" جو کہ قبول شدہ ہیں (۲) متنازعہ: جو کچھ کلیسیاؤں میں مانی جاتی ہیں، لیکن سب اُنہیں نہیں مانتیں اور (۳) جھوٹی: اس لئے کلیسیاؤں کی بڑی اکثریت انہیں قبول نہیں کرتی اور نہ پڑھتی ہیں۔ جو متنازعہ درجہ میں کتابیں تھیں اور بالآخر قبول کر لی گئیں اُن میں یعقوب، یہوداہ، ۲ پطرس اور ۲، ۳ یوحنا کے خطوط ہیں۔
د۔ چلتن حام فہرست (Cheltenham List) (لاطینی میں) شمالی افریقہ سے (۳۶۰ء) میں بھی پروٹسٹنٹ عہد جدید کی طرح ستائیس کتابیں (عبرانیوں، یعقوب اور یہوداہ کے علاوہ "عبرانیوں خاص طور مندرج نہیں، عبرانیوں شاید پولس کے خطوط میں شامل تھا") لیکن غیر عمومی ترتیب میں شامل ہیں۔
ہ۔ اتھاناسیس (Athanasius) ۳۶۷ء ایسٹر کے خط میں پہلی مرتبہ بالکل پروٹسٹنٹ عہد جدید کی فہرست کی مانند ستائیں کتابیں بیان کی گئی (نہ کم نہ زیادہ)۔
ر۔ منفرد کتابوں کی ایک بااختیار فہرست کا تصور اور مشمولات ایک تاریخی اور الٰہیاتی عمل ہے۔
۶۔ مجوزہ کتب برائے مطالعہ

a. the canon of the New Testament by Bruce Metzger, published by Oxford Press

b. Articels on canon in Zondervan Pictorial Bible Encyclopedia, Vol. !, pp. 709-745

c. Introduction to the Bible by William E. Nix and Norman Geilsler, published by Moody Press, 1968 (esp. the chart on p. 22)

۷۔ عہد عتیق اور عہد جدید قدیم مشرق قریب کی واحد ادبی تخلیق ہیں جو خاص طور پر فہرست مسلمہ میں آئیں اور خدا کے مقاصد کو

ظاہر کرتی ہیں۔ دیگر مذہبی کتابوں میں اس طرح فہرست مسلمہ (بااختیار) اور غیر مسلمہ متقابل مذہبی فہرستیں نہیں ہیں۔ کیسے، کیوں اور کب یہ تاریخی عمل وقوع پذیر ہوا؟

الف۔ کیا یہ تیسری اور چوتھی عیسوی صدیوں کی کلیسیائی مجالس (کونسلز) کے فیصلہ جات کے باعث تھا؟

ب۔ کیا یہ دوسری عیسوی صدی کے مسیحی مُصنفین کے استعمال کے باعث تھا؟

ج۔ کیا یہ چوتھی عیسوی صدی میں پہلی کلیسیاؤں کے باعث تھا؟

۲۔ الہام کے دعوے

کلامِ مقدس، کلامِ مقدس کے اختیار اور تفسیر سے متعلق ہمارے زمانہ میں متنازعہ دعوؤں اور بیانات کا سامنا کرتے ہوئے یہ بتہ اہم ہو جاتا ہے کہ ہم اس بات مرکوز ہوں کہ کلامِ مقدس اپنے بارے میں کیا دعویٰ کرتا ہے۔ الہٰیاتی اور فلسفیانہ مباحثے اور ان کے دعوے بہت دلچسپ ہوتے ہیں، تاہم الہامی نہیں ہوتے۔ انسانی معقولیات اور قواعد ہمیشہ مبالغہ آرائی کی زد میں ہوتے ہیں۔ یہ نہایت اہم ہے کہ ہم کلامِ مقدس ہی کو اپنے متعلق بولنے دیں۔

چونکہ یسوع مسیح ہمارے ایمان اور عقیدہ کا مرکز ہے، تو ہم اُس سے اِس موضوع کے متعلق سُنے تو یہ زیادہ جامع ہوگا۔ اُس نے متی ۵: ۱۷۔۱۹ میں معروف بام ''پہاڑی وعظ'' (متی ۵۔۷ ابواب) کے آغاز میں یہی کیا۔ وہ واضح طور مقدس صحائف جنہیں ہم عہدِ عتیق کہتے ہیں، سے متعلق اپنا نکتہ نظر بیان کرتا ہے۔ ایمانداروں کے ایمان اور زندگی کے لئے اُس کا اِس کی اہمیت اور ازلیت پر زور دینے پر غور کریں۔ اِس کے مقصد اور تکمیل میں اُس کے مرکزی مقام پر بھی غور کریں۔ یہ حوالہ نا صرف الہٰی الہامی عہدِ عتیق کا حامی ہے بلکہ اس مکاشفہ میں اُس کی ذات کا اعلیٰ ترین مرتکز بھی ہے (مرکوزِ مسیح تمثیلیات)۔ تاہم یہ قابلِ غور ہے کہ آیات ۲۱۔۲۶، ۲۷۔۳۱، ۳۳۔۳۷ اور ۳۸۔۴۰ میں وہ ربیوں کی یہودیت میں پائے جانے والی عہدِ عتیق کی روایتی تفسیر کو مکمل طور نئے انداز سے پیش کرتا ہے۔ کلامِ مقدس از خود الہامی، ازلی اور مرکوزِ مسیح ہے، مگر ہماری انسانی تفاسیر نہیں ہیں۔ یہ ایک نہایت اہم بنیادی سچائی ہے۔ کلامِ مقدس وہ نہیں جو ہم سمجھتے ہیں بلکہ جو ازلی اور الہامی ہے۔ مسیح یسوع نے توریت کے روایتی اور رسوماتی اطلاق کو واضح کیا اور اِس کو رویہ، تحریک اور ارادہ کے ناممکنہ سطح تک پہنچایا۔

کلامِ مقدس کے الہام سے متعلق قدیم بیان غیر اقوام کے رسول، ترسس کا ساؤل سے آتا ہے۔ ۲۔ تیمتھیس ۳: ۱۵۔۱۶ میں پولس خصوصاً لکھتا ہے کہ کلامِ مقدس ''خدا کے الہام سے'' (لغوی اعتبار سے خدا کے سانس سے) ہے۔ اس نکتہ پر متن کے اعتبار سے یہ غیر یقین ہے کہ کیا اُس نے نئے عہد نامہ کی تمام کُتب کو بھی شامل کیا جو ہم اس بیان میں دیکھتے ہیں۔ تاہم جب اس کا اطلاق کیا جائے تو یقیناً یہ بھی شامل ہیں۔ ۲۔ پطرس ۳: ۱۵۔۱۶ پولس کی تصانیف کو بھی ''کلامِ مقدس'' میں شامل کرتا ہے۔

کلامِ مقدس میں ایک اور حوالہ ۱۔ تھسلنیکیوں ۲: ۱۳ میں ملتا ہے جو پولس کی الہام کے حوالہ سے دلچسپی / لگاؤ کا حامی ہے۔ یہاں بھی پہلے کی طرح خدا ہی کو پولس کے الفاظ کا حقیقی منبع بیان کر گیا ہے۔ یہی سچائی پطرس رسول نے پھر سے ۲۔ پطرس ۱: ۲۰۔۲۱ میں بیان کی ہے۔

صحائف کا منبع ہی الٰہی نہیں بلکہ مقصد بھی الٰہی ہے۔تمام صحائف ایمانداروں کو اُن کے ایمان اور زندگیوں کے لئے دیئے گئے (رومیوں۲:۲۳۔۲۴؛۱۵:۴؛۱۔کرنتھیوں۱۰:۶،۱۱؛۱۔پطرس۱:۱۰۔۱۲)۔

۳۔ کلامِ مقدس کا مقصد

الف۔یہ اصولوں کی کتاب نہیں ہے

کلام مقدس سے متعلق ہماری بہت سے غلط فہمیاں اسکے مقصد سے متعلق بیانات کو غلط انداز میں سمجھنے سے پیدا ہوتی ہیں۔گناہگار انسان کی قانون پرستی کی جانب رغبت، فریسوں میں قابل نظر تھی، اب بھی ہے اور اور ا پکی گھر کی کلیسیا میں بھی ہے۔اس رغبت نے کلامِ مقدس کو بہت سے اصولوں کے مجموعہ بدل دیا ہے۔موجودہ ایمانداروں نے بھی کلام مقدس تقریباً اصولوں کی کتاب، ایک طرح سے "مسیحی تالمود" بنا دیا ہے۔اس بات کو تاکیداً بیان کیا گیا ہے کہ کلامِ مقدس کا بنیادی نکتہ نظر نجات ہے۔اس کا مطلب مقابلہ کرنا، قائل کرنا اور بنی نوع انسان کو خدا کے راہ پر لانا ہے (MCQuilkin ۱۸۳،۴۹)۔بنیادی مقصد نجات ہے (۲۔تیمتھیس ۳:۱۵)، جو کہ مسیح کے مشابہ ہونے کے لئے ہے (۲۔تیمتھیس ۳:۱۷)۔یہ مسیح کی مشابہت بھی اہم مقصد ہے (رومیوں ۸:۲۸؛۲۔کرنتھیوں۳:۱۸؛گلتیوں۴:۱۹؛افسیوں۱:۴؛۱۔تھسلنیکیوں۳:۱۳؛۴:۳؛۱۔پطرس۱:۱۵)،لیکن یہ پہلے مقصد کا نتیجہ ہے۔کلام مقدس کی ایک ممکنہ ساخت اور نوعیت نجات کا مقصد ہے اور یہ باضابطہ اصولوں کی یا عقائد کی کتاب نہیں (یعنی مسیحی تالمود نہیں)۔کلامِ مقدس ہماری تمام عقلی سوالوں سے مخاطب نہیں ہوتی۔اس میں بہت سے مسائل کا مبہم اور نامکمل انداز میں بیان ہے۔کلام مقدس بنیادی طور پر باضابطہ علم الٰہی کی کتاب کے طور پر وجود میں نہ لائی گئی، بلکہ یہ خدا کی چُنیدہ تاریخ کے بارے میں بتاتی ہے کہ کیسے اُس نے گمراہ تخلیق کے ساتھ سلوک کیا۔اس کا مقصد محض حکمرانی کرنا نہیں بلکہ تعلق/رشتہ بنانا ہے۔یہ کچھ باتوں کو بے بیان چھوڑ دیتی ہے کہ ہم محبت کی راہ پر چلیں (۱۔کرنتھیوں۱۳)، نہ کہ اصولوں کی (کلسیوں۲:۱۶۔۲۳)۔ہمیں اُن انسانوں کی ترجیح پر غور کرنے کی ضرورت ہے جو اُس کی صورت پر بنے (پیدائش ۱:۲۶۔۲۷ دیکھیں)، نہ کہ اصولوں پر۔یہ اصولوں کا مجموعہ نہیں، بلکہ نئے کردار، نئے انداز اور نئی زندگی کو پیش کرتی ہے۔

اس بات کو حقیقت نہ سمجھ لیا جائے کہ بائبل میں اصول وضوابط نہیں ہیں، بلکہ اس میں اصول وضوابط تو ہیں مگر وہ ہر معاملہ کے لئے نہیں۔اکثر اصول انسان کی خدا کی ذات سے متعلق تلاش میں پُل بننے کی بجائے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔کلامِ مقدس ہمیں خدا کو خوش کرنے والی زندگی گزارنے کے لئے بہت سی معلومات دیتا ہے؛ اس کے ساتھ ہمیں کچھ ہدایات بھی دیتا ہے اور حدیں بھی مقرر کرتا ہے۔اِس کی بنیادی نعمت راہنمائی ہے نہ کہ راہنمائی کے اصول۔ اس راہنمائی کے مطابق اُس وقت تک چلیں اور جائیں جب تک کہ آپ اُس (مسیح) کی مشابہ نہیں ہو جاتے جو کہ کلامِ مقدس کا دوسرا مقصد ہے۔

ب۔یہ سائنس کی کتاب نہیں ہے

موجودہ زمانہ کے لوگوں کی اس ضمن میں ایک اور کوشش کی مثال یہ ہے کہ وہ کتابِ مقدس سے وہ سوالات کرتے ہیں جس کے لئے یہ بنی ہی نہیں اور یہ سائنسی تحقیق کا میدان ہے۔کئی لوگ زبردستی چاہتے ہیں کہ کتابِ مقدس فلسفہ کی مد میں فطرتی قوانین پر،

بالخصوص سائنسی طریقہ کار کے مابین تعلق پر منطقی وجوہات بیان کرے۔ کتابِ مقدس فطرتی اصولوں یا قوانین پر الٰہی نصاب کی کتاب نہیں ہے۔ یہ سائنس کے مخالف بھی نہیں ہے؛ بلکہ یہ سائنس کے وجود سے بھی پہلے کی کتاب ہے۔ اس کا بنیادی مقصد کا اس سے تعلق نہیں رکھتا ہے۔ اگرچہ کلام مقدس براہ راست ان سوالوں کے جواب نہیں دیتا مگر یہ طبعی حقیقت سے متعلق ضرور ہے، لہٰذا یہ مظاہر کی زبان میں ایسا کرتا ہے (علم المظاہر کی زبان)، نہ کہ سائنس میں۔ یہ اپنے زمانہ کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ یہ عالمی تصویر کو پیش کرنے کی بجائے عالمی نظریہ کا بیان کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ زیادہ توجہ "کیسے" کی بجائے "کون" پر دیتا ہے۔ چیزوں کو عام آدمی کے لئے ویسا ہی بیان کیا گیا ہے جیسے کہ وہ ہیں (مثلاً حواس خمسہ)، کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

ا۔ کیا مُردے حقیقتاً زیرِ زمین بستے ہیں؟ عبرانی ثقافت میں ہماری ثقافت کی مانند اپنے مُردوں کو دفنایا جاتا ہے، وہ زمین (پاتال) میں ہیں۔

۲۔ کیا زمین واقعی پانی پر تیرتی ہے؟ اس کا تعلق اکثر تین منزلہ کائنات کے نمونہ سے جوڑا جاتا ہے۔ قدیم لوگ جانتے تھے کہ زیر زمین پانی (چشمہ) ہے۔ اُن کے اس نتیجہ کا اظہار اُن کی شاعری میں ہوتا ہے۔

۳۔ حتیٰ کہ ہم بھی اپنے زمانہ میں درج ذیل باتیں میں کہتے ہیں کہ،

الف۔ "سورج طلوع ہوتا ہے"

ب۔ "اوس گرتی ہے"

چند کتابیں جو اس حوالہ سے بہت مددگار ہیں۔

1) Religion and the Rise of Modern Science by R. Hooykaas

2) The Scientific Enterprise and Christian Faith by Malcom A. Jeeves

3) The Christian View of Science and Scripture by Bernard Ramm

4) Science and Hermeneutics by Vern S. Poythress

5) Darwinism on Trial by Philip Johnson

6) Several good books by Hugh Ross, Pensacola Bible Church, Pensacola, FL

7) Science and Faith: An Evangelical Dialogue by Henry Poe and Jimmy Davis

8) The Battle of Beginnings by Del Ratzsch

9) Coming to Peace with Science by Danel Falk

10) Mere Christianity: Science and Intelligent Design by William Demoski

ج۔ یہ جادو کی کتاب نہیں ہے

نا ہی کلامِ مقدس اصولوں کی کتاب ہے، سائنس کی کتاب ہے اور نہ ہی یہ جادو کی کتاب ہے۔ ہماری کلام مقدس سے محبت ہمیں اس کو استعمال کرنے میں کچھ عجیب طریقے وضع کر دیتی ہے۔ کیا آپ نے کبھی دُعا کہ ذریعہ خدا کی مرضی جاننے کی کوشش کی ہے اور پھر کلامِ مقدس کا ایک صفحہ کھول کر اپنی انگلی ایک آیت پر رکھ دی ہو؟ یہ عام مشق کلام مقدس کو ایک شیشہ کی گیند یا قسمت کا حال

جاننے والا الٰہی کھیل بنا دیتی ہے۔ کلام مقدس ایک پیغام ہے، یہ جدید اُوریم اور تمیم نہیں ہیں (خروج ۲۸: ۳۰)۔ اس کی اہمیت اس کے پیغام میں ہے، اس کے ظاہری وجود کی موجودگی میں نہیں۔ مسیحی ہونے کے ناطے، ہم اپنی کتاب مقدس ہسپتالوں میں لے جاتے ہیں، نہ کہ ہم اس کو پڑھ سکیں کیونکہ ہم تو بہت بیمار ہوتے ہیں۔ ہم ایسا اس لئے کرتے ہیں کیونکہ اس سے اس کی اس کی قدرت کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ موجودگی کا اظہار ہوتا ہے۔ مگر اس کا پیغام مسیح میں خدا کے بارے ہے۔ کلامِ مقدس کو اپنے سرجری والے حصہ پر رکھنے سے یہ زخم کو جلد نہیں بھر دے گا۔ ہمیں کلام مقدس کی اپنے بستر کے کنارے پر بھی رکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اس کے پیغام کی اپنے دلوں میں ضرورت ہے۔

میں نے سُنا ہے کہ لوگ اُس وقت پریشان ہو جاتے ہیں جب کوئی کلام مقدس کو گرا دے یا اگر کوئی اس میں کچھ لکھ دے۔ کلام مقدس ایک گائے کی کھال (اگر آپ کے پاس ہے تو) سے بڑھ کر کچھ نہیں ماسوائے کاغذ اور سیاہی کے۔ یہ خدا کے ساتھ تعلق کے باعث پاک ہے۔ کلام مقدس کو جب تک پڑھا نہیں جاتا اور اِس پر عمل نہیں کیا جاتا یہ غیر مفید ہے۔ ہماری ثقافت بائبل کی تو عزت کرتی ہے مگر خدا کے خلاف ہے۔ ہمارے پُرانے فیصلوں میں اکثر کلام مقدس پر ہاتھ رکھ کر سچ بولنے کی قسم کھائی جاتی تھی۔ اگر کوئی شخص ایماندار ہے تو وہ کبھ جھوٹ نہیں بولے گا۔ اگر کوئی ایک قدیم کتاب پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا رہا ہے جس معلوم نہیں کہ اس میں کیا ہے تو ہم کیسے سوچ سکتے ہیں کہ وہ جھوٹ نہیں بولے گا؟

کلام مقدس کو جادوئی ٹونہ / ٹوٹکہ نہیں ہے۔ یہ فطرتی مظہر پر تفصیلی، مکمل اور بلا اختصار نصابی کتاب نہیں اور ہولے (Hoyle) کی اصولوں کی کتاب نہیں جس میں زندگی کے کھیل سے متعلق تفصیلی ہدایات موجود ہوں گی۔ یہ خدا جو انسانی تاریخ میں سرگرم رہا، کی طرف سے ایک پیغام ہے۔ یہ اُس کے بیٹے کے متعلق بتاتی ہے اور ہماری بغاوت پر انگلی اٹھاتی ہے۔

۴۔ مصنف کی کلام مقدس سے متعلق خیال

اگر چہ کلام مقدس کو انسانی توقعات اور استعمال نے تہمت زدہ کر دیا ہے، پھر بھی یہ ہمارے ایمان اور اعمال کے لئے واحد راہنما ہے۔ میں کلام مقدس سے متعلق اپنے نظریات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ صرف بائبل دونوں پرانا اور نیا عہد نامہ ہی خدا کا اپنا واضح مکاشفہ ہے۔ نیا عہد نامہ پرانے عہد نامہ کی کامل تکمیل اور ترجمان ہے (ہمیں پرانے عہد نامہ کو مسیح اور نئے عہد نامہ کے نئے مکاشفہ کے آئینہ میں دیکھنا چاہیے جو کہ بنیادی طور پر اسرائیل سے کیے گئے وعدوں کو عالمگیر حیثیت بخشتا ہے)۔

میرا ایمان ہے کہ ایک واحد ازلی اور ابدی، خالق، نجات دہندہ خدا نے ہماری مسلمہ کُتب کو اپنے خاص چُنیدہ بندوں کے ذریعہ تحریر کروایا تا کہ اپنے کاموں کو بیان کر سکے اور لوگوں اور قوموں کی زندگیوں میں اُنہیں ظاہر کر سکے۔ بائبل ہمارے لئے خدا اور اُس کے مقاصد کو جاننے کا واحد ذریعہ ہے (میں مسیح کے بارے میں نئے عہد نامہ کے وسیلہ ہی جانتا ہوں)۔ عام مکاشفہ / فطری مکاشفہ (ایوب ۳۸۔۳۹ ابواب؛ زبور ۱۹: ۱۔۶؛ رومیوں ۱: ۱۹۔۲۰؛ ۲: ۱۴۔۱۵) دُرست ہے لیکن کامل نہیں ہے۔ مسیح یسوع اپنے بارے میں خدا کے مکاشفہ کا حقیقی اظہار ہے (یوحنا ۱: ۱۸؛ کلسیوں ۱: ۱۴۔۱۶؛ عبرانیوں ۱: ۲۔۳)۔ بائبل کو سمجھنے کے لئے (اس کے روحانی پہلوؤں کے لحاظ سے) روح القدس کی راہنمائی لازمی ہے (یوحنا ۱۴: ۲۳؛ ۱۶: ۲۰۔۲۱؛ ۱۔ کرنتھیوں ۲: ۶۔۱۶)۔ اس کا پیغام

تمام ایمانداروں کے لئے بااختیار، کافی، ابدی، لاخطا اور قابل بھروسہ ہے۔اس کے اصلی الہام کا ذریعہ ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا لیکن یہ ایمانداروں کے لئے یقینی بات ہے کہ یہ کتاب مافوق الفطرت ہے اور عام لوگوں نے خاص ہدایت کے وسیلہ تحریر کی۔

۵۔مافوق الفطرت، الہامی اور بااختیار بائبل کے لئے ثبوت

اگر چہ مندرجہ بالا بیان انسانی علم کے مطابق ایک مفروضہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے لئے کومستند ثبوت نہیں ہے۔ یہاں ہم ایسے ہی کچھ ثبوت کا معائنہ کریں گے۔

(الف) بائبل میں مستقبل کے واقعات کے بارے میں بہت سی واضح نبوتیں (تاریخی، نہ کہ اصنافی (ہوسیع ۱۱:۱) ہیں یا مکاشفاتی (زکریاہ ۹واں باب) مواد ہے جو کہ بے ترتیب ساخت کا نہیں ہے بلکہ مخصوص اور اکثر حیران کُن دُرستی کے ساتھ موجود ہے۔

ا۔یسوع کا گلیل میں خدمت کے دائرہ کار کی نبوت کی گئی (یسعیاہ ۹:۱)۔یہ یہودی علماء کے لئے یہ بڑی غیر متوقع بات تھی کیونکہ گلیل ہیکل سے جغرافیائی دُوری کے باعث اتنا معتبر نہیں سمجھا جاتا تھا۔تاہم مسیح یسوع کی خدمت کا زیادہ تر حصہ اسی جغرافیائی علاقہ میں انجام پایا۔

۲۔مسیح یسوع کی پیدائش کے مقام کو خاص طور پر میکاہ ۵:۲ میں بیان کیا گیا۔بیت الحم ایک بہت چھوٹا گاؤں تھا جس کا صرف ایک ہی مشہور بات تھی کہ وہاں یسّی کا خاندان تھا۔تاہم مسیح کی پیدائش سے ۷۵۰ سال پہلے بائبل نے اس مقام کو مسیح کی پیدائش کا مقام قرار دیا۔حتیٰ کہ ہیرودیس کے دربار کے یہودی علماء بھی اس کے بارے میں جانتے تھے (متی ۲:۴-۶)۔بعض یسعیاہ اور میکاہ کے دور کا تعین ۸ویں صدی قبل از مسیح تصور کرتے ہیں اگر چہ یہ ہفتادی ترجمہ (جو کہ عبرانی بائبل کا یونانی ترجمہ ہے اور جس کی ابتدا ۲۵۰-۲۰۰ق م سے ہوئی) کے مطابق ہے تاہم کم از کم یہ نبوتیں اپنی تکمیل سے ۲۰۰ سال پہلے کی گئیں۔

(ب) ایک اور ثبوت ہے جو کہ جدید سائنسی علم آثار قدیمہ کے شعبہ سے تعلق رکھتا ہے۔گزشتہ کچھ عشروں سے کئی آثار قدیمہ کی دریافتیں ہوئیں۔میرے علم کے مطابق ایک بھی ایسی نہیں جس نے بائبل کی تاریخی درستی کو جھٹلایا ہو (کوئی بھی آثار قدیمہ کی ایسی دریافت نہ ہوئی جس نے کلام مقدس کے تاریخی بیانات کو جھٹلایا ہو یا مخالفت کی ہو، Nelson Glueck, Revirs in the Desert, p. 31)، تضاد پیدا کیا ہو۔آثار قدیمہ نے بائبل کی تاریخ پر اعتماد کو بارہا تقویت بخشی ہے۔

ا۔ایک مثال دو ہزار سال قبل از مسیح کی نُوزی اور ماری کی تختیوں میں مستعمل مسوپتامی نام ہیں جن کا پیدائش کی کتاب میں ذکر ہے۔یہ وہی اشخاص نہیں تھے بلکہ ویسے ہی نام ہیں۔نام ایک خاص دور اور جگہ کی خصوصیات ہیں۔''تارح'' اور ''نحور'' کے نام بائبلی حوالہ جات میں عام ہیں اور ان تختیوں میں بھی۔

۲۔حتّی تہذیب کا ایشائے کوچک میں وجود ایک اور ثبوت ہے۔کئی برسوں سے (۱۹ویں صدی) تک دُنیوی تاریخ کے پاس ایسی منظّم اور اعلیٰ تمدن کی کوئی ثقافت نہیں تھی (Archer 1982, 96.98, 210)۔تاہم پیدائش کی کتاب کے دسویں باب میں اور بائبلی کی تاریخی کُتب میں اِن کے بارے میں کئی مرتبہ ذکر ہوا (۲۔سلاطین ۷:۶-۷۔۲۔تواریخ ۱:۱۷)۔اب آثار قدیمہ نے نا صرف اِس کے وجود کو ثابت کر دیا بلکہ اس کے زمانہ کو بھی (مثلاً ۱۹۵۰ میں ماہرین آثار قدیمہ نے بادشاہ کا کُتب خانہ

دریافت کیا جس میں ۲۰۰۰ میخی شکل میں تختیاں ملیں جن میں انطولیا اور حتّی قوم کا ذکر کیا گیا تھا)۔

۳۔آخری بابلی بادشاہ بیلشضر کے وجود (دان ایل ۵واں باب) سے کئی بار انکار کیا گیا۔ دُنیوی تاریخ میں بابلی بادشاہوں کی دس فہرستیں بابلی دستاویز سے حاصل ہوئی لیکن کسی میں بیلشضر کا نام نہیں ہے۔ مزید آثارِ قدیمہ کی دریافتوں نے یہ ثابت کر دیا کہ بیلشضر اُس زمانہ میں نائب السلطنت اور عہدیدار تھا۔ اُس کا باپ نبوندیس جس کا ماں زِین چاند دیوی کی سردار کاہنہ تھی، چاند دیوی کی پرستش میں اس قدر مگن ہوگیا کہ مصر کے خلاف دس سال فوجی جارحیت کے دوران وہ تما (عرب) اُس کے پاک شہر میں منتقل ہوگیا۔ اُس نے اپنے بیٹے بیلشضر کو چھوڑ دیا کہ وہ اُس کی غیر موجودی میں بابل شہر کی سلطنت کو سنبھالے۔

(ج) مافوق الفطرت بائبل کے لئے ایک اور ثبوت اس کے پیغام میں متوازنیت ہے۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ بائبل میں کچھ متناقض مواد نہیں بلکہ یہ اپنے آپ کو جھٹلاتی نہیں ہے۔ یہ اُس وقت حیران کُن بات لگتی ہے جب کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ ۱۶۰۰/۱۴۰۰ برسوں کے دُورانیہ (خروج کی تاریخ پر منحصر یعنی ۱۴۹۵، یا ۱۲۹۰ قبل از مسیح) میں بنیادی طور پر مسوپتامیہ سے مصر تک کے مختلف علمی اور ثقافتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے مصنفین کے ذریعہ ورطۂ تحریر میں آئی۔ یہ کئی ادبی اصناف پر مشتمل ہے اور تین مختلف زبانوں (عبرانی، ارامی اور یونانی) میں لکھی گئی۔ تاہم ان تمام متنوع کے ساتھ بھی اس میں جو پیغام پیش کیا گیا ہے وہ یکسانیت رکھتا ہے ہے (جیسے کہ خاکہ بندی)۔

آخر میں بائبل کے منفرد الہام کے لئے جو بے حد تعجب خیز ثبوت یہ ہے کہ تاریخ میں مختلف معاشرتی سطوح پر، مختلف علمی سطوح پر اور مختلف ثقافتی سطوح پر اس نے مرد و زن کی زندگیوں میں مستقل اخلاقی تبدیلی پیدا کی ہے۔ جہاں بھی بائبل کو پڑھا جاتا ہے وہاں بنیادی، مستقل طرزِ زندگی میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ بائبل خود اپنی محافظ ہے۔

۶۔ہماری بائبل کی تفسیر سے متعلق مسائل

متذکرہ بالا کا اطلاق اس بات پر نہیں ہوتا کہ اِس کو سمجھنا آسان ہے اور بائبل سے کوئی مسائل جڑے ہوئے نہیں ہیں۔ انسان کی زبان کی نوعیت، ہاتھوں سے نقل کردہ مخطوطات میں تراجم کے مسائل جڑے ہوئے ہیں، ہماری موجودہ بائبل کے نسخوں کی تجزیاتی اعتبار سے تفسیر ہونا لازمی ہے۔

جدید بائبل کے قارئین کے لئے پہلا مسئلہ بائبل کے موجودہ مختلف نسخہ جات ہیں۔ یہ عبرانی عہدِ عتیق کے ساتھ ہی نہیں بلکہ یونانی نئے عہد نامہ کی بھی بات ہے۔ اس موضوع پر زیادہ عملی اعتبار سے اگلے ایک باب میں تفصیلاً بحث کی جائے گی لیکن یہاں ہم اس مسئلہ پر سرسری نظر دوڑائیں گے۔ اکثر متنی تنقید کی بات کی جاتی ہے۔ بنیادی طور پر اس میں بائبل کے اصل متن کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مسئلہ کے حوالہ سے کچھ مفید کتابیں درج ذیل ہیں؛

A. Biblical Criticism: Historical, Literary and Textual by B. K. Walke, D. Guthrie, Gordon Fee, and R. H. Harrison

B. The Text of the New Testament: Its Transmission, Corruption and Restoration by Bruce M. Metzger

C. Introduction to New Testament Textual Criticism and Scribes, Scrolls, and Scriptures, by J. H. Greenlee

D. The Books and the Parchments by F. F. Bruce E. The Early Versions of the New Testament by Bruce Metzger

F. The New Testament Documents: Are They Reliable? by F. F. Bruce G. The King James Version Debate: A Plea for Realism by D. A. Carson

H. Ancient Orient and Old Testament by K. A. Kitchen I. The Orthodox Corruption of Scripture by Bart D. Ehrman

J. Rethinking New Testament Textual Criticism edited by David Alan Beach

۷۔ ہماری موجودہ بائبل کے بڑے متنی ذرائع

عبرانی عہدِ عتیق کا جدید متن مسوراہی متن (Masoretic Text، اسمِ صوتیہ کے ساتھ جسے ربی اقویبا نے ۱۰۰ء میں ترتیب دیا) کہلاتا ہے۔ یہ غالباً وہ متن ہے جو مسیح یسوع کے دور میں فریسی استعمال کرتے تھے اور یہ واحد مذہبی گروہ تھا جو کہ ۷۰ء میں تیتاس کے ہاتھوں یروشلیم کی تباہی سے بچا تھا۔ ان کے گروہ کا نام اُن یہودی علما کے باعث پڑا جنہوں نے قدیم غیر اعرابی عبرانی متن (۹ویں صدی عیسوی میں ختم ہوگیا) پر مصوّتے (vowel)، علامات اوقاف و رموز (punctuation) اور کچھ متنی تبصرات لگائے تھے۔ درج ذیل عبرانی اور یونانی ذرائع کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے:

(الف) عہدِ عتیق

۱۔ مسوراہی متن ("Masoretic Text "MT)، عبرانی صوتیہ شکل میں متن جسے ربی اقویبا نے ۱۰۰ء میں ترتیب دیا۔ مصوّتوں، تلفظ کی ادائیگی کی علامات، حاشیے میں تبصرات، اوقاف و رموز اور حواشی کا کام ۹ویں صدی عیسوی میں مسوراہی علما کے وسیلہ مکمل ہوا۔ اس متنی طرز کا مشنہ، تالمود اور تارگم (ارامی ترجمہ)، پیشطہ (سُریانی ترجمہ) اور وولگیت (لاطینی ترجمہ) میں اقتباس کیا گیا ہے۔

۲۔ ہفتادی متن ("Septuagint "LXX)، روایت کے مطابق اس متن کو ۷۰ یہودی علما نے ۷۰ دنوں میں اسکندریہ، مصر کے کُتب خانہ میں تیار کیا تھا۔ اس کو تیار کرنے کے لئے بادشاہ پٹولمی دوم کے ایک یہودی راہنما نے جو اسکندریہ رہتا تھا درخواست کی تھی (۲۸۵-۲۴۶ ق م)۔ پٹولمی کی خواہش تھی کہ مصر میں دُنیا کا سب سے بڑا کُتب خانہ ہو۔ یہ روایت بعد ازاں ''ارِستیس کے خط'' سے بنتی ہے۔ ہفتادی متن ربی اقویبا کے مسوراہی متن سے مختلف عبرانی متنی روایت کو مہیا کرتا ہے۔ دونوں روایات کو بحرِمُردار کے مخطوطوں میں پیش کیا گیا ہے۔ مسئلہ اُس وقت پیش آتا ہے جب یہ دونوں روایات متفق نہیں ہوتیں۔ اور کتابوں میں جیسے کے یرمیاہ اور ہوسیع، ایک بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ تاہم ۱۹۴۷ میں بحرِمردار کے مخطوطوں کی دریافت کے بعد یہ ثابت ہوگیا کہ مسوراہی اور ہفتادی تراجم دونوں ہی قدیم حیثیت کے حامل ہیں۔ عموماً مسوراہی متن کو پرانے عہدنامہ کے بنیادی متن کے طور پر مانا جاتا ہے اور ہفتادی متن کو حوالہ جات اور بگڑی ہوئی تحریروں میں مشکل کے وقت بطورِ اضافی تسلیم کرنے کی اجازت ہے۔

الف۔ ہفتادی ترجمہ مسوراہی متن کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے جس کی مثال درج ذیل ہے؛

ا۔ ہفتادی ترجمہ میں یسعیاہ ۵۲:۱۴ ''بہتیرے اُس پر دنگ ہوئے''

۲۔ مسوراہی متن میں یسعیاہ ۵۲:۱۴ ''جس طرح بہتیرے تجھ کو دیکھ کر دنگ ہو گئے''۔

ب۔ بحرقلزم کے مخطوطات نے مسواراہی متن کو سمجھنے میں مدد دی ہے جس کی ایک مثال یہ ہے؛

ا۔ بحرقلزم کے مخطوطات میں (یسعیاہ کا مخطوطہ) یسعیاہ ۲۱:۸ میں ''تب پہرہ دار چیخا، میں دیدگاہ پر کھڑا۔۔۔''

۲۔ مسوراہی متن میں یسعیاہ ۲۱:۸ ''تب میں نے شیر کی سی آواز میں پُکارا اے خداوند میں تمام دن اپنی دیدگاہ پر کھڑا رہا۔۔''

ج۔ دونوں ہفتادی ترجمہ اور بحرقلزم کے مخطوطات نے یسعیاہ ۵۳:۱۱ کو سمجھنے میں مدد دی۔

ا۔ ہفتادی ترجمہ اور بحرقلزم کے مخطوطات: اپنی جان کا دُکھ اُٹھا کر وہ روشنی دیکھے گا اور سیر ہوگا''

۲۔ مسوراہی متن: وہ اپنی جان ہی کا دُکھ اُٹھا کر اُسے دیکھے گا اور سیر ہوگا'' (مسوراہی متن نے فعل کو دُگنا کیا لیکن پہلے مفعول کو چھوڑ دیا)۔ ہمارے پاس اصل بائبلی مصنفین کے ہاتھ سے لکھے ہوئے مخطوطات یا دستاویز نہیں ہیں بلکہ محض نقول کی نقول ہیں۔

۳۔ بحرقلزم کے مخطوطات قبل از مسیح کے رومی دور میں جو کہ نئے عہد نامہ کے زمانہ کے بہت قریب ایک علیحدگی پسند یہودی فرقے (انہوں نے ہیکل میں عبادت کرنا چھوڑ دی تھی کیونکہ سردار کاہن ہارون کی نسل سے نہ تھا) کے ہاتھوں لکھے گئے جو اسینی کہلاتا تھا۔ عبرانی دستاویز (ایم ایس ایس) ۱۹۴۷ میں بحرقلزم کے اردگرد کی غاروں سے دریافت ہوئے۔ ان کے پس منظر میں دونوں متون مسوراہی متن اور ہفتادی ترجمہ موجود ہیں۔ اس حوالہ سے ایک مسئلہ ہے جو کہ مسوراہی متن اور نئے عہد نامہ میں پرانے عہد نامہ کے اقتباسات میں بے ربطی ہے۔ اس کی ایک بہترین مثال نحمیاہ ۹:۲۵ اور ۱۔ کرنتھیوں ۱۰:۸ کا موازنہ ہے۔ پرانے عہد نامہ کا حوالہ بیان کرتا ہے کہ ۲۴۰۰۰ مارے گئے جبکہ پولس رسول بیان کرتا ہے کہ ۲۳۰۰۰ مرے۔ یہاں ہمیں قدیم متن کی نقل کا مسئلہ درپیش ہیجو ہاتھ سے کی گئی۔ یہ ترسیل متن میں کتابت کی غلطی ہوسکتی ہے، یہ پولس کی یادداشت کے مطابق اقتباس ہوسکتا ہے یا ربیوں کی روایت۔ مجھے معلوم ہے کہ اس طرح کی متن میں کتابت کی غلطیوں کو ڈھونڈنا ہمارے لئے پریشان کن ہے (ہمارے الہام کے نظریہ کی وجہ سے) لیکن سچائی یہ ہے کہ بائبل کے جدید تراجم میں بھی اس قسم کے چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں۔

ایسی کی ایک مثال متی ۲۷:۹ میں بھی دیکھنے کو ملتی ہے جہاں پرانے عہد نامہ کا ایک اقتباس یرمیاہ میں سے دیا گیا ہے جبکہ وہ زکریاہ میں سے معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو یہ دیکھانے کے لئے کہ اس کتابت کی غلطی کے باعث کتنی بے ربطی پیدا ہوئی میں کچھ وجوہات دینا چاہوں گا۔

ا۔ پانچویں صدی کا سُریانی نسخہ جو پشتا کہلاتا ہے اُس میں سے یرمیاہ کا نام حذف کر دیا گیا۔

۲۔ اگستین، لوتھر اور کیل (Keil) نے متی کے متن میں اس غلطی کی وضاحت کی۔

۳۔ اورغین اور یوسبیس نے نقل کرنے والوں کی اس غلطی کی نشاندہی کی۔

۴۔ جیروم اور ایوالڈ (Ewald) نے واضح کیا کہ یہ ایک یرمیاہ کے حوالہ سے اَپاکرفا کام ہے جو کہ کھو گیا تھا اور یہ زکریاہ میں سے

قطعی طور پر اقتباس نہیں ہے۔

۵۔میڈ (Mede) نے کہا کہ زکریاہ ۹:۱۱ کو یرمیاہ نے لکھا۔

۶۔لائٹ فُٹ (Lightfoot) کا بیان ہے کہ یرمیاہ انبیاہ کی فہرست میں سب سے پہلے ہے؛ اس مرتبہ میں باقی تمام انبیاء بھی دلالت کرتے ہیں۔

۷۔ہنگسٹن برگ نے بیان کیا کہ زکریاہ نے یرمیاہ کا اقتباس کیا۔

۸۔کیلون نے بیان کیا کہ متن میں یہ غلطی کسی غیر معلوم طریقہ سے پیدا ہوئی۔خدا ترس علماء کے بہت سے نظریوں کی موجودگی میں یہ یقینی بات ہے کہ ہم نہیں جانتے ہیں۔مسئلہ کو جھٹلانے کے لئے نمبرا کوئی جواب نہیں ہے۔مفروضات اور فرسودہ خیالات کے پیچھے چھپنا بھی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ہماری بائبل کے جدید تراجم میں بھی کچھ مسائل ہیں جنہیں ہم حل کرنے کی ضرور کوشش کریں گے۔عام ایمانداروں کے لئے یہ جدید تراجم کے موازنہ کے وسیلہ ہوسکتا ہے۔ایک سادی سی عملی تجویز یہ ہے کہ اگر آپ اپنی مطالعاتی بائبل کے حاشیہ میں یہ لکھا ہوا پائیں کہ ''یہ قدیم ترین اور بہترین یونانی مخطوطات میں نہیں ہے'' تو اُس پر اپنا عقیدہ کی بنیاد نہ ڈالیں۔آپ اُس کے مطابق حوالہ تلاش کریں جہاں وہ عقیدہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

(ب) نیا عہدنامہ

تقریباً ۵۳۰۰ سے زائد (مکمل یا کچھ حصے) یونانی نئے عہد نامہ کے نسخے آج تک دستیاب ہیں۔ان میں ۸۵ نسخے پپائرس پر تحریر شدہ ہیں۔۲۶۸ نسخے جلی حروف میں دستیاب ہیں جو سب بڑے حروف میں لکھے گئے ہیں۔بعدازاں ۹ ویں صدی عیسوی میں ایک رائج الوقت رسم الخط (مینوسکیل، گولائی لئے ہوئے حروف پر مبنی) میں پیش رفت ہوئی۔اس رسم الخط میں تقریباً ۲۷۰۰ یونانی نسخے تحریر شدہ شکل میں موجود ہیں۔ہمارے پاس ۲۱۰۰ ایسی فہرستیں موجود ہیں جو عبادت میں استعمال کی گئیں جنہیں فہرست اوراد (لیکشنر ی) کہا جاتا ہے اور اُن میں کلام مقدس کے متن کا استعمال ہوا۔درج ذیل نئے عہد نامہ کے ذرائع کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔

ا۔ پپائرس:۔نئے عہد نامہ کے تقریباً ۸۵ یونانی نسخے جو کہ حصوں پر مشتمل ہیں تا حال دستیاب ہیں جو کہ پپائرس پر لکھے گئے تھے اور اِن کی تاریخ تصنیف تقریباً دوسری صدی عیسوی ہے لیکن بہت سے تیسری یا چوتھی صدی عیسوی کے ہیں۔ان تمام نسخوں میں سے ایک میں بھی پورا نیا عہد نامہ نہیں ہے۔کچھ پیشہ ورانہ نقل نویسوں نے لکھے مگر بہت سے کم مہارت والوں لوگوں نے جلدی میں تحریر کیے۔محض قدیم ہونا ہی ان کو مستند نہیں بناتا۔

۲۔مخطوطہِ سینائی جو کہ عبرانی حرف آلف (א) یا (۰۱) سے جانا پہچانا جاتا ہے۔اسے کوہ سینا کی ایک خانقاہ سینٹ کیتھرین سے ٹیش چنڈورف (Tischendorf) نے دریافت کیا۔اس کی تاریخ تصنیف چوتھی صدی عیسوی کی ہے۔اس میں دونوں پرانے اور نئے عہدین موجود ہیں۔یہ مخطوطہِ ب (Codex B) کی طرح اسکندریہ متن کی قسم کا ہے۔

۳۔مخطوطہِ اسکندریہ یونانی حرف الفا (a) یا (۰۲) کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔یہ پانچویں صدی عیسوی کا نسخہ ہے جو کہ مصر

کے اسکندریہ میں دریافت ہوا۔ یہ محض اسکندریہ متن پر مشتمل اناجیل ہی ہیں۔

۴۔ مخطوطہِ ویٹی کن جو کہ بی (B) یا (۰۳) کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے رَوم میں ویٹی کن کے کُتب خانہ سے ملا اور اس کی تاریخ چوتھی صدی عیسوی کے وسط کی ہے۔ اس میں دونوں نئے اور پرانے عہدین پائے جاتے ہیں۔ یہ مخطوطہ اسکندریہ متن کی مانند ہے۔ اس کی جڑیں دوسری صدی کے P^{75} میں جاملتی ہیں۔

۵۔ مخطوطہِ افرائیمی جو کہ سی (C) یا (۰۴) کے نام سے جانا جاتا ہے پانچویں صدی کا نسخہ ہے جو جزوی طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اس کی جڑیں تیسری صدی کے P^{45} میں جاملتی ہیں۔ پانچویں صدی کا مخطوطہ ڈبلیو (W) بھی اسی متنی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔

۵۔ مخطوطہِ بزائی جو ڈی (D) یا (۰۵) کے نام سے جانا جاتا ہے پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی کے نسخے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی جڑیں eldon Jay Epp کے مطابق دوسرے صدی عیسوی کے نسخوں سے جاملتی ہیں جو کہ قدیم لاطینی اور سُریانی تراجم تھے اور اِس کے ساتھ ساتھ پپائرس کے حصوں کے ٹکڑوں کے ساتھ۔ تاہم Kurt اور Barbara اِسے پپائرس کے نسخوں کے ساتھ اس کا تعلق نہیں جوڑتے اور اسے چوتھی صدی عیسوی کے نسخوں میں شمار کرتے ہیں اس سے پہلے نہیں لیکن وہ اسے پپائرس کے پیش رو نسخوں میں شمار کرتے ہیں (مثلاً P^{38}، P^{48}، P^{69})۔ یہ اُس متن کا بہت نمائندگی کرتے ہیں جسے ہم ''مغربی متن'' (Western Text) کہتے ہیں۔ اس میں کئی اضافے کیے گئے اور ارسموس (Erasmus) یونانی نئے عہد نامہ کے پس منظر میں یہ ایک بنیادی یونانی ماخذ ہے جو کہ کنگ جیمس (King James) ترجمہ کا ماخذ ہے۔

نئے عہد نامہ کے نسخہ جات کی ممکنہ طور پر نسخوں کے تین خاندانوں میں گروہ بندی کی جاسکتی ہے جن میں خاص خصوصیات مشترکہ ہیں۔

ا۔ اسکندریہ کے ''مقامی'' متون جن میں

الف۔ P^{66}, P^{75} (تقریباً دوسری صدی عیسوی) اناجیل

ب۔ P^{46} (تقریباً ۲۲۵ عیسوی) پولس کے خطوط

ج۔ P^{72} (تقریباً ۲۲۵۔۲۵۰ عیسوی) پطرس اور یہوداہ

د۔ مخطوطہ بی (B) جو ویٹی کن کہلاتا ہے (تقریباً ۳۲۵ عیسوی) جس میں تمام نیا عہد نامہ اور پرانا عہد نامہ شامل ہے۔

ہ۔ اورغین کے اقتباسات

ز۔ دیگر نسخہ جات جو L، W، 33 قسم کے متن کو ظاہر کرتے ہیں۔

۲۔ جنوبی افریقہ کے مغربی متون جن میں

الف۔ جنوبی افریقہ سے اقتباسات: طرطلیان (Tertullian)، کپرسی (Cyprian) اور قدیم لاطینی

ب۔ آئرنیس کے اقتباسات

ج۔ طاطیان اور قدیم سریانی کے اقتباسات

د۔ مخطوطہِ بزائی D

۳۔ بزنطینی متون

الف۔ ۵۳۰۰ نسخوں میں سے تقریباً ۸۰ فیصد میں ان کی عکاسی ہوتی ہے (زیادہ تر گولائی حروف کے رسم الخط میں)

ب۔ سریا کے انطاکیہ کے راہنماؤں کے اقتباسات: کُپد کی (Cappadoceans)، کرسوستم (Chrysostom)، اور تھرڈورٹ (Therdoret)

ج۔ مخطوطہِ اے (A) صرف اناجیل میں

د۔ مخطوطہِ ای (E) (آٹھویں صدی عیسوی) تمام نئے عہد نامہ کے لئے

۴۔ چوتھی ممکنہ قسم ''قیصریہ'' ہے

الف۔ پہلے مرقس میں نظر آتی ہے۔

ب۔ اس کے کچھ ماخذ P45، W، H ہیں

ج۔ عمومی تنقید کے نظریات اور مسائل کی مختصر وضاحت، جسے متنی تنقید بھی کہتے ہیں۔

ا۔ تغیرات کیسے وقوع پذیر ہوتے ہیں؟

الف۔ نادانستہ یا حادثاتی طور پر (اس کی وقوع پذیری کثیر ہے)

(۱) نظری بھول چُوک

(الف) زیرِ نقل نسخہ کو پڑھتے ہوئے ایک جیسے الفاظ کو دوسری مرتبہ پڑھتے وقت درمیانی الفاظ کا بالکل ہی چھوٹ جانا (homoioteleuton)

(ب) دُہرے حرف والے لفظ یا عبارت کے چھوٹنے میں (haplography)

(ج) زیرِ نقل نسخہ ایک ذہنی غلطی جو کہ ایک یونانی متن کی عبارت یا سطر دُہرائی گئی ہو (dittography)

(۲) زبانی اِملا کے وقت سُننے میں بھول چُوک یعنی ہم قافیہ الفاظ میں ہجوں کا غلط ہو جانا (itacism)۔ اکثر سننے میں یونانی کا کوئی دوسرا لفظ لکھا جاتا ہے۔

(۳) ابتدائی یونانی متن میں ابواب یا آیات کی تقسیم نہیں تھی، انشاء پردازی بھی تھوڑی سی یا بالکل ہی نہیں تھی اور الفاظ میں بھی کوئی تقسیم نہیں تھی۔ یہ ممکن ہے کہ حروف مختلف الفاظ میں تقسیم ہو گئے ہوں۔

ب۔ دانستہ

(۱) نقل کردہ متن کی قواعد و انشاء میں بہتری کے لئے تبدیلیاں پیدا کی گئیں۔

(۲) متن کی دیگر بائبلی متون کے ساتھ ہم آہنگی کے لئے تبدیلیاں لائی گئیں (متوازنیت میں ہم آہنگی)۔
(۳) دو یا دو سے زائد کئی عبارتوں کو ایک طویل ایک ہی عبارت کی شکل میں لانے کے لئے تبدیلیاں لائی گئیں۔
(۴) متن میں کسی ادراک شدہ مسئلہ کی دُرستی کے لئے تبدیلیاں لائی گئیں (عبرانیوں ۲:۹ کے حوالہ سے
(Bart Ehrman, The Orthodox Corruption of Scripture, pp.146-50,
(۵) متن کو زیادہ راسخ العقیدہ بنانے کے لئے تبدیلیاں لائی گئیں (۱۔ یوحنا ۵:۷۔۸)۔
(۶) کسی ایک نقل نویسوں نے کچھ اضافی مواد جیسا کہ تاریخی ماحول یا متن کی دُرست تفسیر کو حاشیہ میں رکھا لیکن کسی دوسرے نے اُسے متن کا حصہ بنا دیا (یوحنا ۵:۴)

د۔ متنی تنقید کے بنیادی اصول (نقل نویسی کی ممکنات)

۱۔ سب سے زیادہ خراب حال اور قواعد و انشا کے اعتبار سے بے ہنگم متن شاید اصل متن تھا کیونکہ نقل نویسوں کا رُجحان متن کو یکساں بنانا تھا۔

۲۔ مختصر ترین متن شاید اصل متن تھا کیونکہ متوازی حوالوں سے نقل نویسوں کا رُجحان اضافی معلومات یا عبارتیں ڈالنے کی طرف تھا (یہ حال ہی میں پپائرس کے تقابلی مطالعہ سے چیلنج ہوا ہے)۔

۳۔ قدیم متن کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ یہ تاریخی اعتبار سے اصل متن کے زیادہ قریب ہوتا ہے اور باقی سب برابر

۴۔ وہ نسخہ جات جو کہ جغرافیائی اعتبار سے مختلف ہیں اُن میں اصل متون ہیں۔

۵۔ تغیرات کیسے وقوع پذیر ہوتے ہیں اِس کی وضاحت کی کوششیں۔ یہ کئی علما میں بہت اہم اصول سمجھا جاتا ہے۔

۶۔ دیئے گئے بائبلی مصنف کے ادبی اسلوب، ذخیرہ الفاظ اور الٰہیات کا تجزیہ کو غالباً اصل الفاظ کو متعین کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

۷۔ عقائد کے حوالہ سے کمزور متون، خاص طور پر وہ جو دستاویز میں تبدیلی کے زمانہ بڑی الٰہیاتی بحث سے متعلق ہیں جیسا کہ ۱۔ یوحنا ۵:۷۔۸ میں تثلیث کو ترجیح دی گئی۔ اس نکتہ پر میں J. Harold Greenlee کی کتاب Introduction New Testament Textual Criticism سے اقتباس کرنا چاہوں گا؛

’’کوئی بھی مسیحی عقیدہ قابل بحث متن پر بنیاد نہیں رکھتا اور نئے عہد نامہ کے طالب علموں کو اپنے متن کی زیادہ راسخ الاعتقادی کی ضرورت یا اصل الہامی کی نسبت عقائد کے اعتبار سے مضبوط تر ہونے کی ضرورت سے خبردار رہنا ہے‘‘ (ص۔ ۶۸)۔

۸۔ W. A. Criswell نے Greg Garrison کو برمنگھم نیوز میں بتایا کہ وہ یہ ایمان نہیں رکھتا کہ بائبل کا ہر لفظ الہامی ہے، کم از کم ہر وہ لفظ نہیں جو جدید لوگوں کو صدیوں کے مترجمین نے دیے ہیں۔ Criswell نے مزید کہا کہ میں متنی تنقید پر بہت ایمان رکھتا ہوں۔ جیسا کہ مرقس کے آخری نصف حصے کا ۱۶ واں باب ایک بدعت ہے؛ یہ الہامی نہیں بلکہ انہیں ملایا گیا ہے۔۔۔ جب آپ اُن قدیم نسخہ جات کا موازنہ کریں وہ وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو کہ مرقس کی کتاب کا نتیجہ ہے۔

کسی شخص نے اس کا اضافہ کیا۔

ایس بی سی (SBC) کے بزرگ اِنیرانٹس (Inerrantists) نے بھی دعویٰ کیا کہ یوحنا ۵:۴ میں مسیح یسوع بیت صیدا کے حوض پر کے واقعہ میں "تحریف" واضح ہے۔ اور وہ یہوداہ کی خودکشی کے دو مختلف واقعات پر بھی بحث کرتا ہے (متی ۲۷ اور اعمال ا دیکھیں)، کرس ویل (Criswell) نے کہا کہ "یہ محض خودکشی کا مختلف تصور ہے"۔ اگر ایک اس کا بیان ہے تو دوسرا اُس کی وضاحت ہے۔ اسی لئے یہوداہ کی خودکشی کے دو بیانات بائبل میں ہیں"۔ کرس ویل مزید بیان کرتا ہے کہ "متنی تنقید اپنے آپ میں ایک شاندار علم ہے۔ یہ چندروزہ نہیں ہے۔ یہ بے مقصد نہیں ہے۔ یہ ٹھوس اور مرکزی ہے"۔

ہماری جدید انگریزی نقول کے ساتھ ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ اصل مصنفین کے وقت سے لیکر پرنٹنگ پریس کی ایجاد تک بائبل کی نقول ہاتھ سے کی جاتی تھیں۔ اکثر یہ نقل نویس نقل کرنے کے دوران اپنے خیالات یا دُرستی کو شامل کر دیتے تھے۔ جس کے باعث نئے عہدنامہ میں کئی غیر اصلی اضافے ہو گئے۔

ہ۔ یونانی نئے عہدنامہ کی ہاتھ سے کی گئی نقول میں مسئلہ کی چند مثالیں

ا۔ مرقس ۱۶:۹ سے آگے کی چند آیات؛ مرقس کے یونانی نسخوں میں چار مختلف اختتام ہیں۔ ۱۲ آیات کا طویل ترین اختتام جو کنگ جیمس نسخہ میں ملتا ہے وہ مخطوطہ a اور مخطوطہ بی (B) میں حذف ہو گیا۔ یونانی متن جو اسکندریہ کے کلیمنٹ، اورغین، یوسیبس اور جیروم نے استعمال کیے اُن میں بھی اس طویل اختتام کی کمی ہے۔ یہ طویل اختتام مخطوطات A، C، D، K، U اور $\aleph^{c}$ میں پایا جاتا ہے۔ اس طویل اختتام کا نزدیک ترین شاہد آبائے کلیسیا میں آئرنیس (Irenaeus جس نے ۱۷۷۔۱۹۰ عیسوی تک خدمت کی) اور ڈایا ٹسّارون (۱۸۰ عیسوی) ہیں۔ یقینی طور پر یہ حوالہ مرقس کا نہیں ہے (یعنی غیر الہامی)۔ ان آیات میں جو اصطلاحات اور الٰہیات پائی جاتی ہیں وہ مرقس میں اور کہیں نہیں۔ بلکہ ان میں بدعت موجود ہے (جیسا کہ زہر کا پینا اور سانپ پکڑنا)۔

۲۔ یوحنا ۵:۴؛ یہ آیت P66، P75، جلی حروف کے نسخوں میں، א، B، C یا D میں نہیں ہے۔ تاہم یہ مخطوطہ اے (A) میں موجود ہے۔ بلاشبہ یہ کسی نقل نویس نے تاریخی ماحول کی وضاحت کے لئے درج کیا تھا۔ یہ یہودی حکایت کی طرح ہے جس میں اس سوال کا جواب دیا جاتا ہے کہ اس حوض کے گرد اتنے بیمار لوگ کیوں تھے۔ خدا فرشتوں کے ذریعہ ہلائے گئے پانی میں پہلے داخل ہونے والے کو شفا جسمانی صحت یابی عطا کر کے نہیں دیتا ہے۔

۳۔ یوحنا ۷:۵۳۔۸:۱۱؛ یہ حوالہ چھٹی صدی عیسوی کے مخطوطہ بزائی D تک کسی بھی یونانی نسخہ یا آبائے کلیسیا کی دستاویز میں موجود نہیں تھا۔ کسی بھی یونانی آبائے کلیسیا نے ۱۲ ویں صدی عیسوی تک اِس پر تبصرہ نہیں کیا تھا۔ یہ بیان یوحنا کے یونانی نسخوں میں کئی دوسری جگہوں میں ملتا ہے، ۷:۳۶ کے بعد، ۷:۴۴ کے بعد اور ۲۱:۲۵ کے بعد۔ یہ لوقا کی انجیل میں لوقا ۲۱:۳۸ کے بعد بھی آیا ہے۔ بلاشبہ یہ یوحنا کا بیان نہیں (یعنی غیر الہامی ہے)۔ یہ مسیح کی زندگی سے شاید ایک زبانی روایت ہے۔ یہ بہت زیادہ اِس کی مانند لیکن یہ ملہم رسول کے قلم سے نہیں ہے۔ لہذا اِس کو کلام مقدس سے خارج کیا گیا۔

۴۔ متی ۶:۱۳؛ یہ آیت א، B یا D نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔ یہ L، K اور W نسخوں میں پائی تو جاتی ہے مگر متفرقات کے ساتھ۔ یہ آبائے کلیسیا کی دُعائے رَبانی پر تفسیر میں بھی نہیں ہے (مثلاً! طرطلیان (۱۵۰۔۲۳۰ عیسوی)، اور غین (۱۸۲۔۲۵۱ عیسوی) اور سپرئین (خدمتی دور ۲۴۸۔۲۵۸))۔ یہ کنگ جیمس ترجمہ میں موجود ہے کیونکہ اس میں اراسموس (Erasmus) کا بارسوم کا یونانی متن شامل ہے۔

۵۔ لوقا ۲۲:۴۳۔۴۴؛ یہ آیات یونانی جلی حروف کے نسخوں *א، א2، D، K، L، X اور ڈیلٹا میں پائی جاتی ہیں۔ یہ شہید جسٹن، آئرنیس، ہپولیتوس، یوسیبس اور جیروم کے اقتباسات میں بھی موجود ہیں۔ تاہم یہ نسخہ P69 (غالباً)، P75، c א، A، N، T اور W میں اور اسکندریہ کے کلیمنٹ اور اوراورغین کے نسخوں میں بھی استعمال ہوئی ہیں۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی کی چوتھی تعریف کے درجات کے مطابق ان کا حذف ہونا (A) کی مانند ''یقینی'' ہے۔ Bart D. Ehrman کی کتاب The Orthodox Corruption of Scripture کے صفحہ ۱۸۷ تا ۱۹۴ میں بیان ہے کہ یہ آیات ابتدائی دوسری صدی عیسوی کی ہیں جو کہ اُن مسیح پرستوں کو باطل ٹھہرانے کے لئے تھیں جو مسیح کی انسانیت اور اُس کے دکھوں کا انکار کرتے تھے۔ مسیحائی بدعات کے ساتھ کلیسیائی مسئلہ ابتدائی نسخوں میں کئی طرح کی تبدیلیوں کا وسیلہ ہے۔

نیو امریکن سیٹنڈرڈ بائبل (NASB) اور نیو ریِ وائزڈ سٹینڈرڈ ورژن (NRSV) نے ان آیات کو قوسین (بریکٹس) میں دیا ہے جبکہ نیو کنگ جیمس ورژن (NKJV)، ٹوڈیز انگلش ورژن (TEV) اور نیو انٹرنیشنل ورژن (NIV) میں حواشی ہے جس میں لکھا ہے کہ ''some ancient manuscripts omit verses 43 and 44.'' (کچھ قدیم نسخوں میں آیات ۴۳ اور ۴۴ حذف ہیں)۔ یہ معلومات لوقا کی انجیل میں منفرد ہے۔

۶۔ ا۔یوحنا ۵:۷۔۸؛ ۱۲ویں صدی عیسوی سے پہلے یہ آیات a، A یا B اور یونانی متون سوائے چار نسخوں کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ یونانی آبائے کلیسیا میں سے کسی نے بھی ماسوائے مسیح کی الوہیت یا تثلیث کے دفاع کے اور کہیں بھی ان اقتباس نہیں کیا۔ یہ بشمول جیروم کے ولگاتا تمام قدیم تراجم میں موجود نہیں ہیں۔ بعدازاں نقل نویسوں نے تثلیث کے عقیدہ کو تقویت دینے کے لئے اس کا اضافہ کیا۔ یہ کنگ جیمس ترجمہ میں موجود ہیں کیونکہ یہ ارسموس (Erasmus) کے بارسوم کے یونانی نئے عہدنامہ میں شامل ہیں۔ ہماری بائبل کے جدید تراجم میں کچھ متنی مسائل ہیں۔ تاہم یہ بڑے عقائد کو متاثر نہیں کرتے۔ ہم بائبل کے ان جدید تراجم پر اعتماد کر سکتے ہیں کیونکہ یہ ایمان اور عمل کے ضروری ہیں۔ ری وائزڈ سٹینڈرڈ وریژن (RSV) کے ایک مترجم F. C. Grant نے کہا کہ ''نظرثانی سے کوئی بھی مسیحی عقیدہ متاثر نہیں ہوا کیونکہ اس کی سادہ سی وجہ ہے کہ نسخہ جات میں ہزاروں متغیرہ حوالہ جات میں سے کسی میں بھی خلاف توقع تبدیلی نہیں آئی کہ مسیحی عقائد کی نظرثانی کی ضرورت ہٹا جائے۔ یہ قابل غور ہے کہ کئی علما نے نئے عہدنامہ کے متن کے تغیرات کا تقریباً ۹۰ فیصد حصہ حل کر لیا ہے کیونکہ زیادہ تر واقعات میں متغیرہ کی بہترین وضاحت نے دوسروں کی اصل کی بھی ابتدائی نسخوں اور شواہدین کے وسیلہ مدد کی ہے'' (Gordon Fee,

(The Expositor's Bible Commentary, Vol. 1, p. 430۔

میں نے ان مثالوں کو اس لئے بیان کیا ہے کہ آپ کو ہمارے انگریزی تراجم کے تجزیہ کو دیکھا سکوں (Fee and Stuart 1982, 30-34)۔ان میں متنی مسائل ہیں۔ میں ان متنی تغیرات کے ساتھ مطمئن نہیں ہوں تاہم یہ حقیقت ہے۔ یہ اس بات کی یقین دہانی کی حقیقت ہے کہ یہ پیدہ چیدہ ہیں اور بڑے مسیحی عقائد کو متاثر نہیں کرتے۔ دیگر قدیم ادب کے مقابلہ میں بائبل میں حیران کُن اعتبار سے چند ہی تغیرات ہیں۔

ز۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کے مسائل

نسخوں میں تغیرات کے مسئلہ کے علاوہ ایک اور مسئلہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا بھی ہے۔ حقیقت میں تمام تراجم مختصر تفاسیر ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ترجمہ کے نظریہ کی تفہیم:

ا۔ ہمیں حوصلہ دے کہ ہم ایک سے زیادہ تراجم کو اپنے مطالعہ میں استعمال کریں اور

۲۔ ہماری یہ جاننے میں مدد کرے کہ کونسے مختلف تراجم کا موازنہ کیا جائے۔

مترجمین کے لئے تین بنیادی طریقہ ہائے کار موجود ہیں۔

ا۔ لغوی طریقہ کار جس میں لفظ بالفظ ترجمہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۲۔ ایک محاورہ با محاورہ طریقہ کار جس میں الفاظ کی بجائے عبارتوں یا جملوں کو قدیم متن کی ترسیل کی بنیاد پر استعمال کرنے کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔ مفہوم با مفہوم طریقہ کار جس میں اصل متن کی اصطلاحات اور فقرات کی بجائے تصورات کو استعمال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہم اس کو حسب ذیل گراف کی مدد سے زیادہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

کنگ جیمس ورژن (KJV) امریکن سٹینڈرڈ ورژن (ASV) نیو امریکن سٹینڈرڈ ورژن (NASB) ری وائزڈ سٹینڈرڈ ورژن (RSV)	نیو انٹرنیشنل ورژن (NIV) نیو امریکن بائبل (NAB) ٹوڈیز انگلش ورژن (TEV) یروشلیم بائبل (JB) نیو انگلش بائبل (NEB) ولیم ٹرانسلیشن (Williams Translation)	ایمپلی فائڈ بائبل (Amplified Bible) فلپ ٹرانسلیشن (Phillips Translation) لی وِنگ بائبل (LB)
لغوی لفظ بالفظ رسمی تبادلہ	محاورہ با محاورہ جملہ با جملہ ٹھوس مساواتی	مفہوم با مفہوم آزاد ترجمہ اعادہ مضمون

ترجمہ کے نظریہ پر ایک سیر حاصل بحث Gordon Fee اور Douglas Stuart کی کتاب How To Read the Bible for All Its Worth کے صفحہ ۴۱ اور ۴۳ میں بیان کی گئی ہے۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائیٹیز کی ترجمہ کے نظریہ اور مشق پر یوجین اے ندا (Eugene A. Nida) کی تصنیف کو بھی اس حوالہ سے بے حد مددگار پایا گیا ہے۔

ح۔ خدا کو بیان کرنے میں انسانی زبان کا مسئلہ

ناصرف ہمیں کچھ مخصوص مقامات پر غیر یقینی متن سے واسطہ پڑتا ہے بلکہ اگر ہم قدیم عبرانی اور یونانی میں ماہر نہیں ہیں تو ہمیں انگریزی تراجم میں تنوع کا بھی سامنا ہے۔ ہماری انسانی محدودیت اور گناہ کی وجہ سے یہ مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ انسانی زبان از خود محدود ہے اور الٰہی مکاشفہ کے دائرہ عمل اور درجات کو متعین کرتی ہے۔ خدا ہم سے تمثیلوں میں کلام کیا۔ انسانی زبان خدا کے بارے میں بات کرنے سے مناسب ہے تاہم یہ کامل اور حتمی نہیں ہے۔ ہم خدا کو ان سکتے ہیں لیکن کچھ حدود کے ساتھ۔ ان حدود کی ایک بہترین مثال نظریہ تجسم ہے جو کہ خدا کے بارے بیان انسانی طبعی یا نفسیاتی اصطلاحات کے معنوں میں ہے۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں استعمال کرنے کو نہیں ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ خدا ایک شخص ہے اور جو کچھ بھی ہم شخصیت کے بارے جانتے ہیں وہ سب انسانی درجات میں ہے۔ اس مشکل کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ نظریہ تجسم (خدا کو انسانی اصطلاحات میں بیان کرنا)

(الف) خدا انسانی جسم کے ساتھ

(۱) چلنا:۔ پیدائش ۳:۸؛ ۱۸: ۳۳؛ احبار ۲۶: ۲۱؛ استثنا ۲۳: ۱۴

(۲) دیکھنا (آنکھیں):۔ پیدائش ۶: ۸؛ خروج ۳۳: ۱۷

(۳) تخت پر آدمی:۔ یسعیاہ ۶: ۱؛ دانی ایل ۷: ۹

(ب) خدا بطور مونث

(۱) پیدائش ۱: ۲ (روح القدس ایک مادہ پرندے کے طور پر)

(۲) استثنا ۳۲: ۱۸ (خدا ایک ماں کی مانند)

(۳) خروج ۱۹: ۴ (خدا بطور مادہ عقاب)

(۴) یسعیاہ ۴۹: ۱۴۔ ۱۵ (خدا بطور دیکھ بھال کرنے والی ماں، غالباً ہوسیع ۱۱: ۴ بھی اس خصوصیت کو بیان کرتا ہے)

(ج) خدا جھوٹ بولنے والی ڈالتا ہے (۱۔ سلاطین ۲۲: ۱۹۔ ۲۳ دیکھیں)

(د) ا۔ نئے عہد نامہ کی مثال ''خدا کا دہنا ہاتھ'' (لوقا ۲۲: ۶۹؛ اعمال ۷: ۵۵۔ ۵۶؛ رومیوں ۸: ۳۴؛ افسیوں ۱: ۲۰؛ کلسیوں ۳: ۱؛ عبرانیوں ۸: ۱، ۱۰: ۱۲، ۱۲: ۲، ۱۳: ۱؛ ۱۔ پطرس ۳: ۲۲ دیکھیں)

۲۔ خدا کو بیان کرنے کے لئے انسانی لقابات کا استعمال

(الف) چرواہا (زبور ۲۳ دیکھیں)

(ب) باپ (یسعیاہ ۶۳: ۱۶؛ زبور ۱۰۳: ۱۳ دیکھیں)

(ج) گوایل Go’el – kinsman redeemer (cf. Exod. 6:6)

(د) محبوب، شوہر (ہوسیع ۱۔ ۳ ابواب دیکھیں)

(ہ) والدین، باپ اور ماں (ہوسیع ۱۱: ۳-۴ دیکھیں)

۳۔ خدا کو بیان کرنے کے لئے مادی اشیاء کا استعمال

(الف) چٹان (زبور ۱۸)

(ب) قلعہ اور مضبوط پناہ (زبور ۱۸)

(ج) ڈھال (پیدائش ۱۵: ۱؛ زبور ۱۸)

(د) نجات کا سینگ (زبور ۱۸)

(ہ) درخت (ہوسیع ۱۴: ۸)

۴۔ زبان انسان میں خدا کی شبیہ کا حصہ ہے، لیکن گناہ نے ہماری ہماری ذات کے ہر پہلو بشمول زبان کو متاثر کیا۔

۵۔ اگر چہ اپنی ذات کے متعلق مکمل علم نہیں دیتا تاہم خدا وفادار ہے اور ہمارے ساتھ مناسب طور پر رابطہ کرتا ہے۔ ایسا اکثر سلبی تمثیل یا تشبیہ کی صورت میں ہوتا ہے۔

بائبل کی تفسیر میں دیگر بیان کردہ مسائل کے ساتھ جو سب سے بڑا مسئلہ ہمیں درپیش ہوتا ہے وہ ہمارا گناہ ہے۔ ہم بشمول بائبل ہر چیز کو اپنے مطلب اور مفاد کے لئے توڑ موڑ دیتے ہیں۔ ہمارا کبھی بھی کوئی مقصد نہیں ہوتا اور خدا کے، دنیا کے یا اپنے بارے میں کوئی ایسا نہیں ہوتا جو غیر متاثرہ ہو۔ پھر بھی ان تمام محرومیوں کے ساتھ خدا ہم سے وفادار ہے۔ ہم خدا کو اور اُس کے کلام کو جان سکتے ہیں کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ ہم ایسا کریں (Silva 1987, 118)۔ اُس نے روح القدس کی تنویر سے ہمیں وہ سب کچھ دیا جس کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے (کیلون 'Calvin')۔ ہاں مسائل تو ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وسائل بھی ہیں۔ مسائل کو چاہیے کہ ہماری عقائد پرستی محدود کریں اور دُعائیہ، بائبل کے ذمہ دارانہ مطالعہ کے وسیلہ شکر گزاری کو بڑھائیں۔ راستہ آسان نہیں لیکن وہ (خدا) ہماری ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ ہماری منزل نا صرف دُرست تفسیر کرنا ہے بلکہ مسیح کی مانند بننا ہے۔ تفسیر منزل کو جاننے، اُس کی خدمت اور ستائش کرنے کا وسیلہ ہے جس نے ہمیں اپنے بیٹے کے وسیلہ تاریکی کے قبضہ سے چھڑایا (کلسیوں ۱: ۱۳)۔

ط۔ بائبلی اختیار

الف۔ مصنف کی مفروضاتی تعریف

بہت سے مسیحی اس بات سے متفق ہوں گے کہ ایمان کا وسیلہ اور اِس کی مشق کا واحد ذریعہ بائبل ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر اتنی زیادہ مختلف تفاسیر کیوں ہیں؟ بہت سی تفاسیر خدا کے نام میں مسائل پیدا کرتی دیکھائی دیتی ہیں۔ ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ کس کا یقین کیا جائے؟ یہ سوالات جدید مسیحی طبقہ کی اُلجھن کی عکاسی کرتے ہیں اور ایک سنگین معاملہ ہیں۔ اس میں سب کچھ خدا کی سچائی ہے عکے دعوؤں ک کے متعلق جو کچھ وہ سنتے یا پڑھتے ہیں عام ایماندار کیسے تجزیہ کریں گے؟ میرے نزدیک اس کا جواب میری مفروضاتی تعریف میں ملتا ہے جس میں ''بائبلی اختیار'' شامل ہے۔ میں نے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں اپنے ہی موجودہ حالات پر

ردّعمل کا اظہار کرتا ہوں تاہم میرے لئے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے میرا مفراضات کو بیان کرنا آپ کو پریشان کر دے۔ تاہم بیشتر نہ کہ تمام زندگی کے اہم سوالات کو ایسے ہی حل کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ہماری انسانی حالت کی نوعیت ہے۔ مکمل معروضیت ناممکن ہے۔ ہم بلا تنقید اپنی اُن ثقافتی معلومات کو جذب نہیں کرتے جن کی کوئی اُمید کرتا ہے۔ نا صرف میری ''معلومات'' بلکہ دوسروں کی معلومات کو بھی محدود کرنے کی ایک کوشش کرتے ہوئے میں نے بائبل کی تفسیر پر کچھ حدود کا تعین کیا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ میرے کہنے سے مُراد یہ لیا جاسکتا ہے کہ میں کچھ حقیقتوں کو جاننے کے قابل نہ ہوں گا تاہم میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ مجھے ثقافتی، تنظیمی اور تجرباتی غلط تفاسیر سے بچائے رکھے گا۔ حقیقت میں سیاق وسباق / متنی طریقہ کار ہمیں مجبور کرے گا کہ ہم بائبل سے متعلق کم بات کریں لیکن مسیحی ایمان کے بنیادی ستونوں پر قائم رہنے میں مددگار رہوتا ہے۔

میرے نزدیک ''بائبلی اختیار'' عمومی طور پر بائبل کو اور اسی طرح اس کے اختیار کو خدا نے عطا کیا کی تعریف میں آتا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ بائبلی مصنف نے جو کچھ اپنے زمانے میں کہا اُس کی سمجھ بوجھ اور اُسے اپنے زمانہ پر اطلاق کرنا بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ضرور ہے کہ اپنے آپ کو اُس کے زمانہ میں، اُس کی وجہ اور مقصد میں لے جایا جائے۔ میں حتی الوسع کوشش کرتا ہوں کہ وہ کچھ سننے کی کوشش کروں جو اصل مخاطبین نے سُنا۔ میں ''تب'' کے بائبلی مصنف، کتاب، واقعہ، مثال وغیرہ کے ساتھ ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں دوسروں کو بھی یہ دیکھانے کے قابل ہو جاؤں گا کہ بائبل کے متن کے ساتھ ہی، میں اس کی تفسیر میں کیسے، کیوں اور کہاں ہوں۔ میں ایسا کرنے، اور جو کہنا چاہتا ہوں وہ کہنے میں آزاد نہیں ہوں (Liefeld 1984m, 6)۔ یہ کہنے میں آزاد ہوں کہ مجھے اس سچائی کو سننے اور اِسے اپنے زمانہ کے لوگوں تک پہنچانے کے لئے تیار ہونا ہے۔ اگر میں اصل مصنف کو سمجھ لوں اور اگر میں ابدی سچائی کو اپنے زمانہ اور زندگی میں منتقل کر دوں تو میں نے بائبلی اختیار میں حصہ ڈالا ہے۔ یقیناً ''تب'' اور ''اب'' کے مابین تفسیر کے پہلوؤں میں اختلافات ہوں گے لیکن ہمیں اپنی تفسیروں کو بائبل تک محدود کرنا ہے اور اپنی سمجھ بوجھ کی اِس کے صفحات سے تصدیق کرنی ہے۔

ب۔ مصدقہ تفسیروں کی ضرورت

پروٹسٹنٹ اصلاح کاری کی قباحتوں میں سے ایک تفاسیر کی کثرت ہے (جس کا نتیجہ ہماری جدید تنظیم پرستی ہے) جو کہ ''بائبل کی طرف واپسی'' کی تحریک کے باعث سامنے آئیں۔ مجھے اس زمین پر متفق ہونے کی کوئی حقیقی اُمید نظر نہیں آتی لیکن ہمیں کلام مقدس، متوازن اور مصدقہ تفسیر کی طرف جانا ہے۔ ہم سب اپنی بصیرت میں چلتے ہیں ہیں لیکن ہم اس قابل ہوا جائیں گے کہ اپنے عقائد (ایمان) اور مشق (زندگی) کا کلام مقدس سے دفاع کرسکیں۔ کلام مقدس کو اُس کے ادب، قواعد و انشاء اور تاریخی سیاق وسباق کے مطابق بولنے کی اجازت دینی ہوگی۔ ہمیں اپنی تفسیروں کا دفاع اس روشنی میں کرنا ہے؛

الف۔ انسانی زبان کا سادہ استعمال

ب۔ حوالہ میں اصل مصنف کا ارادہ

ج۔ کلام مقدس کے تمام متن کے ساتھ توازن

د۔ مسیح کی مانند ہونا

دورِ حاضر میں سیاق وسباق کے بغیر متن کا استعمال اور روحانی معانی دینے کی لعنت نے کلیسیا کو تباہ کر دیا ہے۔ مسالک کلیسیا نے ہماری تکنیکوں کو اور اُنہوں بڑے موثر انداز سے استعمال کرنا سیکھ لیا ہے(Sire, 1980, Scripture Twisting; Carson 1984, Exegetical Fallacies; Silva 1983, Biblical Words and Their Meanings)۔ اس کتاب سے یہ اُمید نہیں کہ یہ محض آپ کو طریقہ ہائے کار دے بلکہ یہ دیگر تفاسیر کو پرکھنے کی صلاحیت بھی بخشے گی۔ ہمیں اپنی تفاسیر کا دفاع کرنا ہے اور دوسری تفاسیر کا تجزیہ۔ ذیل میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ کیسے کیا جائے؛

الف۔ مصنفین نے سادہ انسانی زبان کا استعمال کیا ہے سمجھنے کے قابل ہے۔

ب۔ جدید مفسروں نے کئی طرح کی معلومات درج کرنے کے ذریعہ اصل مصنف کے ارادے کو جاننے کی کوشش کی ہے۔

i. اُن کے تاریخی اور ثقافتی ماحول

ii. ادبی سیاق وسباق (ساری بائبل، ادبی حصہ، پیراگراف کا)

iii. ادبی صنف (تاریخی بیان، نبوت، شریعت، شاعری، تمثیل، مکاشفہ)

iv. متنی انداز (مثلاً یوحنا۳؛ مذہبی آدمی، یوحنا۴؛ غیر مذہبی آدمی)

v. ترکیب نحوی (فقرے میں الفاظ کی ترتیب)

vi. اصل الفاظ کے معانی

الف۔ عہدِ عتیق

(۱) ہم اصل زبانیں (سامی زبانیں) (۲) بحرِ مُردار کے طومار (۳) سامری توریت

(۴) ربیوں کی تصانیف

ب۔ عہدِ جدید

(۱) ہفتادی ترجمہ (عہدِ جدید کے مصنفین عبرانی مفکرین تھے جنہوں نے عام یونانی زبان تحریر کی)

(۲) پپائرس جو مصر سے دریافت ہوئے (۳) یونانی ادب

ج۔ تمام بائبلی متن میں توازن (متوازی حوالہ جات) کیونکہ اس کا ایک الٰہی مصنف (روح القدس) ہے۔

د۔ مسیح کے مانند ہونا (مسیح تمام کلام کی منزل اور تکمیل ہے، وہ الوہیت کا کامل مکاشفہ اور حقیقی انسانیت کی کامل مثال ہے)۔

یہ ایک بنیادی مفروضہ ہے کہ ہر متن کی کم از کم ایک مناسب تفسیر ہوتی ہے اور وہ اصل مصنف کی سوچ اور ارادہ ہوتا ہے۔ مصنف کی یہ تفسیر اصل اطلاق ہوتا ہے۔ یہ اطلاق (اہمیت) مختلف حالتوں میں لاگو ہوسکتا ہے، لیکن ایک ایسی حالت ہوگی جہاں بعین لاگو ہوگا جو کہ اصل سوچ کے مطابق ہوگی (دیکھیں The Aims of Interpretation by E.D. Hirsch)۔

ج۔ غلط تفاسیر کی مثالیں

میرے اس نکتہ یعنی غیر مناسب علم التفسیر کے رائج ہونے (حتیٰ کہ بشارتی گروہوں میں بھی) کی وضاحت کے لئے ذیل کی چند مثالوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔

i۔ استثنا ۲۳:۱۸ کو یہ ثابت کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ ایمانداروں کو اپنے کُتے نہیں بیچنے چاہیے۔ کُتے استثنا میں مرد جسم فروش تھے جو کہ کنعانی فرقہ سے تھے۔

ii۔ ۲۔سموئیل ۹ ویں باب کے حوالہ میں فضل کو گناہ ڈھانپنے سے تشبیہ دی جاتی ہے جیسے مفیبوست جو کہ لنگڑا تھا اور اُس کا یہ لنگڑا پن ہمارے گناہ ہیں اور داؤد کا دسترخوان خدا کے فضل کی تشبیہ ہے جو ہمارے گناہوں کو نظر نہ آنے کے لئے ڈھانپتا ہے (قدیم لوگ دسترخوان پر اپنی ٹانگیں میز کے نیچے رکھ کر نہیں بیٹھتے تھے)۔

iii۔ یوحنا ۱۱:۴۴ میں درج یہ الفاظ "ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے" غیر مناسب عادات، ارادوں اور اعمال کو ظاہر کرتے ہیں۔

iv۔ ۱۔کرنتھیوں ۱۳:۸ یہ ثابت کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ زبانیں ہمیشہ رہیں گی مگر سیاق وسباق کے مطابق سب کچھ جاتا رہے گا مگر محبت نہیں۔

v۔ کلسیوں ۲:۲۱ کو مکمل تارک الدنیا ہونے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے مگر یہ اقتباس تو جھوٹے استادوں کا ہے۔

vi۔ مکاشفہ ۳:۲۰ کو ایک بشارتی پیغام (وعظ) کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، جبکہ یہ سات کلیسیاؤں میں سے ایک کے لئے ہے۔

متن کو بغیر سیاق وسباق اور روحانی معانی دینے کی لعنت کثرت سے ہے۔

الف۔ جملوں، خیالات اور تصورات کو اُن کے موجودہ سیاق وسباق سے علیحدہ کرنے کی مشق، اگر پولس کی تصانیف پر اس کا اطلاق کریں تو یہ ہمیشہ مُہلک ثابت ہوتی ہے۔ پروفیسر ایچ۔اے۔اے کنڈی کہتے ہیں کہ "سیاق وسباق سے متن کی علیحدگی نے علم الٰہیات میں بدعات کی نسبت زیادہ تباہیاں پیدا کی ہیں" (A Man in Christ by James Steward, p. 15)۔

ب۔ سیاق وسباق کے بغیر پولس کے خطوط کی تفسیر کرنے کا طریقہ بلاشبہ اُن ذریعوں سے غافل کر دیتا ہے جن کے وسیلہ خدا اپنا کلام بخشتا ہے جو کہ انسانوں کو بتانے کے لئے خدا کی مافوق الفطرت مرضی کے مکاشفہ کی ابدی سچائی ہیں اور انہیں محض مربوط نظام میں لانے سے مکمل الٰہیات حاصل ہو جاتی ہے (G. E. Ladd, Theology of the NT, p. 379)۔ پس کیا کیا جائے؟ ہم سب کو بائبلی اختیار کے حوالہ سے اپنی تعلیمات کو پھر سے پرکھنا ہوگا۔ اگر ہماری تفسیر اصل مصنف اور مخاطبین کو گڑبڑا دے تو شاید یہ خدا کو بھی گڑبڑا دے گی۔

اگر ہم اُس کا نام میں بولتے ہیں، تو ہمیں شخصی اعتراف، دُعا، ذمہ دارانہ مطالعہ کی قیمت کو ادا کرنا چاہیے۔ ہم سب کو عالم بننے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں سنجیدہ، باقاعدہ اور بائبل کا لائق طالب علم بننا ہے (جیسے کہ بائبل کے اچھے پڑھنے والے، فہرست مضامین میں دیکھیں "بائبل کے اچھے مطالعہ کا راہنما")۔ حلیمی، سیکھنے کی روح اور ہر روز ایمان میں چلنا ہمیں بہت سے خطرات

سے بچاتا ہے۔

یاد رکھیں کہ ہر پیرا گراف میں ایک بنیادی سچائی موجود ہے (الفاظ کا مفہوم صرف جملوں میں بنا ہے اور جملوں کا پیرا گراف میں، پیرا گراف کو مخصوص ادبی حصہ کے ساتھ جوڑنا لازمی ہے)۔ تفصیلات کی تفسیر کرتے ہوئے بے جا پُر اعتماد نہ ہوں (روح القدس ایمانداروں کی مدد کرتی ہے کہ وہ پیرا گراف میں موجود سچائی کو تلاش کرسکیں)۔

مُفسر

i۔ مفروضاتی حالت

ہم سب تاریخی اعتبار سے مشروط ہیں۔ مکمل معروضیت ممکن نہیں ہے (Carson, Biblical Interpretation and the Church 1984, 12)۔ تاہم اگر ہم اپنی تعصّبات کی شناخت کرلیں یا کم از کم اُن شعبوں کی جہاں یہ پائے جاتے ہیں تو ہم اِن کے اثرات پر قابو پانے کے قابل ہو جائیں گے۔ ڈنکن فرگوسن (Duncan Ferguson) کے بائبلی علم التفسیر پر بہترین بحث موجود ہے جس پر پہلے بات ہو چکی ہے (Duncan Ferguson's Biblical Hermeneutics, pp. 6-22) کہ ''کیونکہ ہم سب تعصّبات اور باطل تصورات کے حامل ہیں لہذا یہ بہت آسان ہے کہ ہم کلام مقدس میں سے وہی کچھ دیکھتے ہیں جو ہم دیکھنا چاہتے ہیں اور کامل سچائی کے نئے اور پُر فضل مکاشفہ کو چھوڑ جاتے ہیں جو ہمارے لئے خدا کا مقصد ہے۔ یہ بہت آسان ہے کہ ہم کلام مقدس میں سے اپنے خیالات کو پڑھیں اور اُس بات کو چھوڑ دیں جو کلام مقدس ہمیں سیکھانا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ اس سے ہمارے خیالات ردّ ہو جائیں (Stibbs 1950, 10-11)۔ ایسے بہت سے شعبے ہیں جہاں سے ہمارا مفروضہ قائم سکتا ہے۔

الف۔ ایک اہم بات ہماری شخصیت ہے۔ یہ ایمانداروں میں بہت سی الجھنوں اور نا اتفاقیوں کو جنم دیتی ہے۔ ہم سب سے چاہتے ہیں کہ وہ ایسے ہی سوچیں جیسا ہم خود سوچتے ہیں۔ اس موضوع پر ایک بہت اہم کتاب ''Why Christians Fight Over the Bible'' ہے جسے جان نیوپورٹ اور ولیم کینن (John Newport and William Cannon) نے لکھا۔

کچھ مسیحی اپنے خیالات کے مراحل میں بہت منطقی اور منظّم ہوتے ہیں جبکہ دیگر بہت جذباتی اور نظاموں کی تفصیلات میں پڑنے میں گریز کرتے ہیں۔ پھر بھی تمام ایماندار بائبل کی تفسیر کرنے اور اِس کی سچائیوں کی روشنی میں زندگی گزارنے کے ذمہ دار ہیں۔

ب۔ دوسری بات ہماری دُنیا اور اس کے ساتھ تجربہ پر ہمارا شخصی مشاہدہ ہے۔ نا صرف شخصیت کے عوامل ہم پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ ہماری مردانگی اور نسوانیت بھی۔ ہم ذہنی کارکردگی کے مطالعہ میں پڑھتے ہیں کہ کیسے عورت اور مرد کا دماغ اس دُنیا کو مختلف انداز سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کا اثر اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ ہم بائبل کی کیسے تفسیر کرتے ہیں۔ ہمارے شخصی تجربات یا اُن کے تجرابات جو ہمارے نزدیکی ہیں، ہماری تفاسیر کو متاثر کرسکتے ہیں۔ اگر ہمیں ایک منفرد روحانی تجربہ ہوا ہو تو یقینی طور پر اُسے بائبل کے صفحات میں اور دوسروں کی زندگیوں میں تلاش کرتے ہیں۔

ج۔ شخصیتوں میں مختلف ہونا روحانی نعمت ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۲۔۱۴؛ رومیوں ۱۲: ۳۔۸؛ افسیوں ۴: ۷، ۱۱۔۱۲)۔ اکثر ہماری نعمت براہ راست ہماری شخصیت کے مطابق ہوتی ہے (زبور ۱۳۹: ۱۳۔۱۶)۔ نعمت نجات کے باعث آتی ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۴، ۷، ۱۱)، نہ کہ جسمانی پیدائش کے باعث۔ تاہم یہ اس کے مطابق ہوسکتی ہے۔ روحانی نعمت کے ہونے سے مُراد اپنے ہم ایمان بھائیوں کی پُررحم خدمت ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۷)، لیکن یہ اکثر جھگڑوں کی صورت اختیار کر جاتی ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۲: ۱۲۔۳۰)۔ خاص طور پر تفسیر کے میدان میں۔ ہماری شخصیت اس بات پر اثر انداز ہوتی ہے کہ ہمارا کلام مقدس پر کتنا عبور ہے۔

کچھ لوگ کلام مقدس کو منظّم اقسام کے لئے دیکھتے ہیں اور کچھ وجودیت اور دیندارانہ طرز کی بنا پر۔ ہماری کلام مقدس کو پڑھنے کی غرض اکثر ہماری سمجھ بوجھ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سنڈے سکول کے پانچ سال کے بچوں کو پڑھانا اور یونیورسٹی کے طالب علموں کے لئے سلسلہ وار لیکچر تیار کرنے میں بڑا فرق ہے۔ تاہم تفسیر کا عمل ایک سا ہی ہونا چاہیے۔

د۔ ایک اور اہم وجہ ہماری جائے پیدائش ہے۔ امریکہ میں بہت سی ثقافتیں اور الٰہیاتی فرائق پائے جاتے ہیں اور یہ دوسری ثقافتوں اور دوسرے ممالک کے لوگوں کے باعث بڑھتے جا رہے ہیں۔ اکثر ہم بائبل کی بجائے اپنی ثقافت سے ٹھوس بنیاد حاصل کرتے ہیں۔ اس کی دو اچھی مثالیں؛ امریکی انفرادیت پسند اور سرمایہ داری ہیں۔

ہ۔ جیسے کہ جائے پیدائش ہم پر اثر انداز ہوتی ہے ایسے ہی پیدائش کا زمانہ بھی ہم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ثقافت ایک بدلنے والی وجہ ہے۔ حتیٰ کہ ایک ہی جغرافیائی علاقہ اور ثقافت سے تعلق رکھنے والے "نسلی ادوار" سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ان زمانوں کو صدیوں اور ثقافتوں دور بائبل کے زمانے میں لے جائے تو غلطیوں کا امکان بڑھ جائے گا۔ ہم اکسویں صدی کی سائنسی ذہنیت اور معاشرتی طرز و اصول سے متاثر ہیں۔ ہر نسل کا ایک اپنا ذائقہ ہوتا ہے۔ تاہم جب ہم بائبل کی طرف آتے ہیں تو ہمیں اِس کے ثقافتی ماحول کو تفسیر کے مقصد کے لئے سمجھا ضروری ہے۔

و۔ صرف جغرافیہ، زمانہ اور ثقافت ہی ہمیں متاثر نہیں کرتے بلکہ ہمارے والدین کی پرورش بھی ہم پر اثر انداز ہوتی ہے۔ والدین کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اور بعض اوقات یہ منفی صورت میں ہوتا ہے۔ اُن کے طور طریقے اُن کے بچوں میں منتقل ہوتے ہیں یا پھر بچے مکمل طور پر اپنے والدین کی طرز حیات اور تعلیمات کو رد کر دیتے ہیں۔ اور جب اس میں تنظیم پرستی کا عنصر شامل ہو جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ہم کتنے مفروضاتی بن سکتے ہیں۔ مسیحیت کی دُکھی کر دینے والے منقسم گروہ، جن میں سے ہر ایک دوسرے پر اختیار اور برتری کا دعای ہے، بائبل کی تفسیر میں بہت سے مسائل پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ بہت سے صرف وہی کچھ جانتے ہیں جس پر اُن کا یقین ہوتا ہے کہ ایسا بائبل کہتی ہے حالانکہ انہوں نے اس سے پہلے کبھی شخصی طور بائبل کو پڑھا یا اس کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا کیونکہ انہیں ایک مخصوص تنظیمی عقائد کی تعلیم دی جاتی ہے۔

روایت نہ ہی اچھی ہے اور نہ ہی بُری۔ یہ قدرتی ہے اور بہت مددگار رہوتی ہے۔ تاہم ایمانداروں کی ہر نسل کو اس کی کلام مقدس کی روشنی میں جانچ پرکھ کرنی چاہیے۔ روایت ہماری حفاظت کرسکتی ہے یا ہمیں قید کرسکتی ہے (فلم Fiddler on the Roof)۔

ز۔ ہم میں سے ہر ایک گناہ اور بغاوت سے، برملا یا پوشیدہ طور پر، دانستہ یا نادانستہ طور پر متاثر ہے اور یہ عمل جاری ہے۔ ہماری تفسیروں پر ہمیشہ ہماری روحانی بلوغت یا اس کی کمی کا اثر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کئی مسیح کی مانند ایماندار گناہ سے متاثر ہیں اور کئی غیر روحانی لوگوں سے روح القدس کی روشنی حاصل کی ہے۔ اُمید ہے کہ ہم سب روح کے وسیلہ مسیح یسوع میں خدا کے ساتھ رفاقت میں بڑھ رہے ہیں۔ ہمیں اس کی روشنی میں چلنا ہے اور روح القدس کے وسیلہ کلام مقدس کی زیادہ سے زیادہ روشنی حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھنا ہے۔ ہم جب تک زندہ ہیں خدا اور اُس کے لوگوں کے ساتھ تعلق میں بڑھنے کے ساتھ ساتھ یقیناً ہماری تفاسیر میں تبدیلی اور تغیر آتا رہے گا۔ اگر آپ نے اب تک خدا کے بارے میں کوئی نیا خیال نہیں پایا تو آپ ذہنی طور پر مُردہ ہیں۔

ii۔ چند روحانی شرائط کی مثالیں

اس نکتہ پر میں چاہوں گا کہ چند متعلقہ مثالوں کو بیان کروں جو متذکرہ بالا عوامل کے نتیجہ میں سامنے آتی ہیں۔

الف۔ اکٹھے تیراکی (لڑکے اور لڑکیوں کا اکٹھا تیراکی کرنا) کرنا کچھ کلیسیاؤں میں ایک حقیقی مسئلہ ہے، عموماً جغرافیائی اعتبار سے یہ مسئلہ وہاں ہے جہاں جہاں تیراکی آسانی سے ہو سکتی ہے۔

ب۔ تمباکو کا استعمال کچھ کلیسیاؤں میں ایک نمایاں مسئلہ ہے (خاص طور پر جنوبی امریکہ میں) عموماً اُن جغرافیائی علاقوں میں جہاں پر یہ زیادہ منافع بخش فصل نہیں ہے (ایماندار، اکثر اپنے آپ کو جسمانی اعتبار سے بیمار کر لیتے ہیں، خود تو تمباکو کا استعمال ایک بہانے کے طور پر کرتے ہیں اور دوسروں کو اپنے جسموں کو نقصان پہنچانے کا الزام دیتے ہیں)۔

ج۔ امریکہ میں شراب کا استعمال بہت سے کلیسیائی گروہوں میں ایک اہم مسئلہ ہے، جبکہ یورپ اور جنوبی امریکہ میں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ۱۹۲۰ میں امریکہ تحریک ترک شراب نوشی سے جس قدر متاثر ہوئے اُتنا بائبل سے نہیں ہوئے۔ مسیح یسوع نے بھی مے پی ہوگی۔ کیا آپ مسیح سے زیادہ "روحانی" ہیں؟ درج ذیل ایک خاص مضمون ہے جو کہ ڈاکٹر یوٹلے (Utley) کی تفاسیر سے لیا گیا ہے۔ آپ ان کو اس ویب سائٹ www.freebiblecommentary. سے مفت دیکھ سکتے ہیں اور اپنے پاس محفوظ (download) کر سکتے ہیں۔

مضمون خاص: الکوحل (عمل تخمیر) اور الکحیت (عادی نشہ)

ا۔ بائبلی اصطلاحات

الف۔ عہد عتیق

i۔ یاین (Yayin)، یہ مے کے لئے عمومی اصطلاح ہے (BDB, 406) جو کہ ۱۴۱ مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔ اس لفظ کا اشتقاق غیر یقینی ہے کیونکہ اس کا ماخذ عبرانی نہیں۔ اس کا ہمیشہ معنی "خمیری رس" عموماً انگور کا رس لیا جاتا ہے۔ اس موضوع کے حوالہ سے کچھ حوالہ جات یہ ہیں؛ پیدائش ۹:۲۱؛ خروج ۲۹:۴۰؛ گنتی ۱۵:۵۔۱۰۔

۲۔ تِروش (Tirosh)، یہ نئی مے ہے (BDB, 440)۔ مشرق قریب کی موسمی کیفیت کی وجہ سے رس نکلنے کے بعد

عملِ تخمیر ۶ گھنٹوں کے بعد شروع ہو جاتا تھا۔ یہ اصطلاح اس حوالہ سے ہے کہ مے عملِ تخمیر کے مرحلہ میں ہے۔ ذیل کے کچھ مخصوص حوالہ جات دیکھیں؛ گنتی ۱۲:۱۷، ۱۸:۴؛ یسعیاہ ۶۲:۸۔۹؛ ہوسیع ۴:۱۱۔

۳۔ اَسیس (Asis)، یہ یقینی طور پر الکوحل والی مے ہے (''میٹھی مے'' BDB, 779 مثلاً یوایل ۱:۵؛ یسعیاہ ۴۹:۲۶)۔

۴۔ سکار (Sekar)، یہ اصطلاح ''سخت مشروب'' ہے (BDB 1016)۔ عبرانی ماخذ ''مخمور'' یا ''شرابی'' کی اصطلاح میں استعمال ہوا ہے۔ اسے زیادہ نشہ آور بنانے کے لئے اس میں کچھ شامل کیا جاتا تھا۔ یہ یاین (Yayin) کے مترادف ہے (دیکھیں امثال ۲۰:۱، ۳۱:۶؛ یسعیاہ ۲۸:۷)۔

ب۔ عہد جدید

۱۔ اوئی نوس (Oinos)، یاین (Yayin) کا یونانی مترادف۔

۲۔ نیوس اوئی نوس (Neos Oinos) نئی مے؛ تِرُوش (Tirosh) کا یونانی مترادف۔ مرقس ۲:۲۲

۳۔ گلوخوس وینوس (Gleuchos میٹھی مے، اَسیس)، عملِ تخمیر کے ابتدائی مراحل کی مے (اعمال ۲:۱۳ دیکھیں)۔

۲۔ بائبلی استعمال

الف۔ عہد عتیق

۱۔ مے خدا کی نعمت ہے (پیدائش ۲۷:۲۸؛ زبور ۱۰۴:۱۴۔۱۵؛ واعظ ۹:۷؛ ہوسیع ۲:۸۔۹؛ یوایل ۲:۱۹، ۲۴؛ عاموس ۹:۱۳؛ زکریاہ ۱۰:۷)۔

۲۔ مے قربانی کے نذرانوں کا حصہ ہے (خروج ۲۹:۴۰؛ احبار ۲۳:۱۳؛ گنتی ۱۵:۷، ۲۸:۱۴؛ استثنا ۱۴:۲۶؛ قضاۃ ۹:۱۳)۔

۳۔ مے بطور دوا استعمال ہوتی تھی (۲۔سموئیل ۱۶:۲؛ امثال ۳۱:۶۔۷)۔

۴۔ مے ایک مسئلہ ہو سکتی ہے (نوح: پیدائش ۹:۲۱، لُوط: پیدائش ۱۹:۳۳، ۳۵، سمسون: قضاۃ ۱۶:۱۹، نابال: ۱۔سموئیل ۲۵:۳۶، اُوریاہ: ۲۔سموئیل ۱۱:۱۳، آمون: ۲۔سموئیل ۱۳:۲۸، ایلہ: ۱۔سلاطین ۱۶:۹، بن ہدد: ۱۔سلاطین ۲۰:۱۲، حکمران: عاموس ۶:۶ اور عورتیں: عاموس ۴)۔۷۔۸؛ ہوسیع ۴:۱۱)۔

۵۔ مے ایک لعنت ہو سکتی ہے (امثال ۲۰:۱، ۲۳:۲۹۔۳۵، ۳۱:۴۔۵ ل یسعیاہ ۵:۱۱، ۲۲، ۱۹:۱۴، ۲۸:۵۔

۶۔ مے مخصوص گروہوں کیلئے ممنوع تھی (خدمت پر مامور کاہن؛ احبار ۱۰:۹؛ حزقی ایل ۴۴:۲۱؛ نذیر؛ گنتی ۶ اور حکمران امثال ۳۱:۴۔۵؛ یسعیاہ ۵۶:۱۱۔۱۲؛ ہوسیع ۷:۵)۔

۷۔ مے علم الآخرت کے ماحول میں استعمال ہوئی (عاموس ۹:۱۳؛ یوایل ۳:۱۸؛ زکریاہ ۹:۱۷)۔

ب۔ دورِ بین العہدین

۱۔ Wine in moderation is very helpful (Ecclesiasticus 31:27-30).

۲۔ ربی کہتے ہیں کہ ”مے تمام ادویات میں سے سب سے بہترین دوا ہے، جہاں مے کی کمی ہے وہاں دیگر ادویات کی ضرورت ہے (BB, 58b)۔

ج۔عہد جدید

۱۔ مسیح یسوع نے پانی کی بڑی مقدار کو مے میں تبدیل کیا (یوحنا ۲:۱۔۱۱)۔

۲۔ یسوع نے مے پی (متی ۱۱:۱۸۔۱۹)؛ لوقا ۷:۳۳۔۳۴، ۲۲:۱۷)۔

۳۔عید پینتکست پر پطرس پر تازہ مے پینے کا الزام لگا (اعمال ۲:۱۳)۔

۴۔ مے دوا کے طور پر استعمال ہو سکتی ہے (مرقس ۱۵:۲۳؛ لوقا ۱۰:۳۴؛ ۱۔تیمتھیس ۵:۲۳)۔

۵۔ قائدین الکوحل کے عادی نہ ہوں۔اس کا ہرگز مطلب مکمل ترک کر دینا نہیں (۱۔تیمتھیس ۳:۳، ۸؛ ططس ۱:۷، ۲:۳؛ ۱۔پطرس ۴:۳)۔

۶۔ مے کا استعمال علم الآخرت کے ماحول میں ہوا ہے (متی ۲۲:۱؛ مکاشفہ ۱۹:۹۹۔

۷۔ مے نوشی کی مذمت کی گئی ہے (متی ۲۴:۴۹؛ لوقا ۱۱:۴۵، ۱۲:۳۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۵:۱۱۔۱۳، ۶:۱۰؛ گلتیوں ۵:۲۱؛ ۱۔پطرس ۴:۳؛ رومیوں ۱۳:۱۳۔۱۴)۔

۳۔ الٰہیاتی مفاہیم

الف۔ جدلیاتی اُلجھن

۱۔ مے خدا کی نعمت ہے۔

۲۔شراب نوشی ایک بڑا مسئلہ ہے۔

۳۔ ایماندار کچھ ثقافتوں میں اپنی آزادی کو انجیل کی خاطر بالائے طاق رکھیں (متی ۱۵:۱۔۲۰)؛ مرقس ۷:۱۔۲۳؛ ۱۔کرنتھیوں ۸۔۱۰؛ رومیوں ۱۴)۔

ب۔ حد سے بڑھنے کے رُجحان پر پابندی ہے

۱۔ خدا تمام چیزوں کا منبع ہے۔

۲۔ گناہ آلود انسانیت نے تمام چیزوں کو پابندی کی حدود سے تجاوز کر کے بگاڑ دیا ہے۔

ج۔ خرابی ہم میں ہے چیزوں میں نہیں، مادی تخلیق میں کوئی چیز بھی بُری نہیں تھی (دیکھیں مرقس ۷:۱۸۔۲۳؛ رومیوں ۱۴:۱۴، ۲۰؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۰:۲۵۔۲۶؛ ۱۔تیمتھیس ۴:۴؛ ططس ۱:۱۵)۔

۴۔ پہلی صدی عیسوی کی یہودی ثقافت اور عمل تخمیر

الف۔ عمل تخمیر بہت جلد شروع ہو جاتا ہے، تقریباً انگور روندنے کے ۶ گھنٹے بعد۔

ب۔ یہودی روایت کے مطابق جب مائع کی سطح پر ہلکی سی جھاگ (عمل تخمیر کی علامت) نمودار ہو تو یہ مے کی دہ یکی دینے

کے قابل ہے(Ma aseroth 1:7)۔یہ ''تازہ مے'' کہلاتی تھی یا ''میٹھی مے''۔

ج۔ بنیادی شدید عمل تخمیر ایک ہفتہ کے بعد مکمل ہوتا تھا۔

د۔ دوسرا عمل تخمیر شروع ہونے میں تقریباً ۴۰ دن لگتے تھے۔اس حالت میں یہ ''پرانی مے'' سمجھی جاتی تھی اور مذبح پر چڑھائی جاسکتی تھی(Edhuyyoth 6:1)۔

ہ۔ وہ مے جو اپنی اس حالت (پرانی مے) کی حالت میں رہتی تھی اچھی سمجھی جاتی تھی مگر اس استعمال سے پہلے اچھی طرح کشید کرنا ضروری ہوتا تھا۔

ز۔ عمل تخمیر کے ایک سال بعد کی مے کو مناسب عمر کی مے سمجھا جاتا تھا۔تین سال ایک لمبا عرصہ ہوتا تھا کہ مے کو حفاظت کے ساتھ محفوظ کیا جائے۔یہ ''پرانی مے'' اور پانی کے ساتھ پتلی کی جاتی تھی۔صرف آخری سو سال میں جراثیم سے پاک اور کیمیائی عوامل کے ساتھ عمل تخمیر رُک جاتا ہے۔قدیم دور میں قدرتی عمل تخمیر کے عمل کو روکا نہیں جاسکتا تھا۔

۵۔ اختتامیہ بیانات

الف۔ اپنے تجربہ، الٰہیات اور بائبلی تفسیر کے حوالہ سے یقین دہانی کریں کہ کہیں یہ یسوع مسیح اور پہلی صدی عیسوی کی یہودی یا مسیحی ثقافت کو مسخ نہ کردیں۔وہ مکمل طور پر تارک الشراب نہیں تھے۔

ب۔ میں شراب کے سماجی استعمال کی حمایت نہیں کررہا۔تاہم بہت سے ایسے ہیں جو اس موضوع پر بائبل کے مقام سے تجاوز کرجاتے ہیں اور ثقافتی یا تنظیمی بنیاد پر اعلیٰ راستبازی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ج۔ میرے نزدیک، رومیوں ۱۴واں باب اور ا۔کرنتھیوں ۸ سے ۱۰ ابواب ایمانداروں کے لئے محبت اور احترام کی بنیاد پر وضاحت اور ہدایات فراہم کرتے ہیں اور ہماری ثقافتوں میں انجیل کی اشاعت شخصی آزادی یا عدالتی تنقید نہیں ہے۔اگر بائبل ایمان اور عمل کا واحد وسیلہ ہے، تب پھر شاید ہمیں اس موضوع پر دوبارہ سوچنا ضروری ہے۔

د۔ اگر ہم خدا کی مرضی سمجھتے ہوئے مکمل ترک کرنے کی طرف جاتے ہیں تو ہم مسیح کے حوالہ سے کیا کہیں گے، اور اس کے ساتھ ساتھ اُن جدید ثقافتوں کے بارے میں جو شراب کو باقاعدگی سے استعمال کرتے ہیں (جیسا کہ یورپ، اسرائیل، ارجنٹائنا)؟

د۔ دہ یکی کی اکثر یوں منادی کی جاتی ہے: (۱) شخصی دولت کا راستہ لیکن محض اُن ثقافتوں میں جہاں دولت ممکن ہے یا (۲) خدا کی عدالت سے بچنے کا راستہ۔

۷۔ ذیل کا خاص مضمون ہے جو کہ ڈاکٹر یوٹلے (Utley) کی تفاسیر سے لیا گیا ہے۔

مضمونِ خاص: دہ یکی

صرف متی ۲۳:۲۳ اور لوقا ۱۱:۲۴ نئے عہد نامہ میں حوالہ جات ہیں جو دہ یکی کے حوالہ سے ہیں۔ میں نہیں مانتا کہ نیا عہد نامہ دہ یکی کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ یہ تمام باتیں یہودی دستور پرستی اور خود راستی کے عیب بیان کرنے کے لئے کی گئی تھیں۔ میرا ماننا ہے کہ نئے عہد نامہ کی تعلیم با قاعدگی سے دینے کے متعلق ہے اور اس کا اگر کوئی حوالہ ہے تو ۲۔ کرنتھیوں ۸، ۹ کے ابواب ہیں جس میں دہ یکی سے بڑھ کر بیان کیا گیا ہے۔ اگر ایک یہودی محض پرانے عہد نامہ کی تعلیم کے مطابق دس سے تیس فیصد (عہد عتیق میں دو یا ممکنہ طور پر تین دہ یکیاں دینے کو کہا گیا ہے)، تو مسیحیوں کو اس سے کہیں بڑھ کر دینے کی ضرورت ہے اور دہ یکی کے موضوع پر بحث کرنے پر وقت نہ صرف کریں۔ نئے عہد نامہ کے ماننے والوں کو محتاط رہنا ہوگا کہ کہیں وہ مسیحیت کو راویت پر مبنی ضابطہ نہ بنالیں (مسیحی تالمود)۔ اُن کی خدا کو خوش کرنے کی آرزو میں اُنہیں زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ہدایات ڈھونڈنے کی کوشش کرنی ہے۔ پھر بھی الٰہیاتی اعتبار سے بہت خطرناک ہے کہ ہم پرانے عہد نامہ کے قوانین کو کھینچتے پھریں جنہیں عہد نامہ میں دوبارہ لاگو نہیں کیا گیا (اعمال ۱۵ واں باب دیکھیں) اور اُنہیں عقائد کے معیار بنالیں۔ بالخصوص جب اُن کی (جدید منادوں کے وسیلہ) منادی کی جاتی ہے تو کہیں یہ تباہی یا خوشحالی کے وعدوں کا باعث نہ ہوں (ملاکی ۳ باب دیکھیں)۔

یہاں ایک فرینک سٹاگ (Frank Stagg, Newtastament Theology, pp. 292-293) کا خوبصورت اقتباس بیان کیا جاتا ہے کہ ''نئے عہد نامہ میں دینے کے فضل میں ایک مرتبہ بھی دہ یکی کو متعارف نہیں کروایا گیا۔ دہ یکیوں کو صرف تین بار نئے عہد نامہ میں بیان کیا گیا ہے: (۱) فریسیوں کو ملامت کرتے ہوئے کہ وہ انصاف، رحم اور ایمان سے غافل ہیں اور دہ یکی پر بڑی توجہ دیتے ہیں حتیٰ کہ باغ کی فصل تک (متی ۲۳:۲۳؛ لوقا ۱۱:۲۴)؛ (۲) مغرور فریسی کی تصویر کشی میں جو ''اپنے آپ سے دُعا کر رہا تھا، اس بات پر فخر کر رہا تھا کہ وہ ہر ہفتہ روزہ رکھتا ہے اور اپنی ہر ملکیتی شے کی دہ یکی دیتا ہے (لوقا ۱۸:۱۲) اور (۳) اور ملک صدق کی برتری پر دلائل دیتے ہوئے اور وہ مسیح ہے جو لاوی (قبیلہ) سے بڑھ کر ہے (عبرانیوں ۷:۶۔۹)۔

یہ واضح ہے کہ مسیح نے دہ یکی کو نظام ہیکل کے ایک حصہ کے طور پر ثابت کیا جو اصول اور عمل میں اُس کی ہیکل اور عبادت خانوں کی عمومی مشقوں کی حمایت کے طور پر ہے۔ جہاں تک بھی ہے یہ جابرانہ یا روایتی نظام کے لئے نہیں بنا بلکہ یہ ایک خوش کُن منصوبہ ہوسکتا ہے۔ تاہم کوئی نافذ العمل کے طور پر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ دہ یکی کی نئے عہد نامہ میں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ یہودی اعمال میں بہتری لانے کے لئے جانا جاسکتا ہے (متی ۲۳:۲۳؛ لوقا ۱۱:۲۴) لیکن یہ مسیحیوں پر لاگو نہیں ہوتی۔ درحقیقت یہودیوں اور مسیحیوں کے لئے اب یہ ممکن نہیں کہ پرانے عہد نامہ کے مفہوم میں دہ یکی دیں۔ اب دہ یکی محض قدیم رسمی مشق سے ہلکی سے مشابہ ہے جو یہودیوں کے قربانی کے نظام سے تعلق رکھتی تھی۔ پال سٹاگ (Paul Stagg) اس کو یوں بیان کیا ہے کہ؛

''جبکہ اس پر بہت کچھ کہاں جا سکتا ہے کہ دوسروں پرسختی کے ساتھ مسیحی تقاضے کوطور پر لاگو کیے بغیر دہ یکی کو ایک شخص کے دینے کا رضا کارانہ معیار بنانے کے لئے اپنالیا جائے، اس میں یہ واضح ہونا چاہیے کہ جو شخص اس کو اپنا رہا ہے وہ عہد عتیق کی مشق کو جاری نہیں رکھ رہا۔ یوں ایک شخص شخصی طور ایک ایسی مشق کو جاری رکھے ہوئے ہے جو کہ عہد عتیق کی مشق ہے جو کہ ہیکل اور اُس کے کہانت کے نظام کو چلانے کے لئے ایک جزیہ دینے کی طرح ہے، ایک سماجی اور مذہبی نظام جواب موجود نہیں ہے۔ دہ یکیاں یہودیت میں ۷۰ عیسوی میں ہیکل کی تباہی تک ایک فریضہ کے طور پر دی جاتی تھیں، لیکن یہ اب کلیسیا پر فرض نہیں ہیں۔

یہ دہ یکی کی اہمیت کو کم کرنا نہیں ہے بلکہ نئے عہد نامہ کے ساتھ اس کے تعلق کو واضح کرنا ہے۔ یہ اس بات کا انکار کرنا ہے کہ نیا عہد نامہ روایت پرستی، خود پرستی، نفع کی نیت اور لین دین کی حمایت کرتا ہے جنہیں آج کل دہ یکی کی درخواستوں کی کردارکشی کرتی ہیں۔ ایک رضا کارانہ نظام کے طور پر دہ یکی میں بہت سی پیش کش ہوتی ہے مگر مسیحی ہونے کے ساتھ یہ فضل کی بدولت اب نہیں رہی۔ یہ اصرار کرنا کہ ''کارآمد'' ہے تو یہ محض دُنیا کی عملی آزمائشوں کو اپنانا ہے۔ بہت زیادہ اعمال جو کہ مسیحی نہیں۔ دہ یکی اگر یہ نئے عہد نامہ کی الٰہیات کے ساتھ اتفاق کرتی ہے تو اس کا خدا کے فضل اور محبت پر مبنی ہونی چاہیے''۔

iii۔ کیا کیا جا سکتا ہے؟

متذکرہ بالا فہرست طویل سے طویل ہو سکتی ہے۔ یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ شخصی عوامل عموماً محض ہمارے ظاہری پن کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ سب ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم تجزیہ کریں ہمیں کین باتوں پر یقین کرنا ہے تا کہ مسیحی ایمان کی پیچیدگیاں کم ہوں۔ کلیسیا کے ہر دور اور ہر ثقافت میں بنیادی ستون کون سے ہیں؟ یہ کوئی آسان سوال نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے۔ ہمیں تاریخی مسیحیت کی مرکزی لازمی حیثیت پر قائم رہنا ہے مگر محبت میں اپنے ثقافتی اور انفرادی فرائق کے شعبوں کے ساتھ جو لازمی نہیں ہیں (رومیوں ۱۴: ۱۔ ۱۵: ۱۳؛ ۱ کرنتھیوں ۸۔ ۱۰ ملاحظہ کریں)۔ جتنا میں اپنے اور بائبل کے بارے میں سمجھتا جاتا ہوں میرا پیچیدہ مرکزی ایمان اُتنا ہی سادہ ہوتا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ میرے لئے اس میں خدا ثالوث کی شخصیت اور کام اور کوئی کیسے اُس کی رفاقت میں آتا ہے کا دخل ہے۔ باقی تمام باتیں ان بنیادی باتوں کی روشنی میں کم اہمیت ہوتی جاتی ہیں۔ بالغ ہونا ہماری عقیدہ پرستی اور تنقیدی رویے کو کم کرتا جاتا ہے۔ ہم سب کے مفروضات ہوتے ہیں لیکن ہم میں سے کم لوگ ہی ان کو بیان کرتے، تجزیہ کرتے یا انہیں ترتیب دے پاتے ہیں۔ تاہم ہم ان کو موجودگی سے واقف ہیں۔ ہم سب نے ایک یا مختلف طرح کی عینکیں یا مقطرات لگا رکھے ہیں۔ وہ کتاب جو میری مدد کرتی ہے کہ میں ثقافتی اور ابدی پہلوؤں کا فرق معلوم کرسکوں جو کلام مقدس میں مرقوم ہیں، گورڈن فی (Gordon Fee) اور ڈگ سٹوارٹ (Doug Stuart) کی کتاب How to Read the Bible for all its worth ہے خاص طور پر چوتھا اور پانچواں باب۔

بائبل کچھ ایسی چیزوں کا بیان کرتی ہے جس کی یہ حمایت نہیں کرتی۔

iv۔ مفسر کی ذمہ داری

درج بالا بحث کی روشنی میں، ہماری بطور مفسر ذمہ داری کیا ہے؟ اس میں درج ذیل باتیں شامل ہیں؛

۱۔ مسیحی ذاتی طور پر اپنے لئے تفسیر کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ یہ اکثر ایمانداروں کی کہانت (ضمیری اہلیت) کہلاتی ہے۔ یہ بات کبھی بھی بائبل میں اسمِ واحد کے ساتھ نہیں آئی بلکہ اسم جمع میں ہے (دیکھیں خروج ۱۹: ۵؛ ۱۔ پطرس ۲: ۵۔۹؛ مکاشفہ ۱: ۶)۔ تفسیر ایمانداروں کی جماعت کا فرض ہے۔ مغربی انفرادیت پر بلاوجہ تاکید سے محتاط رہیں۔ ہم اس ذمہ داری کا بوجھ کسی دوسرے پر نہیں ڈال سکتے (۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۷)۔

۲۔ بائبل ایسی کتاب ہے جو قابل تشریح و تفسیر ہے (متی ۵: ۲۹۔۳۰)۔ یہ صبح کے اخبار کی مانند پڑھنے کے لئے نہیں ہے۔ اس کی سچائی تاریخی اعتبار سے مشروط ہے، جیسے کہ ہم۔ ہمیں ''تب'' اور ''اب'' کے درمیان خلا کو لازماً پُر کرنا ہے۔

۳۔ ہمارے بہترین کام کے باوجود بھی ہماری تفسیروں کو مزید بہتری کی ضرورت رہتی ہے۔ ہمیں اُس روشنی میں بڑھنے کی ضرورت ہے جو ہمارے پاس ہے۔ ہمیں دوسرے ایمانداروں سے محبت کرنی ہے اور اُن کی عزت کرنی ہے جو مختلف سمجھ بوجھ رکھتے ہیں (رومیوں ۱۴: ۱۔۱۵: ۱۳؛ ۱۔ کرنتھیوں ۸: ۱۰ دیکھیں)۔

۴۔ مشق کرتے رہنا کامل کرتا ہے۔ یہ بات تفسیر کے عمل پر حقیقی طور پر لاگو ہوتی ہے۔ دُعا اور مشق ہماری تفسیر کرنے کی اہلیت کو بڑھاتی ہیں۔

۵۔ علم التفسیر کسی ایک بات کا حقیقی معنی کیا ہے بعین نہیں بتا سکتا، تاہم یہ واضح کرتا ہے کہ اس کے معنی کیا نہیں ہیں۔

بائبلی تفسیر کا سیاق و سباق کا طریقہ

۱۔ اس کی تاریخ اور پیش رفت

الف۔ یہودی تفسیر

بائبل کے مطالعہ کا بہت متوازن طریقہ کا تاریخی، قواعد و انشا، لغوی طریقہ کار کہلاتا ہے (اس کتاب میں اسے متنی / سیاق و اسباقی طریقہ کار کہا گیا ہے) جو کہ اسکندریہ، اسریا (شام) میں تیسری صدی عیسوی میں استعاراتی طریقہ کار کے ردِ عمل میں شروع ہوا جو کئی سو سال پہلے اسکندریہ، مصر میں پروان چڑھا۔ اسکندریہ کا طریقہ کار فیلو کے طریقہ کار سے اپنایا گیا جو کہ ایک یہودی مفسر تھا اور ۲۰ ویں سے ۵۵ صدی عیسوی تک رہا۔ فیلو اسکندریہ میں بھی رہا۔ وہ تارک الوطن یہودی ہوتے ہوئے وہ ربیوں میں زیادہ معروف نہیں تھا لیکن اسکندریہ کے یونانی مائل علما پر اُس کا گہرا اثر تھا جو اُس وقت علم کا مرکز تھا۔ فیلو ربیوں کے ساتھ اس بات میں متفق تھا کہ عہد عتیق خدا کی طرف سے دیا گیا ہے۔ اُس کا ایمان تھا کہ خدا عبرانی کلام مقدس اور یونانی فلسفہ دانوں خاص طور افلاطون کے ذریعہ منفرد طور پر ہم کلام ہوا۔ اس لئے متن کا ہر پہلو معنی رکھتا ہے، ہر جُملہ، حصہ، لفظ، حرف حتیٰ کہ چھوٹا سا شوشہ یا طرز خیال بھی۔ ربیوں کی تفسیر ''کیسے'' پر مرتکز تھی خاص طور پر موسیٰ کی شریعت کے تعلق سے۔ فیلو نے ان میں سے کچھ طرز خیال، قواعد و انشا اور ہجوں کا استعمال کیا اور متن میں مخفی معنوں کو افلاطونیت کے تعلق سے تلاش کیا۔ ربی موسیٰ کی شریعت کو روزمرہ کی

زندگی پر اطلاق کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے جبکہ فیلو افلاطون کے نکتہ نظر سے اسرائیل کی تاریخ کو دوبارہ تفسیر کرنا چاہتا تھا۔ ایسا کرنے کے لئے اُس نے تاریخی سیاق وسباق سے پرانے عہد نامہ کو مکمل طور پر نکال دیا۔

''اُس کے ذہن میں یہودیت، مناسب سمجھ بوجھ، یونانی فلسفہ کی اعلیٰ بصیرتوں سے اختلاف نہ کرنے کے بہت سے خیالات تھے۔ خدا نے اپنے آپ کو اسرائیل کے چُنیدہ لوگوں پر ظاہر کیا لیکن اُس نے جیسا یونانیوں پر اپنا اظہار کیا اُس سے یکسر مختلف انداز سے نہیں کیا''(Grant and Tracy 1984, 53-54)۔

اُس کا بنیادی طریقہ کار متن کو تمثیلی بنانا تھا اگر:

۱۔ متن ایسی کچھ بیان کرر ہا ہو جو خدا کے شایانِ شان نہ ہو (خدا کا طبعی پن)۔

۲۔ متن میں کوئی ادراک کردہ غیر متوازنیت پائی جاتی ہو۔

۳۔ اگر متن میں کوئی ادراک کردہ تاریخی مسئلہ پایا جاتا ہو۔

۴۔ متن کو اس کے فلسفیانہ نظریہ کے مطابق اختیاری بنایا جا سکتا ہے (تمثیلی بنانا)(Grant and Tracy 1984, 53)۔

ب۔ اسکندریہ کا مکتب فکر

فیلو کی تفسیر کے طریقہ کار کی بنیادیں مسیحی تفسیر کے متبہ فکر میں جاری رہیں جو کہ اسی شہر میں پروان چڑھا۔ ان کا پہلا راہنما اسکندریہ کا کلیمنٹ (۱۵۰۔۲۱۵ عیسوی) تھا۔ اُس کا ماننا تھا کہ بائبل میں مختلف لوگوں، ثقافتوں اور زمانوں کے مطابق مختلف معیار پائے جاتے ہیں۔ یہ معیار درج ذیل ہیں؛

۱۔ تاریخی، لغوی مفہوم

۲۔ عقائدی مفہوم

۳۔ انبیائی یا علامتی مفہوم

۴۔ فلسفیانہ مفہوم

۵۔ روحانی یا تمثیلی مفہوم(Grant and Tracy 1984, 53)۔

یہ بنیادی طریقہ کار اورغین (۱۸۵۔۲۵۴ عیسوی) نے بھی جاری رکھا جو کہ قدیم کلیسیا کا عظیم ذہن تھا(sliva 1987, 36-37)۔ وہ پہلا متنی نقاد، محافظ ایمان، مفسر اور ماہر مربوط علم الٰہی تھا۔ اس کے طریقہ کار کی ایک اچھی مثال امثال ۲۲: ۲۰۔۲۱ میں مل سکتی ہے۔ اُس نے اسے ا۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۳ کے ساتھ جوڑا ہے۔ اس طرح سے بائبل کا ہر حوالہ تفسیر کے تین معیار رکھتا ہے؛

۱۔ ایک جسمانی یا لغوی معیار

۲۔ ایک ضمیری یا اخلاقی معیار

۳۔ ایک روحانی یا تمثیلی معیار(Grant and Tracy 1984, 59)۔
اسکندریہ کا علم التفسیر زیادہ تر کلیسیا کے تفسیری میدان میں اصلاح کلیسیا کے دور تک رائج رہا۔اس کی ترقی یافتہ شکل میں اگسٹین (۳۵۴۔۴۳۰ عیسوی) نے پہنچایا جو کہ درج ذیل تفسیر کے چار معیاروں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔
۱۔ لغوی، جو کہ تاریخی واقعات کی تعلیم دیتا ہے۔
۲۔ تمثیلی، جو یہ بتاتا ہے کہ آپ کو کیا ماننا چاہیے
۳۔ اخلاقی، جو یہ بتاتا ہے کہ آپ کو کیا کرنا چاہیے
۴۔ روحانی، جو کہ یہ سیکھاتا ہے کہ آپ کو کیا اُمید ہونی چاہیے
تمام کلیسیا کے لئے، غیر لغوی (۲،۳،۴) خالص روحانی بصیرت کے حامل ہیں۔تاہم غیر تاریخی، بلا قواعد و انشا طریقہ کار کا غلط استعمال ایک اور تفسیری مکتبہ فکر کو تشکیل دینے تک لے آیا۔ تاریخی قواعد و انشاء مرتکزِ متن اسریا کے انطاکیہ کا مکتبہ فکر (تیسری صدی عیسوی) نے ماہر تمثیلیات پر الزام لگایا کہ
۱۔متن میں معانی کو داخل کیا
۲۔ ہر متن میں مخفی معنوں کو تلاش کرنا
۳۔ دلکش اور تشریح سے ہٹ کر تفسیر پیش کی
۴۔الفاظ اور فقرات کو اُن کے اصل اور عام معنوں میں نہ رہنے دیا(Sire 1980, 107)
۵۔اصل مصنف کی تمثیل کے سادہ سے پیغام جو بہتر تربیت یافتہ اور خدا ترس مفسروں نے دیا اور اپنی عظیم اہمیت کا حامل تھا کو انسانی دخل اندازی سے مغلوب کر دیا گیا۔مسیح یسوع (متی ۱۳:۱۸۔۲۳)، پولس (۱۔کرنتھیوں ۹:۹۔۱۰، ۱۰:۱۔۴؛ گلتیوں ۴:۲۱۔۳۱) اس دونوں اس طریقہ کار کے بائبلی پیش رو تھے۔تاہم جب ایک ذریعہ کے طور پر کسی کے ذاتی الٰہیاتی عقیدے کو ثابت کیا جائے یا کسی کے غیر مناسب عمل کا دفاع کیا جائے تو یہ بڑا دشوار ہوتا ہے۔بڑا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے از خود متن میں سے حقیقی معنی کو تلاش کیا جائے(Silve 1987, 74)۔انسانیت کی بدکاری نے اس طریقہ کار (اور کسی حد تک تمام طریقوں) کو کسی بھی چیز کو ثابت کرنے اور پھر اُسے بائبلی قرار دینے میں بدل دیا ہے۔''ذاتی تفسیر کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے، بائبل کا مطالعہ کرتے ہوئے وہ خیالات جو ہم نے کہیں اور سے حاصل کیے ہیں اور پھر اُن میں سے ہر ایک کو اُس اختیار کے ساتھ قبول کرنا جس سے ہم کتاب کو احاطہ کرتے ہیں(World Council of Churches Symposium on Biblical Authority for Today, Oxford, 1949)۔
''اور غین اور اُس کے ساتھ کئی دوسروں نے ہر ممکنہ طریقہ سے سچائی سے دور کی کلام مقدس کی تعلیم دینے کے موقع کو ختم کر دیا۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ لغوی مفہوم بہت کمتر ہے اور یہ کہ خط کے باہر بھی بہت سے بھید موجود ہیں جن کو اُس وقت تک سامنے نہیں لایا جا سکتا جب تک تمثیلی طریقہ کار کو ختم نہ کیا جائے۔اور اس طرح انہیں اس کی تکمیل میں کوئی مشکل پیش نہ آئی اس سوچ

بچار کے لئے جو کہ خوش سلیقہ ثابت ہوئی اور دُنیا کی طرف سے ٹھوس عقائد کے لئے ہمیشہ اسے ترجیح دی گئی اور ہمیشہ ترجیح دی جاتی رہے گی۔اس کے ساتھ یہ بے ڈھنگ نظام آہستہ آہستہ پروان چڑھا کہ وہ جو کلام مقدس کو محض اپنی دلچسپی کے لئے استعمال کرتا تھا ناصرف بے سزا رہا بلکہ بہت پذیرائی بھی حاصل کی۔کئی صدیوں تک کوئی آدمی بھی اس قابل نہیں ہوا کہ جو خدا کے کلام کی متجسس صورتوں کی رنگارنگی میں تبدیلی کے لئے مہارت اور موزوں جرات رکھتا۔ بلاشبہ یہ شیطان کی چال تھی کہ بائبلی کے اختیار کو کمتر کرے اور اُس کی حقیقی فوائد کے ساتھ مطالعہ سے دور کر دیا جائے۔خدا نے اس بے حرمتی پر انصاف کے ساتھ مشاہدہ کیا جب اُس نے دیکھا کہ کلام مقدس کے حقیقی معانی جھوٹی تفسیروں میں دفن ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کلام مقدس بارآور ہے اور کئی اقسام کے مفاہیم پیدا کرتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ کلام مقدس بے حد فراوانی کا حامل اور تمام حکمتوں کا جاری وساری رہنے والا سرچشمہ ہے،لیکن میں اس بات کا انکار کرتا ہوں کہ اِس کی فراوانی کئی اقسام کے مفاہیم پر مشتمل ہے کہ ہر شخص اپنی پسند کے مطابق کوئی بھی مطلب دے دے۔آیئے تو ہم جانیں، کہ کلام مقدس کے حقیقی معنی قدرتی اور حتمی ہیں اور ہمیں ثابت قدمی سے اسے ماننا اور اِس کی فرمانبرداری کرنی ہے۔ہمیں ناصرف اس پر شکوک وشبہات سے بے اعتنا ہونا ہے بلکہ اُن ہولناک خرابیوں کو بھی ایک طرف کر دینا ہے جو تفاسیر ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں اور ہمیں حقیقی مفہوم سے دور لے جاتی ہیں(John Newport dissertation, N.D., 16-17)۔

ج۔ انطاکیہ کا مکتب فکر

یہ واضح ہے کہ اسکندریہ کا مکتب فکر مصدقہ طور پر اس الزام کے لئے کھلا تھا کہ اس کی تفاسیر اصل مُلہم مصنف کے ارادے اور مقصد کی بجائے مفسروں کی اپنی اختراعات پر مشتمل تھیں۔کوئی بھی کسی بھی تفسیر کو بیان کرتا تھا یا کرتا سکتا ہے اور اُسے اس طریقہ کار کے ذریعہ بائبل سے ثابت کر دیتا۔انطاکیہ کا مکتب فکر کلام مقدس کے سادہ اور حتمی معنوں پر توجہ مرکوز کرتا ہے(Cle, 1964, 87)۔اس کا بنیادی نکتہ ارتکاز اصل مصنف کے پیغام کو سمجھنا ہے۔اس لئے یہ علم التفسیر کا تاریخی، قواعد وانشا کا طریقہ کار کہلاتا ہے۔انطاکیہ کا یہ مکتب فکر تاریخی سیاق وسباق اور انسانی زبان کے عمومی استعمال پر زور دیتا ہے۔ یہ طرزِ اظہار، نبوت یا علاماتوں کو خارج نہیں کرتا بلکہ یہ تاکید کرتا ہے کہ ان کا تعلق مقصد، تاریخی ماحول اور اصل مصنف کے اسلوب کے ساتھ ہو جس کے ساتھ ساتھ اصل مصنف کے ادبی صنف کے انتخاب کو بھی مدنظر رکھا جائے۔''انطاکیہ کے مکتبہ فکر نے بائبلی مکاشفہ کی تاریخی حقیقت پر زور دیا۔وہ اسے علامتوں اور عکسوں کی دُنیا میں کھونے پر تیار نہ تھے۔ وہ افلاطونیت کی نسبت ارسطویت کی جانب زیادہ مائل تھے''(گرانٹ اینڈ ٹراسی،۱۹۸۴، ۶۶)۔

اس تفسیری مکتبہ فکر کے کچھ ابتدائی راہنماؤں میں؛ لوشئین (Lucian)، ترسس کا ڈایوڈوروس(Diodorus)، موپسویستیا کا تھیوڈور(Theodore) اور جان کریسوسٹوم(John Chrysostom) شامل ہیں۔اس مکتب نے مسیح کی بشریت پر زیادہ زور دینا شروع کر دیا۔اس نے نستوری بدعت (یسوع مسیح کی دو فطرتیں تھیں، ایک الٰہی اور دوسری بشری) کو جنم دیا اور یہ بدعت ہے(۱۔یوحنا۴: ۱۔۳ دیکھیں)۔اس وجہ سے یہ مکتب اور اِس کے بہت سے پیروکار اپنا اثر کھو بیٹھے۔اس کا صدر مقام شام

سے ایران منتقل ہو گیا تا کہ رومی کلیسیا کے انتظام سے بہت دور ہو۔

د۔ انطا کی مکتبہ فکر کے بنیادی اصول

اگرچہ نطا کی مکتبہ فکر کے بنیادی اصول الگ مقاموں میں رائج رہے، یہ دوبارہ مارٹن لوتھر اور جان کیلون کے زمانے میں اپنے پورے جوبن میں آیا جو کہ پہلے لیرا کے نِکلوس میں محض ایک کلی کی مانند رہ گیا تھا۔ بنیادی طور پر یہ تاریخی اور متنی مرتکز طریقہ کار رہے جو کہ یہ نصابی کتاب علم التفسیر کے لئے متعارف کروانے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ اطلاق کو شامل کر کے زیادہ پُرزور بنایا گیا ہے جو کہ اور غیبن صلاحیتوں میں سے ایک تھی اور انطا کی مکتبہ فکر تفسیر وتشریح اور اطلاق میں واضح فرق طریقہ کار ہے (سلوا ۱۹۸۷،۱۰۱)۔

یہ نصابی کتاب بنیادی طور پر علم الٰہیات کے غیر تربیت یافتہ ایمانداروں کے لئے ہے اس لئے طریقہ ہائے کار بھی کلام مقدس کی اصل زبانوں کی بجائے ترجمہ پر مرکوز ہوگا۔ مطالعاتی معاونات بھی متعارف کروائی جائیں گی اور تجویز کی جائیں گی لیکن اصل مصنف کے حتمی معانی بہت سے جگہوں میں پائے جاسکتے ہیں جنہیں بے جا بیرونی مدد کے بغیر پرکھتے رہیں۔ خدا ترس اور محنتی علما کا کام پس منظر، مشکل حوالہ جات اور بڑی تصویر دیکھنے میں ہماری مدد کرے گا لیکن ہمیں پہلے کلام مقدس کے حوالہ جات کے عمومی معانی کو از خود دیکھنے کی کوشش کرنی ہے۔ یہ ہمارا استحقاق، ذمہ داری اور ہمارا تحفظ ہے۔ بائبل، روح القدس اور آپ ترجیح رکھتے ہیں۔ انسانی زبان کا غیر تکنیکی سطح پر کیسے تجزیہ کیا جائے کی بصیرت اور ہم میں بسنے والے روح القدس کی قوت اس سیاق و سباق/متنی طریقہ کار کے دوستون ہیں۔ آپ کے اپنے لئے کلام مقدس کی تفسیر کرنے کی اہلیت اس نصابی کتاب کا بنیادی مقصد ہے۔ جیمس ڈبلیو سیر اپنی کتاب Scripture Twisting میں دو اچھے نکات بیان کرتا ہے کہ

''خدا کے لوگوں کے ذہنوں میں تنویر محض روحانی ترقی سے نہیں پیدا ہوتی۔ بائبلی مسیحیت میں کوئی مخصوص تعلیم نہیں لینی ہوتی، نہ روشن انشائیہ، نہ وہ لوگ جن کے وسیلہ دُرست تفسیر ہوتی ہو۔ اور اس طرح جب روح القدس حکمت کی خاص نعمتیں اور روحانی بصیرتیں عطا کرتا ہے تو وہ ان نعمتوں کے حامل مخصوص مسیحیوں کو بااختیار نہیں بنا دیتا کہ وہ خدا کے کلام کی تفسیر کریں۔ یہ اُس کے لوگوں میں سے ہر ایک کے لئے ہے کہ سیکھیں، تحقیق کریں اور بائبل کے حوالہ جات پر غور کریں جو کہ اُس کے اختیار کی مانند ہی ہے جنہیں خدا نے خاص صلاحیتیں دے رکھی ہیں''۔

''اس ساری کتاب کے بیان کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ بائبل تمام انسانیت کے لئے خدا کا حقیقی مکاشفہ ہے، اور یہ ہمارا اُن تمام معاملات میں حتمی اختیار ہے جن کا یہ بیان کرتی ہے، یہ کوئی مکمل اسرار نہیں بلکہ اسے ہر ثقافت کے عام لوگ کافی حد تک سمجھ سکتے ہے'' (صفحات ۱۷۔۱۸)۔

ہمیں سادگی کے ساتھ کسی اور شخص یا تنظیم کی بائبل کی تفسیر پر اعتماد نہیں کر لینا چاہیے، جو کہ نا صرف زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ آنے والی زندگی پر بھی۔ اس کتاب کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ دوسروں کی تفاسیر کا تجزیہ کرنے کی اہلیت حاصل کی جائے۔ اس کتاب کے وسیلہ انفرادی ایماندار کو شخصی بائبلی مطالعہ اور دوسروں کی تفاسیر کے سامنے ڈھال بنانے کا طریقہ کار مہیا کرنا ہے۔ عالمانہ

معاونات بھی تجویز کی جائیں گی لیکن اُنہیں متنی اور تجزیاتی دُرستی کے بغیر قبول نہ کیا جائے۔

۲۔ تفسیری سوالات

ہمارا تاریخی اور متنی مرکوز طریقہ ہائے کار سات تفسیری سوالات کے اردگرد گردش کرے گا جو کہ ہر ایک کو بائبلی مقدس کے سیاق وسباق کے مطالعہ میں پوچھنے ہوں گے۔

ا۔ اصل مصنف نے کیا کہا؟ (متنی تنقید)

۲۔ اصل مصنف کا کیا مطلب تھا (تفسیر)

۳۔ اصل مصنف نے اسی موضوع پر اور کسی جگہ کیا کہا؟ (متوازی حوالہ جات)

۴۔ اسی موضوع پر دیگر بائبلی مصنفین نے کیا کہا؟ (متوازی حوالہ جات)

۵۔ اصل مخاطبین نے اس پیغام کو کیسے سمجھا اور اُس پر ردعمل کیا؟ (تاریخی اطلاق)

۶۔ اس سچائی کا میرے زمانہ میں کیسے اطلاق ہوتا ہے؟ (جدید اطلاق)

۷۔ اس سچائی کا میری زندگی میں کیسے اطلاق ہوتا ہے؟ (شخصی اطلاق)

الف۔ پہلا تفسیری سوال

ا۔کلام مقدس کی تفسیر کے لئے عبرانی اور یونانی پڑھنے کی ضرورت

ابتدائی قدم یہ ہے کہ اصل متن کو معلوم کیا جائے۔ یہاں ہم قدیم عبرانی، ارامی اور یونانی کی اصل زبانوں کے مضمون پر بحث کریں گے۔ کیا کلام مقدس کی مناسب تفسیر کرنے کے لئے کسی کو ان زبانوں کا اور ان کے متنی تغیرات کا علم ہونا چاہیے؟ میں بائبل سے متعلق اپنے نکتہ نظر کو پھر سے بیان کروں گا۔

الف۔ خدا بنی نوع انسان سے چاہتا ہے کہ وہ اُسے جانے (تخلیق کا اصل مقصد، پیدائش ا:۲۶۔۲۷)

ب۔ اُس نے ہمیں اپنی فطرت، مقصد اور کاموں کا تحریری ریکارڈ عطا کیا ہے۔

ج۔ اُس نے اپنا اعلیٰ مکاشفہ، اپنا بیٹا یسوع ناصری ہمیں بخشا۔ نیا عہد نامہ اُس کی زندگی اور تعلیمات کے ساتھ ان سب کی تفسیر بھی بیان کرتا ہے۔

د۔ خدا عام آدمی سے ہم کلام ہوا۔ وہ چاہتا ہے کہ تمام انسان بچ جائیں (حزقی ایل ۱۸: ۲۳، ۳۲؛ یوحنا ۳: ۱۶؛ ا۔تیمتھیس ۲: ۴؛ ۲۔پطرس ۳: ۹)

ہ۔ دنیا کی اکثریت آبادی خدا کے مکاشفہ کو تب تک نہیں جان سکتی جب تک کہ اُس کا ترجمہ نہ موجود ہو (سٹرٹ ۱۹۷۳، ۲۸)۔

و۔ ہم علما کو لا خطا تصور نہ کریں کیونکہ علما بھی دوسرے علما پر انحصار کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ہی شعبہ کے علما بھی آپس میں متفق نہیں ہوتے (ٹرائینا، ۱۹۸۵، ۹)

ز۔ علما ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ مسیحی علما کلیسیا کے لئے خدا کا تحفہ ہیں (ا۔کرنتھیوں ۱۲: ۲۸؛ افسیوں ۴: ۱۱)۔ تاہم اُن کی مدد کے بغیر

بھی ایماندار کلام مقدس کی سادہ اور کھری سچائیوں کے بارے جان سکتے ہیں۔ اُن کے پاس مکمل یا پورا علم نہیں ہوگا۔ وہ تفصیلات کو تو نہیں جان سکیں گے جن پر بائبلی علما غور کر سکتے ہیں تاہم ایمانداروں کے لئے ایمان اور مشق کے لئے کافی علم ہوگا۔

۲۔ جدید تراجم کا استعمال

جدید تراجم عالمانہ تحقیق کا نتیجہ ہیں۔ انہوں نے تراجم میں مختلف فلسفہ کو استعمال کیا ہے۔ کچھ الفاظ (لفظ بالفظ) یا جزِ فقرہ (فعال طور پر متوازن) کی نسبت تصورات کے ترجمہ (اعادہ مضمون) میں بہت آزاد ہیں۔ اس تحقیق اور جدوجہد کی دولت کے باعث، ان تراجم کے موازنہ سے ایمانداروں کے لئے تکنیکی معلومات کی بہت سی اقسام میسر ہوتی ہیں خواہ ایماندار انکے پیچھے تکنیکی عوامل اور نظریات کو نہ بھی سمجھ سکیں۔ جدید تراجم کے موازنہ سے وہ اصل مصنف کی وجہ تصنیف کو مزید مکمل طور پر سمجھنے کے قابل ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔

''وہ شخص جو محض بائبل کے ترجمہ کا مطالعہ کرتا ہے وہ عالم (علما) کے رحم وکرم پر ہوتا ہے اور علما کو بھی اکثر انتخاب کرنا پڑتا ہے کہ اصل عبرانی اور یونانی زبان میں بیان کرنے کا مقصد کیا تھا'' (فی اینڈ سٹارٹ، ۱۹۸۲، ۲۹)۔

''بائبل کے طالب علم عالمانہ طور پر تفاسیر کا استعمال کر کے اس معذوری (اصل زبانوں کو نا جاننے اور تراجم کو استعمال کرنے) پر غالب آسکتے ہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ہر ایک کو خطرات سے آگاہ رہنا ہے۔ طالب علم جب کوئی حوالہ پڑھتا ہے تو اُسے تراجم کا موازنہ کرنا چاہیے اور ان میں کسی ایک بھی حتمی نہیں مان لینا چاہیے'' (اوسبورن، ووڈ واڈ ۱۹۷۹، ۵۳)۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ کی انگریزی تراجم کی ضرورت کے متعلق متذکرہ بالا بحث سے حوصلہ افزائی ہوئی ہوگی۔ میں یہ تجویز کرنا چاہتا ہوں کہ بائبل کے مطالعہ کی غرض سے کم از کم دو تراجم کا استعمال کریں جو ترجمہ کے اعتبار سے مختلف ہوں۔ ایک آپ ایسا ترجمہ استعمال کریں جو کہ بہت زیادہ لغوی (لفظ بالفظ) ہو اور اُس کا موازنہ دوسرے بامحاورہ ترجمہ (فعال طور پر متوازن) سے کریں۔ ان دو اقسام کے تراجم کا موازنہ کرنے سے لفظی مطالب، جملہ بندی اور متنی متغیرات کے بہت مسائل کا حل نکل آتا ہے۔ جب بڑے اختلافات پیدا ہوں تو تکنیکی تفاسیر اور تحقیقی ذرائع کا استعمال کریں۔

۳۔ عبرانی اور یونانی مخطوطات میں تغیرات بھی اس ضمن میں کہ ''اصل مصنف نے کیا کہا؟'' کے بڑے مسئلہ سے نپٹنے کے لئے ہے جو کہ اصل مخطوطات سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمارے پاس اصل بائبلی مصنفین کی دستاویز نہیں ہیں (آٹوگرافس)۔ دراصل ہم ان اصل دستاویز (آٹوگرافس) سے کئی سو سال دور ہیں۔ جب تک کہ ۱۹۴۷ میں بحرِ مُردار کے مخطوطات دریافت نہیں ہوئے تھے ہمارا پرانا عہدنامہ ۹ ویں صدی عیسوی تک کا تھا۔، جو کہ مسوراہی متن کہلاتا تھا۔ مسوراہی یہودی علما کا ایک فرقہ تھا جنہوں نے صوتی عبرانی متن میں مصوتوں (واولز Vowels) کو لگایا۔ یہ منصوبہ ۹ صدی عیسوی تک مکمل نہ ہوا۔ بحرِ مُردار کے مخطوطات ہمیں عبرانی متن کو قبل از مسیح میں توثیق کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ یہ مسوراہی متن پر مبنی ہمارے پرانے عہدنامہ کے مستند ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ علما کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ عبرانی متن کا یونانی تراجم کے ساتھ موازنہ کر سکیں یعنی ہفتاوی اور اکویلہ، سماخس اور تھیودوتین۔ ان سب باتوں کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان تمام نقول میں بہت زیادہ فرق ہے۔

نیا عہد نامہ بھی اسی مشکل کا شکار ہے۔ ہمارے پاس رسول کی اصل تصانیف نہیں ہیں، حقیقت میں ہمارے پاس جو نقول ہیں وہ کئی سو سال کے بعد کی ہیں۔ نئے عہد نامہ کے یونانی قدیم ترین مخطوطات پپائرس پر لکھے ہوئی مخصوص کتابوں کے حصے ہیں۔ ان کی تاریخ دوسری اور تیسری صدی عیسوی کی ہے اور کوئی بھی پورے نئے عہد نامہ کا حامل نہیں ہے۔ اس کے بعد جو دوسرا قدیم ترین یونانی مخطوطات کا گروہ ہے جو کہ چوتھی سے چھٹی صدی عیسوی کا ہے۔ یہ سب بڑے حروف تہجی میں اوقاف و رموز اور پیراگراف کی تقسیم کے بغیر ہیں۔ اس کے بعد ہزاروں مخطوطات بعد کی صدیوں میں منظر عام پر آئے، خاص طور پر ۱۲ویں سے ۱۶ویں صدی کے دوران (چھوٹے حروف تہجی تحریر شدہ)۔ یہ سب مکمل طور پر متفق نہیں ہیں۔ تاہم اس بات پر شدید زور دینے کی ضرورت ہے کہ ان میں اختلاف بنیادی مسیحی عقائد پر اثر انداز نہیں ہوتے (بروس ۱۹۶۹، ۱۹۔۲۰)۔

یہ وہ مقام ہے جہاں متنی تنقید کا تصور سامنے آتا ہے۔ اس شعبہ میں علما نے تجزیہ کرنے اور درجہ بندی کر کے مختلف خاندانوں میں تقسیم کیا ہے جو کہ مخصوص عمومی غلطیوں یا اضافوں کے باعث کیا گیا۔ اگر آپ اس موضوع پر مزید مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ذیل کی کُتب آپ کے لئے تجویز کرتا ہوں؛

- ☆ **The Books and the Parchments by F. F. Bruce**
- ☆ **"Texts and Manuscripts of the Old Testament," Zondervan's Pictorial Encyclopedia of the Bible, vol. 5, pp. 683ff**
- ☆ **"Texts and Manuscripts of the New Testament," Zondervan's Pictorial Encyclopedia of the Bible, vol. 5, pp. 697ff**
- ☆ **Introduction to New Testament Textual Criticism by J. H. Greenlee**

متنی تنقید کا مسئلہ حل تو نہیں ہوتا مگر اس پر کام کی بدولت بڑی حد تک اُلجھنوں کو سُلجھانے میں مدد ملتی ہے۔ ''شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو متنی تنقید کی مشقت اُٹھانی پڑے تاوقتیکہ عام استعمال کے نسخہ میں کوئی متبادل عبارت حاشیہ میں درج نہ کی گئی ہو (لئیفلڈ، ۱۹۸۴، ۴۱)۔

میں نے یہ دیکھا ہے کہ مخطوطات کے مسائل کو آسانی سے بائبل کے مطالعاتی ایڈیشن میں حاشیہ میں دیئے گئے مواد کے وسیلہ ڈھونڈا جا سکتا ہے۔ The Revised Standard Version اور The New English Bible بہت دلچسپ متبادل تراجم ہیں۔ جدید تراجم کسی حد تک متبادل مطالعہ مہیا کرتی ہیں۔ اس نکتہ پر ایک اور مددگار وسیلہ بائبل کے ۲۶ نئے تراجم ہیں جنہیں کرٹس واگھن نے تالیف کیا اور اے ایم جی پبلشرز نے شائع کیا۔ اس کی تین جلدوں میں نیو کنگ جیمس ورژن کو جلی حروف میں لکھا گیا ہے اور تین سے پانچ متبادل تراجم ہیں جو کہ ۲۶ تراجم میں سے ہیں۔ اس کے ذریعہ سے بڑی آسانی سے متنی تغیرات کا پتا چل جاتا ہے۔ ان تغیرات کو بعد ازاں تفاسیر اور دیگر تحقیقی وسائل کے ذریعہ پرکھا جا سکتا ہے۔

۴۔ انسانی زبانوں کی محدودیت

یہ سوال کہ ''اصل مصنف نے کیا کہا؟'' کے حوالہ سے ایک اور عمل بھی کارفرما ہے جو کہ انسانی زبان کا ابہام ہے۔ جب انسانی زبان

جو کہ بنیادی طور پر تصورات اور الفاظ کے مابین مشابہتی تعلقات کا عمل ہے، خدا اور روحانی چیزوں کو بیان کرنے پر مکبور کی جاتی ہے تو بڑے مسائل جنم لیتے ہیں۔ جب ہم مافوق الفطرت کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمارا فانی ہونا، ہماری گناہ آلودہ فطرت، ہمارا بگاڑ اور ہماراوقت کا تجربہ (ماضی، حال اور مستقبل) یہ تمام ہماری زبان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ہم ان تصورات کو انسانی زبان میں بیان کرنے پر مجبور ہوتے ہیں (فرگوسن ۱۹۳۷، ۱۰۰)۔ ان استعاراتی درجہ بندیوں میں سے ایک نظریہ تجسمیت (تجسم) ہے۔ یہ درجہ بندیاں ایک وجہ ہے کہ ربیوں، فلو اور اورغین (سلوا ۱۹۸۷، ۶۱) استعارہ کا استعمال کرنا شروع کیا۔ حقیقت میں خدا اور مافوق الفطرت چیزوں کو بیان کرنا اور سمجھنا محض مشابہت پیدا کرنا ہے (مثلاً تردید، جزوی مشابہت اور تشبیہ)۔ یہ کبھی بھی مکمل یا پورا نہیں ہوسکتا۔ یہ مفروضاتی ہے لیکن مسیحی ایمان کے وسیلہ یقین رکھتے ہیں کہ یہ کافی ہے۔

یہ انسانی زبان کا مسئلہ اُس وقت مزید گھمبیر ہو جاتا ہے جب اسے تحریری صورت میں لایا جائے۔ لہٰذا اکثر آواز کا اُتار چڑھاؤ یا کچھ جسمانی حرکات وسکنات انسانی ابلاغ کی نزاکتوں کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں مگر یہ تحریری متن میں نہیں ہوتیں۔ تاہم ان ناگزیر حدود کے باوجود بھی ہم اس قابل ہیں کہ بڑی حد تک ایک دوسے کو سمجھ سکیں۔ ہمارا مطالعہ بائبل ان ابہام کے باعث محدود ہوگا اور کے ساتھ ساتھ تین زبانوں (عبرانی، ارامی اور یونانی) کے ترجمہ کے مسئلہ اضافی ہوگا۔ ہم ہر حوالہ کے مکمل معانی جاننے کے یقینی طور پر قابل نہیں ہوں گے۔ اس حوالہ سے یوجین نڈا کی کتاب God's Word in Man's Language ایک اچھی کتاب ہے۔

روح القدس کی مدد سے ہم کلام مقدس کی بڑی حد تک سادہ سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے قابل ہوں گے۔ ہوسکتا ہے کہ ابہام بھی موجود ہوتا کہ ہم حلیم ہوں اور یہ خدا کے رحم وکرم پر انحصار کرنے کا باعث ہو۔

ب۔ دوسرا تفسیری سوال (تفسیری مراحل کے لئے صفحہ ۹۶ اور ۹۷ دیکھیں)

ا۔ ادبی حصوں کی خاکہ سازی

یہ ایک طریقہ شاید بہترین طریقہ ہے کہ مصنف کے مقصد اور تقسیم (جیسا کہ ادبی حصوں) کو ایک تحریری دستاویز میں پہچان کر سمجھا جاسکے۔ ہم ذہن میں موجود ایک مقصد اور مطمع نظر کے باعث لکھتے ہیں۔ پس ایسے ہی بائبلی مصنفین نے بھی کیا۔ اس مقصد اور اس کی بڑی تقسیم کی شناخت کرنے کی ہماری اہلیت ہماری بڑی مدد کرے گی کہ ہم اس کے چھوٹے حصوں (پیراگراف اور الفاظ) کو سمجھ سکیں۔ اس استقرائی طریقہ کار کی ایک کنجی (اوسبورن، ووڈوارڈ، ۱۹۷۹، ۲۱) خاکہ تیار کرنا ہے (ٹینی ۱۹۵۰، ۵۲)۔ اس سے پہلے کہ ہم ایک بائبلی کتاب میں سے ایک پیراگراف کی تفسیر کرنے کی کوشش کریں ہمیں اس ادبی حصے کے مقصد یہ جاننے کی ضرورت ہے جو اس حصہ میں ہے اور اس سے پہلے اور بعد میں پیراگراف اور کتاب کا باقی ڈھانچہ ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ عمل مشق کرنے سے پہلے گزشتہ عمل جیسا لگتا ہے لیکن جہاں تک تفسیر کی بات ہے تو یہ اس سلسلہ میں اہم ہے۔

بائبل یا ادب کے حوالہ سے مرکزی نقطہ یہ ہے کہ ان کے مطالعہ میں آیت یا زیرغور حوالہ کا فوری سیاق وسباق کو سمجھنے میں ناکامی ایک سادہ ترین غلطی ہے (سئیر م ۱۹۸۰، ۵۲)۔

سیاق وسباق پر مبنی تفسیر کا اصول، کم از کم نظریہ میں، عالمی طور پر علم التفسیر کی مانی جانے والی کچھ ہدایات ہیں، تاہم اصولوں کے متوازن اطلاق میں یہ ایک شدید مشکل کام ہے'' (سلوا ۱۹۸۳، ۱۳۸)۔ ''سیاق وسباق محض معانی سمجھنے میں ہی ہماری مدد نہیں کرتا بلکہ یہ مطالب کی تشکیل کرتا ہے'' (سلوا ۱۹۸۳، ۱۳۹)۔ ''کوئی حوالہ وہاں کیسا پورا آتا ہے، کتاب کے پورے موضوع میں کیا شامل ہوتا ہے اور کتاب کا ڈھانچہ اس میں کیسے مدد دیتا ہے، تفسیر میں ادبی سیاق وسباق ایک اعلیٰ دلچسپی کو پیدا کرتا ہے (سٹورٹ، ۱۹۸، ۵۴)۔

یہ کام بڑے سادہ طریقہ کار سے ہوسکتا ہے۔ ایک شخص تفسیر کے کئی مراحل کو ایک ہی وقت میں کرسکتا ہے۔ یہ واضح ہے کہ اگر کوئی ایک حوالہ کو مصنف کے اصل مقصد کی روشنی میں تفسیر کرنا چاہتا ہے تو اُسے مصنف کے پورے پیغام (کتاب) کو پڑھنے اور اُس کے ساتھ واقف ہونے کی ضرورت ہے۔ جب کوئی شخص بائبل کی ایک کتاب کو کئی مرتبہ پڑھتا ہے کہ اُس کے متن کے ساتھ واقفیت حاصل کر لے تو اُسے اپنے مشاہدات کے نوٹس لینے چاہیے۔ پہلے مطالعہ میں کتاب کے بڑے مقصد اور اِس کی ادبی صنف پر غور کریں۔ دوسری مترتبہ پڑھنے پر اس کے متعلقہ بڑے بڑے حصوں کو نوٹ کریں جنہیں ہم ادبی حصے کہتے ہیں۔ رومیوں کے نام خط کے بڑے بڑے موضوعات کو ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

الف۔ مختصر تعارف اور مقصد (۱:۱۔۱۷)

ب۔ تمام انسانوں کی گراوٹ (۱:۱۸۔۳:۲۱)

ج۔ تصدیق (راستباز ٹھہرائے جانا) ایک نعمت ہے (۴:۱۔۵:۲۱)

د۔ تصدیق ہماری طرز زندگی پر اثرانداز ہوتی ہے (۶:۱۔۸:۳۹)

ہ۔ تصدیق کے ساتھ یہودیوں کا تعلق (۹:۱۔۸:۳۹)

ز۔ روزمرہ کی بنیاد پر اس تصدیق کے مطابق جینے کا عملی حصہ (۱۲:۱۔۱۵:۳۷)

ح۔ تسلیمات، الوداع اور خبرداری (۱۶:۱۔۲۷)

''ایسا خاکہ بنانے کی کوشش کریں جو کہ تمام معلومات کے اہم حصوں کو پیش کریں۔ باالفاظ دیگر خاکہ فطرتی ہونا چاہیے نہ کہ حوالہ سے باہر مصنوع ہو۔ غور کریں کہ کونسے سے حصے ہر موضوع (عددی اعتبار سے) میں موجود ہیں اور اہمیت یا پُر زور (معیاری ہونا) ہونے کو بھی نوٹ کریں۔ حوالہ کو از خود بولنے کا موقع دیں۔ جب آپ کوئی نیا مضمون، معاملہ، تصور یا ایسے ہی کچھ دیکھیں تو اپنے خاکہ میں نیا موضوع لکھیں۔ جب بڑی بڑی تقسیم بندیوں پر کام کرلیں اور چھوٹے چھوٹے حصوں پر آئیں جیسا کہ فقرات، جُز فقرہ اور الفاظ وغیرہ۔ خاکہ جس قدر بھی تفصیل سے ہو بہتر ہے مگر کھینچ تان کر یا مصنوعی نہ بنائیں'' (سٹورٹ، ۱۹۸۰، ۳۲، ۳۳)۔ پیراگراف سے (اور اس سے بھی آگے) خاکہ بندی کرنا اصل مصنف کو بولنے کا موقع دینا ہوتا ہے۔ یہ ہمیں چھوٹے سے بڑے نکات میں رکھتا ہے یا ہمیں متوازن رکھتا ہے۔ آپ جب خاکہ مکمل کرلیں تو اُس کا موازنہ مطالعاتی بائبل سے کریں جیسے کہ این آئی وی سٹڈی بائبل یا این اے ایس بی سٹڈی بائبل، بائبلی انسائیکلوپیڈیا یا کوئی تفسیر لیکن زیر نظر کتاب کو کئی مرتبہ پڑھنے اور اپنا

آزمائشی خاکہ بنانے کے بعد۔
''تفسیر کرنے میں یہ اہم کام ہے اور خوش قسمتی ہے اسے کوئی بھی کسی ماہر سے مشورے کے بغیر از خود کر سکتا ہے'' (فی، سٹورٹ ۱۹۸۰، ۲۴)۔ جب بڑے ادبی حصوں کو الگ کر لیا جائے گا تو پھر چھوٹے حصے بھی قابل شناخت ہوں گے اور اُن کا خلاصہ بن جائے گا۔ یہ خیالات کے چھوٹے حصے ہو سکتا ہے کہ کئی پیراگراف پر مشتمل ہوں یا محض ایک ہی باب یا زیادہ۔ زیادہ تر ادبی اصناف میں پیراگراف تفسیر کی ایک کُنجی ہے (لئیفلڈ ،۱۹۸۴، ۹۰)۔ ایک پیراگراف سے کم متن کی تفسیر نہیں کرنی چاہیے۔
جیسے کہ فقرہ الفاظ کا سیاق وسباق بناتا ہے ایسے ہی پیراگراف جملوں کا پس منظر پیش کرتے ہیں۔ بامقصد تحریر کی بنیادی اکائی پیراگراف ہوتی ہے۔ ہائی سکول میں ہم سیکھتے ہیں کہ کیسے پیراگراف میں سے موضوعاتی فقروں کو الگ کیا جائے۔ یہی اصول بائبلی تفسیر میں بھی ہمارا بہت مددگار رہتا ہے۔ پیراگراف مصنف کی مجموعی سچائی کو بیان کرنے کا بڑا مقصد لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اگر ہم اس مقصد کو الگ کر لیں اور اس کی سچائی کو ایک سادہ، پُرمعنی جملے میں لے آئیں تو ہم مصنف کے ڈھانچے کے مطابق اپنا خاکہ تیار کر لیں گے۔ اگر ہماری تفسیر اصل مصنف کے مقصد جُدا ہو گی تو ہم بائبل کا غلط استعمال کر رہے ہیں اور ہم بائبلی اختیار کے حامل نہیں ہوں گے۔ ''ابواب یا آیات کی تقسیم پر بھروسہ نہ رکھیں۔ یہ اصل نہیں ہے اور بعض اوقات مکمل طور پر غلط ہوتی ہے (سٹورٹ، ۱۹۸۰، ۲۳)۔
''پیراگراف کو ترتیب دینے پر فیصلہ کرنا بعض اوقات ذاتی نوعیت کا ہوتا ہے اور آپ دیکھیں گے کہ مختلف مولفین متن کی گروہ بندی میں ہمیشہ متفق نہیں ہوں گے۔ لیکن اگر آپ نے اپنے حوالہ کو ایسے شروع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جہاں کسی مولف نے بطور پیراگراف شروع نہیں کیا یا ختم کیا، یا ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جہاں کسی مولف نہیں پیراگراف ختم نہیں کیا تو یہ آپ کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ اپنے اس فیصلہ کو مکمل طور پر واضح کریں'' (سٹورٹ، ۱۹۸۰، ۴۵)۔
۲۔ ثقافتی اور تاریخی حالات پر غور کریں
متذکرہ بالا ادبی حصوں پر بحث پہلے سوال ''اصل مصنف نے کیا کہا؟'' (متنی تنقید) کے حوالہ سے ہی اہم نہیں ہے بلکہ دوسرے سوال ''اصل مصنف کا مطلب کیا تھا؟'' (تفسیر) کے لئے بھی اہم ہے۔ یہ سوالات ایک دوسرے سے متعلقہ ہیں لیکن فرق ہیں۔ پہلا سوال اصل مصنف کے الفاظ (متنی تنقید) پر مرتکز ہے۔ دوسرا سوال تفسیر کے تین بڑے پہلوؤں کے معانی و مطالب سے تعلق رکھتا ہے۔
الف۔ مصنف کا تاریخی پس منظر اور/یا کتاب کے واقعات
ب۔ ادبی صنف کی قسم جس میں پیغام دیا گیا ہے
ج۔ متن کے بنیادی قواعد و انشاء اور زباندانی کے پہلو
تمثیلی طریقہ کار کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ تفسیر کو متن کے تاریخی حالات سے یکسر الگ کرتی ہے۔ یہ سیاق و سباق/متنی تفسیر یا انطا کی طریقہ تفسیر کا اہم جُز ہے کہ تاریخی حالات کو مدنظر رکھا جائے۔ اس اصول کو مارٹن لوتھر نے دوبارہ پُرزور

بنایا۔تفسیر میں پس منظر کے مواد پر یہ زور دینا'' وسیع معنوں میں بیان کرنا'' ''تنقید عالیہ'' کہلاتی ہے؛ جبکہ اصل متن کے متعلق معلومات ''تنقید ادنیٰ'' کہلاتی ہے ۔تنقید عالیہ میں ایک شخص اندرونی (بائبل کتاب میں سے)اور بیرونی (دُنیوی تاریخ،آثار قدیمہ وغیرہ) سے ذیل کے عناصر ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے؛

الف۔مصنف کے بارے معلومات

ب۔تاریخ تصنیف کے بارے معلومات

ج۔مخاطبین کے بارے معلومات

د۔تصنیف کے موقعہ کے بارے معلومات

ہ۔اورتصنیف کے بارے معلومات

(۱) باربارآنے والی یامنفرد اصطلاحات　　(۲) باربارآنے والے یامنفردتصورات

(۳) پیغام میں بنیادی روانی　　(۴) وہ ادبی قسم جس میں پیغام ہوتا ہے(ادبی صنف)

بنیادی نکتہ نظر میں اُلجھن ۔۔اُس وقت آتی ہے جب کلام مقدس کا پڑھنے والا اس کے علمی اور ثقافتی ڈھانچہ میں اس کی تفسیر کرنے میں ناکام ہوجاتا ہے اوراس کی بجائے غیر متعلقہ حوالہ جات کے ڈھانچہ کواستعمال کرتا ہے۔عمومی طریقہ کار جس میں یہ ظاہر ہوتا ہے وہ کلام مقدس کے بیانات، کہانیاں، احکام یا علامات ہیں جن کے بائبلی ڈھانچہ میں مخصوص معانی یا متعلقہ معانی ہوتے ہیں،خارج کر دینا اور کہیں اور سے حوالہ دے دینا ہے۔اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اصل مقصدفوت ہوجاتا ہے یا بگڑ جاتا ہے اور نیا اور بالکل مختلف مقصداس کی جگہ لے لیتا ہے'' (سئیر ۱۹۸۰، ۱۲۸)۔

اس قسم کی معلومات اکثر (لیکن ہمیشہ نہیں)تفسیر کرنے میں مددگار ہوتی ہیں۔تفسیر کا یہ تاریخی پہلو، خاکہ بندی کی طرح کسی حدتک کسی ماہر کی مدد کے بغیر دیکھا جاسکتا ہے۔ جب آپ بائبلی کتاب پڑھتے ہیں،تو تاریخی معلومات کو جو بائبل میں سے ہی ہیں اُنہیں لکھیں اور یہ آپ کوحیران کردے گا کہ آپ نے معلومات کی اچھی خاصی تعداد حاصل کر لی ہے۔ درحقیقت یہ معلومات بڑی حدتک بائبل ہی میں موجود ہیں (خاص طور پہلی چند آیات میں)۔تفاسیر میں بہت سے نظریات بیان کیے گئے ہوں گے جو کہ بنیادی طور پرتھوڑی سی بائبلی معلومات یا تاریخی ثبوت کے ساتھ مفروضات ہیں۔ایک مرتبہ جب آپ تمام معلومات اکٹھی کرلیں جوکہ بائبل میں سے ہی ہوں گی تو یہ وقت ہوں کہ ذیل کی تحقیقی معاونات کا استعمال کرکے آپ اپنی بصیرت کووسیع کریں۔

الف۔ تعارفی کُتب ، جوکہ عموماً پرانے اور نئے عہدنامہ پر الگ سے ہوتی ہیں۔

ب۔ بائبلی انسائیکلوپیڈیا میں دیئے گئے آرٹیکل، بائبلی لغات یا معاون کُتب جو بائبلی ہوں۔

ج۔ تفاسیر میں پائے جانے والے تعارفی حصے

د۔ مطالعاتی بائبل میں پائے جانے والے تعارفی حصے

اس قسم کی تحقیقی معاونات کا مقصد آپ کومختصر وقت میں تاریخی معلومات فراہم کرنا ہے۔عموماً یہ موادمختصر ہوتا ہے کیونکہ ہم تاریخی

قدیم تاریخ کے پہلوؤں پر زیادہ معلومات نہیں رکھتے۔اس قسم کا مواد غیر تکنیکی زبان میں بھی لکھا ہوا ملے گا۔ایک مرتبہ پھر کہوں گا میرا تفسیر کا طریقہ کار یہ ہے کہ بڑی تصویر کو سامنے رکھوں اور پھر تفصیل میں تجزیہ کروں۔

۳۔ ادب کی اقسام (صنف)

تفسیر کا اگلا مرحلہ اصل مصنف کے معانی و مطالبسے متعلقہ ادبی صنف ہے۔ یہ فرانسیسی اصطلاح (genre) ہے جس کا مطلب ادب کی مخصوص قسم ہے جو انداز، اسلوب یا متن کے حوالہ سے تقسیم کیا گیا ہو۔ یہ اہم ہے کیونکہ وہ اسلوب جس میں کوئی لکھنے کا انتخاب کرتا ہے اس بات پر اثر انداز ہوتا ہے کہ ہم اُسے کیسے سمجھیں گے۔اکثر پیشن گوئی یا شاعری پر فضول قسم کی تفاسیر کی جاتی ہیں جو کہ ''لغوی'' طریقہ تفسیر کہلاتا ہے۔تاہم انطاکی ''لغوی'' طریقہ کار کے مطلب یہ ہے کہ ہم انسانی زبان کی عام معنوں میں تفسیر کریں۔اگر یہ نبوتی ادب ہو تو،اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی لغوی تفسیر کی جائے۔ یہ شاعری، صنائع و بدائع اور محاوروں پر بھی صادق آتا ہے۔

خیال کی بنیادی اکائی نثر میں پیراگراف ہے جو کہ صنف میں ڈھالی جاتی ہے۔تفسیر کی اغراض سے خیال کی مجموعی اکائیوں کی شناخت کے اس اہم عمل کی کچھ مثالیں ذیل میں ہیں؛

الف۔ شاعری کے لئے بنیادی اکائی مصرعہ یا قطعہ ہوتا ہے جو کہ اشعار کی باہمی اکائی کے انداز میں سلسلہ وار بیان کیا جاتا ہے (ضمیمہ ۶ دیکھیں)۔

ب۔ مثل کے لئے بنیادی اکائی آیت میں مرکزی یا خلاصہ خیال ہوتا ہے جو کہ اسی کتاب، ایک ہی مصنف کی دوسری کتاب یا حکمتی ادب میں میں اسی خیال سے جُڑا ہوتا ہے۔ یہاں مرکزی خیال کسی ایک مثل کی نسبت تفسیر کی کنجی ہے۔اسی خیال کے نا صرف مترادف خیالات بلکہ متضاد خیالات یا ترکیبی پیش رفت (اضافی معلومات) بھی عبرانی حکمتی ادب کی تفسیر کے لئے اہم ہیں (ضمیمہ ۷ دیکھیں)۔

ج۔ نبوت کے لئے بنیادی اکائی تمام کتاب ہی ہونا ضروری ہے۔ یہ ایک پیراگراف سے لے کر ایک باب، کئی ابواب یا پوری کتاب تک ہو سکتے ہے۔پھر سے مرکزی خیال اور انداز تحریر نبوتی اکائی کو جُدا کرتے ہیں (ضمیمہ ۴ اور ۵ دیکھیں)۔

د۔ انجیل کے سلسلہ میں بنیادی اکائی ادبی قسم سے متعلق ہوگی۔عموماً اکائی ایک واقعہ، ایک تعلیمی حصہ، ایک موضوع وغیرہ سے متعلق ہوگی۔اس میں ایک واقعہ بھی ہو سکتا ہے اور واقعات کا سلسلہ بھی، ایک تمثیل بھی یا تمثیلوں کا سلسلہ بھی، ایک نبوت یا نبوتوں کا سلسلہ بھی لیکن تمام ایک مرکزی خیال پر مرتکز ہوں گے۔اس کا عموماً بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر انجیل کے ادبی تسلسل کو دیکھیں بجائے اسکے کہ آپ انجیلوں میں متوازنیت کو جانچیں۔

ہ۔ خطوط اور تاریخی بیانات کے لئے عموماً پیراگراف بنیادی اکائی ہوتے ہیں۔تاہم کئی پیراگراف بڑے ادبی حصوں کو تشکیل دیتے ہیں۔چھوٹے حصوص کو درست تفسیر کرنے سے پہلے ان بڑے حصوں کو ایک بڑے ادبی حصوں کو صورت میں شناخت کرنا اور تقسیم کرنا ضروری ہے۔ان بڑے ادبی حصوں کی کچھ مثالیں ذیل میں ہیں؛

(۱) متی ۵۔۷(پہاڑی وعظ)

(۲) رومیوں ۹۔۱۱ (غیر ایماندار اسرائیل کے بارے)

(۳) ۱۔کرنتھیوں ۱۲۔۱۴ (روحانی نعمتیں) یا (۱۔کرنتھیوں ۱۱۔۱۴ عام عبادت کے لئے ہدایات)

(۴) مکاشفہ ۲۔۳ (کلیسیاؤں کو خطوط) یا ۴۔۵ (فردوس)

ادبی اصناف کا تجزیہ اُن کی تفسیر کرنے لئے لازمی ہے (فی، سٹورٹ ۱۹۸۲، ۱۰۵)۔ جیسا کہ خاکہ بندی، اور کسی حد تک تاریخی پس منظر ہے یہ بھی ترجمہ کی مدد سے جو کہ شاعری اور پیراگراف کو ظاہر کرتے ہیں، اوسط قارئین کر سکتے ہیں (فی، سٹورٹ ۱۹۸۲، ۲۴)۔ ان ادبی اصناف کی درجہ بندی کی اہم وجہ یہ ہے کہ تفسیر کے لئے عمومی ہدایات کے ساتھ خاص ادبی اصناف کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ صرف منطق ہے۔ اگر ہر صنف انسانی ابلاغ کے مختلف مزاج کو پیش کرتی ہے تو پھر یہ نہایت اہم ہو جاتا ہے کہ مصنف کے مقصد کو جاننے کے لئے اس سے خاص برتاؤ کیا جائے۔ یہ ایسے ہی کہ بائبلی مصنف کے ارادے میں اضافہ کرنے سے اجتناب کرنا اور اُس سے منحرف نہ ہونا ہے۔

۴۔ادبی صنف سے متعلقہ خاص تفسیر مراحل

مجھے مخصوص ادبی اصناف میں شامل ہونے والی خاص ہدایات کا خلاصہ کرنے دیں۔

الف۔شاعری

(۱) ڈھانچہ اہم ہے۔ قدیم عبرانی نے اپنے شاعری کے انداز یا ڈھانچہ کو خیالات (ہر شعر میں وزن کے ساتھ) کے گرد پروان چڑھایا، نہ کہ قافیہ میں۔

الف۔ مترادفات (ایک جیسے خیالات)

ب۔ متضادات (ایک متضاد خیال)

ج۔ ترکیب (خیالات میں پیش رفت)

(۲) شاعری عموماً استعاراتی ہے نہ کہ لغوی۔ یہ ہماری عام انسانی خواہشات اور تجربات سے مخاطب ہونے کی کوشش کرتی ہے۔ صنائع و بدائع کی پہچان کرنے کی کوشش کریں (سٹرٹ، ۱۹۷۳، ۹۳۔۱۰۰) اور اُن کے افعال یا مقصد کو سمجھنے کوشش کریں۔

(۳) ادبی حصہ کا مجموعی تاثر حاصل کرنے کی کوشش کریں اور عقائد کے انداز میں اس صنائع و بدائع یا تفصیلات نہ ڈالیں۔

ب۔ امثال

(۱) کیونکہ یہ روزمرہ کی زندگی سے متعلق ہیں اس لئے عملی اطلاق ڈھونڈنے کی کوشش کریں۔

(۲) یہاں متوازی حوالہ جات تاریخ یا سیاق و سباق کی نسبت زیادہ مددگار ہوں گے۔ ایک جیسے عملی اطلاق کی حامل امثال کی فہرست بنانے کی کوشش کریں جس کے ساتھ ساتھ وہ دیگر حوالہ جات بھی لئے جا سکیں جو ایک جیسے، متضاد یا سچائی کو بیان کرتے ہوں، تاکہ اس میں ردوبدل کیا جا سکے یا بڑھایا جا سکے۔

(۳) صنائع وبدائع کو الگ کرنے کی کوشش کریں اور امثال میں ان کا مقصد پہچانیں۔

(۴) یادرکھیں کہ آپ امثال کو مخصوص انداز میں تفسیر نہیں کرسکتے بلکہ عمومی سچائی کے معنوں میں۔

ج۔ نبوت

(۱) اس قسم کی ادبی صنف کو پہلے اس کے تاریخی سیاق وسباق میں دیکھنے کی کوشش کریں۔ یہ پہلے اپنے دور اور اپنی دور کی تاریخ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔اس ادبی صنف میں تاریخی حالات نہایت ناگزیر ہیں۔

(۲) ایک مرکزی سچائی کو لازمی دیکھیں۔ چند تفصیلات جو اپنے دور یا آخری دور میں عمل پذیر ہوں، پر مرتکز ہوجانا اور باقی ساری کتاب کی مجموعی سچائی سے غافل ہوجانا ایک عام غلطی ہے۔

(۴) اکثر انبیاء مستقبل کے حالات کے بارے میں بات کرتے ہیں۔نبوت کے غلط تفسیر کی وجہ سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ پرانے عہد نامہ کی تفسیر کو نئے عہد نامہ میں بیان کردہ مخصوص تفصیلات کے حد تک رکھنا بہتر ہے۔ نئے عہد نامہ کی نبوت کو ذیل کی باتوں کی روشنی میں تفسیر کرنا ضروری ہے؛

الف)اس کا عہد عتیق میں استعمال یا عکس

ب) مسیح کی تعلیمات

ج) دیگر عہد جدید کے متوازی حوالہ جات

د)اس کا اپنا سیاق وسباق

(۴) یادرکھیں کہ بائبلی نبوت، خاص طور پر عہد عتیق کی مسیحائی نبوتیں دو مقاصد کی حامل ہیں: تجسم اور آمد ثانی (سلوا ۱۹۸۷، ۱۰۴۔۱۰۸)۔

د۔ چار اناجیل

(۱) اگرچہ ہمارے پاس چار اناجیل ہیں اور ہم اُن کا موازنہ کرنے کے قابل ہیں لیکن یہ طریقہ کار ایک مخصوص انجیل کے مصنف کے مقصد اور معانی کو جاننے کے لئے ہمیشہ ٹھیک نہیں رہتا۔ ہمیں اُس انداز کو بھی دیکھنا ہے جس میں اُس نے مواد کا استعمال کیا ہے، نہ کہ دوسرے مصنفین نے استعمال کیا یا پیش کیا۔موازنہ کرنا مددگار تو ہے لیکن صرف اُس وقت جب آپ ایک مخصوص مصنف کے معانی کا تعین کرلیں۔

(۲) تاریخی اور ادبی سیاق وسباق

انجیلوں کی تفسیر کرنے میں تاریخی اور ادبی پس منظر بہت ضروری ہے۔ادبی حصوں کو جس انجیل میں پیش کیا گیا اُسی میں رہ کر عمومی موضوع پر بحث کریں نہ کہ اُنہیں جُدا کریں۔موضوع کو پہلی صدی کے یہودی فلسطین کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کریں۔

(۳) یہ یادرکھیں کہ اناجیل میں مسیح کے قول وفعل کا اندراج ہے لیکن خطوط مخصوص کلیسیا کے تناظر میں ان کی تفسیر کرتے ہیں۔ خطوط میں ان کے متوازی حوالہ جات کو دیکھیں۔

(۴) یسوع مسیح نے جو کچھ مبہم اور مشکل کہا اُسے ہم اُس وقت تک بہتر طور پر نہیں سمجھ سکتے جب تک مسیح کو نہ دیکھ لیں۔ مسیح نے سادہ اور آسان بھی کہا، آپ کو اس سے آغاز کرنا چاہیے۔ اُس پر غور کریں جو آپ جانتے ہیں باقی سب آپ پر واضح ہوتا جائے گا۔ ممکن ہے متن ہمارے لئے، ہمارے دور کے لئے نہ ہو (دانی ایل ۱۲:۴)۔

(۵) تمثیلوں کے تعلق سے

(الف) سیاق وسباق میں یقینی ہوں۔ یاد رکھیں (۱) یسوع یہ تمثیل کن سے کہہ رہا ہے؛ (۲) مسیح کا تمثیل کہنے کا مقصد اور (۳) کیوں زیادہ تمثیلیں سلسلہ وار بیان کی گئیں ہیں۔ اگر اس کی تشریح بھی کی گئی ہو تو آگے تک پڑھتے جائیں۔

(ب) تفصیلات کو کھینچیں نہ۔ بڑے نکتہ کو بڑا ہی رہنے دیں۔ عموماً ایک تمثیل یا مرکزی کرداروں میں ایک مرکزی سچائی بیان کی جاتی ہے۔

(ج) بڑے عقائد کو تمثیلوں پر قائم نہ کریں۔ عقائد کی بنیاد واضح حوالہ جات میں دی گئی تعلیم پر ہونی چاہیے۔

د۔ خطوط اور تاریخی بیانات

(۱) دیگر ادبی اصناف سے موازنہ کریں۔ یہ تفسیر کرنے میں آسان ہیں۔

(۲) سیاق وسباق تاریخی اور ادبی دونوں ہی اس کی کنجی ہیں۔

(۳) ادبی اکائی اور پیراگراف ادبی اکائی ہی ہوں گے۔ ذیل کی بہترین کتابوں میں یہ ادبی اصناف سے علم التفسیر کے تعلق کو تفصیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. How to Read the Bible for All Its Worth by Gordon Fee and Douglas Stuart

2. Protestant Biblical Interpretation by Bernard Ramm

3. Linguistics and Bible Interpretation by Peter Cotterell and Max Turner

4. Literary Approaches to Biblical Interpretation by Tremper Longman III

5. Exegetical Fallacies by D. A. Carson

6. Plowshares and Pruning Hooks by D. Brent Sandy

7. A Basic Guide to Interpreting the Bible by Robert H. Stein

۵۔ اسلوب تحریر اور قواعد وانشاء (گرائمر)

ایک اور پہلو جو اصل مصنف کے اصل ارادے یا معانی کو حاصل کرنے کے لئے ہے ''اسلوب تحریر اور قواعد وانشاء کا ڈھانچہ'' کہلاتا ہے۔ یہ عموماً مشکل ہوتا ہے کیونکہ محاوراتی اور ساختی اعتبار سے بائبلی زبان اور ہماری مادری زبان میں فرق ہوتا ہے۔ تاہم یہ تفسیر کرنے میں بہت مفید ہے اور اس پر تفصیل سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ عموماً مختلف تراجم کے استعمال اور قواعد وانشا کی سمجھ بوجھ بہت مددگار ہوتے ہیں۔ ''گرائمر ہمیں ہمیشہ حقیقی معانی نہیں بتاتی لیکن یہ ہمیں ممکنہ معانی ضرور بتاتی ہے۔ ہم کسی ایسے معنی کو قبول نہیں کر سکتے جو اس کے خلاف جاتا ہو۔ بائبل کو سمجھنے میں گرائمر اہم ہے۔ یہ مشکل نہیں ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مطلب یہ

ہے کہ ہم بائبل کو انسانی زبان کے عام اصول وضوابط کے مطابق سیکھیں'' (سٹرٹ، ۱۹۷۳، ۶۳)۔

گرائمر ایک ایسی چیز ہے جسے انسان عام زبان کے استعمال کے وسیلہ جانتا ہے لیکن تکنیکی اصطلاح میں نہیں۔ ہم جب بولنا سیکھتے ہیں تو گرائمر کو بھی سیکھتے ہیں۔ گرائمر خیالات کی ترسیل کے لئے فقرات بناتی ہے۔ بائبل کی تفسیر کی غرض سے ہمیں گرائمر میں ماہر ہونے کی ضرورت نہیں ہے تاہم ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اصل مصنف نے اس انداز میں کیوں کہا۔ اکثر فقرہ کی ساخت ہمیں بتا دیتی ہے کہ مصنف نے کس بات پر زور دیا ہے۔ اس کو کئی طریقوں سے جانا جا سکتا ہے۔

الف۔ جب آپ کئی تراجم کا استعمال کریں تو الفاظ کی ترتیب پر دھیان دیں۔ اس کی ایک اچھی مثال عبرانیوں ۱:۱ ہے۔ کنگ جیمس ورژن میں فقرہ کا فاعل ''خدا'' پہلے آتا ہے لیکن روائزڈ سٹینڈرڈ ورژن میں یہ بیانیہ جملہ ''کئی اور مختلف انداز میں'' پہلے آیا ہے۔ یہ اہم ہے کیونکہ یہ مصنف کے حقیقی ارادے کو ظاہر کرتا ہے۔ کیا اس متن کا مرکزی خیال کہ خدا مخاطب ہوا (مکاشفہ) یا خدا کیسے مخاطب ہوا (الہام)؟ بعد ازاں کی بات درست ہے کیونکہ روائزڈ سٹینڈرڈ ورژن یونانی الفاظ کی ترتیب ( ) کو استعمال کرتا ہے۔ ایک تکنیکی تفسیر بھی ان لفظی اور گرائمر کے معاملات میں دے سکتی ہے۔

ب۔ جب آپ ایک پیرے کو انگریزی اور اردو کے مختلف تراجم میں دیکھیں تو فعل یعنی ہونے والے کام کا ترجمہ دیکھیں۔ تشریح کرنے میں فعل بہت زیادہ ضروری ہوتے ہیں۔ اس کی اچھی مثال ۱۔ یوحنا ۳:۶، ۹ ہے۔ جب کوئی شخص کنگ جیمز ورژن کا موازنہ جدید تراجم کے ساتھ کرتا ہے تو فرق صاف نظر آتا ہے۔ یہ فعل حال ہے۔ یہ آیات ''بے گناہی'' کی تعلیم نہیں دیتیں بلکہ ''کم گناہ کرنے'' کی تعلیم دیتی ہیں۔ اس کتاب کے اختتام پر کچھ عبرانی اور یونانی اصطلاحات شامل ہیں (فہرست مضامین دیکھیں)۔

ج۔ جب آپ ایک پیرے کو مختلف انگریزی اور اردو تراجم میں دیکھیں تو خیالات کے رابطوں پر نوٹ کریں۔ اکثر یہ رابطے ایک حصہ کے مقصد یا فقرات اور سیاق وسباق کے تعلق کے مقصد کو جاننے میں مدد کرتے ہیں۔ ذیل کے رابطوں پر غور کریں۔

i۔ عارضی یا تواریخی رابطے

الف۔ بعد (مکاشفہ ۱۱:۱۱)

ب۔ جیسا کہ (اعمال ۱۶:۱۶)

ج۔ پہلے (یوحنا ۸:۵۸)

د۔ اب (لوقا ۱۶:۲۵)

ہ۔ تب (۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۶)

و۔ تک (مرقس ۱۴:۲۵)

ز۔ جب (یوحنا ۱۱:۳۱)

ح۔ جبکہ (مرقس ۱۴:۴۳)

ii۔مقامی یا جغرافیائی رابطے (کہاں، جہاں عبرانیوں ۲۰:٦)

iii۔منطقی رابطے

الف۔دلائل

کیونکہ (رومیوں ۱:۲۵)

کے لئے (رومیوں ۱:۱۱)

چونکہ (رومیوں ۱:۲۸)

ب۔نتیجہ

پس (رومیوں ۱:۲۵)

پھر (گلتیوں ۲:۲۱)

لہٰذا (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۱۲)

ج۔مقصد

کے لئے (رومیوں ۴:٦)

تاکہ (رومیوں ۵:۲۱)

د۔تضاد

اگرچہ (رومیوں ۱:۲۱)

لیکن (رومیوں ۲:۸)

کہیں زیادہ (رومیوں ۵:۱۵)

اس کے باوجود (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۵)

ورنہ (۱۔کرنتھیوں ۱۴:۱٦)

پھر بھی (رومیوں ۵:۱۴)

ہ۔موازنہ

بھی (۲۔کرنتھیوں ۱:۱۱)

جس طرح (رومیوں ۹:۲۵)

تاکہ (رومیوں ۵:۱۸)

اسی طور پر (رومیوں ۱:۲۷)

اس قدر بھی (رومیوں ۴:٦)

و۔حقائق کا تسلسل

اور(رومیوں۲:۱۹)

سب سے پہلے(۱۔تیمتھیس۲:۱)

سب سے آخر پر(۱۔کرنتھیوں۱۵:۸)

ز۔شرط

iv۔زوردار رابطے

الف۔بلاشبہ(رومیوں۹:۲۵)

ب۔صرف(۱۔کرنتھیوں۸:۹)

سوچ کے رابطوں کی یہ مثالیں Methodical Bible Study سے لی گئی ہیں جسے رابرٹ اے۔ٹرینا نے لکھا،صفحات ۴۲۔۴۳)۔اگرچہ اس کی مثالیں زیادہ تر پولس کی تصانیف میں سے ہیں اور غالب طور پر رومیوں کی کتاب میں سے ہیں تو بھی یہ اچھی مثالیں ہیں کہ ہم کس طرح سے اپنی سوچوں کو سوچوں کے رابطوں سے تشکیل دے سکتے ہیں۔پرانے اور نئے عہدناموں کے یہ ظاہر شدہ تعلقات واضح ہو جاتے ہیں۔ٹرینا نے اپنی کتاب کے صفحات ۶۳۔۶۸ پر گرامر کے ڈھانچہ کے متعلق شاندار خلاصہ بیان کیا ہے۔بائبل کا ایک محتاط قاری بنیں!

د۔جب آپ پیرے کو مختلف انگریزی اور اردو تراجم میں پڑھتے ہیں تو دہرائی جانے والی اصطلاحات اور فقرات کو نوٹ کریں۔یہ مصنف کے ڈھانچہ کی تحقیق کرنے کا ایک اور طریقہ ہے تاکہ اس کے بیان کردہ مقصد کی ترسیل ہو سکے۔کچھ مثالیں یہ ہیں:

i۔پیدائش کی کتاب میں دہرایا جانے والا فقرہ ''یہ۔۔۔۔کی نسلیں ہیں'' (۲:۱، ۵:۱، ۶:۹، ۱۰:۱، ۱۱:۱۰، ۲۷؛ ۲۵:۱۲، ۱۹؛ ۳۶:۱، ۹؛ ۳۷:۲)۔یہ فقرہ ہمیں دکھاتا ہے کہ مصنف نے کس طرح سے کتاب کو تقسیم کیا۔

ii۔عبرانیوں ۳۔۴ ابواب میں لفظ''آرام'' کا بار بار استعمال۔یہ اصطلاح تین واضح مطالب کے ساتھ استعمال کی گئی ہے۔

الف۔پیدائش ۱۔۲ میں مذکور سبت کا آرام

ب۔یشوع کے وسیلہ سے موعودہ سرزمین

ج۔آسمان

اگر کوئی شخص اس ڈھانچہ کو کھو دیتا ہے وہ شاید مصنف کے مقصد کو نظرانداز کر دیتا ہے اور غالباً سوچ سکتا ہے کہ وہ لوگ جو بیابان میں مر گئے وہ روحانی طور پر گمراہ تھے۔

۶۔محاورات اور لفظی مطالعہ

پیرے کو مختلف انگریزی اور اردو تراجم میں پڑھیں بالخصوص ایک لفظ کے لئے ایک لفظ۔اس طرح سے ایک شخص محاورات کی شناخت کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ہر ایک زبان کے اپنے اظہارات ہوتے ہیں۔ایک شخص کے لئے کسی محاورے کی لفظی تشریح

بنیادی نکتہ کو پورے طور پر کھو دینے کے مترادف ہوگا۔ اس کی ایک اچھی مثال Hate ہے۔ اگر ہم اس کے نئے عہدنامہ کے استعمال پر بالخصوص رومیوں ۹: ۱۳؛ لوقا ۱۴: ۲۶ یا یوحنا ۱۲: ۲۵ پر غور کریں تو کوئی شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس محاورہ کے بارے میں غلط فہمی ہوسکتی ہے۔ تاہم اس کا پس منظر اور استعمال پیدائش ۲۹: ۳۱، ۳۳ یا استثنا ۲۱: ۱۵ میں عبرانی میں ہوا ہے تو اس کا مطلب نفرت نہیں ہے بلکہ یہ موازنہ کرنے کا ایک محاورہ ہے۔ ان معاملات میں تکنیکی تفاسیر حقیقی مدد فراہم کرسکتی ہیں۔ اس قسم کی تفاسیر کی دو اچھی مثالیں یہ ہیں۔ ا۔ ٹنڈیل کمنٹریز سیریز اور نیو انٹرنیشنل کمنٹری سیریز۔

اس دوسرے سوال کا آخری پہلو یہ ہے کہ ''ابتدائی مصنف کیا کہنا چاہتا تھا؟''۔ میں اس پر بعد میں بات کروں گا کیونکہ لفظی معالعہ کو بہت غلط طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اکثر لسانیات معنی کا ایک پہلو ہوتا ہے جس کو کوئی شخص ایک پیرے کی تشریح کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جیمز بار کی کتاب The Semantics of Biblical Language، ڈے۔ اے۔ کارسن کی کتاب Exegetical Falacies اور موئز زسلوا کی کتاب Biblical Words and their meaning نے جدید مفسرین کی مدد کی ہے کہ وہ لفظی مطالعہ کے اپنے طریقوں کا دوبارہ سے جائزہ لے سکیں۔ بائبلی مفسرین نے ایک گروہ کے طور پر کئی ایک زباندانی غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے۔

> شاید اس وجہ سے لفظی مطالعہ جات تفسیری غلطیوں کا ایک وسیع منبع ہیں کہ بہت سے مناد اور بائبل کے استاد یونانی زبان صرف اس لئے جانتے ہیں کہ لغات بائبل کو جان سکیں یا اس سے کچھ زیادہ جان سکیں۔ یونانی کے بطور زبان تھوڑا سا احساس پایا جاتا ہے اور یوں اس کا مظاہرہ کرنے کی آزمائش ہوتی ہے کہ مطالعہ کے دوران کیا سیکھا گیا ہے۔

یہ پُر زور طریقے سے بیان کرنا چاہئے کہ لسانیات نہیں بلکہ سیاق وسباق معنی کا تعین کرتا ہے۔

> غلطی کی جڑ تصور کرتی ہے کہ ہر ایک لفظ کا ایک مطلب ہوتا ہے جو اس کی شکل اور اس کے اجزا تک محدود ہوتی ہے۔ اس نظریے میں لفظ کا تعین لسانیات سے ہوتا ہے۔ (کارسن ۱۹۸۴، ۲۶)

> ہمیں اس واضح حقیقت سے متفق ہونا چاہئے کہ ایک زبان کے بولنے والے سادہ طور پر زبان کی پیش رفت کے بارے میں نہیں جانتے اور کلام مقدس کے مصنفین اور ابتدائی قارئین کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا۔۔۔ یونانی اور عبرانی کی اہمیت میں ہماری حقیقی دلچسپی بائبلی مصنفین کے شعور میں ہے؛ کہ اسے نمایاں طور پر رکھیں۔ مسیح کے زمانے میں تاریخی غور وفکر کا تعلق کوئے نے یونانی کی تحقیق وتفتیش کے ساتھ نہیں ہے (سلوا ۱۹۸۳، ۳۸)

> چونکہ استعمال بہت اہم ہوتا ہے اس لئے مفسر کے لئے ایک محفوظ قانون یہ ہے کہ لسانیات کو ایک ماہر کے ہاتھوں میں چھوڑ دے اور خود پر سیاق وسباق اور اس کے استعمال کا ہوشیاری سے استعمال کرے (مائیکلسن ۱۹۶۳، ۱۲۱-۱۲۲)

ہمیں ابتدائی استعمال کی تلاش کرنی چاہئے یا اسے کسی دوسرے طریقے سے کرنا چاہئے۔ یعنی وہ مطلب جو ابتدائی مصنف سمجھتا تھا

اور ارادہ رکھتا تھا وہ ابتدائی قارئین اور سامعین فوری طور پر سمجھتے تھے۔ بائبلی اصطلاحات کے مختلف استعمالات ہیں۔ ڈے۔اے۔ کارسن کی کتاب Exegetical Fallacies اس نکتہ پر بہت مددگار ہے۔ تھوڑی دردناک ہے لیکن مددگار ہے۔ تصویر کشی کرنے کے لئے غور کریں کہ انگریزی مطلب کس طرح وقت کے ساتھ تبدیل ہوتا ہے۔

ہم میں سے زیادہ تر لوگ اپنی کلیسیائی تنظیم یا الٰہیاتی نظام کی سمجھ کی روشنی میں بائبل کی اصطلاحات کی تعریف بیان کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

الف۔ ہمیں اس بات میں محتاط ہونا چاہئے کہ ہم اپنی کلیسیائی تنظیم یا ثقافتی پس منظر کی بجائے ابتدائی مصنف کے ارادہ کے مطابق مطلب کو بیان کریں۔

ب۔ ہمیں محتاط ہونا چاہئے کہ ہم ہر سیاق وسباق میں مذہبی تعریف کا مطلب دینے والے ہر لفظ کو زبردستی شامل نہ کریں۔ اکثر ایک ہی مصنف ایک ہی اصطلاح کو مختلف مطالب میں استعمال کرتا ہے۔

ج۔ اس کی کچھ مثالیں ذیل میں دی گئی ہیں

i۔ یوحنا کا لفظ ''دنیا'' کا استعمال کرنا

الف۔ طبعی سیارہ (یوحنا ۳:۱۶؛ ۱۔ یوحنا ۴:۱،۱۴)

ب۔ انسانی معاشرہ جو خدا سے جدا ہو کر منظّم ہے اور کام کر رہا ہے (۱۔ یوحنا ۲:۱۵،۳:۱،۵:۴۔۵)

ii۔ پولس کا لفظ ''جسم'' کا استعمال کرنا

الف۔ طبعی جسم

ب۔ گناہ آلودہ فطرت

iii۔ پولس کا لفظ ''مقدس'' کا استعمال کرنا

الف۔ مجموعی طور پر کلیسیا

ب۔ انفرادی طور پر ایماندار

iv۔ یعقوب کا اصطلاح ''بچے ہوئے'' کا استعمال کرنا

الف۔ روحانی نجات (یعقوب ۱:۲۱؛۲:۱۴)

ب۔ جسمانی رہائی (یعقوب ۵:۱۵،۲۰)

کسی ایک لفظ کے معنی کا تعین کے عمل کو جاری رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مختلف تراجم دیکھیں اور پائے جانے والے تضاد کو نوٹ کریں۔ اصطلاحات کو لغاتِ بائبل میں دیکھیں۔ اپنی زیرِ مطالعہ کتاب کے دیگر حوالہ جات کو نوٹ کریں جہاں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس مصنف نے اس کو دیگر کتابوں میں جہاں استعمال کیا ہے اس کو بھی نوٹ کریں۔ اسی عہدنامہ میں موجود دیگر حوالہ جات کو بھی دیکھیں۔ والٹر ہیرکسن کی کتاب A Layman's Guide to interpreting the Bilbe میں ذیل کے

اقدامات دیئے گئے ہیں:

الف۔مصنف کا اصطلاح کا استعمال

ب۔اصطلاح کا اس کے فوری سیاق وسباق کے ساتھ تعلق

ج۔تصنیف کے وقت اصطلاح کا قدیم استعمال

د۔اصطلاح کی جڑ کا مطلب

دوسرے عہدنامہ میں سے بنیادی معنی کی تصدیق کرنے کی کوشش کریں (یادرکھیں کہ نئے عہدنامہ کے مصنفین عبرانی مفکر تھے جو کوئے نے یونانی لکھ رہے تھے)۔ پھر کسی تھیولاجیکل ورڈ بک، بائبل انسائیکلوپیڈیا، ڈکشنری یا تفسیر کو دیکھیں تا کہ آپ اپنی تعریف کا جائزہ لے سکیں۔ میں نے صفحہ ۹۸ پر نئے عہدنامہ کے لفظی مطالعہ پر ایک نمونہ کی تعلیمی گائیڈ لکھی ہے تا کہ اس بات کی تصویر کشی کر سکوں کہ کسی خاص سیاق وسباق میں لفظ کا معنی جاننے کے لئے کتنی زیادہ کوشش کی جاسکتی ہے۔

۳۔۴۔تیسرا اور چوتھا تفسیری سوال

اگلے سوالات جن کا جواب مفسر دینے کی کوشش کرتا ہے یہ ہیں: ''اسی مصنف نے اسی موضوع پر اور کیا کہا ہے؟'' اس کا چوتھے بنیادی سوال کے ساتھ قریبی تعلق ہے۔''دوسرے الہامی مصنفین نے اسی موضوع پر کیا کہا ہے؟'' ان دونوں سوالات کو متوازی پیروں کے مرکزی دائروں کے بیانیہ نظریہ کی وجہ سے اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ بنیادی طور پر ہم اس کے متعلق بات کر رہے ہیں کہ کس طرح سے ایک لفظ یا الٰہیاتی نظریہ کو کسی دوسرے الہامی مصنف نے کس طرح کسی دوسری جگہ پر استعمال کیا ہے۔تشریح کے اس اصول کو کلام مقدس کی تصویریت کہا جاتا ہے۔

> کلام مقدس کی تشریح کا لاخطا اصول کلام مقدس خود ہی ہے؛ اور اس لئے جب کسی حوالہ کی سچی اور پوری سمجھ کا سوال ہو (جو واحد ہو نہ کہ کثیر تہی ہو) تو دوسری جگہوں سے اس تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے اور اسے جانا جاسکتا ہے جو زیادہ واضح طریقے سے اس پر بات کرتی ہیں۔(ویسٹ منسٹر اقرارالایمان، باب ۹)

یہ تین مفروضات پر مبنی ہے

☆ کہ سارا کلام مقدس خدا کا الہام ہے (۱۔تیمتھیس ۳: ۱۵۔۱۷، فی اور سٹوورٹ ۱۹۸۲، ۲۰۹ کے ساتھ موازنہ کریں)

☆ کلام مقدس اپنی نفی خود نہیں کرتا

☆ کلام مقدس کا بہترین مفسر کلام مقدس خود ہے (سلوا ۱۹۸۷، ۶۸، ۹۳، ۹۴)

اگر یہ ساری باتیں سچ ہیں تو ایک پیرے کو سمجھنے کا بہترین طریقہ الہامی تحریر کے سیاق وسباق کے مرکوزی دائرے ہیں۔

i۔وہی عنوان یا اصطلاح اسی فوری سیاق وسباق میں (پیراگراف یا ادبی اکائی)

ii۔وہی عنوان یا اصطلاحات اسی بائبلی کتاب میں

iii۔ وہی عنوان یا اصطلاحات اسی مصنف کی دیگر الہامی تصانیف میں

iv۔ وہی عنوان یا اصطلاحات اسی زمانے میں، ادبی صنف میں یا عہد نامہ میں

v۔ وہی عنوان یا اصطلاحات مجموعی طور پر پوری بائبل میں

ایک مخصوص پیرے، جس کی ہم تشریح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، سے جب ہم آگے حرکت کریں گے تو متوازی پیروں کا اثر زیادہ عمومی لیکن کسی حد تک محتاط طریقہ اختیار کرتا ہے۔

> وسیع سیاق وسباق سے قبل تنگ سیاق وسباق میں تشریح کریں۔ اس پر عام طور پر اتفاق کیا جاتا ہے کہ کلام مقدس اپنی تفسیر خود کرتا ہے۔ تاہم، اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک اصطلاح یا پیرے کی پہلے فوری سیاق وسباق میں تشریح ہونی چاہیے اور پھر مجموعی طور پر پوری بائبل مقدس میں اس کے وسیع اطلاق کی روشنی میں اس کا مطالعہ کیا جانا چاہیے (اسبورن اور وُڈورڈ ۱۹۷۹، ۱۵۴)

تشریح وتفسیر کا یہ پہلو یہ دیکھنے میں مددگار ہو سکتا ہے کہ ہمارا پیرا پورے مکاشفہ کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتا ہے (مککلکن ۱۹۸۳، ۴۳؛ سلوا ۱۹۸۷؛ سٹیرٹ ۱۹۷۳، ۸۶)۔ بنیادی طور پر ہم جا رہے ہیں:

i۔ تفسیری عمل (مندرجہ بالا میں i) سے

ii۔ بائبلی الٰہیات (مندرجہ بالا میں ii، iii اور iv) سے

iii۔ سلسلہ وار عقیدہ تک

ہم عدسے سے ٹیلی سکوپ کی طرف جا رہے ہیں۔ سلسلہ وار عقیدہ پر جانے سے قبل ہمیں زیرِ نظر پیرے کے معنی ومفہوم پر نسبتی طور پر یقین ہونا چاہیے۔ یہ الٰہیاتی کتابوں کا ایک مقصد ہے۔ یہ حرکت ضروری ہے لیکن خطرناک ہے۔ ہمارے پس منظر، تعصب اور ہمارے کلیسیائی تنظیمی عقائد ہمیشہ مداخلت کرنے کے لئے تیار اور قابل ہوتے ہیں۔ اگر ہم متوازی پیرے استعمال کریں تو ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ حقیقی طور پر متوازی ہیں نہ کہ صرف ایک جیسی اصطلاح یا فقرہ رکھتے ہیں۔

یہ بات اکثر سچ پر مبنی ہے کہ متوازی پیرے ہماری تشریح میں مجموعی توازن پیدا کرتے ہیں۔ تفسیر کرنے میں میرا تجربہ رہا ہے کہ بائبل مقدس خلاف قیاس ہے یا dialectical جوڑوں میں ہے۔ ایک شخص کو ان بائبلی تناؤ کو ہٹائے بغیر اس کی شناخت کرنی چاہیے تاکہ بیانات کو سادہ بنانے، سچائی کی گروہ بندی کرنے کی کوشش کرنے یا خوش کن الٰہیاتی مقامات کی حفاظت کرنے کے مقصد کو حاصل کیا جائے۔ ایک الہامی متن کو دوسرے الہامی متن کو رد کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ بائبلی سچائیوں میں پائے جانے والے تناؤ کی چند مثالیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

i۔ تقدیر بمقابلہ آزاد مرضی

ii۔ ایماندار کا تحفظ بمقابلہ استقلال کی ضرورت

iii۔ موروثی گناہ بمقابلہ عملی گناہ

iv۔ یسوع بطور خدا بمقابلہ یسوع بطور انسان

v۔ یسوع مسیح بطور خدا کے برابر بمقابلہ یسوع مسیح بطور خدا کے تابع

vi۔ بائبل بطور خدا کا کلام بمقابلہ انسانی تحریر

vii۔ بے گناہی بمقابلہ کم گناہ کرنا

viii۔ فوری ابتدائی تصدیق اور تقدیس بمقابلہ بتدریج تقدیس

ix۔ ایمان کے وسیلہ راستبازی (رومیوں ۴) بمقابلہ اعمال سے توثیق پانے والی راستبازی (یعقوب ۲: ۱۴۔ ۲۶)

x۔ مسیحی آزادی (رومیوں ۱۴: ۱۔ ۲۳؛ ۱۔ کرنتھیوں ۸: ۱۔ ۱۳؛ ۱۰: ۲۳۔ ۳۳) بمقابلہ مسیحی ذمہ داری (گلتیوں ۵: ۱۶۔ ۲۱؛ افسیوں ۴: ۱)

xi۔ خدا کی ماورائیت بمقابلہ داخلیت یا طبعی پن

xii۔ خدا بطور پورے طور پر نا قابل معرفت بمقابلہ کلام مقدس اور مسیح میں قابل معرفت خدا

xiii۔ نجات کے لئے پولس کے کئی استعارات

الف۔ لے پالک بنانا

ب۔ تقدیس

ج۔ تصدیق

د۔ رہائی

ہ۔ تجلی

و۔ پہلے سے تقرر

ز۔ میل ملاپ

xiv۔ خدا کی موجودہ دور میں بادشاہی بمقابلہ مستقبل میں بادشاہی

xv۔ توبہ بطور ایک تحفہ بمقابلہ توبہ بطور نجات کے لئے ایک ردِ عمل

xvi۔ پرانا عہد نامہ بطور مستقل بمقابلہ پرانا عہد نامہ گزر چکا ہے اور اب اس کی کوئی ضرورت نہیں (متی ۳: ۱۷۔ ۱۹ بمقابلہ ۵: ۲۱۔ ۴۸؛ رومیوں ۷ باب بمقابلہ گلتیوں ۳ باب)

xvii۔ ایماندار خادم یا بندے ہیں یا بچے یا وارث ہیں۔

موئز زسلوا ان سارے تناؤ کی فہرست بنانے میں مددگار رہے جو کلام مقدس کو سمجھنے میں موجود ہوتے ہیں۔

i۔ بائبل مقدس الٰہی ہے پھر بھی یہ الٰہی انسانی صورت میں آئی ہے۔

ii۔ خدا کے احکام حتمی اور اٹل ہیں پھر بھی تصانیف کا تاریخی سیاق و سباق مخصوص عناصر کو ہلاتا ہوا نظر آتا ہے۔

iii۔الٰہی پیغام واضح ہونا چاہئے پھر بھی کئی پیرے بڑے مبہم نظر آتے ہیں۔

iv۔ہم صرف ہدایت کے لئے روح القدس پر انحصار کرتے ہیں پھر بھی یقیناً علمیت چاہئے

v۔کلام مقدس لفظی اور تاریخی مطالعہ کا مفروضہ قائم کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر بھی غیر تاریخی اور تمثیلاتی مواد کا بھی سامنا کرتے ہیں۔

vi۔مناسب تفسیر مفسر کی شخصی آزادی کا مطالبہ کرتی ہے پھر بھی کسی حد تک بیرونی اور منظّم اختیار لازمی دکھائی دیتا ہے۔

vii۔بائبلی پیغام کی خارجیت ضروری ہے پھر بھی مفروضات تفسیری عمل میں کسی حد تک داخل ہوتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

ان الجھنوں کی کون سی اطراف درست ہیں؟ ان تمام کے جواب میں مَیں ''ہاں'' ہی کہوں گا کیونکہ یہ تمام سچ پر مبنی ہیں۔ دونوں اطراف بائبلی ہیں۔ بطور مفسر بڑی تصویر کو دیکھنا ہے اور اس کے سارے حصوں کو تقسیم کرنا ہے نہ کہ اپنے پسندیدہ یا زیادہ مشہور حصوں کو۔ تفسیری مسائل کا جواب یہ نہیں ہے کہ ایک طرف کے بیان کی توثیق کرنے کے لئے دوسری طرف کے بیان کو ہٹا دیا جائے (سلوا ۱۹۸۷، ۳۸)۔ یہ توازن کلید الکتاب یا علم الٰہیات کی کتابوں کے مناسب استعمال سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔محتاط رہیں کہ اپنے کلیسیائی تنظیمی نقطہ نظر سے علم الٰہیات کی کتابوں کا مطالعہ نہ کریں کیونکہ یوں آپ وہی چیزیں حاصل کریں گے جو آپ کے ذہنی خیالات سے مطابقت رکھتی ہیں۔ بائبل کو آپ کو دعوتِ عمل دینے دیں، اپنے اوپر گرجنے دیں نہ کہ محض بسور کر رکھنے دیں۔ یہ آپ کے پالے ہوئے نظریات کو ہلا کر رکھ دے گی۔

یہ سچ ہے کہ عقائد کو ترتیب دینا یا متضاد بائبلی مواد کو مطابق بنانا مفروضاتی ہے اور عام طور پر اسے عقائد کا مسئلہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ بائبلی الٰہیات کے لئے کم سچ ہونا چاہئے جو بنیادی طور پر بیانیہ ہے۔ مطالعہ کا یہ طریقہ (بائبلی الٰہیات) بائبلی مواد کا کچھ حصہ لیتا ہے۔ یہ خود کو ایک مصنف، ایک زمانے یا ایک ادبی صنف تک محدود کرتا ہے۔ یہ اپنی الٰہیاتی قسموں کو صرف ممنوعہ بائبلی حوالہ کے ڈھانچے سے کھینچتا ہے۔ اکثر، بائبلی مواد کو محدود کرنے کے عمل میں ہم کلام مقدس کے مشکل بیانات کو واضح کئے بغیر انہیں سنجیدگی سے لینے پر مجبور ہیں۔ یہ ہمیں سنجیدگی سے وہ سب کچھ لینے پر مجبور کرتی ہے جو ایک مصنف نے کہا۔ یہ ایک توازن کی جستجو نہیں ہے بلکہ بائبلی مصنف کے واضح جھولنے والے بیان کی تلاش ہے۔ بائبلی الجھنوں کے دونوں اطراف کی توثیق کرنا تکلیف دہ کوشش ہے۔ ہم متوازی پیروں کے تینوں مرکوزی دائروں سے رجوع کریں گے۔ کسی ایک شخص کو ہر ایک سیاق وسباق میں ہر ایک درجہ میں سے گزرنے کی امید رکھنی چاہئے۔

i۔مصنف نے کیا کہا اور اس کا کیا مطلب ہے؟ (تفسیری عمل)

ii۔اسی مضمون پر اس نے کسی اور جگہ کیا کہا ہے؟ اسی زمانے کے دیگر لوگوں نے اسی مضمون پر کیا کہا؟ (بائبلی الٰہیات)

iii۔بائبل مقدس مجموعی طور پر اس مضمون پر اور اس سے متعلقہ مضامین پر کیا کہتی ہے؟ (سلسلہ وار عقیدہ)۔ مساوی پیروں کے استعمال میں ایک اور بڑا مسئلہ ''سیاق وسباق کے ٹکراؤ کی غلطی'' کہلاتا ہے۔

جب دو یا دو سے زیادہ غیر متعلقہ متون کے ساتھ اس طرح برتاؤ کیا جاتا ہے جیسا کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تو ہم سیاق وسباق کے ٹکراؤ کی غلطی رکھتے ہیں۔ یہ مطالعہ کی غلطی خاص طور پر الجھن کا باعث ہوسکتی ہے کیونکہ یہ مطالعہ کے اچھے طریقے ،یعنی کلام مقدس کے حصوں کا کلام مقدس کے دیگر حصوں سے موازنہ کرنا، میں ملاوٹ کے مترادف ہے۔ہم بطور بائبل کے اچھے قاری اس بات کی ذمہ داری رکھتے ہیں کہ جس موضوع پر ہم سمجھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اس سے متعلقہ ہر ایک متن کا استعمال کریں (سائز ۱۹۸۰، ۱۴۰)۔

> کون سی چیز مفسروں کو حق دیتی ہے کہ کچھ آیات کو وہ اکٹھا رکھیں اور کچھ کو نہیں؟ نکتہ یہ ہے کہ اس قسم کے تمام رابطے بالآخر ایک جنگلے کو پیدا کرتے ہیں جو دوسرے متون کی تشریح کو متاثر کرتے ہیں
> (کارسن ۱۹۸۴، ۱۴۰)

اس مسئلہ کی ایک اچھی مثال کو پہلے ہی اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔اورغین کا امثال کی کتاب کے ایک حوالہ کو ا۔تھلسنیکیوں کی کتاب کے غیر متعلقہ متن کے ساتھ جوڑنا۔

ہ۔ ابتدائی سامعین نے کس طرح سے پیغام کو سمجھا اوراس پر اپنا ردِعمل ظاہر کیا۔ یہ چوتھا تفسیری سوال ہے۔ یہ مخصوص قسم کی ادبی اصناف سے تعلق رکھتا ہے (یعنی کہ تاریخی نثر،اناجیل اوراعمال کی کتاب)۔اگر معلومات دستیاب ہےتو یہ بہت مددگار ہے کیونکہ مفسر کے طور پر یہ ہمارا مقصد ہے،''جس طور سے سنا گیا تھا اس طور سے سننا''۔

پانچواں اور چھٹا تفسیری سوال

ا۔اطلاق

اب تک ہم تفسیری سوالات پر غور کر رہے تھے جو ابتدائی مصنف کے ارادہ سے تعلق رکھتے ہیں۔اب ہمیں اس کے برابر اہمیت کے حامل اہم مرکزِ نگاہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے جو میری زندگی اور موجوہ زمانے سے متعلق ہے۔ جب تک اس درجہ تک مناسب طریقے سے نہیں پہنچا جاتا اس وقت کوئی تشریح مکمل نہیں ہے۔ بائبلی مطالعہ کا مقصد محض علم حاصل کرنا نہیں بلکہ روز بروز مسیح کی صورت پر ڈھلنا ہے۔بائبل مقدس کا مقصد خدائے ثالوث کے ساتھ گہرا اور قریبی تر تعلق رکھنا ہے۔الہٰیات عملی ہونی چاہئے۔

اطلاق ایک اختیاری چیز نہیں ہے (ابزورن اور ڈ ڈورڈ ۱۹۷۹، ۱۵۰)۔تاہم ،اطلاق تشریح کی نسبت کم ڈھانچہ کی صورت رکھتا ہے(یہاں پر مفسر کی تخلیقی قوت اور تجربات پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے)۔مثالی طور پر بائبل مقدس میں ایک ہی ارادہ یا مرضی ہے۔اس کو دو میں وسیع کیا جاسکتا ہے(نبوتوں کی کثیر تہی تکمیل یا توسیع پانے والی تمثیلات)۔اکثر ابتدائی مصنف کا ارادہ حقیقی تھا لیکن روح القدس کے ارادہ سے معمور نہیں تھا۔اکثر اطلاق کا تعین کسی کی شخصی:

الف۔ضرورت

ب۔صورتِ حال

ج۔ بلوغت کی سطح

د۔خدا کو جاننے اوراس کی پیروی کرنے کی خواہش

ہ۔ثقافتی اورکلیسیائی روایات

و۔موجودہ تاریخی صورتحال

یہ واضح ہے کہ ''اس وقت'' سے ''اب'' پر چھلانگ لگانا مبہم ہے۔ بہت سے عوامل ہیں جن کی شناخت نہیں کی جاسکتی یا ان پر قابونہیں پایا جاسکتا۔تصویری طریقہ کی بڑھوتری کی ایک وجہ بائبل مقدس کا اطلاق موجودہ ضروریات پر کرنا تھا۔کچھ کہہ سکتے ہیں کہ تمثیل یا تصویر اطلاق کے لئے اشد ضروری ہے(سلو۸۱۔۷، ۱۹، ۶۳، ۶۵) لیکن میں اس کی تردید کروں گا۔روح القدس اطلاق میں ہمارا راہنما ہے کیونکہ وہ تفسیر وتشریح میں خود موجود ہے۔اطلاق کا الہامی مصنف کے مقصد کے ساتھ گہرا تعلق ہونا چاہیئے۔

کچھ مددگار رہنما اصول

الف۔بائبلی مصنف کے بڑے مقصد کا اطلاق کرنے کی یقین دہانی کرلیں نہ کہ پیرے کی معمولی تفصیلات کا۔

ب۔اپنی موجودہ صورتِ حال کے ہر ایک پہلو کو تفصیل کے ساتھ مخاطب کرنے کی تلاش نہ کریں۔اکثر بائبلی اصول ہمارے واحد رہنما ہوتے ہیں۔تاہم،ان چیزوں کی ہماری تشکیل ایک سطح آگے ہے جس کو الہام سے ہٹایا گیا ہے۔اور یہ بھی کہ اکثر ان کا اطلاق مفروضاتی ہوتا ہے۔کچھ مفسرین ہر ایک متن میں بائبلی اصولوں کی تلاش کرتے ہیں۔یہ محفوظ طریقہ ہے کہ کوئی شخص اپنے اصولوں کو توسیع شدہ تعلیمی پیروں تک محدود کرلے ورنہ دیگر اصول اثباتی متن بن سکتے ہیں۔

ج۔ہر ایک سچائی فوری یا شخصی اطلاق کے لئے نہیں ہوتی۔اکثر بائبل مقدس ایسی چیزوں کا اندراج کرتی ہے جن کی وہ وکالت نہیں کرتی۔اور یہ کہ ہر ایک بائبلی سچائی ہر زمانے،ہر صورتِ حال اور ہر ایماندار پر قابل اطلاق نہیں ہے۔

د۔اطلاق کو کبھی بھی دیگر واضح بائبلی پیروں سے متضاد نہیں ہونا چاہیئے۔

ہ۔اطلاق کو کبھی مسیح جیسا رویہ اختیار کرنے کے عمل کے متضاد نہیں ہونا چاہیئے۔اطلاق کرنے میں انتہا پسندی اتنی ہی خطرناک ہے جتنی کہ تفسیر کرنے کے عمل میں ہے۔

و۔ہر ایک بائبلی حوالہ سے اطلاق کے چند بنیادی سوالات پوچھے جانے چاہئیں جو رچرڈ ماہیو نے اپنی کتاب How to interpret the Bible for yourself میں بیان کئے ہیں۔

i۔کیا ایسی مثالیں ہیں جن کی پیروی کرنی چاہیئے؟

ii۔کیا اس میں احکام موجود ہیں جن کی فرمانبرداری کرنی ہے؟

iii۔کیا اس میں غلطیاں ہیں جن سے گریز کرنا چاہیئے؟

iv۔کیا اس میں گناہ ہیں جن کو چھوڑنا چاہیئے؟

v۔کیا اس میں وعدے پائے جاتے ہیں جن کو دعویٰ کیا جائے؟

vi۔کیااس میں خدا کے متعلق نئے خیالات پائے جاتے ہیں؟

vii۔کیااس میں رہنمااصول پائے جاتے ہیں جن کی بدولت زندگی بسر کی جائے؟

۷۔مفسر کی ذمہ داری

اس نکتہ پر بائبل مقدس کی ابدی اور متعلقہ سچائیوں کا مناسب اطلاق کرنے کے ساتھ ساتھ مفسر کی ذمہ داری پر بات چیت کرنا مددگار رہوگا۔ یہ پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ عمل مبہم ہے اور یہ کہ روح القدس کو ہمارا رہنما ہونا چاہئے۔میرے نزدیک اس شعبہ میں بنیادی جزو ہمارا عزم اور رویہ ہے۔ہم اس روشنی میں چلنا چاہئے جو ہم رکھتے ہیں۔میں آپ کے ایمان کی راہ کا ذمہ دار نہیں ہوں اور نہ ہی آپ میرے ذمہ دار ہیں۔ہم اپنے نکتہ نظر کو محبت کی رو سے اور کلام مقدس کی ہماری سمجھ سے بیان کر سکتے ہیں۔ ہم سب کلام مقدس میں سے نئی روشنی ڈھونڈنے کے متلاشی ہوں گے لیکن ہم صرف اس چیز کے لئے ذمہ دار ہیں جو ہم سمجھ جاتے ہیں۔اگر ہم ایمان سے روشنی میں چلتے ہیں جو ہم رکھتے ہیں تو ہمیں اور روشنی دی جائے گی (رومیوں ۱:۱۷)۔ہمیں اس نکتہ پر یہ یاد رکھنے سے بھی آگاہ ہونا چاہئے کہ ہماری سمجھ ہمیشہ دوسروں کی سمجھ سے بالاتر نہیں ہوگی۔اس حوالہ سے رومیوں ۱۴:۱۔۱۵:۱۳ بہت اہم ہے۔لیکن میں ہمیشہ حیران ہوتا ہوں کہ ہم عام طور پر سوچتے ہیں کہ ہمارا گروہ مضبوط بھائی کی مانند ہے اور ہر وہ شخص جو ہمارے ساتھ اتفاق نہیں رکھتا وہ کمزور گروہ کا رکن ہے اور اسے ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ہماری سمجھ اور روحانی اطلاق کے حوالہ سے ہم میں سے ہر کوئی کچھ مضبوط پہلو رکھتا ہے اور کچھ کمزور پہلو۔میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ پریشان لوگوں کو تسلی دیتی ہے جبکہ پرسکون لوگوں کو پریشان کرتی ہے۔ہمیں روحانی نشوونما کے پریشانیوں سے بھرے راستے پر چلنا چاہئے۔ہم سب گناہ سے متاثر ہوتے ہیں اور ہم اس دنیا میں رہتے ہوئے کبھی بھی کامل بلوغت تک نہیں پہنچ پائیں گے۔اس نور میں چلو جو تم رکھتے ہو جو کہ بائبل کی روشنی میں سے ہی ہے۔''نور میں چلو کیونکہ وہ نور میں رہتا ہے'' (۱۔یوحنا ۱:۷)۔بڑھتے رہو۔

۸۔ذیل میں کچھ مددگار کتابیں دی گئی ہیں۔

۱۔Applying the Bible by Jack Kuhatschek

۲۔Understanding and Applying the Bible by J. Robertson McQuikin

۳۔Living by the Book by Howard G. Hendricks

۴۔Why Christian Fight Over the Bible by John Newport

تفسیر کرنے میں کچھ ممکنہ خطرات

ا۔تفسیر میں منطقی عمل اور متنی مرکزیت کی ضرورت

یہ واضح ہے کہ تفسیر کے ان اصولوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کیونکہ علم التفسیر ایک خالص سائنس نہیں ہے۔یہ لازمی ہے کہ ہم ان ظاہری خطرات کو بیان کریں جو متن یا سیاق وسباق پر مبنی اصولوں کے استعمال نہ کرنے یا غیر مناسب استعمال میں شامل

ہوتے ہیں۔ یہ سیاق وسباق یا متن پر مبنی طریقہ ایک سائنسی طریقہ کی مانند ہے۔اس کے نتائج کی تائیداور دہرائی دوسروں سے ہونی چاہئے۔ ہمارے عملی طریقے میں ایک واضح جستجو، تشریح کے نکات اور منطق ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ شہادتیں مختلف سیاق و سباق اور متن پر مبنی پہلوؤں سے اخذ ہوتی ہیں۔

الف۔ پیرے کا ادبی سیاق وسباق

۱۔ فوری (پیرا)

۲۔ پیرے سے متعلقہ کئی ایک

۳۔ بڑی ادبی اکائی (سوچ کی بندش)

۴۔ ساری بائبلی کتاب (مصنف کا مقصد)

ب۔ پیرے کا تاریخی سیاق وسباق

۱۔ مصنف کا پس منظر اور ترتیب

۲۔ سننے والے یا پڑھنے والے کا پس منظر اور ترتیب

۳۔ ان کی ثقافت کا پس منظر اور ترتیب

۴۔ پیرے میں مخاطب شدہ کسی مسئلہ کا پس منظر اور ترتیب

ج۔ ادبی صنف (ادب کی قسم)

د۔ صرف ونحو (فقرات کے حصوں کا ایک دوسرے کے ساتھ اور دیگر فقرات کے ساتھ تعلق)

ہ۔ ابتدائی لفظ کے معانی اور تعبیریں (اہم اصطلاحات کی تعریفیں)

۱۔ معنویاتی شعبہ

۲۔ مصنف کا استعمال

۳۔ اسی زمانے کے دیگر مصنفین

۴۔ دوسرے بائبلی مصنفین

و۔ مساوی پیروں کا مناسب استعمال (اہمیت کے ہم مرکز دائرے)

۱۔ ایک جیسی ادبی اکائی

۲۔ ایک جیسی کتاب

۳۔ ایک جیسا مصنف

۴۔ ایک جیسا زمانہ

۵۔ ایک جیسا عہد

٦۔ پوری بائبل مجموعی طور پر

کوئی شخص کسی دوسرے کی تشریح وتفسیر کا جائزہ یوں لے سکتا ہے کہ اس نے ان لازمی اجزا کو کس طرح استعمال کیا ہے۔ یہاں پر بھی نااتفاقی ہوسکتی ہے لیکن کم ازکم یہ متن پر مبنی تو ہوگی۔ ہم خدا کے کلام کی بہت سی مختلف تشریحات سنتے اور پڑھتے ہیں تو یوں یہ لازمی بن جاتا ہے کہ ہم تنقیدی طور پر ان کا جائزہ لیں جو مناسب عوامل اور تصدیق کے امکان پر مبنی ہوتا ہے نہ کہ محض اس بات پر کہ ہم کسی شخص سے شخصی طور پر اتفاق کرتے ہیں۔

جس طرح ہر ایک انسانی زبان (تحریری اور بول چال) میں غلط فہمی کی گنجائش ہوتی ہے۔ اسی طرح علم التفسیر چونکہ قدیم ادب کی تشریح کرنے کے اصولوں پر مبنی ہے، اس میں بھی واضح طور پر غلط فہمی کا امکان ہے۔ تشریح کے ہر ایک بنیادی اصول کے لئے ارادی اور غیر ارادی غلط فہمی کا امکان ہے۔ اگر ہم اپنے پیش تصورات کے اچھے پہلوؤں کو الگ کرلیں تو شخصی تشریحات کرتے وقت یہ ہمیں باخبر رکھنے میں مدد کرے گا۔

۲۔ پہلے پانچ تشریحی سوالات کا غلط استعمال

الف۔ ہمارے پیش تصورات۔ اکثر ہماری شخصیت، ہمارا تجربہ، ہماری کلیسیائی تنظیم، یا ہماری ثقافت ہمیں مائل کرتی ہے کہ ہم بائبل کی تفسیر عینک یا فلٹر کے ساتھ کریں۔ ہمیں اسے صرف وہ کچھ کہنے دیتے ہیں جو ہم اس سے کہلوانا چاہتے ہیں۔ یہ وجودی تعصب ہم سب کو متاثر کرتا ہے لیکن اگر ہم اس سے آگاہ ہیں تو ہم بائبل مقدس کو بولنے دینے سے اس کی تلافی کرسکتے ہیں اس سے قبل کہ ہم اس کے پیغام کا اطلاق خود پر یا اپنی ثقافت پر کریں۔ اس خطرے کی کچھ خاص مثالیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

i۔ پہلی مثال ولیم بارکلے کی متی ۱۵: ۳۷۔۳۹ کی تشریح ہے جہاں یسوع مسیح کا معجزانہ طور پر کھانا بڑھانے کا واقعہ ہجوم کا ایک دوسرے کے ساتھ کھانا بانٹنے کا واقعہ بن جاتا ہے۔ بارکلے کی منطقی وجوبیت کا فلسفیانہ فلٹر متی رسول کے واضح مقصد کو تبدیل کردیتا ہے۔ یاد رکھیں کہ روٹی کے بچے ہوئے ٹکڑوں کے سات ٹوکرے تھے (متی ۱۶: ۳۷)۔

ii۔ خواتین کے خدمت کرنے کے احوال کو خروج ۱۵: ۲۰، قضاۃ ۴: ۴۔۲، ۲۔سلاطین ۲۲: ۱۴، ۲۔تواریخ ۲: ۲۲، یسعیاہ ۸: ۳، لوقا ۲: ۳۶، اعمال ۲۱: ۹، رومیوں ۱۶: ۱، ۲، ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۵ اور ۱۔تیمتھیس ۳: ۱۱ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ جدید انجیلی مسیحی جو اس کے متعلق چاہے پہلے سے موجود نظریات کی وجہ سے پریشانی محسوس کرتے ہیں یا ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۴ اور ۱۔تیمتھیس ۲: ۱۱۔۱۵ کے مضبوط بیانات کی وجہ سے، انہیں ان دوسرے حوالہ جات کی واضح اور مناسب تشریح کو تبدیل نہیں کرنا چاہیئے۔

خاص مضمون: خواتین بائبل

۱۔ پرانا عہدنامہ

الف۔ ثقافتی طور پر خواتین کو جائیداد سمجھا جاتا تھا

i۔ جن کو جائیداد کی فہرست میں شامل کیا گیا تھا (خروج ۲۰: ۱۷)

ii۔ لونڈیوں کے ساتھ سلوک (خروج ۲۱: ۷۔۱۱)

iii۔ خواتین کی گواہی مرد کی نسبت کم سمجھی جاتی تھی (گنتی ۳۰)

iv۔ خواتین بطور مالِ غنیمت (استثنا ۲۰: ۱۰۔۱۴، ۲۱: ۱۰۔۱۴)

ب۔ عملی طور پر ایک باہمی مفاہمت پائی جاتی تھی۔

i۔ مرد اور خواتین دونوں کو خدا کی صورت و شبیہ پر بنایا گیا (پیدائش ۱: ۲۶۔۲۷)

ii۔ ماں اور باپ کی عزت کرو (خروج ۲۰: ۱۲، استثنا ۵: ۱۶)

iii۔ ماں اور باپ کا احترام کرنا (احبار ۱۹: ۳، ۲۰: ۹)

iv۔ مرد اور عورتیں دونوں نذیر بن سکتے تھے (گنتی ۶: ۱۔۲)

v۔ بیٹیوں کو وراثت کا حق حاصل تھا (گنتی ۲۷: ۱۔۱۱)

vi۔ عہد کے لوگوں کا حصہ (استثنا ۲۹: ۱۰۔۱۲)

vii۔ ماں اور باپ کی تعلیم پر عمل کرنا (امثال ۱: ۸، ۶: ۲۰)

viii۔ ہیمان کے بیٹے اور بیٹیاں (لاوی کے خاندان سے) ہیکل میں موسیقی میں رہنمائی کرتے تھے (۱۔تواریخ ۲۵: ۵۔۶)

ix۔ بیٹے اور بیٹیاں نئے زمانے میں نبوت کریں گی (یوایل ۲: ۲۸۔۲۹)

ج۔ خواتین قائدانہ کردار میں تھی

i۔ موسیٰ کی بہن مریم نبیہ کہلاتی تھی (خروج ۱۵: ۲۰۔۲۱، میکاہ ۶: ۴)

ii۔ خواتین کو نعمت دی گئی کہ وہ خیمہ اجتماع کے لئے پردوں کو بن سکیں (خروج ۳۵: ۲۵۔۲۶)

iii۔ ایک خاتون دبورہ جو نبیہ کہلاتی تھی (قضاۃ) اسرائیل کے سارے قبائل کی قیادت کرتی تھی (قضاۃ ۴: ۴۔۵؛ ۵: ۷)

iv۔ خلدہ ایک نبیہ تھی جسے یوسیاہ بادشاہ نے دریافت کی گئی شریعت کی کتاب کو پڑھنے اور اس کی تشریح کرنے کے لئے کہا (۲۔سلاطین ۲۲: ۱۴۔۲۰، ۲۔تواریخ ۳۴: ۲۲۔۲۷)

v۔ ملکہ آستر ایک خدا ترس عورت نے فارس میں یہودیوں کو بچایا

۲۔ نیا عہدنامہ

الف۔ ثقافتی طور پر یہودیت میں اور رومی اور یونانی دنیا میں خواتین دوسرے درجہ کی شہری تھیں جن کو چند ایک حقوق یا

استحقاقات حاصل تھے (ماسوائے مکدنیہ کے)

ب۔خواتین قائدانہ کردار میں

i۔الیشبع اور مریم جو خدا کے دستیاب تھیں (لوقا۱۔۲)

ii۔حنہ راستباز خاتون جو ہیکل میں خدمت کرتی تھی (لوقا۲:۳۶)

iii۔لدیہ ایک ایماندار اور گھریلو کلیسیا کی قائد تھی (اعمال۱۶:۱۴،۱۶)

iv۔فلپس کی چار کنواری بیٹیاں نبیہ تھیں (اعمال۲۱:۸۔۹)

v۔فیبے جو کنخریہ کی کلیسیا کی خادمہ تھی (رومیوں۱۶:۱)

vi۔پرسکہ (پرسکلہ) پولس کی ساتھی کارکن اور اپلوس کی سکھانے والی (اعمال۱۸:۲۶،رومیوں۱۶:۳)

vii۔مریم، ترو فینہ، تروفوسہ، پرسس، یولیاس، نرسس کی بہن، پولس کی کئی ایک ساتھی کارکن خواتین (رومیوں۱۶:۶۔۱۶)

viii۔یونیاس ممکنہ طور پر ایک خاتون رسول تھی (رومیوں۱۶:۷)

ix۔یوودیہ اور سنتخے پولس کی ساتھی کارکن (فلپیوں۴:۲۔۳)

۳۔کس طرح سے موجودہ زمانے کا ایک ایماندار مختلف قسم کی بائبلی مثالوں میں توازن پیدا کر سکتا ہے؟

الف۔کس طرح سے ایک شخص روحانی یا ثقافتی سچائیوں کا تعین کرتا ہے، جن کا اطلاق صرف ابتدائی سیاق وسباق پر ہوتا ہے یعنی ابدی سچائیوں سے جو تمام زمانوں کی کلیسیاؤں اور ایمانداروں کے لئے موزوں ہوتی ہیں؟

i۔ہمیں ابتدائی مصنف کے مقصد اور ارادہ کو سنجیدگی سے لینا چاہئے۔بائبل مقدس خدا کا کلام ہے اور ایمان اور عمل کے لئے واحد ذریعہ ہے۔

ii۔ہمیں واضح طور پر تاریخی طور پر مشروط الہامی متن کے ساتھ ضرور نپٹنا چاہئے

الف۔اسرائیل کی ثقافتیں (یعنی رسومات اور لطّوریہ) (اعمال۱۵،گلتیوں۳)

ب۔پہلی صدی کا یہودی مذہب

ج۔ا۔کرنتھیوں میں واضح طور پر تاریخ سے مشروط پولس کے بیانات

۱۔غیر یہودی روم کا قانونی نظام (ا۔کرنتھیوں۶)

۲۔ایک غلام کے طور پر رہنا (ا۔کرنتھیوں۷:۲۰۔۲۴)

۳۔تجرد (ا۔کرنتھیوں۷:۱۔۳۵)

۴۔کنوارپن (ا۔کرنتھیوں۷:۳۶۔۳۸)

۵۔ایک بت کے سامنے گذرانا گیا کھانا (ا۔کرنتھیوں۸:۱۰؛۱۰:۲۳۔۳۳)

۶۔عشائے ربانی کے موقع پر نامناسب کام (ا۔کرنتھیوں۱۱)

iii۔ خدا نے خود کو ایک خاص ثقافت میں اور ایک خاص وقت میں پورے طور پر اور واضح طور پر ظاہر کیا۔ ہمیں مکاشفہ کو سنجیدگی سے لینا چاہئے لیکن اس کی تاریخی گنجائش کے ہر ایک پہلو کو نہیں۔ خدا کا کلام انسانی الفاظ میں لکھا گیا جس میں ایک خاص وقت کی ایک خاص ثقافت کو مخاطب کیا گیا ہے۔

ب۔ بائبلی تفسیر میں ابتدائی مصنف کے ارادہ اور مقصد کی ضرور ہی جستجو کرنی چاہئے۔ یعنی وہ اپنے زمانے میں کیا کہہ رہا تھا؟ مناسب تفسیر کے لئے یہ بنیادی اور اہم ہے۔ لیکن پھر ہمیں اس کا اطلاق اپنے موجودہ زمانے پر بھی کرنا چاہئے۔ اب، قیادت میں موجود خواتین کے لئے مسئلہ ہے (حقیقی تفسیری مسئلہ اصطلاح کی تعریف کرنے کا ہے)۔ کیا وہاں پاسبانوں سے زیادہ خدمتیں تھیں جن کو قیادت کے طور پر دیکھا جاتا تھا؟ کیا خادمہ اور نبیہ کو قائدین کے طور پر دیکھا جاتا تھا؟) یہ بالکل واضح ہے کہ پولس ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۴۔۳۵ اور ۱۔تیمتھیس ۲: ۹۔۱۵ میں اس بات پر زور دے رہا ہے کہ خواتین کو عام عبادت کے دوران حصہ نہیں لینا چاہئے۔ لیکن اب موجودہ زمانے میں مَیں اس کا اطلاق کس طرح کروں؟ میں نہیں چاہتا کہ پولس کی ثقافت یا میری ثقافت خدا کے کلام اور اس کی مرضی کو خاموش کر دے۔ ممکنہ طور پر پولس کا زمانہ زیادہ محدود تھا لیکن میرا زمانہ بھی تو بہت زیادہ آزاد خیال ہو سکتا ہے۔ میں یہ کہتے ہوئے تکلیف محسوس کرتا ہوں کہ پولس کے الفاظ اور تعلیمات پہلی صدی کی مقامی صورتحال کی سچائیوں کے ساتھ مشروط ہیں۔ میں کون ہوتا ہوں جو اپنے ذہن یا ثقافت سے خدا کے روح سے تحریک پانے والے مصنف کو نظر انداز کروں؟!

تاہم میں کیا کرتا ہوں جب خواتین قائدین کی بائبلی مثالیں ہوتی ہیں (حتیٰ کہ پولس رسول کی تصانیف میں)؟ اس کی اچھی مثال عام عبادت پر پولس کی بات چیت ہے جو ۱۔کرنتھیوں ۱۱۔۱۴ ابواب میں مذکور ہے۔ ۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۵ میں ایسے دکھائی دیتا ہے کہ وہ عام عبادت میں خواتین کو اجازت دیتا ہے کہ وہ سر ڈھانپ کر عام عبادت میں منادی اور دعا کر سکتے ہیں پھر بھی ۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۴۔۳۵ میں وہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ خاموش رہیں! وہاں پر خادمائیں (رومیوں ۱۶: ۱) اور نبیہ تھیں (اعمال ۲۱: ۹)۔ یہ مختلف پن مجھے آزادی دیتا ہے کہ پولس کے بیانات کو پہلی صدی کے کرنتھس اور افسس تک محدود رکھوں۔ دونوں کلیسیاؤں میں نئی نئی آزادی پانے والی خواتین سے متعلقہ مسائل پائے جاتے تھے جس کے باعث کلیسیا کو مسیح کی خاطر ان کے معاشرے تک پہنچنے میں دشواری درپیش تھی۔ ان کی آزادی کو محدود کیا گیا تاکہ انجیل زیادہ موثر ہو سکے۔

میرا زمانہ پولس کے زمانے سے بالکل مختلف ہے۔ میرے زمانے میں اگر پڑھی لکھی اور تربیت یافتہ خواتین کو انجیل سنانے یا عبادت میں رہنمائی کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تو یہ انجیل کو محدود کرنے کے مترادف ہوگا۔ عام عبادت کا حتمی مقصد کیا ہے؟ یہ بشارت یا شاگردیت نہیں ہے۔ کیا خدا خواتین قائدین سے خوش ہو سکتا ہے یا اس کی تعظیم ہو سکتی ہے؟ مجموعی طور پر بائبل مقدس کا جواب "ہاں" میں دکھائی دیتا ہے!

میں پولس کے سامنے ہتھیار ڈالتا ہوں کیونکہ میری الٰہیات پولس کی الٰہیات سے متاثر ہے۔ میں موجودہ زمانے کی خواتین

پرستی سے متاثر نہیں ہونا چاہتا۔ تاہم، میں محسوس کرتا ہوں کہ کلیسیا بائبلی سچائیوں پر ردِعمل ظاہر کرنے میں بہت سست ہے جیسا کہ غلامی کی نامناسب حالت، نسل پرستی، جنس پرستی اور ہٹ دھرمی۔ یہ جدید زمانے میں خواتین کے غلط استعمال پر بھی مناسب طریقے سے ردِعمل ظاہر کرنے میں سست ہے۔ مسیح میں خدا نے غلاموں اور عورتوں کو آزاد کیا ہے۔ میں اجازت دینے کی جسارت نہیں کرتا کہ ثقافت سے بندھا ہوا متن انہیں reshackle کرے۔

ایک اور نکتہ: ایک مفسر کے طور پر میں جانتا ہوں کہ کرنتھس کی کلیسیا بدنظمی کا شکار تھی۔ کرشماتی نعمتوں پر اترایا جاتا اور شیخی ماری جاتی تھی۔ خواتین آسانی سے اس کا شکار ہوسکتی تھیں۔ میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ افسس جھوٹے استادوں سے متاثر ہو رہا تھا جو خواتین سے فائدہ اٹھا رہے تھے اور انہیں افسس کی گھریلو کلیسیاؤں میں مددگار واعظین کے طور پر استعمال کررہے تھے۔

ج۔ مجوزہ کتب برائے مزید مطالعہ

How to read the Bible for All its Worth by Gordon Fee and Doug Stuart(pp.61-77)

Gospel and Spirit: Issues in the New Testament Hermeneutics by Gordon Fee.

Hard Sayings of the Bible by Walter C. Kaiser,(pp. 613-616, 665-667)

iii۔ رومن کیتھولک تنظیم اسقفی نظام کی حمایت کرنے کی غرض سے یوحنا ۲۱: ۱۵۔۱۷ کا متن استعمال کرتی ہے۔ متن کی روشنی میں یہ بالکل غیر مناسب ہے کہ بشپوں، کاہنوں اور ان کی ذمہ لگائی گئی خدمت کے لئے ''برے'' یا ''بھیڑوں'' کی اصطلاحیں استعمال کی جائیں۔

ب۔ سیاق وسباق کا غلط استعمال۔ یہ کسی پیرے کے تاریخی اور ادبی سیاق وسباق دونوں کا حوالہ دیتا ہے۔ یہ موجودہ زمانے میں کلام مقدس عام ترین غلط استعمال ہے۔ پیرے کو مصنف کے زمانے اور اس کے مقصد سے ہٹا کر کوئی شخص اپنی مرضی سے کچھ بھی بائبل کے پیغام کے نام پر بیان کرسکتا ہے۔ اگر یہ عام اور مہلک نہ ہوتا تو اس خطرے کی مثالیں Ludicrous ہوتیں۔

i۔ کچھ عرصہ پہلے ایک منادنے استثنا ۲۳: ۱۸ کو بنیاد بنا کر کتوں کی فروخت کے خلاف منادی کی۔ تاریخی اور ادبی پس منظر کو نظر انداز کر دیا گیا۔ اصطلاح ''کتا'' لوطی پن (استثنا کا زمانہ) سے ایک جانور کی طرف منتقل کی گئی (موجودہ زمانہ)

ii۔ جب ایک جدید قانون دان یہ جانے بغیر مخصوص سرگرمیوں کو قانون سے خارج کرنے کے لئے کلسیوں ۲: ۲۱ کو استعمال کرتا ہے کہ یہ آیت دراصل جھوٹے استادوں کے پیغام کا پولس کا اقتباس ہے تاکہ مسئلہ پر روشنی ڈالی جاسکے۔

iii۔ روحیں جیتنے والوں کا مکاشفہ ۳: ۲۰ کا نجات کے منصوبہ کی اختتامی درخواست کے طور پر جدید استعمال کرنا اور حتیٰ کہ اس بات پر دھیان نہ دینا کہ یہ مسیحی کلیسیاؤں کے سیاق وسباق میں ہے (مکاشفہ ۲۔۳)۔ یہ متن ابتدائی نجات کی بات نہیں کررہا بلکہ کلیسیا کی دوبارہ وفاداری پر زور دیتا ہے جو کلیسیائی جماعت کے افراد کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔

iv۔ مورمن لوگوں کی جدید بدعت ۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۲۹ کا اقتباس ''مردوں کے بپتسمہ'' کے طور پر کرتی ہے۔ اس پیرے

کے مساوی دیگر حوالہ جات نہیں ہیں۔اس پیرے کا فوری سیاق وسباق قیامت المسیح کی صداقت کا بیان ہے اور اس سچائی کی تصدیق کرنے والی بہت سی مثالوں میں سے یہ آیت ایک مثال ہے۔

v۔سی۔آئی۔سکوفیلڈ کے ۲۔تیمتھیس ۲: ۱۵ کے اقتباس کو بائبل مقدس کو سات عہدوں میں تقسیم کرنے کی بائبلی حمایت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

vi۔رومن کیتھولک کا یوحنا ۶: ۵۲ کا اجزاء کی تبدیلی کے عقیدہ (کہ عشائے ربانی کے عناصر واقعی مسیح کا بدن اور خون بن جاتے ہیں) کی حمایت میں استعمال اس خطرے کی ایک اور مثال ہے۔یوحنا عشائے ربانی کا بیان نہیں کرتا بلکہ صرف بالا خانہ میں ہونے والی بات چیت کے تجربہ کو (یوحنا ۱۳۔۱۷ ابواب)۔یوحنا ۶: ۵۲ پانچ ہزار کو کھانا کھلانے کے سیاق و سباق میں ہے نہ کہ عشائے ربانی کے سیاق وسباق میں۔

vii۔گلتیوں ۲: ۲۰ میں سے تقدیس کے عمل پر منادی کرنا اور اس بات کو ذہن میں نہ رکھنا کہ اس حوالہ کے سیاق وسباق کا زور تصدیق (راست ٹھہرایا جانا) کی مکمل تاثیر پر ہے۔

ج۔ادبی صنف کا ہمارا غلط استعمال۔اس میں مصنف کے ابتدائی پیغام کے بارے میں غلط فہمی شامل ہے جو اس ادبی قسم کی شناخت کرنے میں ہماری ناکامی کی وجہ سے ہے جس میں مصنف بولا۔ہر ایک ادبی صنف تفسیر کے کچھ منفرد عناصر رکھتی ہے۔اس غلط استعمال کی کچھ مثالیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

i۔کچھ لغت پرست لوگ زبور ۱۱۴: ۳۔۶ کی شاعری کو تاریخی نثر کے طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور اکثر اپنی لغت پرستانہ تفسیر سے دوسروں پر تنقید کرتے ہیں۔

ii۔کچھ لوگ مکاشفہ ۱۲ اور ۱۳ ابواب کے مکاشفاتی حصوں کی تشریح اصلی اشخاص اور جانوروں کے طور پر کرتے ہیں۔

iii۔کچھ لوقا ۱۶: ۱۹۔۳۱ کی تمثیل سے جہنم کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ ان پانچ تمثیلوں کے سلسلہ میں سے پانچویں تمثیل ہے جو یسوع نے مذہبی رہنماؤں (فریسیوں) کو مخاطب کرتے ہوئے بیان کیں جس کا بیان لوقا ۱۵: ۱۔۲ میں ہے۔اور یہ بھی کہ یہاں پر ''گہینا'' کی اصطلاح کی بجائے ''ہیڈس'' کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

د۔ثقافتی محاوروں اور فقرات کا ہمارا غلط استعمال ایک اور خطرہ ہے۔ہم سب علامتی زبان میں بولتے ہیں۔پھر بھی جو ہمیں سنتے ہیں وہ ہماری ہی ثقافت میں رہتے ہیں وہ ہمارے محاروں اور فقرات کو سمجھتے ہیں۔ہمارے محاورات اور فقرات کسی دوسری ثقافت کے لئے کس قدر غیر مانوس اور غیر متوقع ہوں گے۔میرے ذہن میں ایک ہندوستانی شخص کی بات آرہی ہے جس نے مجھے بتایا کہ اسے بہت دکھ ہے کہ ''میں موت کی لطافت کے حوالہ کر دیا گیا''۔یہ ہمارے لئے اچھا ہے کہ اپنے رنگا رنگ فقرات پر غور کریں جیسا کہ ''That was awfully good''؛ ''I am all ears''؛ ''That just kills me''؛ یا ''Cross my heart and hope to die''۔

i۔بائبل مقدس میں بھی محاورات موجود ہیں۔

الف ۔لوقا۱۴: ۲۶؛ یوحنا۱۲: ۲۵؛ رومیوں ۹: ۱۳اور ملاکی ۱: ۲۔۳ میں لفظ ''نفرت'' عبرانی زبان میں موازنہ کا محاورہ ہے جس کو پیدائش ۲۹: ۳۱۔۳۳ اور استثنا۲۱: ۱۵ میں بیان کیا گیا ہے لیکن اگر ہم اس کو نہیں جانتے تو یہ بہت زیادہ غلط فہمی پیدا کر سکتا ہے۔

ب ۔متی ۵: ۲۹۔۳۰ میں موجود فقرات ''عضو کاٹنا'' یا '' آنکھ نکالنا'' براہ راست احکام نہیں ہیں بلکہ مشرقی رنگ آمیزی ہے۔

ج ۔ مرقس ۱: ۱۰ میں روح القدس کبوتر کی صورت میں ہے؛ تاہم کلام مقدس کہتا ہے ''ایک کبوتر کی طرح'' یا ''ایک کبوتر کے طور پر''۔

ہ۔مصنوعی سادگی سے پیرے کا غلط استعمال۔ہم کہتے ہیں کہ انجیل سادہ ہے اور اس سے ہماری مراد ہے کہ یہ سمجھنے میں آسان ہے تاہم انجیل کے کئی سادہ خلاصے غلطی پر مبنی ہوتے ہیں کیونکہ وہ پورے نہیں ہوتے۔

i۔خدا محبت ہے لیکن یہ خدا کے غضب کے نظریہ کو چھوڑ دیتا ہے (رومیوں ۱: ۱۸۔۲: ۱۶)

ii۔ہم صرف خدا کے فضل سے بچے ہیں لیکن یہ اس نظریہ کو چھوڑ دیتا ہے کہ افراد کو توبہ کرنی چاہئے اور ایمان لانا چاہئے (مرقس ۱: ۱۵، اعمال ۲۰: ۲۱)

iii۔نجات ایک مفت تحفہ ہے (افسیوں ۲: ۸۔۹) لیکن یہ پورے طور پر اس نظریہ کو چھوڑ دیتا ہے کہ یہ طرزِ زندگی کی تبدیلی کا تقاضا کرتی ہے (افسیوں ۲: ۱۰)۔

iv۔یسوع مسیح خدا ہے لیکن یہ اس نظریہ کو چھوڑ دیتا ہے کہ وہ کامل انسان بھی ہے (۱۔یوحنا ۴: ۲)

و۔اپنی مرضی سے چناؤ کرنے سے غلط استعمال۔یہ مصنوعی سادگی کی مانند ہے۔ہم اکثر صرف ان حوالہ جات کا چناؤ کرتے ہیں جو ہماری الٰہیات یا شخصی قائلیت کی حمایت کرتے ہیں۔

i۔اس کی ایک مثال یوحنا ۱۴: ۱۳۔۱۴؛ ۱۵: ۷، ۱۶؛ ۱۶: ۲۳ میں موجود فقرے کی ہے یعنی ''جو کچھ تم دعا میں مانگو گے وہ پاؤ گے''۔مناسب توازن کے لئے اس موضوع سے متعلقہ دوسرے بائبلی تناظر پر بھی زور دینا چاہئے۔

الف۔''مانگتے، ڈھونڈتے، دروازہ کھٹکھٹاتے رہنا چاہئے'' (متی ۷: ۷۔۸)

ب۔''خداوند کی مرضی کے موافق'' (۱۔یوحنا ۵: ۱۴۔۱۵) جو حقیقتاً ''یسوع کے نام میں'' کا مفہوم دیتا ہے۔

ج۔''شک کئے بغیر'' (یعقوب ۱: ۶)

د۔''خود غرضی کے بغیر''

ii۔۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۶ کے متن کو ان آدمیوں پر تنقید کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو لمبے بال رکھتے ہیں۔اور گنتی ۶: ۵؛ احبار ۱۹: ۲۷ اور مسیح کے زمانے کی ثقافت کو بھول جاتے ہیں۔یہ ایک نامناسب عمل ہے۔

iii۔۱۔کرنتھیوں ۱۴: ۳۴ کی بنیاد پر خواتین کو چرچ میں تعلیم دینے یا بولنے کی اجازت نہ دینا اور اسی ادبی حصہ سے تعلق

رکھنے والی آیت ا۔کرنتھیوں ۱۱:۵ پر غور نہ کرنا۔ یوں یہ رنگ آمیزی ہے۔

iv۔متی ۱۵:۱۱اور اعمال ۱۰:۱۰۔۱۶ پر غور کئے بغیر احبار ۱۱ باب میں مذکور خوراک کے قوانین پر زور دینا غیر مناسب ہے۔

ز۔معمولی باتوں پر بہت زیادہ زور دینے کے ذریعہ سے غلط استعمال۔اکثر ہم ابتدائی مصنف کے مقصد کو کھو دیتے ہیں کیونکہ ہم ایک دلچسپ مسئلہ میں شامل ہوتے ہیں حالانکہ وہ مرکزی نہیں ہوتا۔اس کو ذیل میں دیکھا جا سکتا ہے۔

i۔قائن نے کس سے شادی کی؟ (پیدائش ۴:۱۷)

ii۔کئی لوگ قیدی روحوں میں یسوع کی منادی کے متعلق فکرمند ہوتے ہیں (ا۔پطرس ۳:۱۹)

iii۔ایک اور سوال کے بارے میں فکرمندی کا اظہار کیا جاتا ہے کہ خدا کس طرح سے زمین کو تباہ کرے گا (۲۔پطرس ۳:۱۰)

ح۔بائبل کا تاریخ کے طور پر غلط استعمال۔بائبل اکثر ایسی چیزوں کا اندراج کرتی ہے جن کی وہ وکالت نہیں کرتی (فی اینڈ سٹورٹ ۱۹۸۲، ۸۵)۔ہمیں اپنی الٰہیات اور اخلاقیات کے لئے واضح تعلیمی پیروں پر اپنی توجہ مرکوز کرنی چاہئے نہ کہ محض تاریخی واقعات پر۔

ط۔پرانے عہدنامہ اور نئے عہدنامہ، اسرائیل اور کلیسیا اور شریعت اور فضل کے درمیان تعلق کے متعلق غلط استعمال۔پیش تصوراتی طور پر مسیح کلام مقدس کا خداوند ہے (گرانٹ اور ٹریسی ۱۹۸۴، ۹۵)۔تمام کلام مقدس کو حتمی طور پر اس کی طرح اشارہ کرنا چاہئے۔وہ انسانیت کے لئے خدا کے منصوبہ کی تکمیل ہے (کلسیوں ا:۱۵۔۲۳)۔اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ پرانے عہدنامہ کو اپنی نوعیت میں منفرد ہے تو بھی یہ مسیح کی طرف اشارہ کرتا ہے (سٹیرٹ ۱۹۷۳، ۱۵۷۔۱۷۱)۔میرے خیال میں ہمیں نئے عہدنامہ کے نئے مکاشفہ کے ذریعہ سے پرانے عہدنامہ کی تفسیر کرنی چاہئے۔پرانے عہدنامہ کی زور کی باتیں تبدیل ہوگئی ہیں اور عالمگیر حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔نیا عہدنامہ موسوی عہد سے سبقت لے گیا (عبرانیوں کا خط اور گلتیوں ۳ باب)۔

ان خطرات میں سے ہر ایک کی مثالیں لشکر کی مانند ہیں۔تاہم، چونکہ کچھ ضرورت سے زیادہ تفسیر کرتے ہیں، کچھ ضرورت سے کم تفسیر کرتے ہیں اور کچھ غلط تفسیر کرتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ تفسیر ہونی ہی نہیں چاہئے۔اگر ہم ایک خاص سیاق وسباق میں بیان کردہ مصنف کے بڑے مقصد پر قائم رہتے ہیں اور اگر ہم دعا اور حلیمی کے ساتھ بائبل کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم ان خطرات میں سے زیادہ تر سے بچ سکتے ہیں۔

> ''کیوں ایسا ہے کہ لوگ بائبل کے متن میں ایسی چیزوں کی تلاش کر لیتے ہیں جو درحقیقت وہاں ہوتی ہی نہیں۔وہ اپنے ذہن کے مطابق بائبل کو پڑھتے ہیں بجائے اس کے کہ اس طور سے بائبل کو پڑھیں جو خدا ان کو بتانا چاہتا ہے؟''

ا۔وہ ایسی معلومات حاصل کرنے کے شوقین ہیں جو ان کی صورتِ حال کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

۲۔وہ صبر نہیں کرتے؛ وہ ابھی اپنے جوابات چاہتے ہیں، اسی کتاب سے، اس باب سے

۳۔وہ غلط طور پر توقع کرتے ہیں کہ بائبل میں سے ہر ایک چیز کا ایک ہدایت کے طور پر براہِ راست ان کی زندگی پر اطلاق ہوتا ہے (فی اینڈ سٹورٹ ۱۹۸۰، ۸۴)

تشریح کرنے کے لئے عملی طریقے

ا۔روحانی پہلو

بائبلی مطالعہ روح القدس پر انحصار کرنے اور خداداد قابلیتوں یعنی استدلال اور جائزہ کو عمل میں لانے کا مرکب ہے۔ بائبلی مطالعہ کے روحانی پہلو پر بات کرنا مشکل ہے کیونکہ خداترس، پڑھے لکھے اور مخلص ایماندار مختلف قسم کی تشریحات کی توثیق کرتے ہیں۔ یہ ایک بھید ہے کہ کیوں اتنی نارضامندی ہے حتیٰ کہ مخالفت کے باوجود سب ایماندار کلام مقدس کو سمجھنے اور اس کی توثیق کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ روح القدس لازمی ہے اور تمام ایماندار روح القدس رکھتے ہیں۔ ذیل میں کچھ ہدایات دی گئی ہیں جو میری دانست میں ہر مفسر کے لئے مطلوبہ روحانی رویہ کو مخاطب کرنے کے لئے ضروری ہیں:

الف۔تشریح اور اطلاق میں دعا کو اولین ترجیح ہونا چاہیے۔تشریح وتفسیر کرنے کے عمل میں دعا نہ تو مقدار میں نہ ہی معیار میں خودکار رابطہ ہے بلکہ یہ پہلا ناقابلِ گزیر قدم ہے۔ روح القدس کے بغیر بائبلی مطالعہ کرنا ایسے ہی جیسے بغیر پانی کے تالاب میں تیرنے کے لئے جانا۔ ایک بات ذہن میں رہے کہ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ دعا کا براہِ راست ہمارے تفسیری عمل کے معیار کے ساتھ تعلق ہے جس کا تعین اضافی عوامل کے ساتھ ہوتا ہے۔لیکن ایک بات یقینی ہے کہ وہ لوگ جن کو روحانی مدد حاصل نہیں ہوتی وہ روحانی سچائی کو نہیں جان سکتے (جان کیلون)۔ دعا درحقیقت خدا کی طرف سے کتاب کے معنی کو ہم پر ظاہر کرنے کی ہچکچاہٹ دور کرنا نہیں ہے بلکہ یہ اس بات کی شناخت کرنا ہے کہ ہم خدا پر انحصار کرتے ہیں۔ روح القدس ہمیں اسی لئے دیا گیا کہ وہ خدا کے کلام کو سمجھنے میں ہماری مدد کرے (یوحنا۱۴:۲۶؛ ۱۶:۱۳-۱۴؛ ۱-کرنتھیوں۲:۱۰-۱۶)۔

ب۔شخصی پاکیزگی بھی لازمی ہے۔ وہ معلوم گناہ جس کا اقرار نہیں کیا جاتا خدا کے ساتھ ہمارے تعلق میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ وہ بائبل کو سمجھنے کے لئے لاخطا ہونے کا مطالبہ نہیں کرتا لیکن بائبل مقدس ایک روحانی سچائی ہے اور گناہ روحانی چیزوں کے لئے ایک رکاوٹ ہے۔ ہمیں ان گناہوں کا اقرار کرنے کی ضرورت ہے جن کو ہم جانتے ہیں (۱-یوحنا۱:۹)۔ہمیں خود کو خدا کے ہاتھ میں دے دینا چاہیے کہ وہ ہماری پرکھ کرے (زبور۱۳۹:۱، ۲۳، ۲۴)۔اس کے بہت سے وعدے ہمارے ایمان کے ردِعمل کے ساتھ مشروط ہیں اور اسی طرح بائبل مقدس کو سمجھنے کی ہماری قابلیت بھی ہے۔

ج۔ہمیں خدا کو اور اس کے کلام کو جاننے کی خواہش رکھنے کی ضرورت ہے (زبور۹:۷-۱۴؛ ۴۲:۱؛ ۱۱۹:۱)۔ جب ہم خدا کے ساتھ سنجیدہ ہوجاتے ہیں تو وہ ہمارے قریب آجاتا ہے اور ہماری زندگیوں کے اپنی مرضی ظاہر کرتا ہے (زکریاہ۱:۳-۴، یعقوب۴:۸)

د۔ہمیں اپنے بائبلی مطالعہ سے اخذ ہونے والی سچائی کا فوری طور پر اپنی زندگیوں پر اطلاق کرنا چاہیے (یعنی ہم جس چیز کو سچ مانتے ہیں اس کی مشق کرنا)۔ ہم میں سے زیادہ تر پہلے ہی اپنی زندگی سے زیادہ بائبلی سچائی کو جانتے ہیں (۱-یوحنا۱:۷)۔ مزید سچائی کو جاننے کا معیار یہ ہے کہ پہلے سے موجود سچائی کو عمل میں لایا جائے۔ اطلاق اختیاری نہیں ہے بلکہ یہ روزانہ ہوتا

ہے۔ جونور تم رکھتے ہو اس میں چلو تو تم زیادہ نور پاؤ گے (رومیوں ۱: ۱۷)۔

۲۔ منطقی عمل

بائبل کا مطالعہ کریں۔ کوئی شخص اس وقت تک اس کا مطلب نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ جان نہیں جاتا کہ یہ کیا کہتی ہے۔ تجزیاتی مطالعہ اور خاکہ کشی کرنا سمجھ حاصل کرنے کی بنیاد ہیں۔ اس مرحلہ پر ایک ہی ترتیب میں بائبلی کتاب کے مطالعہ کے کئی چکر (چار) شامل ہیں۔

الف۔ مختلف تراجم میں پڑھیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ آپ ان تراجم کو پڑھیں گے جو ترجمہ کے مختلف نظریات کا استعمال کرتے ہیں۔

i۔ لفظی تراجم جیسا کہ

الف۔ کنگ جیمز ورژن

ب۔ دی امریکن سٹینڈرڈ ورژن

ج۔ دی نیو امریکن سٹینڈرڈ ورژن

د۔ دی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن

ii۔ متحرک قوت رکھنے والے مساوی تراجم

الف۔ دی نیو انٹرنیشنل ورژن

ب۔ دی نیو امریکن بائبل

ج۔ گڈ نیوز فار ماڈرن ورلڈ (ٹوڈیز انگلش ورژن)

د۔ دی جیروشلیم بائبل

ہ۔ دی نیو انگلش بائبل

و۔ ولیمز ٹرانسلیشن

iii۔ تصوراتی تراجم

الف۔ دی ایمپلی فائیڈ بائبل

ب۔ فلپس ٹرانسلیشن

ج۔ دی لونگ بائبل

آپ کی شخصی بائبل (i) یا (ii) قسم میں سے ہونی چاہئے۔ مزید برآں، ایک مساوی بائبل جو مختلف تراجم کو ایک ہی صفحہ پر پیش کرتی ہے اس ضمن میں مددگار ہے۔

ب۔ ایک ہی نشست میں ساری کتاب یا ادبی حصہ کا مطالعہ کریں

i۔جب آپ مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے لئے کافی وقت مختص کریں اور اسے باقاعدگی سے کریں اور اس کے لئے کسی ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں پر خاموش ہو۔مطالعہ کا عمل کسی دوسرے شخص کے خیالات کو سمجھنے کی کوشش ہوتی ہے۔ آپ اپنے شخصی خط کو کبھی بھی مختلف حصوں میں پڑھنا پسند نہیں کریں گے۔بائبل کی کتابوں کو ایک نشست میں پڑھنے کی کوشش کریں۔

ii۔اس متن پر مرکوز طریقہ کار کی کلید مطالعہ کرنا اور بار بار مطالعہ کرنا ہے۔آپ کو اس بات سے بڑی حیرانی ہوگی کہ سمجھ کا تعلق شناسائی کا ساتھ کس طرح ہے۔اس کتاب کے عملی طریقہ ان عوامل پر مرکوز ہے۔

الف۔سات تشریحی سوالات

ب۔تفویضات کے ساتھ مطالعہ کے چار مدارج

ج۔مناسب مقامات پر تحقیقی ذرائع کا استعمال کرنا

ج۔متن کے اپنے مشاہدات کو لکھیں (یعنی اچھے طریقے سے نوٹس لینا)

جو آپ پڑھتے ہیں اس کے نوٹس لیں۔اس حصہ میں کئی مراحل ہیں۔ان کو بوجھل نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہمیں اپنی خواہش پر قابو پانا چاہئے جس کی وجہ سے ہم بائبل کا علم حاصل کرنے کے لئے دوسروں کی تفاسیر پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں۔شخصی بائبلی مطالعہ میں دعا، وقت، تربیت اور عزم درکار ہے۔

یہ کوئی آسان کام نہیں ہے لیکن اس کے بے شمار فوائد ہیں۔

i۔جس کتاب کو آپ پڑھنا چاہتے ہیں اس کو ایک ہی وقت میں پڑھیں۔میری تجویز یہ ہے کہ پہلے نئے عہدنامہ کی چھوٹی کتابوں سے شروع کریں۔پوری کتاب کا مطالعہ کرنا بہترین ہے۔یہ آپ کے وقت کی بہتری مختاری ہے اور یوں مطالعہ کے اوقات کے دوران پس منظر اور سیاق وسباق کی معلومات کو برقرار رکھنا آسان ہوتا ہے۔کچھ وقت کے بعد بائبل کی کتابوں کے پورے مطالعہ سے آپ کو بائبلی توازن حاصل ہوگا۔یہ آپ کو ہمت دے گا کہ آپ مشکل، غیر معروف اور الجھی ہوئی سچائیوں کو اپنا سکیں۔

اپنے الفاظ میں ایک مختصر مگر جامع فقرے کی صورت میں بیان کرنے کی کوشش کریں کہ اس کتاب کو لکھنے کا مصنف کا کیا خاص مقصد تھا۔اس مرکزی خیال کو بیان کرنے والی آیت، پیرے یا باب کی نشاندہی بھی کریں۔یاد رکھیں کہ کتاب کا مقصد اس ادبی صنف میں بیان کیا ہوتا ہے جس میں وہ کتاب لکھی گئی ہے۔اگر کتابیں تاریخی نثر کے علاوہ ادبی صنف میں لکھی گئی ہیں تو پھر ادبی صنف کے تعلق سے تفسیری عمل کا مطالعہ کریں۔(فی اور سٹورٹ کی کتاب How to Read the Bible For all its Worth دیکھیں)

ii۔اس کو اسی ترجمہ میں سے ایک مرتبہ پھر پڑھیں۔اس بار مصنف کے خیالات کے بڑے بڑے حصوں پر اپنی توجہ مرکوز کریں۔ان کی شناخت موضوع میں تبدیلی، وقت، عنوان، لب ولہجہ، جگہ، طرز وغیرہ سے کی جا سکتی ہے۔اس نکتہ پر

کتاب کے ڈھانچہ کی خاکہ کشی کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ موضوعات کی واضح تبدیلی کی خاکہ کشی کریں۔اپنی انگریزی بائبل کے باب یا آیات پر اپنی تقسیم کی بنیاد نہ بنائیں۔ یہ حقیقی بات نہیں ہے اور اکثر یہ غیر درست ہوتے ہیں۔ اپنے تقسیم کئے گئے ہر ایک حصہ کو مختصر فقرے کی صورت میں بیان کریں جو اس حصہ کی تصویر کشی کرتا ہے۔ جب آپ حصہ بندی کر لیں تو یہ دیکھیں کہ آپ ان کو کس طرح سے متعلقہ عنوانات، تضادات، موازنے، اشخاص، واقعات وغیرہ کے ساتھ جوڑ سکتے ہیں۔ یہ مرحلہ کتاب کے ان حصوں کو منسلک کرنے کی کوشش ہے جو بظاہر ایک دوسرے سے غیر متعلقہ دکھائی دیتے ہیں جو درحقیقت مصنف کے ڈھانچے میں ادبی اکائیاں ہیں۔ یہ ادبی اکائیاں ہمیں ابتدائی مصنف کے خیالات کے بہاؤ کے بارے میں دکھاتی ہیں اور اس کے ابتدائی مقصد کی طرف ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

د۔اس مقام پر دوسرے ایمانداروں کے ساتھ اپنے خاکہ اور بنیادی مقصد کا جائزہ لینا مددگار ہوگا۔

> جب آپ کی شخصی تشریح وتفسیر آپ کو ایک ایسے نتیجہ کی طرف لے جاتی ہے جو اس پیرے کے لئے خدا کے بندوں کے دیئے ہوئے تاریخی مفہوم سے مختلف ہوتا ہے تو آپ کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجنی چاہیے۔(ہنرک سن ۱۹۷۳، ۳۸)۔
>
> تفسیری عمل کو اپنا وطیرہ بنانے کے لئے اور محض ایک طریقہ برائے طریقہ سے بچنے کے لئے یہ دانشمندانہ عمل ہے کہ آپ خود سوچ بچار کریں اور اس مرحلہ سے پہلے حتیٰ الوسعٰ اپنے نتائج پر پہنچیں۔(سٹورٹ ۱۹۸۰، ۳۹)
>
> کلام مقدس کی سمجھ پر اپنی گرفت کا جائزہ ذیل کے ذرائع سے کریں
>
> ا۔ہمارے پاسبان سے
>
> ۲۔اپنے ساتھی مسیحیوں سے
>
> ۳۔راسخ الاعتقاد مسیحیوں کی کی گئی کلام مقدس کی سمجھ (سائیر ۱۹۸۰، ۱۵)

آپ کے بائبلی مطالعہ میں اکثر اوقات ہر کتاب کے آغاز میں ایک خاکہ ہوگا۔اگر ایسا نہیں، تو پھر زیادہ کتابوں پر صفحہ کے اوپر ہر ایک باب پر مضمون ہوگا، یا متن میں کسی جگہ دیا ہوگا۔ جب تک آپ اپنا خاکہ یا مضمون نہ لکھ لیں ان کے خاکوں یا مضامین کا نہ دیکھیں۔ممکن ہے کہ آپ کو اپنے خاکہ یا مضمون میں کوئی بڑی تبدیلی لانی پڑے، لیکن اس مرحلہ پر کوئی درمیانی راستے تلاش کرنا آپ کو ادبی حصوں کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت سے معذور کرے گا۔

ایک سے زیادہ بائبل کے تراجم میں نا صرف بائبل کی کتب کے خاکے ہوتے ہیں بلکہ

i۔تفاسیر

ii۔پرانے عہدنامہ کی کتب اور

iii۔بائبلی کتب کے نام کے نیچے بائبل کی انسائیکلوپیڈیا یا لغات بھی ہوتی ہیں۔

ہ۔بائبل مقدس کی مکمل کتاب پھر سے پڑھیں اور

i-ایک الگ صفحہ پر اپنی بائبل کے پیروں کی تقسیم کی وہ ادبی اکائیاں (مختلف عنوانات) لکھیں جنہیں آپ نے الگ کیا ہے اور جن کے آپ نے خاکے بنائے ہیں۔ایک خاکہ کسی مصنف کے خیالات اوران کے آپس کے تعلق کو پہچاننے یا تسلیم کرنے سے بڑھ کرنہیں ہوتا۔ پیرے، ادبی اکائیوں کے ماتحت رہتے ہوئے اگلی منطقی تقسیم کو تشکیل دیں گے۔ جیسے ہی آپ کسی بھی پیرے کو پہچانیں کہ وہ کس ادبی اکائی کے ماتحت آتا ہے تو اس متن کو ایک جملہ میں ڈھالیں جیسا کہ آپ نے اس سے پہلے اس کتاب کی بڑی تقسیم کے وقت کیا تھا۔خاکہ بنانے کا یہ سادہ طریقہ کار آپ کی مدد کرے گا کہ آپ کسی چیز کو بڑی سے چھوٹی بنا سکیں۔

اب تک آپ نے محض ایک ترجمہ پر کام کیا ہے۔اب اپنی تقسیم کا موازنہ دیگر ترجموں کے ساتھ کریں۔

الف۔زیادہ بڑی اکائیاں یا حصے

ب۔پیروں کی تقسیم

تقسیم کی جگہوں پر اشارات لکھیں

الف۔مضمون کی تقسیم

ب۔پیروں کی تقسیم

ج۔لفظ کا چناؤ

د۔ جملہ کا ڈھانچہ

ہ۔حاشیہ کے نوٹس (اس میں اکثر مسودے کی تبدیلیاں شامل ہوتی ہیں۔اس تکنیکی معلومات کے لئے تفاسیر ملاحظہ کریں)

ii-اس مرحلہ پر، بائبل مقدس کے متن میں ان آیات کی تلاش کریں جو درج ذیل سوالات (تاریخی ترتیب) کا جواب دیں:

الف۔یہ پیرا کس نے تحریر کیا

ب۔اس پیرے میں کس کو مخاطب کیا گیا

ج۔یہ پیرا ان لوگوں کو کیوں لکھا گیا

د۔یہ پیرا کب لکھا گیا

ہ۔یہ پیرا کن حالات میں لکھا گیا

اس قسم کا مواد کتاب کے اندر ہی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔بائبلی کتب کی اس تاریخی ترتیب کو ہم اکثر اسی کتاب میں سے (داخلی شہادت)، یا پھر اس کے مساوی بائبلی پیروں یا حوالوں کی مدد سے حاصل کر سکتے ہیں۔اس مرحلہ پر، یقیناً کسی ''پیشہ ور'' مفسر سے رجوع کرنا، کام کو تیزی سے نپٹانے میں مددگار ہو سکتا ہے لیکن ایسا کرنے سے گریز کریں۔یہ کام آپ خود کر سکتے ہیں، ایسا کرنے سے آپ خوشی محسوس کریں گے، آپ کے اعتماد میں اضافہ ہوگا اور آپ ماہرین کی بجائے اپنے اوپر بھروسہ کر سکیں گے (اوسبرن اینڈ وڈورڈ ۱۹۷۹، ۱۳۹؛ ۱۹۶۳، ۲۰)۔وہ سوالات لکھیں جو آپ کے خیال میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں، مثلاً کیا اس میں دہرائے گئے الفاظ کا جملے ہیں؟ کیا اس میں کوئی قابلِ ذکر ترتیب

ہے؟ کیا بائبل کی کسی اور کتاب میں اس طرح کے مساوی پیروں کا سلسلہ ہے؟ ساری کتاب کو اپنے سوالات کے ساتھ دوبارہ پڑھیں۔ جب آپ متن میں کوئی ایسا عنصر پائیں جو ان میں سے کسی بھی سوال سے متعلق ہو تو اسے اس حصہ کے نیچے لکھیں۔ مناسب مشق اور محتاط طریقہ سے پڑھنے سے یہ بات آپ کو حیران کرے گی کہ آپ متن میں سے ہی کتنا کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

و۔ اپنے مشاہدات کو چیک کریں

اب وقت ہے کہ آپ بائبل کی کتاب کے متعلق اپنے مشاہدات ماضی اور حال کے، خدا کے ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر چیک کریں جو اس سلسلہ میں کہنہ مشق اور ماہر تھے یا ہیں۔

> تفسیر ایک سماجی عمل ہے۔ اس سلسلہ میں بہترین نتائج صرف اور صرف بہت سے ذہنوں کے باہمی تعاون سے ہی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ کسی ایک دور میں حاصل کئے گئے علماء کے نتائج ان لوگوں کے لئے فطری اور درست ورثہ ہوتے ہیں جو آنے والے ادوار میں اسی شعبہ میں محنت کر رہے ہوتے ہیں، اچھا ہے کہ وہ لوگ ان نتائج سے مستفید ہوں۔ نئے عہد نامہ کا کوئی بھی مفسر، پچھلی نسلوں کے حاصل کردہ نتائج کو نہ تو نظر انداز کیا کر سکتا ہے اور نہ ہی ان پر مکمل طور پر بھروسہ کر سکتا ہے، اور حقیقی معنوں میں تمام نقاط پر کوئی نتیجہ نکال سکتا ہے۔ اسے ممکنہ حد تک ماضی میں حاصل کئے گئے نتائج سے واقفیت حاصل کرنی چاہئے۔۔۔ وہ تفاسیر جو ماضی کی علمیت سے تیار کی گئی ہیں، تفسیر کے مواد کے لئے نہایت اہم حصہ کو تشکیل دیتی ہیں (ڈینا ۱۹۴۶، ۲۳۷)۔

> چارلس ایچ سپرجن۔۔۔ ''یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ کچھ لوگ جو کچھ ان پر روح القدس ظاہر کرتا ہے، اس کے بارے میں بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں اور اس کے بارے میں بہت کم سوچتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر کرتا ہے (ہنیر کسن ۱۹۷۳، ۴۱)

> ابتدائی مطالعہ کی برتری پر زور اس بات کی طرف اشارہ نہیں کرتا کہ تفاسیر کا معائنہ کا مشورہ نہیں دیا جا رہا۔ اس کے برعکس، جب کسی مناسب جگہ پر کیا جائے تو اسے طریقۂ رسائی میں ایک ناگزیر قدم کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ سپرجن، اس طرف اشارہ کرتے ہوئے بالکل درست ہے کہ دو متضاد غلطیاں کتابِ مقدس کے طالب کو اپنے محاصرے میں لے لیتی ہیں: ان میں دوسروں سے بنائی ہوئی چیز لینے کا رجحان پروان چڑھتا ہے اور وہ دوسروں سے کوئی چیز لینے سے انکاری ہو جاتے ہیں (ٹرینا ۱۹۸۵، ۹)۔

وہ جن کے پاس تفاسیر یا تحقیقی معاونات ان کی اپنی زبان میں دستیاب نہیں ہوتے ان کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اس قدم کی تکمیل کے لئے علاقہ کسے کسی بھی پختہ مسیحی کے ساتھ مل کر اسی کتاب کا مطالعہ کر سکتے اور اپنے نوٹس کا اس کے نوٹس کے ساتھ موازنہ کر سکتے ہیں۔ دوسروں کے ساتھ مل کر فرق فرق نکتہ نظر سے مطالعہ کرنے کو یقینی بنائیں۔

مبصر کے تاریخی ترتیب کے بارے میں نظریات بمقابلہ اس کے حالات کی تاریخی کی دستاویز کے متعلق نوٹس لینے کے بارے میں محتاط رہیں۔ چاہے بائبل میں سے چاہے تاریخی ذرائع میں سے۔ اگر کوئی محتاط نہیں ہوگا تو اس کی مصنف کے مقصد اور تاریخی ترتیب کے بارے میں پیش فرضی اس کی تفسیر پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اس کی اچھی مثال عبرانیوں کی کتاب کا فرض کیا ہوا پس منظر ہے۔ باب چھ اور دس مشکل ہیں۔ اکثر کسی تفسیر کی مجوزہ بنیاد پورے طور پر فرضی تاریخی حالات یا فرقہ وارانہ روایات پر ہوتی ہے۔

ز۔ اہم مساوی پیروں کو چیک کریں

تفسیری اہمیت کے حامل توجہ طلب دائروں (مساوی پیروں) پر غور کریں۔ تفسیر کے سلسلہ میں ایک بہت بڑا خطرہ بائبل مقدس کے دیگر حصوں کو کسی متن کے خاص معنی کا تعین کرنے کی اجازت دینا ہے لیکن ایسا کرنا ہمارے لئے بے حد مدد کا باعث ہے۔ یہ وقت کی بات ہے۔ کس مرحلہ پر آپ سچائی کو زیادہ وسیع معنوں میں دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس نکتہ پر اتفاقِ رائے نہیں (فرگوسن ۱۹۳۷، ۱۰۱)۔ لیکن میرے نزدیک توجہ کا پہلا مرکز زیرِ مطالعہ کتاب کا حقیقی مصنف اور متن ہونا چاہئے۔ خدا نے بائبل مقدس کے مصنفین کو اپنے روح القدس کے وسیلہ سے تحریک دی کہ وہ اپنے دور کے مطابق کچھ لکھیں۔ ضرور ہے کہ ہم پہلے اس حوالہ کو پورے طور پر سمجھیں، پیشتر اس سے کہ ہم اسے بائبل کے دیگر متعلقہ حوالوں سے ملائیں جن سے ہم واقف ہیں۔ اگر ایسا نہیں، تو پھر ہم اپنے پسندیدہ، جانے پہچانے اور اپنے فرقہ سے متعلق نظریات یا خیالات کو ہر ایک حوالہ میں دیکھنے سے پڑھنے کا آغاز کریں۔ ہم اپنی شخصی الٰہیات یا اپنے فرقہ کے بنیادی عقائد کو اپنے اندر سے نکالیں اور ان کی جگہ الہامی متن کو اپنے اندر جگہ دیں! متن کو ترجیح ملنی چاہئے! یہ توجہ طلب دائرے ایک خاص حوالہ سے پوری بائبل مقدس کے گرد گھومتے ہیں لیکن صرف درجوں کے اعتبار سے جن کی نشاندہی کی گئی ہے۔

i۔ بائبل مقدس میں اپنے پیرے یا حوالہ کی منطقی اور ادبی حیثیت کو بغور دیکھیں۔ بائبل کی کسی ایک کتاب کا مطالعہ کرنا حساس بات ہے۔ ہمیں مختلف حصوں کی اہمیت کو واضح طور پر جاننے کے لئے پورا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے۔ ہمیں مصنف کو ضرور اس بات کی اجازت دینی ہے کہ وہ ترتیب اور سیاق وسباق کے مطابق اپنی بات کرے کیونکہ آپ نے اسے اجازت دی ہے کہ وہ اپنی قوت میں بولے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم بائبل مقدس کے مصنف کی الہامی تحریر کو سنجیدگی سے لئے بغیر خود ہی تمام مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اکثر اپنے الٰہیاتی میلان یا رجحان کو بچانا چاہتے ہیں!

ii۔ جب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے بنیادی پیغام کو سمجھنے کے لئے متن کے ساتھ کافی جدوجہد کر لی ہے تو پھر اگلے منطقی قدم کی طرف بڑھیں، جو یہ ہے کہ دیگر تحریروں میں کس کس جگہ وہی مصنف ہے۔ یہ بات دو ایک جیسی تحریروں میں بہت معاون ہے۔ جیسے عزرا اور نحمیاہ کی کتب؛ مرقس اور ۱، ۲۔ پطرس، یوحنا کی انجیل اور ۱۔ یوحنا، کلسیوں اور افسیوں؛ گلتیوں اور رومیوں کے خطوط۔

iii۔ اگلے توجہ طلب دائروں کا تعلق مختلف مصنفین سے ہے لیکن وہ مصنفین جنہوں نے ایک ہی تاریخی حالات میں کتابیں

لکھیں مثلاً عاموس اور ہوسیع یا یسعیاہ، حجی اور زکریاہ وغیرہ۔ یہ توجہ طلب دائرہ اسی ادبی قسم سے متعلق ہوسکتا ہے جو اسی مضمون پر ہو۔ اس کی ایک مثال متی ۲۴، مرقس ۱۳، اور لوقا ۲۱ کو دانی ایل، زکریاہ اور مکاشفہ کی کتاب سے ملانا ہے۔ یہ تمام کتب، اگرچہ مختلف مصنفین نے تحریر کیں، آخری زمانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یہ غیر مستند تلمیحی مکاشفہ میں لکھی گئیں۔ اس دائرہ کو بائبلی الٰہیات کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ یہ پاک نوشتوں کے خاص حصوں کو ایک دوسرے کے ساتھ میانہ روی کی بنیاد پر ملانے کی ایک کوشش ہے۔ اگر وضاحت وتشریح کسی پیسٹری کا ایک نوالہ ہے تو بائبلی الٰہیات ایک حصہ ہے۔ اگر تشریح وتفسیر فردِ واحد کا نغمہ ہے تو پھر بائبلی الٰہیات بہت سے گلوکاروں کا ایک گروہ ہے۔ ہم رجحانات، مرکزی خیالات، بنیادی تصورات، خوبیوں کے حامل الفاظ، فقرات، دیئے گئے ادوار، ادبی صنف، مضمون یا مصنف کی تلاش کر رہے ہیں۔

iv۔ چونکہ بائبل مقدس سارے کا سارا خدا کا الہام ہے (۲۔ تیمتھیس ۱۶:۳) اور چونکہ ہماری پہلے سے فرض کی گئی بنیاد یہ ہے کہ یہ اپنے ساتھ تضاد نہیں رکھتی (کلام کی تمثیل یا یکسانیت) تو پھر ہمیں بائبل کو اس بات کی پوری اجازت دینی چاہئے کہ وہ دیئے گئے مضمون پر اپنے آپ کو پورے طور پر بیان کرے۔ اگرچہ تشریح وتفسیر ڈبل روٹی کے ایک سلائس میں سے ایک نوالہ لینا ہے تو پھر سلسلہ وار تعلیم ایک مکمل کوائر ہے۔ اس لئے محتاط رہیں اور جب تک آپ توجہ طلب دائرے (مشترکہ توجہ کے حامل مضمون) کی مکمل اور محتاط تفسیر نہ کر لیں، کبھی یہ کہنے کی کوشش نہ کریں، ''بائبل کہتی ہے۔۔۔''

مشرقی لوگ سچائی کو کھچاؤ تناؤ سے بھرپور جوڑوں کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔

بائبل مقدس اکثر سچائی کو کھچاؤ تناؤ سے بھرپور جوڑوں کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ اگر ہم متوان سچائی کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہم بائبل مقدس کے مرکزی پیغام کو بگاڑتے یا خراب کرتے ہیں۔ سچائی کی غیر متوازن پیشکش وہ چیز ہے جو جدید فرقوں کی خوبیوں کو بیان کرتی ہے۔ ہمیں بائبل مقدس کے مصنفین کو بولنے کی اجازت تو ضرور دینی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ بائبل کو بھی مجموعی طور پر مدِ نظر رکھنا ہے یعنی دیگر الہامی مصنفین کو بھی۔ تفسیر کے اس مرحلہ پر، متعلقہ مساوی پیرا یا حوالہ، چاہے تائید کرنے والا، تبدیلی لانے والا، یا تضاد پیدا کرنے والا ہی کیوں نہ ہو، انتہائی مددگار رہوتا ہے۔ یہ بات زوردار طریقہ سے بیان کی جانی چاہئے کہ بائبل مقدس کے پیغام میں کسی بات کا اضافہ کرنا اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا کہ اس میں سے کچھ گھٹانا۔ بائبل کی سچائی سادہ اور واضح بیانات کی صورت میں پیش کی جاتی ہے لیکن ان واضح بیانات میں آپسی تعلقات کافی زیادہ شامل ہوتا ہے۔ تفسیر کا کمال متوازن سچائی کی بڑی تصویر ہوتی ہے۔

سلسلہ وار علمِ الٰہی

کوئی شخص بائبل کی تعلیم کو کس طرح سلسلہ وار اور بتدریج پیش کرتا ہے۔ یہ بائبلی الٰہیات کے مترادف ہے اس میں ہم تصورات، مرکزی خیالات اور الفاظ کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ:

۱۔ دیگر متعلقہ پیروں یا حوالوں

۲۔ اس مضمون پر حقیقی تعلیم کے حامل حوالہ

۳۔اسی سچائی سے متعلق دیگر عناصر
۴۔دو عہد ناموں کی آپسی تبدیلی
کی طرف ہماری رہنمائی کریں۔

بائبل مقدس سچائی بیان کرتی ہے لیکن کسی مضمون پر دیئے گئے متن میں ہمیشہ پورے طور پر نہیں۔ضرور ہے کہ ہم دی گئی سچائی کی بائبلی پیشکش کو انتہائی واضح طور پر تلاش کریں۔یہ کام تحقیق کے اصولوں یا طریقہ ہائے کار کو استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ پھر یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ اس کام کی ابتدا آپ کم از کم تفسیری معاونات کے ساتھ کرنے کی کوشش کریں۔اس سلسلہ میں بائبل کی کلید الکتاب بے حد مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔یہ آپ کی مساوی یا مترادف الفاظ ڈھونڈنے میں مدد کرے گی۔اکثر ہمیں مساوی خیالات یا تصورات کی دریافت کے لئے اسی طرح کی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔لغتِ بائبل ہمیں ایسی مختلف بائبلی اصطلاحات دکھائے گی جن کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔اس طرح کی لغات اب کنگ جیمز ورژن، دی نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل اور دی نیو انٹرنیشنل ورژن کے دستیاب ہیں۔ہمیں اس سلسلہ میں پختگی کی ضرورت ہے کہ ہم عبرانی یا یونانی مترادفات کی انگریزی الفاظ کے ساتھ گڈمڈ نہ کردیں۔ایک اچھی لغت مختلف حقیقی الفاظ اور ان کے جائے وقوع کی ایک فہرست مہیا کرے گی۔توجہ طلب دائرے (مساوی پیرے یا حوالہ جات) ایک دفعہ پھر یہاں بیان کا حصہ بنتے ہیں۔ترجیح کی ترتیب کچھ اس طرح ہوگی

۱۔ادبی اکائی کا وہ سیاق وسباق جو ہمارے سامنے ہے
۲۔ساری کتاب کا وسیع تر سیاق وسباق
۳۔کتاب کا مصنف
۴۔کتاب کا دور، ادبی صنف، یا عہد نامہ
۵۔پوری بائبل مقدس

الٰہیات کی کتب مسیحی سچائی کو درجات میں تقسیم کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور پھر اس مضمون پر دیگر تمام حوالہ جات کو تلاش کرتی ہیں۔ اکثر یہ کتب انہیں آپس میں بڑے فرقہ پرستی کے سے انداز میں ملاتی ہیں۔سلسلہ وار الٰہیات تمام ریفرنس کتب میں سب سے زیادہ اہم ہوتی ہیں۔کبھی بھی کوئی ایک کتاب نہ دیکھیں۔ہمیشہ دیگر نقطہ نظر کی الٰہیات کو، اپنے آپ کو از سرِ نو سوچنے پر مجبور کرنے کے لئے استعمال کریں کہ آپ کا ایمان کیا ہے، آپ کا یہ ایمان کیوں ہے اور یہ کہ بائبل مقدس میں سے کہاں سے آپ اپنے خیال کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔

مساوی پیروں/حوالہ جات کا استعمال

اگر تو اس لفظ کے لئے جس کا آپ مطالعہ کررہے ہیں محض چند ایک ہی حوالہ جات ہیں تو پھر ان سب کو، اور اس سارے پیرے کو بھی پڑھیں جہاں وہ آتے ہیں۔اگر بہت زیادہ حوالہ جات ہیں تو ان حوالہ جات کو پڑھنے سے جو ادبی اکائی اور پوری کتاب کے وسیع تر سیاق وسباق میں واقع ہوتے ہیں پھر سے بنیادی حوالہ کی طرف آئیں اور اسی مصنف کی لکھی ہوئی، اسی دور کی، اسی ادبی قسم

کی ،عہد نامہ کی ، یا پوری بائبل کی دیگر کتب میں سے پڑھنے کے لئے بہت سے حوالوں کا انتخاب کریں۔اس سلسلہ میں محتاط رہیں کیونکہ مختلف سیاق وسباق میں اکثر ایک ہی لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ بائبلی متنوں کو الگ الگ رکھیں۔بائبل میں موجود تمام اصناف کے متنوں کو، ہر ایک سیاق وسباق کو محتاط طریقہ سے چیک کئے بغیر آپس میں ہرگز نہ ملائیں! بلکہ مساوی ر مترادف سچائیاں تلاش کرنے کی کوشش کریں۔اس کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں:

i۔افسیوں کی کتاب ''آسمانی مقاموں'' کی اصطلاح کا استعمال۔اس کا فوری مطلب ''وہ آسمان جو ہمارے مرنے کے بعد ہوگا'' لگتا ہے،لیکن جب تمام پانچ استعمالات کا آپس میں موازنہ کیا جاتا ہے تو پھر اس کا مطلب ''ہمارا موجودہ روحانی عالم'' نکلتا ہے(افسیوں ۱:۳،۲۰؛۲:۶؛۳:۱۰؛۶:۱۰)۔

ii۔''روح سے معمور ہونا'' کی اصطلاح افسیوں ۵:۱۸ میں استعمال کی گئی ہے۔یہ بہت زیادہ متنازع رہی ہے۔اس کے لئے کلسیوں کی کتاب ایسے ہی ایک مترادف کے ذریعے ہماری مدد کرتی ہے۔کلسیوں کے اس مساوی بیان میں لکھا ہے،''مسیح کے کلام کو اپنے دلوں میں کثرت سے بسنے دو۔۔۔''(کلسیوں ۳:۱۶)۔

اس قسم کے بامعنی مساوی ڈھونڈنے کا اگلا معاون ذریعہ ایک اچھی ریفرنس مطالعاتی بائبل ہے۔دیگر تمام اچھی چیزوں کی طرح مشق ماہر بنا دیتی ہے۔جیسے جیسے آپ ان طریقوں کی مشق کریں گے تو یہ آسان سے آسان تر ہوتے چلے جائیں گے۔یہ بات تحقیقی طور طریقوں پر بھی صادق آتی ہے۔

اس مرحلہ پر میں آپ کو ایک ایسے طریقہ یا معاون اصول کے متعلق بتانا چاہوں گا جس بیشتر ایماندار کبھی استعمال نہیں کرتے۔۔۔سلسلہ وار الہٰیاتی کتب۔یہ کتب عام طور پر اپنے متن اور عنوان کے لحاظ سے بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔اپنے متن کی اشارہ بند فہرست چیک کریں۔صفحہ نمبر لکھیں۔دیکھیں کہ یہاں ''الہٰیات کا کون سا سلسلہ یا قسم'' موجود ہے۔صفحہ کو دیکھیں اور اپنا متن تلاش کریں۔پیراگراف پڑھیں: اگر یہ معاون اور کسی خیال پر ابھارنے والا ہے تو پورا صفحہ (پورا حصہ) پڑھیں۔

دیکھیں کہ آپ کا سیاق وسباق کس طرح مسیحی الہٰیات پر پورا اترتا ہے۔ہوسکتا ہے کہ اس عنوان پر یہ واحد متن ہو یا بہت سے متنوں سے ایک ہو۔یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کسی اور تعلیم کا الٹ مفہوم رکھنے والا منطقی استدلال ہو۔یہ کتب بڑی تصویر کو دیکھنے میں بڑی مددگار ہوسکتی ہیں۔بشرطیکہ انہیں مناسب طور پر اور بہت زیادہ مصنفین ،فرقوں ،سلسلہ وار الہٰیات کے ساتھ استعمال کیا جائے! بہتر کتب کی ایک مکمل فہرست اس کتاب کے اختتام پر موجود ہے۔یہ کتب اس طرح کے سرسری مطالعہ کے لئے نہیں جیسے کہ شخصی دھیان گیان کی کتب، بلکہ یہ آپ کی ضابطہ بندی کی بڑی تصویر کو چیک کرنے کے لئے بڑی معاون ہیں۔یہاں خبرداری اور آگاہی کے لئے ایک نوٹ دیا جانا چاہئے۔یہ کتب بہت زیادہ تفسیری ہوتی ہیں۔ہم جہاں بھی اپنی الہٰیات کو کوئی شکل دیتے ہیں تو یہ تعصب پیدا کرنے والی اور پیش فرضی بن جاتی ہے۔یہ بات ایسی ہے جس سے ہم بچ نہیں سکتے۔اس لئے محض کسی ایک مصنف پر اکتفا نہ کریں بلکہ بہت سے مصنفین کو دیکھیں (یہ بات تشریحی تبصروں پر بھی صادق آتی ہے)۔ایسے مصنفین کی سلسلہ وار پڑھیں جن سے آپ اتفاق نہیں کرتے یا جن کا تعلق اور فرقوں سے ہو۔ان کے ثبوت یا گواہی پر غور کریں اور ان کے منطق کو جانچیں ،اس پر

غور کریں۔ نشوونما اور ترقی جدوجہد کرنے سے ہوتی ہے۔ انہیں اس بات پر مجبور کریں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اسے اپنی بائبل میں سے دکھائیں:

i۔ سیاق وسباق (موجودہ اور وسیع)

ii۔ جملوں کی ساخت (گرامر کی رو سے تشکیل)

iii۔ علم اشتقاق اور موجودہ استعمال (لفظی مطالعہ)

iv۔ مساوی پیرے یا حوالہ جات (توجہ طلب دائرے)

v۔ حقیقی ترتیب کی تاریخ اور تہذیب

خدا نے اسرائیل، یسوع اور رسولوں کے وسیلہ کلام کیا ہے اور اب وہ پاک نوشتوں کو سمجھنے کے لئے کلیسیا کو بصیرت بخشنے کا کام جاری رکھے ہوئے (سلوا ۱۹۸۷، ۲۱)۔ ایمان رکھنے والے لوگ بے معنی اور فضول اور جلد بازی میں کی جانے والی تفسیر کے خلاف ڈھال ہیں۔ ماضی اور حال کے ان مردوزن کے بارے میں پڑھیں جو نعمتوں سے آراستہ تھے۔ ان سب باتوں پر یقین نہ کریں جو وہ لکھتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو روح میں رکھتے ہوئے ان کی باتیں سنیں۔ ہم سب تاریخی اعتبار سے مشروط اور لامحدود ہیں۔

۲۔ تحقیق کے ذرائع کو استعمال کرنے لئے مجوزہ ترتیب

اس ساری کتاب میں آپ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ آپ خود اپنا تجزیہ کریں لیکن یہاں ایک نکتہ یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی ذاتی طور پر ایک حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ہم علمیت کے اعتبار سے تمام شعبوں میں ماہر نہیں ہو سکتے۔ اس سلسلہ میں ہمیں قابل، خدا پرست اور باصلاحیت محققین کی مدد درکار ہے۔ اس بات سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ ہم اُن کی تحقیق اور اُن پر تنقید نہیں کرتے۔ آج انگریزی زبان میں تحقیق کے بہت سی معاونات اور ذرائع میسر ہیں جن کی معلومات بے انتہا ہیں اور گالب آسکتی ہیں۔ یہاں ہم اُن کی فہرست دے رہے ہیں۔ جب آپ پیراگراف یا حوالہ جات کا خود ابتدائی مشاہدہ کرلیں تو ان میں ذیل کی دی گئی چیزوں کو شامل کرلیں (ہر ایک حصہ میں حاصل شدہ مدد اور اپنے نوٹس کے لئے مختلف رنگوں کی روشنائی استعمال کریں(۔

الف۔ تاریخی سیاق وسباق سے آغاز کریں۔

۱۔ بائبل کے تعارفی حصے

۲۔ بائبل کے انسائیکلوپیڈیا، لغاتِ بائبل میں موجود مضامین

۳۔ تفسیر وتشریح کے ابتدائی ابواب

ب۔ مختلف قسم کی تفاسیر استعمال کریں

۱۔ مختصر تفاسیر

۲۔ تکنیکی تفاسیر

۳۔ شخصی عبادات سے متعلق تفاسیر

ج۔خصوصی حوالہ جات کا اضافی مواد استعمال کریں

۱۔لفظی مطالعہ کی کتب

۲۔تہذیبی یا معاشرتی پس منظر بتانے والی کتب

۳۔جغرافیائی کتب

۴۔آثارِقدیمہ سے متعلق کتب

۵۔تقابلِ ادیان کی کتب

د۔یاد رکھیں کہ ہم سچائی چھوٹے چھوٹے اضافوں سے حاصل کرتے ہیں؛ اپنے مطالعہ کے دوران چھوٹے اور آسان راستے تلاش نہ کریں۔۔۔فوری نتائج کی توقع نہ رکھیں۔۔۔پروگرام کے مطابق چلیں۔تفسیر کے دوران کھچاؤ، تناؤ اور اتفاق نہ کرنے کی توقع رکھیں۔یاد رکھیں کہ تفسیر کا کام پاک روح کی رہنمائی سے ہے اور منطقی عمل بھی۔

بائبل کو تجزیہ کارانہ انداز سے پڑھیں اور تحقیق کے اصولوں کو تنقیدی زاویہ سے استعمال کریں۔مشق ماہر بناتی ہے۔ابھی آغاز کریں۔یہ عہد کریں کہ آپ دن میں کم از کم تیس منٹ دیں گے، کوئی تنہا مقام تلاش کریں اور وقت کا تعین کریں، پہلے نئے عہدنامہ کی کسی چھوٹی کتاب کا چناؤ، بائبل کے بہت سے تراجم اور مطالعاتی بائبلیں اکٹھی کریں، کاغذ اور قلم پاس رکھیں، دعا کریں اور آغاز کریں۔

نوٹس لینے کے لئے نمونے

پہلی تجویز یہ ہے کہ ایک لکھی ہوئی ورک شیٹ یا فارم کا استعمال کیا جائے۔ اگر آپ اپنے شخصی مشاہدات کے لئے ایک رنگ کی سیاہی استعمال کرتے ہیں تو تحقیق کے دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی بصیرت کے لئے دوسرے رنگوں کا استعمال کریں۔ ذیل میں نوٹس لینے کیلئے ایک نمونے کی ورک شیٹ دی گئی ہے لیکن میرے لئے یہ بہت ہی مددگار ہے۔ آپ اپنی مرضی سے اس کی ترتیب یا نکات میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ ذیل کی ورک شیٹ محض معلومات کی قسموں کی فہرست ہے جو تشریح کرنے میں مددگار ہے۔ آپ کو اپنی ورک شیٹ پر جگہ چھوڑنے کی ضرورت ہوگی۔ نمونے کا فارم بنیادی طور پر عنوانات اور مطالعہ کرنے کے چار چکروں کے ساتھ ان کے تعلق کے لئے ہے۔ اس کتاب کے آخر پر رومیوں کی کتاب کے ابواب ۱-۳ (ایک ادبی اکائی) اور ططس کی کتاب (کتاب کا خلاصہ) شامل ہیں۔

نوٹس لینا

۱۔ مطالعہ کے دور

الف۔ مطالعہ کا پہلا دور

i۔ کتاب کا مرکزی خیال یا بنیادی مقصد یہ ہے: (مختصر بیان)

____

____

____

ii۔ یہ مرکزی خیال ذیل میں پایا جاتا ہے: (ایک کا چناؤ کریں

الف۔ آیت

ب۔ پیراگراف

ج۔ باب

iii۔ ادبی صنف کی قسم

____

____

ب۔ دوسرا مطالعہ

i۔ بڑی ادبی اکائی یا مواد کے بڑے حصے یہ ہیں

الف۔ ____

ب۔ ______________________________

ج۔ ______________________________

دیگر۔ ______________________________

ii۔ ہر بڑے حصے کے مضمون کو مختصراً بیان کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ ان کے تعلق پر غور کریں (تواریخی، منطقی اور الٰہیاتی وغیرہ)

____

____

iii۔ ان جگہوں کی فہرست بنائیں جہاں آپ نے اپنے خاکہ کا جائزہ لیا

____

____

____

ج۔ تیسرا مطالعہ

i۔ تاریخی ترتیب سے متعلق باطنی معلومات (باب اور آیات کا اندراج کریں)

الف۔ کتاب کا مصنف

۱۔ ______________________________

۲۔ ______________________________

۳۔ ______________________________

ب۔ تاریخِ تصنیف یا واقعہ کی تاریخ

۱۔ ______________________________

۲۔ ______________________________

۳۔ ______________________________

ج۔ کتاب کے ابتدائی قارئین

۱۔ ______________________________

۲۔ ______________________________

۳۔ ______________________________

د۔ تاریخ کا موقع

ii۔ پیروں کی تقسیم کا اضافہ کر کے اپنے خاکہ کو پُر کریں۔ مختلف تراجم میں اس کا موازنہ کریں خاص طور پر لفظی اور اصطلاحی

تراجم میں۔ پھر اپنا خود کا خاکہ تیار کریں۔

iii۔ ہر ایک پیراگراف کا خلاصہ ایک بیانیہ فقرے کی صورت میں پیش کریں

iv۔ ہر ایک بڑے حصے کے ساتھ ممکنہ اطلاق کے نکات کی فہرست بنائیں

د۔ چوتھا مطالعہ

i۔ اہم متوازی پیرے لکھیں (دونوں مثبت اور منفی)۔ اہمیت کے مرکوزی دائروں کا مشاہدہ کریں۔

الف۔ وہی کتاب یا ادبی اکائیاں

ب۔ ایک جیسا مصنف

ج۔ ایک جیسا زمانہ، مضمون یا ادبی صنف

د۔ ایک جیسا عہدنامہ

ہ۔ پوری بائبل مقدس

ii۔ الٰہیات کی کتابیں بھی دیکھیں

iii۔ ڈھانچہ کا امتیاز کرنے کے لئے مخصوص فہرستیں بنائیں

الف۔ بڑے اور چھوٹے کرداروں کی فہرست بنائیں

ب۔ بنیادی اصطلاحات کی فہرست بنائیں (الٰہیاتی، بار بار آنے والی یا غیر متوقع اصطلاحات)

ج۔ بڑے واقعات کی فہرست بنائیں

د۔جغرافیائی حرکات وسکنات کی فہرست بنائیں

iv۔مشکل پیروں کونوٹ کریں۔

الف۔متنی مسائل

ا۔انگریزی بائبل کے حاشیوں سے

۲۔انگریزی بائبلوں کا موازنہ کرنے سے

ب۔تاریخی مسائل اور انفرادیت

ج۔انفرادیت کے الٰہیاتی مسائل

د۔وہ آیات جو الجھن پیدا کرتی ہیں

ہ۔اطلاق کے حقائق

i۔ایک کاغذ کے بائیں طرف اپنا تفصیلی خاکہ لکھیں

ii۔ دائیں طرف بڑی ادبی اکائیوں یا حصوں کے لئے ممکنہ اطلاق کی سچائیاں لکھیں

و۔ تحقیقی ذرائع کا استعمال

i۔ تحقیقی ذرائع کو ترتیب میں پڑھیں۔ ورک شیٹ پر نوٹس لکھیں۔ ان چیزوں کی تلاش کریں۔

الف۔ رضامندی کے نکات

ب۔ نارضامندی کے نکات

ج۔ نئے خیالات یا اطلاق

د۔ مشکل پیروں پر ممکنہ تشریح درج کریں

ii۔ تحقیقی ذرائع سے حاصل ہونے والے خیالات کا جائزہ لیں اور اطلاق کے نکات کے ساتھ حتمی تفصیل خاکہ بنائیں۔ اس حتمی خاکہ کی مدد ابتدائی مصنف کے ڈھانچے اور مقصد کا امتیاز ہونا چاہئے۔

الف۔ چھوٹے نکات کو بڑے نکات پر فوقیت نہ دیں

ب۔ سیاق وسباق کو نظرانداز نہ کریں۔

ج۔ متن کو ابتدائی مصنف کے مقصد سے کم یا زیادہ نہ پڑھیں

د۔ اطلاق کے نکات کو تین سطحوں پر کرنا چاہئے:

۱۔ پوری کتاب کا مرکزی خیال۔ پہلا مطالعہ

۲۔ بڑی ادبی اکائیاں۔ دوسرا مطالعہ

۳۔ پیراگرافس۔ تیسرا مطالعہ

ہ۔ حتمی مرحلے پر اپنی تشریح کی توثیق اور وضاحت کرنے کے لئے مساوی پیروں کو دیکھیں۔ اس عمل میں ہم بائبل کو اپنی تشریح خود کرنے دیں گے۔ تاہم، اس کو بالکل آخر میں کرنا ہمیں بائبل مقدس کی مجموعی الٰہیاتی سمجھ کو خاموش کرنے، نظرانداز کرنے اور مشکل پیروں کو چھوڑ دینے سے محفوظ کرتا ہے۔

ز۔ الٰہیاتی بصیرت

i۔یہ جاننے کے لئے الٰہیات کی کتابوں کو استعمال کرو کہ آپ کا متن کس طرح سے بائبل کی بڑی سچائیوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

---

ii۔اپنے زیرِ نظر پیرے کی بڑی سچائی یا سچائیوں کو اپنے الفاظ میں بیان کریں۔آپ کے وعظ یا تعلیمی سبق میں سے اس کا عکس نظر آنا چاہیئے۔

۲۔تفسیری عمل

الف۔متن (کم از کم ایک پیرا)

---

i۔اصلی متن دیکھیں (مسوداتی تغیر پر غور کریں)

---

ii۔مختلف تراجم

الف۔لفظ بہ لفظ (KJV, ASV, NASB, RSV, NRSV)

ب۔محاوراتی تراجم (NIV, NEB, Jerusalem Bible, Williams, TEV)

ج۔دیگر قدیم تراجم (LXX, Vulgate, Peshitta etc.)

د۔اس مرحلہ پر کوئی فقراتی تراجم (یعنی تفاسیر) نہیں

iii۔تراجم میں کسی اہم تبدیلی کا جائزہ لیں اور کیوں

الف۔یونانی مسوداتی مسئلہ

ب۔مشکل الفاظ

ج۔منفرد بناوٹ

د۔الٰہیاتی سچائیاں

ب۔تفسیری چیزیں جن کا جائزہ لینا

i۔فوری سیاق وسباق کی اکائی کی نشاندہی کریں (پیراگراف کس طرح سے ادبی اکائی سے تعلق رکھتا ہے اور اردگرد کے پیروں کے ساتھ کس طرح تعلق رکھتا ہے)۔

ii۔ممکنہ ڈھانچے کے عناصر کی نشاندہی کریں

الف۔متوازی ڈھانچے

ب۔اقتباسات/اشارے

ج۔مکالمہ بازی

د۔مثالیں

ہ۔نظم/ گیت/غزل

iii۔گرائمر کے عناصر کی نشاندہی کریں(صرف ونحو)

الف۔فعل یا فعل سے متعلقہ (زمانہ، بناوٹ،تذکیروتانیث، واحدجمع وغیرہ)

ب۔خاص تشکیل (مشروط،فقرات،ممانعت وغیرہ)

ج۔الفاظ یا فقرات کی ترتیب

iv۔بنیادی الفاظ کی نشاندہی کریں

الف۔

ب۔کون سا معنی بہترین طریقے سے سیاق وسباق سے مطابقت رکھتا ہے

ج۔الہٰیاتی تعریفوں سے محتاط رہیں۔

v۔الفاظ،عنوانات یا اقتباسات کے اہم بائبلی مساوی الفاظ،عنوانات یا اقتباسات کی نشاندہی کریں

الف۔ایک جیسا سیاق وسباق

ب۔وہی کتاب

ج۔وہی مصنف

د۔ایک جیسی ادبی صنف

ہ۔وہی زمانہ

و۔پوری بائبل مقدس

ج۔تاریخی خلاصہ

i۔کس طرح سے تصنیف کا خاص موقع سچائی کے بیانات کو متاثر کرتا ہے۔

ii۔کس طرح سے ثقافتی پس منظر سچائی کے بیانات کو متاثر کرتا ہے۔

iii۔کس طرح سے ابتدائی قارئین سچائی کے بیانات کو متاثر کرتے ہیں۔

د۔الٰہیاتی خلاصہ

i۔الٰہیاتی سچائیاں

الف۔واضح طور پر مصنف کے الٰہیاتی زور کو بیان کریں

۱۔خاص اصطلاحات

۲۔خاص فقرہ یا حصہ

۳۔فقرات یا پیروں کی مرکزی سچائی

ب۔یہ ادبی اکائی کے مضمون یا سچائی کے ساتھ کس طرح سے تعلق رکھتا ہے؟

ج۔یہ پوری کتاب کے مضمون یا سچائی کے ساتھ کس طرح سے تعلق رکھتا ہے؟

د۔یہ پوری بائبل مقدس میں بیان کردہ اسی مضمون یا سچائی کے ساتھ کس طرح سے تعلق رکھتا ہے؟

ii۔دلچسپی کے خاص نکات

iii۔ شخصی بصیرت

iv۔ تفاسیر سے حاصل کردہ بصیرت

ہ۔ اطلاق کی سچائیاں

i۔ ادبی اکائی کی اطلاق کی سچائی

ii۔ پیراگراف کی سطح اطلاق کی سچائی یا سچائیاں

iii۔ متن کے اندر اطلاق کی سچائی کے الٰہیاتی عناصر

۳۔ نئے عہد نامہ کے لفظی مطالعہ کے لئے بنیادی عوامل

الف۔ بنیادی معنی اور معنویاتی پہلو قائم کریں

بائیر، آرنڈت، گنگرچ، ڈینکر کی لکھی ہوئی A Greek-English Lexicon کو استعمال کریں۔

ب۔ ہم عصر استعمال کو قائم کریں (کوئنے گریک)

i۔ مولٹن کی The Vocabulary of the Greek Testament کو استعمال کریں۔

ii۔ ہفتادی ترجمہ اور فلسطینی یہودیوں کے لئے ہفتادی ترجمہ کی کلید الکتاب کا استعمال کریں۔

ج۔ معنویاتی حلقہ قائم کریں

لوؤ کی لکھی ہوئی Greek-English Lexicon of the New Testament اور وائن کی لکھی ہوئی Expoitory Dictionary of New Testament کو استعمال کریں۔

د۔ عبرانی پس منظر قائم کریں

سٹرانگ کی کلید الکتاب کو استعمال کریں جس کے اعداد کا تعلق براؤن، ڈرائیور، برِگز کی کتاب Hebrew and English Lexicon of the Old Testament؛ وین جیمنیرن کی تدوین شدہ New International Dictionary of Old Testament Theology and Exegesis(Vol. 5) یا گرڈل سٹون کی لکھی ہوئی کتاب Synonyms of the Old Testament کے ساتھ ہے۔

ہ۔سیاق وسباق میں لفظ کی گرائمر کی صورت قائم کریں۔

مُتھی اور باربرا فرائی برگ کی Interlinear Greek-English New Testament and an Analytical Lexicon or Analytical Greek New Testament کو استعمال کریں۔

و۔ادبی صنف، مصنفین، مضمون وغیرہ کے استعمال کی کثرت کا جائزہ لیں

ایک کلید الکتاب استعمال کریں

ز۔اپنے مطالعہ کو ذیل کے ساتھ جائزہ کریں

بائبل کا ایک انسائیکلوپیڈیا۔ (.Zondervan's Pictorial Bible Encyclopedia(5 vol یا The International Bible Encyclopedia(5 vol.) استعمال کریں۔

بائبل کی ایک لغت۔Anchor Bible Dictionary یا Interpreter's Bible Dictionary استعمال کریں۔

ایک سلسلہ وار الٰہیات کی کتاب۔ برک ہاف کی Systematic Theology؛ لیڈ کی A Theology of the New Testament؛ سٹیگ کی New Testament Theology؛ یا کوئی ایک دیگر کا استعمال کریں۔

ح۔اہم تشریحی معلومات کا خلاصہ لکھیں

۴۔تشریحی اصولوں کا ایک مختصر خلاصہ

الف۔ ہمیشہ پہلے دعا کریں۔روح القدس اس کے لئے لازمی ہے۔خدا چاہتا ہے کہ آپ سمجھیں۔

ب۔اصلی متن کو قائم کریں

i۔یونانی متن کے لئے مطالعاتی بائبل کے حاشیہ میں نوٹس دیکھیں

ii۔متنازعہ متن کی بنیاد پر ایک عقیدہ تشکیل نہ دیں،ایک واضح مساوی پیرے کی تلاش کریں۔

ج۔متن کو سمجھنا

i۔سارے سیاق وسباق کو پڑھیں (ادبی سیاق وسباق اہم ہے)۔ادبی اکائی کا تعین کرنے کے لئے ایک مطالعاتی بائبل یا

تفسیر میں اپنے خاکہ کا جائزہ لیں۔

ii۔ایک پیرے سے کم کی تشریح کرنے کی کوشش نہ کریں۔ادبی اکائی میں موجود پیراگرافس کی بنیادی سچائیوں کا خاکہ بنانے کی کوشش کریں۔اس طرح سے ہم ابتدائی مصنف کے خیالات اوران کی ترویج کی پیروی کرسکتے ہیں۔

iii۔پیراگراف کومختلف تراجم میں پڑھیں جوترجمہ کے مختلف نظریات کا استعمال کرتے ہیں۔

iv۔اچھی تفاسیر اور بائبلی مطالعہ کے دیگر معاونات سے رجوع کریں لیکن آپ ایسا اس وقت کریں جب آپ پہلے متن کا مطالعہ کرلیں(بائبل،روح القدس اور بائبلی تشریح میں اپنی ترجیح کو یادرکھیں)

د۔الفاظ کوسمجھنا

i۔نئے عہدنامہ کے مصنفین عبرانی سوچ رکھنے والے تھے جنہوں نے عام فہم (Koine) یونانی میں لکھا۔

ii۔ہمیں جدید انگریزی تعریفوں کی بجائے ہم عصرمعنی ومفہوم اور مترادفات کی تلاش کرنی چاہئے (ہفتادی ترجمہ اور مصری پپائرس کودیکھیں)۔

iii۔الفاظ کے معنی صرف فقرات میں ہی ہوتے ہیں۔فقرات کے معنی صرف پیروں میں ہی ہوتے ہیں۔پیراگراف کے معنی صرف ادبی اکائی یابڑے حصہ میں ہی ہوتے ہیں۔معنویاتی پہلوکودیکھیں(یعنی الفاظ کے مختلف معانی)

ہ۔متوازی پیروں کواستعمال کریں

i۔بائبل مقدس خوداپنی بہترین تشریح کرتی ہے۔اس کا صرف ایک مصنف ہے یعنی روح القدس۔

ii۔آپ کے چنے ہوئے پیرے میں موجود سچائی کی تعلیم دینے والے واضح متن چنیں(ریفرنس بائبل یاکلیدالکتاب)

iii۔الجھی ہوئی سچائیوں کی تلاش کریں

و۔اطلاق

i۔آپ بائبل مقدس کا اطلاق موجودہ زمانے پراس وقت تک نہیں کرسکتے جب تک آپ اس بات کو نہ سمجھ لیں کہ الہامی مصنف اپنے زمانے میں کیا کہہ رہاتھا(تاریخی سیاق وسباق اہم ہے)

ii۔شخصی تعصب،الٰہیاتی نظام یاپروپیگنڈہ سے محتاط رہیں۔بائبل کوبولنے دیں۔

iii۔ ہرایک آیت میں سے اصول ڈھونڈنے کے سلسلے میں محتاط رہیں۔سارے متون کی عالمگیر مطابقت نہیں ہوتی۔تمام متون کا اطلاق جدیدافراد پرنہیں ہوتا۔

iv۔نئی سچائی یابصیرت کے لئے فوری طور پر ردِعمل ظاہر کریں۔بائبل کے علم کا مقصد مسیح جیسا مزاج پیدا کرنا ہے اورلوگوں کو خدا کی بادشاہی کے لئے تیار کرنا ہے۔

مجوزہ تحقیقی ذرائع کی ایک منتخب فہرست

۱۔بائبل

الف۔ترجمہ کرنے کے عمل کو سمجھنا

i. J. Beekman and J. Callow, Translating the Word of God

ii. Eugene Nida, God's Word in Man,s Language(William Carey. N.D.)

iii. Sakae Kubo and Walter Specht , So Many Version (Zondervan, 1983)

iv. F. F. Bruce, The Book and Parchments (Revell, 1963)

ب۔انگریزی بائبل کی تاریخ

i. F. F. Bruce, The English Bible: A History of Translation From the Earliest Versions to the New English Bible (Oxford, 1970)

ii. Ira Maurice Price, The Ancestry of Our English Bible (Harper, 1956)

۲۔تحقیق کس طرح کی جائے

i. Walter J. Clarke, How to Use New Testament Greek Study (Lozeaux Bro, 1983)

ii. F.W.Danker, Multipurpose Tools for Bible Study (Concordia, 1970)

iii. R.T.France, A Bibliographic Guide to New Testament Research (JSOT Press, 1979)

iv. D.W. Scholer, A Basic Bibliographic Guide for New Testament Exegesis (Eerdmans, 1973)

۳۔علم التفسیر

i. James Braga, How to Study the Bible (Multnomah, 1982)

ii. Gordon Fee and Doughlas Stuart, How to read the Bible For all its Worth (Zondervan, 1982)

iii. Richard Mayhue, How to Interpret the Bible for Yourself (Moody, 1986)

iv. J. Robertson McQuilkin, Understanding and Applying the Bible (Moody, 1983)

v. A. Berkeley Mickelsen, Interpreting the Bible (Eerdmans, 1963)

vi. John MacArthur, Jr., Rediscovering Expository Preaching (Word, 1992)

vii. Bruce Corley, Steve Lemke, and Grant Lovejoy, Biblical Hermeneutics (Broadman and Holman, 1996)

viii. Robert Stein, A Basic Guide to Interpreting the Bible

۴۔ بائبلی کتابوں کا بنیادی تعارف

الف۔ پرانا عہدنامہ

1. R. K. Harrison, Introduction to the Old Testament (Eerdmans, 1969)
2. William Sanford LaSor, David Allen Hubbard and Frederic Wm. Bush, Old Testament Survey (Eerdmans, 1982)
3. Edward J. Young, An Introduction to the Old Testament (Eerdmans, 1949) 4. T. Arnold and Bryan E. Beyer, Encountering the Old Testament (Baker, 1998)
5. Peter C. Craigie, The Old Testament: Its Background, Growth and Context (Abingdon, 1990)

ب۔ نیا عہدنامہ

1. Donald Guthrie, New Testament Introduction (IVP, 1970)
2. Bruce M. Metzger, The New Testament: Its Background, Growth and Content (Abingdon, 1965)
3. D. A. Carson, Douglas J. Moo, and Leon Morris, An Introduction to the New Testament (Zondervan 1992)
4. Walter A. Elwell and Robert W. Yarbrough, Encountering the New Testament (Baker 1998)
5. Robert H. Gundry, A Survey of the New Testament (Zondervan, 1994)

۵۔ بائبل کے انسائیکلوپیڈیا اور لغات

1. M. Tenney, ed., The Zondervan Pictorial Bible Encyclopedia, 5 vols. (Zondervan, 1976)
2. G. A. Buttrick, ed., The Interpreter's Dictionary of the Bible and Supplement, 5 vols. (Abingdon, 1962-1977)
3. Geoffrey W. Bromiley, ed., The International Standard Bible Encyclopedia, 5 vols., rev. ed. (Eerdmans, 1979-1987)
4. Joel B. Green, Scot McKnight and J. Howard Marshall editors, Dictionary of Jesus and the Gospels (IVP, 1992)
5. Gerald F. Hawthorne, Ralph P. Martin and Daniel G. Reid editors, Dictionary of Paul and His Letters (IVP, 1993)
6. David Noel Freedman, ed., The Anchor Bible Dictionary, 6 vols. (Doubleday, 1992)

۶۔ تفاسیر

الف۔ پرانا عہدنامہ

1. D. J. Wiseman, ed., The Tyndale Old Testament Commentaries (InterVarsity, 1970)

2. A Study Guide Commentary Series (Zondervan, 1977)

3. R. K. Harrison, ed., The New International Commentary (Eerdmans, 1976) 4. Frank E. Gaebelein, ed., The Expositor's Bible Commentary (Zondervan, 1958)

5. Bob Utley, www.freebiblecommentary.org

ب۔ نیا عہدنامہ

1. R. V. G. Tasker, ed., The Tyndale New Testament Commentaries (Eerdmans, 1959)

2. A Study Guide Commentary Series (Zondervan, 1977)

3. Frank E. Gaebelein, The Expositor's Bible Commentary (Zondervan, 1958)

4. The New International Commentary (Eerdmans, 1976)

5. Bob Utley, www.freebiblecommentary.org

۷۔ لفظی مطالعہ

الف۔ پرانا عہدنامہ

1. Robert B. Girdlestone, Synonyms of the Old Testament (Eerdmans, 1897) 2. Aaron Pick, Dictionary of Old Testament Words (Kregel, 1977)

3. R. Laird Harris, Gleason L. Archer, Jr. and Bruce K. Waltke, Theological Wordbook of the Old Testament (Moody, 1980)

4. William A. Van Gemeren, editor, Dictionary of Old Testament Theology and Exegesis, 5 vols. (Zondervan, 1997)

ب۔ نیا عہدنامہ

1. A. T. Robertson, Word Pictures in the New Testament (Broadman, 1930)

2. M. R. Vincent, Word Studies in the New Testament (MacDonald, 1888)

3. W. E. Vine, Vine's Expository Dictionary of New Testament Words (Revell, 1968)

4. William Barclay, A New Testament Wordbook, (SCM, 1955)

5. , More New Testament Words (Harper, 1958)

6. C. Brown, et. al., The New Dictionary of New Testament Theology, 5 vols. (Zondervan, 1975-1979)

ج۔ الٰہیاتی

1. Alan Richardson, ed., A Theological Word Book of the Bible (MacMillan, 1950)

2. Everett F. Harrison, ed., Baker's Dictionary of Theology (Baker, 1975)

۸۔ثقافتی ترتیب

الف۔روایات

1. Adolf Deissman, Light From the Ancient East (Baker, 1978)
2. Roland de Vaux, Ancient Israel, 2 vols. (McGraw-Hill, 1961)
3. James M. Freeman, Manners and Customs of the Bible (Logos, 1972)
4. Fred H. Wright, Manners and Customs of Bible Lands (Moody, 1953)
5. Jack Finegan, Light From the Ancient Past, 2 vols. (Princeton University Press, 1974)
6. Victor H. Matthews, Manners and Customs in the Bible (Hendrickson, 1988)

ب۔تاریخی کتب

1. John Bright, A History of Israel (Westminster, 1981)
2. D. J. Wiseman, ed., Peoples of Old Testament Times (Oxford, 1973)
3. P. R. Ackroyd and C. F. Evans, ed., The Cambridge History of the Bible, vol. 1 (Cambridge, 1970)

ج۔نیا عہدنامہ

1. Adolf Deissmann, Light From the Ancient East (Baker, 1978)
2. F. F. Bruce, New Testament History (Doubleday, 1969)
3. Edwin M. Yamauchi, Harper's World of the New Testament (Harper and Row, 1981)
4. Alfred Edersheim, The Life and Times of Jesus the Messiah (Eerdmans, 1971)
5. A. N. Sherwin-White, Roman Society and Roman Law in the New Testament (Oxford, 1963)
6. J. W. Shepard, The Christ of the Gospels (Eerdmans, 1939)

د۔علم الآثاریات

1. Jack Finegan, Light From the Ancient Past, 2 vols. (Princeton University Press, 1946)
2. H. T. Vos, Archaeology of Bible Lands (Moody, 1977)
3. Edwin M. Yamauchi, The Stones and the Scriptures (Holman, 1972)
4. K. A. Kitchen, Ancient Orient and the Old Testament (InterVarsity Press, 1966)
5. John H. Walton, Ancient Israelite Literature in Its Cultural Context (Zondervan, 1989)

ہ۔جغرافیہ

1. C. F. Pfeiffer and H. F. Vos, The Wycliffe Historical Geography of Bible Lands (Moody, 1967)
2. Barry J. Beitzel, The Moody Atlas of Bible Lands (Moody, 1985)
3. Thomas V. Brisco ed., Holman Bible Atlas (Broadman and Holman, 1998)

۹۔الٰہیات

الف۔ پرانا عہدنامہ

1. A. B. Davidson, The Theology of the Old Testament (Clark, 1904)

2. Edmond Jacob, Theology of the Old Testament (Harper & Row, 1958)

3. Walter C. Kaiser, Toward an Old Testament Theology (Zondervan, 1978)

4. Paul R. House, Old Testament Theology (IVP, 1998)

ب۔ نیا عہدنامہ

1. Donald Guthrie, New Testament Theology (InterVarsity, 1981)

2. George Eldon Ladd, A Theology of the New Testament (Eerdmans, 1974)

3. Frank Stagg, New Testament Theology (Broadman, 1962)

4. Donald G. Bloesch, Essentials of Evangelical Theology, vol. 2 (Harper & Row, 1978)

ج۔ پوری بائبل مقدس

1. Geerhardus Vos, Biblical Theology (Eerdmans, 1948)

2. L. Berkhof, Systematic Theology (Eerdmans, 1939)

3. H. Orton Wiley, Christian Theology (Beacon Hill Press, 1940) 4. Millard J. Erickson, Christian Theology, 2nd ed. (Baker, 1998)

د۔عقیدہ۔تاریخی طور پر تشکیل پانے والا

1. L. Berkhof, The History of Christian Doctrines (Baker, 1975)

2. Justo L. Gonzales, A History of Christian Thought, vol. 1 (Abingdon, 1970)

۱۰۔علم دفاعِ دین

1. Norman Geisler, Christian Apologetics (Baker, 1976)

2. Bernard Ramm, Varieties of Christian Apologetics (Baker, 1962)

3. J. B. Phillips, Your God Is Too Small (MacMillan, 1953)

4. C. S. Lewis, Mere Christianity (MacMillan, 1978)

5. Colin Brown, ed., History, Criticism and Faith (InterVarsity, 1976)

6. F. F. Bruce, Answers to Questions (Zondervan, 1972)

7. Walter C. Kaiser Jr., Peter H. Davids, F. F. Bruce and Manfred T. Brauch, Hard Sayings of the Bible (IVP, 1996)

۱۱۔بائبلی اعتراضات

A. F. F. Bruce, Questions and Answers

B. Gleason L. Archer, Encyclopedia of Bible Difficulties (Zondervan, 1982)

C. Norman Geisler and Thomas Howe, When Critics Ask (Victor, 1992)

D. Walter C., Kaiser, Jr., Peter H. Davids, F. F. Bruce and Manfred F. Baruch, Hard Sayings of the Bible (IVP, 1996) and More Hard Sayings of the Bible

۱۲۔متنی تنقید

A. Bruce M. Metzger, The Text of the New Testament, Its Transmission, Corruption and Restoration (Oxford, 1964)

B. J. Harold Greenlee, Introduction to New Testament Textual Criticism (Eerdmans, 1964)

C. Bruce M. Metzger, A Textual Commentary on the Greek New Testament, (United Bible Societies.)

۱۳۔لغات

الف۔عہدِعتیق (عبرانی)

1. Francis Brown, S. R. Driver, and Charles A. Briggs, Hebrew and English Lexicon, (Clarendon Press, 1951)
2. Bruce Einspahr, Index to Brown, Driver and Briggs Hebrew Lexicon
3. Benjamin Davidson, Analytical Hebrew and Chaldee Lexicon (MacDonald)
4. Ludwig Koehler and Walter Baumgartner, The Hebrew and Aramaic Lexicon of the Old Testament, 2 vols.

ب۔عہدِجدید (یونانی)

1. Walter Bauer, William F. Arndt, F. Wilbur Gingrich and Frederick W. Danker, A Greek-English Lexicon (University of Chicago Press, 1979)
2. Johannes P. Louw and Eugene A. Nida, eds., Greek-English Lexicon, 2 vols. (United Bible Societies, 1989)
3. James Hope Moulton and George Milligan, The Vocabulary of the Greek

Testament (Eerdmans, 1974)

4. William D. Mounce, The Analytical Lexicon to the Greek New Testament (Zondervan, 1993)

۱۴۔دوبارہ شائع نہ ہونے والی، استعمال شدہ اور رعایتی کُتب کی خریداری کے لئے دستیاب ویب سائٹس

A. www.Christianbooks.com

B. www.Half.com

C. www.Overstock.com

D. www.Alibris.com

E. www.Amazon.com

F. www.BakerBooksRetain.com

G. www.ChristianUsedBooks.net

بہتر مطالعہ بائبل کے لئے راہنما

مصدقہ سچائی کے لئے شخصی تحقیق

کیا آپ سچائی کو جان سکتے ہیں؟ یہ کہاں ملتی ہے؟ کیا ہم اسے منطقی طور پر پرکھ سکتے ہیں؟ کیا کوئی حتمی اختیار ہے؟ کیا کہیں ایسے معیار ہیں جو ہماری زندگی اور دُنیا کی راہنمائی کرسکیں؟ کیا زندگی کا کوئی مقصد ہے؟ ہم یہاں کیوں ہیں؟ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ یہ سوالات۔۔۔سوالات جو ہر انسان سوچتا ہے۔۔۔ انسانوں کو ابتدائے دُنیا سے شکار کیے ہوئے ہیں (واعظ ۱:۱۳۔۱۸؛ ۳:۹۔۱۱) مجھے معیاری مرکزی سچائی کی تلاش کے لئے اپنی شخصی جدوجہد یاد ہے۔ میں جوان عمری میں مسیح پر ایمان لے آیا تھا، جس کی بنیاد میرے خاندانوں کی گواہی بخشنے والی زندگیوں کی اہمیت پر تھی۔ جب میں بالغ ہوا تو میری اپنی زندگی اور اپنی دنیا کے بارے سوالات بھی بڑھتے گئے۔ سادہ ثقافتی اور مذہبی عقائد میرے اُس تجربہ کو بامعنی نہیں بنا سکے جو میں نے پڑھا اور جس کا مجھے سامنا ہوا۔ یہ اعتراف، تلاش، آرزو اور اکثر جس کٹھن، بے حس دُنیا میں میں رہتا تھا کے سامنے میں یہ نا اُمیدی کے احساسات کا وقت تھا۔

کئی لوگوں نے ان سوالوں کے جواب دینے کا دعویٰ کیا لیکن جب اُن پر میں نے تحقیق وتبصرہ کیا تو میں نے دیکھا کہ اُن کا انحصار (۱) ذاتی فلسفہ، (۲) قدیم اساطیری کہانیوں، (۳) ذاتی تجربات یا (۴) نفسیاتی بیانات پر ہے۔ مجھے صداقت کے معیار کی ضرورت تھی، کچھ ثبوتوں کی، کچھ عقلی دلائل کی جو میرے بنیادی نکتہ نظر، مرکز اور میری زندگی کے مقصد کی بنیاد ہو۔

میں نے ان باتوں کو اپنے شخصی مطالعہ بائبل میں پایا۔ میں نے اس کی حقانیت کے ثبوت کی تلاش شروع کی، جنہیں میں نے (۱) بائبل کی تاریخی صداقت میں پایا جو آثار قدیمہ مصدقہ قرار دی (۲) عہد عتیق کی پیشن گوئیوں کی صداقت میں پایا (۳) بائبل کی سولہ سال میں مکمل ہونے کے باوجود پیغام میں یکسانیت میں پایا (۴) لوگوں کی شخصی گواہیوں میں پایا جن کی زندگیاں بائبل کے ساتھ واقفیت کے باعث مکمل طور پر تبدیل ہوگئی تھیں۔ مسیحیت، ایمان اور اعتقاد کا جامع نظام ہوتے ہوئے اس اہلیت کا حامل ہے کہ انسانی زندگی کے پیچیدہ سوالوں سے نپٹ سکے۔ ایسا اس نے صرف عقلی دلائل کے وسیلہ ہی نہیں کیا بلکہ تجرباتی پہلوؤں کے وسیلہ بھی میری زندگی میں شادمانی اور استقامت آئی۔

میں نے سوچا کہ میں نے اپنی زندگی کا کامل مرکز۔۔۔ مسیح، پالیا ہے، جو کلام مقدس نے سمجھایا۔ یہ ایک جلدی کا تجربہ تھا اور ایک جذباتی چھٹکارا۔ تاہم میں اب بھی اُس حیرانی اور درد کو یاد کرسکتا ہوں جو مجھے پر ظاہر ہونا شروع ہوں کہ ایک ہی کلیسیا اور مکاتیب فکر میں اس کتاب (بائبل) کی کتنی مختلف تفاسیر پیش کی جاتی ہیں۔ بائبل پر اعتماد اور اس کے الہام کو ماننے کا یہ اختتام نہیں بلکہ آغاز تھا۔ میں بائبل کے کئی مشکل حوالہ جات پر اُن لوگوں کی متنازعہ اور مختلف تفسیروں کو کیسے مان یا رڈ کرسکتا ہوں جو اس کی حقانیت اور اختیار کا دعویٰ کرتے ہیں؟

یہ کام میری زندگی کا مقصد اور ایمان کا سفر بن گیا۔ میں جانتا تھا کہ مسیح پر میرا ایمان (۱) مجھے شادمانی اور سکون عطا کرتا ہے۔ میرا

ذہن میری ثقافت (بعداز جدیدیت) کے درمیان کچھ کاملیت کا تقاضا کرتا ہے؛ (۲) مذہبی نظاموں (مذاہب عالم) کے عقائد پرستی؛ (۳) تنظیمی تکبر۔قدیم ادب کی تفسیر کے لئے مناسب طریقہ ہائے کار کے لئے میری تلاش میں میں اپنے تاریخی، ثقافتی، تنظیمی اور تجرباتی تعصّبات کو دریافت کر کے حیران رہ گیا۔ میں نے اکثر بائبل کو اپنے ذاتی نظریات کو تقویت دینے کے لئے پڑھا۔ میں نے اسے دوسروں پر اعتراض کرنے کے لئے عقائد کے منبع کو طور پر استعمال کیا اور اس دوران مجھے اپنے غیر محفوظ اور ناکافی ہونے کا احساس ہوا۔اس کا احساس میرے لئے کس قدر دُکھ کا باعث تھا۔

اگرچہ میں کبھی بھی بالکل ذاتی نہیں ہوسکتا، میں بائبل کا اچھا پڑھنے والا بن سکتا ہوں۔ میں اپنے تعصّبات کو جان کر ان کو محدود کر سکتا ہوں اور اُن کی موجودگی کا اعتراف کرسکتا ہوں۔ میں ان سے آزاد نہیں ہو مگر اپنی کمزوری کا سامنا کرتا ہوں۔ مفسر اکثر بائبل کے مطالعہ کا سخت دشمن ہوتا ہے۔ مجھے کچھ مفروضات کی فہرست بانٹنے دیں جو میرے بائبل کے مطالعہ میں آئیں تاکہ آپ، مطالعہ کار اُن کو میرے ساتھ پرکھ سکیں۔

ا۔ مفروضات

الف۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ بائبل واحد سچے خدا کے ذاتی مکاشفہ کا الہام ہے۔اس لئے اسے انسانی لکھاریوں کے وسیلہ جو مخصوص تاریخی حالات سے تعلق رکھتے تھے، تحریر میں لانے والے اصل الٰہی مصنف (روح القدس) کے ارادے کی روشنی میں تفسیر کرنا ضروری ہے۔

ب۔ میرا ایمان ہے کہ بائبل عام انسانوں کے لئے اور تمام انسانوں کے لئے لکھی گئی۔ خدا نے اپنے آپ کو ہم سے ہم کلام ہونے کے لئے مخصوص تاریخی اور ثقافتی پس منظر میں سمولیا۔ خدا نے سچائی کو چھپایا نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم سمجھیں۔ اس لئے اسے اس کے دور کی روشنی میں تفسیر کرنا ضروری ہے، نہ کہ ہمارے دور۔ بائبل کا ہمارے لئے وہ مطلب نہیں ہوسکتا جو کہ اُس دور کے سننے یا پڑھنے والوں کے لئے نہیں تھا۔ یہ اوسط انسانی ذہن کے لئے قابل فہم ہے اور عام انسانی ابلاغ کے شکلوں اور طریقوں کو استعمال کرتی ہے۔

ج۔ میرا ایمان ہے کہ بائبل اپنے پیغام اور مقصد میں یکسانیت کی حامل ہے۔ اگرچہ اس میں مشکل اور پیچیدہ حوالے ہیں تاہم یہ اپنے آپ کے متضاد نہیں ہے۔ لہٰذا بائبل آپ اپنی سب سے بہترین مفسر ہے۔

د۔ میرا ایمان ہے کہ ہر حوالہ (بشمول پیشن گوئیاں) اصل ملہم مصنف کے ارادے کی بنیاد پر صرف اور صرف ایک معنی رکھتا ہے۔ اگرچہ ہم کبھی بھی اصل مصنف کے حتمی ارادے کو یقین نہیں جان سکتے مگر کئی ایسے اشارے ملتے ہیں جو ہماری اس سمت راہنمائی کرتے ہیں۔

۱۔ ادبی اصناف (ادبی اقسام) کو پیغام کے اظہار کے لئے چُنا گیا۔

۲۔ تاریخی حالات اور/یا خاص واقعہ تحریر کو واضح کرتا ہے۔

۳۔ کتاب کا ادبی سیاق وسباق اور ادبی حصے بھی

۴۔ادبی حصوں کی متنی ترتیب (خاکہ) جو کہ پورے پیغام سے متعلق ہوتی ہے۔

۵۔خاص گرائمر کی خصوصیات جو کہ پیغام کی ترسیل کا باعث بنتا ہے۔

۶۔الفاظ کو پیغام کو پیش کرنے کے لئے چُنے گئے۔

۷۔متوازی حوالہ جات

ان میں سے ہر ایک کا مطالعہ ہمارے حوالہ کے مطالعہ کے لئے اہم ہے۔اس سے پہلے کہ میں اپنے طریقہ ہائے کار کی وضاحت کروں، مجھے کچھ ایسے غیر مناسب طریقہ کاروں کو بیان کرنے دیں جو آج کل استعمال ہو رہے ہیں اور تفسیر میں بہت سے اختلافات کا باعث بن رہے ہیں اور جن سے لازماً گریز کرنا چاہیے:

II۔غیر مناسب طریقہ کار

الف۔بائبل کی کتابوں کے ادبی سیاق وسباق سے غافل ہو کر ہر جملے، جزِفقرہ یہاں تک کہ الفاظ کو کسی سچائی کا بیان بنانا جو کہ اصل مصنف کے ارادے یا بڑے پس منظر سے غیر متعلقہ ہوتی ہے۔یہ اکثر ''سیاق وسباق کے بغیر متن کا استعمال'' کہلاتا ہے۔

ب۔بائبل کی کتابوں کے تاریخی پس منظر کو متبادل تاریخی حالات کے استعمال کے ذریعہ نظر انداز کرنا جو کہ متن سے تھوڑا بہت یا بالکل بھی میل نہیں کھاتا۔

ج۔کتابوں کے تاریخی پس منظر کو نظر انداز کر کے ایسے پڑھنا جیسے مقامی اخبار کو پڑھ رہے ہوں اور ہمارے زمانہ کے انفرادی مسیحی کو لکھا گیا ہے۔

د۔کتابوں کے تاریخی پس منظر کو نظر انداز کرتے ہوئے فلسفہ یا الٰہیات کی ایسی فرضی کہانیوں کو متن میں شامل کر دینا جو کہ اصل مصنف کے ارادے اور اصل مخاطبین سے بالکل غیر متعلقہ ہوتی ہیں۔

ہ۔اصل پیغام کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی ایک شخص کی اپنی الٰہیات، عقائد یا ہم عصر معاملات کو پیش کرنا جو کہ اصل مصنف کے مقصد اور پیغام سے غیر متعلقہ ہوتے ہیں۔یہ عمل عموماً بائبل کے ابتدائی مطالعہ کے دوران منادی کرنیوالے کے اختیار کو قائم کرنا ہوتا ہے۔اس کو اکثر پڑھنے والوں کے ردِعمل کے طور پر بیان کیا جاتا ہے (متن کا میرے لئے کیا مطلب ہے، تفسیر)۔

کم از کم تین عناصر ہر انسانی تحریر میں ضرور نظر آتے ہیں۔

اصل مصنف کا ارادہ	تحریری متن	اصل مخاطبین

ماضی میں ان تین عناصر میں سے ایک پر مختلف مطالعہ کے طریقہ کار پر دھیان دیا جاتا رہا۔لیکن حقیقت میں بائبل کے منفرد الہام کو ماننے کے لئے ایک اضافہ کے ساتھ اس ڈایا گرام کو پیش کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔

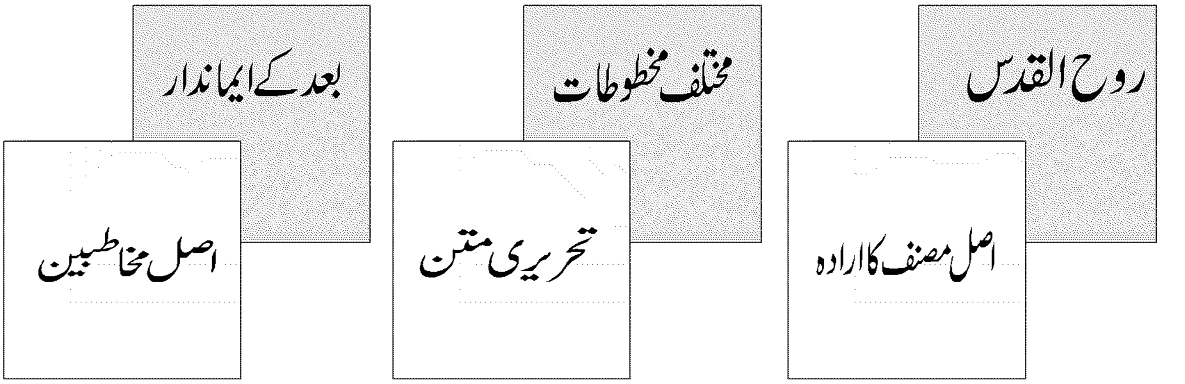

حقیقت میں تینوں عناصر کو تفسیری مرحلہ میں شامل کرنا ضروری ہے۔ تصدیق کے مقصد کے لئے میری تفسیر پہلے دو عناصر پر مرتکز ہے؛ اصل مصنف اور متن۔ میں شاید اُن غلط تفسیروں پر ردعمل کر رہا ہوں جن کا میں نے مشاہدہ کیا ہے (۱) متن کو تمثیلی یا روحانی بنانا (۲) پڑھنے والا کا ردعمل ''تفسیر'' (اس کا میرے لئے کیا مطلب ہے)۔ ہوسکتا ہے غلطی کسی بھی مقام پر ہوسکتی ہے۔ ہمیں ہمیشہ اپنے محرکات، تعصّبات، طریقہ کار اور اطلاق کا خیال رکھنا چاہیے۔ لیکن اگر تفسیروں کے لئے کوئی پابندی، حد یا معیار نہیں ہے تو ہم اُن کا کیسے خیال رکھیں، بائبل کے مطالعہ اور تفسیر کے لئے کونسے ممکنہ رستے ہیں کہ مصدقہ اور متوازن معیار پیش کیا جاسکے؟

III۔ اچھی بائبل سٹڈی کے لئے ممکنہ طریقہ کار

اس نکتہ پر میں تفسیر کے لئے کوئی منفرد طریقہ کار یا مخصوص اصناف نہیں بیان کرے لگا بلکہ علم التفسیر کے عمومی اصولوں کو بیان کرونگا جو کہ تمام متون پر لاگو ہوتے ہیں۔ ایک اچھی کتاب جو کہ ادبی خصوصیت کے طریقہ کار پر ہے وہ گورڈن فی اور ڈگلس کی کتاب How To Read The Bible For All Its Worth ہے جو کہ زونڈروان نے شائع کی۔

میرا طریقہ ہائے کار کا مرکز پڑھنے والا ہے جو کہ چار مرتبہ بائبل پڑھنے میں روح القدس کو اجازت دے کہ وہ اُس پر اسے واضح کرے۔ اس میں روح القدس، متن اور پڑھنے والا ثانوی نہیں بلکہ بنیادی ہیں۔ یہ طریقہ کار پڑھنے والے کو بلاوجہ مفسروں کے اثر سے بچنے میں بھی مدد دیتا ہے۔ میں نے یہ سُنا ہے کہ ''بائبل تفسیروں پر بہت روشنی ڈالتی ہے''۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ مطالعاتی معاونات کے لئے غیر تعریفی بیان ہوجاتا ہے بلکہ اس کی بجائے ان کے استعمال کا ایک خاص وقت ہے۔ ہمیں اس قابل ہونا چاہیے کہ ہماری تفسیر کو اس کے متن کی مدد حاصل ہو۔ تین چیزوں میں تصدیق کم سے کم دستیاب ہوتی ہے:

۱۔ مصنف کا ارادہ

الف۔ تاریخی حالات　　ب۔ ادبی سیاق وسباق

۲۔ اصل مصنف کا انتخاب

الف۔ گرائمر کی ساخت میں　　ب۔ ہم عصر مواد کے استعمال میں　　ج۔ ادبی صنف میں

۳۔ ہماری سمجھ بوجھ مناسب ہو

الف۔ متعلقہ متوازی حوالہ جات میں　　ب۔ عقائد کے تعلق میں

ہمیں اپنی تفسیروں کے پیچھے وجہ یا منطق مہیا کرنے کے قابل ہونے کی ضرورت ہے۔ بائبل ہمارے لئے ایمان اور مشق کا واحد

وسیلہ ہے۔افسوس کہ مسیحی اکثر یہ جو سِکھاتی یا بیان کرتی ہے اُس سے غیر متفق ہوتے ہیں۔ یہ بائبل کے الہام کے دعویٰ کو خود ہی غلط ثابت کرنا ہے اور پھر ایمانداروں کے لئے جو یہ سِکھاتی یا تقاضا کرتی ہے متفق ہونے کے قابل نہ ہونا رہ جاتا ہے۔ چار مرتبہ پڑھنا کا طریقہ کار ذیل کے تفسیری خیالات کو مہیا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

الف۔ پہلا مرتبہ پڑھنا

۱۔ کتاب کو ایک ہی نشست میں پڑھیں۔اس کو مختلف تراجم میں پڑھیں، اُمید ہے کہ مختلف ترجمانی نظریہ کے تحت

الف۔لغوی ترجمہ (این کے جے وی، این اے ایس بی، این آر ایس وی)

ب۔مکمل متوازن (ٹی ای وی، جے بی)

ج۔عبارتی (لیونگ بائبل، ایمپلیفائڈ بائبل)

۲۔ پوری کتاب کے مرکزی مقصد کو دیکھیں۔اس کے مرکزی خیال کو پہچانیں۔

۳۔اگر ہو سکے تو ادبی حصوں، ایک باب، ایک پیراگراف یا اُس فقرے کو جو اس مقصد کو واضح طور پر ظاہر کرتا ہو کو الگ کریں۔

۴۔ پہلے سے غالب ادبی صنف کی شناخت کریں۔

الف۔عہد عتیق

(۱) عبرانی نثر

(۲) عبرانی شاعری

(۳) عبرانی نبوت (نثر، شاعری)

(۴) شرعی احکام

ب۔عہد جدید

(۱) نثر (اناجیل، اعمال کی کتاب)

(۲) تمثیلیں (اناجیل)

(۳) خطوط

(۴) نبوتی ادب

ب۔دوسری مرتبہ پڑھنا

۱۔ پوری کتاب کو پھر سے پڑھیں، بڑے بڑے موضوعات یا مضامین کو تلاش کریں۔

۲۔ بڑے موضوعات کا خاکہ بنائیں اور اُن کے متن کو سادہ بیان میں مختصر لکھیں۔

۳۔اپنے بنائے ہوئے خاکہ اور بیان کو مطالعاتی معاونات کی مدد سے پرکھیں۔

۴۔ چوتھی مرتبہ پڑھنا

۱۔پوری کتاب کو پھر سے پڑھیں، بائبل کی اسی کتاب میں ہی مندرج تاریخی حالات اور مخصوص موقعہ کو تلاش کریں۔
۲۔تاریخی چیزوں کی فہرست بنائیں جو کہ اس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔

الف۔مصنف

ب۔تاریخ

ج۔مخاطبین

د۔وجہ تصنیف

ہ۔ثقافتی حالات کے وہ پہلو جو وجہ تصنیف سے متعلقہ ہوں

ز۔تاریخی لوگوں اور واقعات کے حوالے

۳۔اپنے خاکہ کو پیراگراف کی سطح تک بڑھائیں اس بائبلی کتاب کے لئے جس کی آپ تفسیر کر رہیں ہیں۔ ہمیشہ موضوعاتی حصوں کو خاکہ میں شناخت کریں۔ یہ کئی ابواب یا پیراگراف ہو سکتے ہیں۔ یہ آپ کو اس قابل کرے گا کہ آپ اصل مصنف کے منطق اور متنی اسلوب کی پیروی کر سکیں۔

۴۔اپنے تاریخی ماحول کو مطالعاتی معاونات کے استعمال سے پرکھیں

د۔چوتھی مرتبہ پڑھنا

۱۔مخصوص ادبی حصہ کو کئی تراجم میں پھر سے پڑھیں۔

الف۔لغوی ترجمہ (این کے جے وی، این اے ایس بی، این آر ایس وی)

ب۔مکمل متوازن (ٹی ای وی، جے بی)

ج۔عبارتی (لیونگ بائبل، ایمپلیفائڈ بائبل)

۲۔ادبی یا گرائمر کے ڈھانچہ کو دیکھیں

الف۔دہرائے جانے والی عبارتیں، افسیوں ۱:۶، ۱۲، ۱۳

ب۔دہرائے جانے والے گرائمر کے ڈھانچہ کو

ج۔متضاد تصورات

۳۔درج ذیل چیزوں کی فہرست بنائیں

الف۔اہم اصطلاحات

ب۔غیر معمولی اصطلاحات

ج۔اہم گرائمر کے ڈھانچہ کو

د۔خاص طور پر مشکل الفاظ، جُز جملہ اور فقرات کو

۴۔متعلقہ متوازی حوالہ جات کو دیکھیں

الف۔اپنے موضوع پر واضح ترین تعلیم دینے والے حوالہ کو ذیل کی مدد سے دیکھیں

(۱)مربوط علم الٰہی کی کتب

(۲)معاون کتب

(۳) لغات

ب۔اپنے موضوع میں ممکنہ پیراڈوکسکل جوڑے کو دیکھیں۔ بہت سی بائبلی سچائی ڈایالیکٹیکل جوڑوں کی صورت میں پیش ہوئی ہیں؛ بہت سے تنظیمی تنازعے proof texting کی وجہ سے سامنے آئیں گے۔تمام بائبل الہام ہے اور ہمیں اس کے مکمل پیغام کو تلاش کرنا ضروری ہے تا کہ اپنی تفسیر میں بائبلی توازن کو پیش کیا جائے۔

ج۔بائبل آپ اپنی بہترین مفسر ہے کیونکہ اس کا ایک ہی مصنف ہے یعنی روح القدس لہذا اسی کتاب،اسی مصنف یا ادبی صنف کے متوازی حوالہ جات کو دیکھیں۔

۵۔تاریخی حالات اور واقعات کے لئے جو آپ نے مشاہدات کیے ہیں اُن کو مطالعاتی معاونات کے ذریعہ پرکھیں۔

الف۔بائبل کے مطالعاتی ایڈیشن

ب۔بائبلی انسائیکلوپیڈیا،معاون کُتب اور لغات

ج۔بائبل کی تعارفی کُتب

د۔بائبل تفاسیر (اپنے مطالعہ کے اس مقام پر ماضی اور حال کے ایمانداروں کی جماعت کی راہنمائی حاصل کریں تا کہ اپنے شخصی مطالعہ کو دُرست رکھ سکیں)۔

IV۔ بائبلی تفسیر کا اطلاق

یہاں ہم اطلاق پر بات کریں گے۔آپ کو متن کو اس کی اصل حالات میں سمجھنے کے لئے وقت لگا ہے،اب اِس کا اپنی زندگی اور ثقافت،پر اطلاق کریں۔میں نے بائبلی اختیار کو یہ سمجھنے کے لئے کہ اصل مصنف نے اپنے دور میں کیا کہنے کی کوشش کی تھی اور اُس کا اپنے دور پر اطلاق کرنے کے لئے استعمال کرتا ہوں۔اطلاق کو اصل مصنف کے ارادے کی تفسیر میں منطق اور وقت مطابق ہونا چاہیے۔ہم بائبل کے کسی حوالہ کو یہ جانے بغیر کے یہ اپنے زمانہ کے لوگوں سے کیا کہتا تھا اپنے دور پر اطلاق نہیں کر سکتے۔ایک بائبلی حوالہ کا وہ مطلب بالکل نہیں ہوسکتا جو اس کا کبھی مطلب تھا ہی نہیں۔آپ کا تفصیلی خاکہ پیراگراف کی سطح تک (تیسری مرتبہ پڑھنے کا عمل)،آپ کی راہنمائی کرے گا۔اطلاق کو بھی پیراگراف کی سطح تک ہونا چاہیے نہ کہ لفظی سطح تک۔الفاظ محض سیاق و سباق میں ہی معنی دیتے ہیں؛فقرات بھی سیاق وسباق میں مفہوم دیتے ہیں۔صرف اصل مصنف ہی تفسیری عمل میں ملہم ہوتا ہے۔ہم روح القدس کے وسیلہ محض اُس کی راہنمائی میں چلیں۔تنویر الہام نہیں ہے۔یہ کہنا کہ ’’خدا فرماتا ہے‘‘ کیلئے ہمیں ہمیشہ اصل مصنف کی راہنمائی میں کرنا چلنا چاہیے۔اطلاق کا پوری تحریر کے عمومی مقصد،مخصوص ادبی اکائی اور پیراگراف میں پیش کردہ خیال

کے ساتھ مخصوص تعلق میں ہونا چاہیے۔

موجودہ دور کے معاملات کو بائبل کی تفسیر کے لئے استعمال نہ کریں بلکہ بائبل کو خود بولنے دیں۔اس کے لئے ہمیں متن میں سے اصولوں کو وضع کرنا ہوگا۔یہ بہتر ہوگا کہ متن ایک اصول کو مدد دے۔بدقسمتی سے بہت دفعہ ہمارے اصولوں اپنے ہی ہوتے ہیں اور متن میں سے نہیں ہوتے۔بائبل کا اطلاق کرتے ہوئے، یہ اہم ہے کہ (سوائے نبوتوں کے) متن کا ایک اور محض ایک مطلب ہوتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ہے کہ اصل مصنف کے ارادے سے تعلق ہونا کہ اُس نے اپنے زمانہ میں کسی بحران یا ضرورت کا کیسے سامنا کیا۔اس ایک مطلب سے کئی ممکنہ اطلاق لئے جا سکتے ہیں۔یہ ہمارے مخاطبین کی ضروریات پر منحصر ہے لیکن ہمیشہ اصل مصنف کے مطلب سے تعلق رکھتا ہو۔

V۔تفسیر کا روحانی پہلو

میں نے تفسیر اور اس کے اطلاق میں متنی اور منطقی عمل پر کافی حدتک بحث کی ہے اب ہم مختصر طور پر تفسیر کے روحانی پہلو پر بات کریں گے۔ذیل کی فہرست میرے لئے مددگار رہوگی۔

الف۔روح القدس کی مدد کے لئے دُعا کریں (ا۔کرنتھیوں ا:۲۶۔۲:۱۶)

ب۔دانستہ گناہوں کے لئے خدا سے معافی اور پاکیزگی کی دُعا کریں (ا۔یوحنا ا:۹)

ج۔خدا کو جاننے کی شدید آرزو کے لئے دُعا کریں (زبور ۱۹:۷۔۱۴؛۴۲:۱؛۱۱۹:۱)

د۔فوراً کسی بھی نئی بصیرت کا اپنی زندگی پر اطلاق کریں۔

ہ۔حلیم اور تربیت پذیر رہیں۔

منطقی مرحلہ اور روح القدس کی راہنمائی میں توازن قائم کرنا بہت زیادہ مشکل کام ہے۔ذیل کے کُتب ان دونوں میں توازن رکھنے میں مددگار رہوں گے:

الف۔جیمس ڈبلیو۔سیئر کی کتاب Scripture Twisting کے صفحہ ۱۷۔۱۸ سے

بصیرت خدا کے ذہن سے آتی ہے صرف روحانی طور پر مضبوط ہونے سے نہیں۔ بائبلی مسیحیت کو سیکھنے کے لئے کسی گُرو، روحانی اُستاد، ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جو دُرست تفاسیر کرنے میں آگے ہیں۔اور اس طرح جب روح القدس ہمیں روحانی بصیرت، علم اور حکمت نعمتیں دیتا ہے تو وہ پابندی عائد نہیں کرتا کہ یہ محض بااختیار مسیحی مفسروں کو ہی مل سکتی ہیں۔یہ اُس کے ہر لوگوں کے لئے ہے کہ وہ سیکھیں، پڑھیں اور بائبل کے حوالہ سے اُس پر سوچ بچار کریں جو کہ اُن کے لئے بھی اختیار کا معیار ہے جو خاص اہلیتوں کا حامل ہیں۔ان ساری باتوں کا خلاصہ کرتے ہوئے میں نے یہ ساری کتاب میں ذکر کیا ہے کہ بائبل تمام انسانیت کے لئے خدا کا حقیقی مکاشفہ ہے جو ہمارے سب معاملات میں بااختیار ہے ان پر بات کرتی ہے۔مگر یہ بالکل اسرار نہیں ہے بلکہ ہر ثقافت سے تعلق رکھنے والا عام آدمی بھی اِسے بڑی حدتک سمجھ سکتا ہے۔

ب۔کیرکگارڈ کی کتاب Protestant Biblical Interpretation کے صفحہ ۷۵ سے

کیر کگارڈ کے مطابق گرائمر، لغات اور تاریخی اعتبار سے بائبل کا مطالعہ اہم ہے لیکن اس سے پہلے بائبل کا سچا مطالعہ ضروری ہے۔ بائبل خدا کا کلام ہے اس لئے ہر ایک اِسے منہ کے وسیلہ دل سے پڑھنا چاہیے، تا کہ پوری رضامندی سے خدا سے گفتگو ہو۔ بائبل کو بلا سوچ سمجھ اور لا پرواہی سے پڑھنا یا نصاب کی کتاب کے طور پر یا پیشہ وارانہ طور پر پڑھنا اسے خدا کے کلام کے طور پر پڑھنا نہیں ہے۔ جب کوئی اسے محبت کے خط کے طور پر پڑھتا ہے تو اسے خدا کے کلام کے طور پر پڑھتا ہے۔

ج۔ سی ایچ ایچ رولے کی کتاب The Relevance of the Bible کے صفحہ ۱۹ سے

محض بائبل کی علمی سمجھ بوجھ ہی کافی نہیں بلکہ اس کے مکمل خزانوں کو حاصل کرنا چاہیے۔ یہ ایسی سمجھ بوجھ کے لئے نہیں بلکہ یہ مکمل سمجھ بوجھ کے لئے ہے۔ یہ روحانی خزانوں کی روحانی سمجھ بوجھ دیتی ہے۔ اور اس روحانی سمجھ بوجھ کے لئے علمی استعداد سے بڑھ کر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ روحانی چیزیں روحانی طور پر سمجھ جاتی ہیں اور بائبل کے طالب علموں کو روحانی بصیرت، خدا کو پانے کی جستجو کی کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے جو سائنسی علم اور تمام کتابوں سے بڑھ کر دانائی بخشتا ہے۔

VI۔ اس تفسیر کا طریقہ کار

یہ مطالعاتی راہنما تفسیر آپ کے تفسیری مراحل کو ذیل کے طریقوں سے مدد دینے کے لئے ترتیب دی گئی ہے:

الف۔ ہر کتاب کا ایک مختصر تعارفی خاکہ پیش کیا گیا۔ جب آپ اپنے مطالعہ کا تیسرے مرتبہ کا عمل پورا کر لیں تو اس کے مطابق اُس کو پرکھیں۔

ب۔ ہر باب کے آغاز پر آپ کو متن کے حوالہ سے معلومات ملیں گی۔ یہ آپ کی مدد کریں گی کہ آپ ادبی اکائیوں کو کیسے ترتیب دیں گے۔

ج۔ ہر باب کے آغاز میں یا بڑے ادبی حصوں کو پیراگراف میں تقسیم کے ساتھ مختلف جدید تراجم میں سے پیش کیا گیا۔

۱۔ دی یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی یونانی متن، (طباعت چہارم) ریوائزڈ (یو بی ایس ۴)

۲۔ نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، ایپ ڈیٹ ۱۹۹۵ (این اے ایس بی)

۳۔ نیو کنگ جیمس ورژن (این آر ایس وی)

۴۔ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن (ای آر ایس وی)

۵۔ ٹوڈیز انگلش ورژن (ٹی ای وی)

۶۔ یروشلیم بائبل (جے بی)

پیراگراف کی تقسیم الہام نہیں ہے۔ یہ سیاق و سباق کی مدد سے پرکھے جا سکتے ہیں۔ کئی جدید تراجم جو ترجمانی نظریہ اور الہیاتی پہلوؤں سے ہیں کے موازنہ سے ہم اس قابل ہوتے ہیں کہ مجوزہ ڈھانچہ ترتیب دیں جو اصل مصنف کے خیال کے مطابق ہو۔ ہر پیراگراف میں ایک سچائی ہوتی ہے۔ یہ موضاعاتی جملہ کہلاتا ہے یا متن کا مرکزی خیال۔ یہ خیال تاریخ اور گرائمر کے اعتبار سے تفسیر کی کنجی ہے۔ کسی کو بھی کم از کم ایک پیراگراف پر تفسیر، منادی یا تعلیم نہیں دینی چاہیے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر پیراگراف اپنے

آ گے اور پیچھے کے پیرا گرافوں سے منسلک ہوتا ہے۔اس لئے پیرا گراف کی سطح کا خاکہ بہت اہم ہے۔ہمیں اصل ملہم مصنف کے ارادے کے موضوع کی منطقی روانی کا بھی خیال رکھنا ہے۔

د۔بوب کے نوٹس میں آیت با آیت تفسیری طریقہ کار کو اپنایا گیا ہے۔یہ ہمیں اصل مصنف کے ارادے کی پیروی کرنے پر مجبور کرتا ہے۔یہ نوٹس کئی اعتبار سے ذیل کی معلومات فراہم کرتے ہیں۔

۱۔ادبی سیاق وسباق

۲۔تاریخی،ثقافتی بصیرت

۳۔گرائمر کی معلومات

۴۔لفظی مطالعہ

۵۔متعلقہ متوازی حوالہ جات

ہ۔تفسیر میں کئی نکات پر دیگر جدید تراجم کے ساتھ امریکن سٹینڈرڈ بائبل کے چھپے ہوئے متن (اپ ڈیٹ ۱۹۹۵) کو اضافی طور پر دیا گیا ہے:

۱۔نیو کنگ جیمس ورژن، جو کہ متنی دستاویز کے مطابق ہے (ٹیکسٹوس رسپٹوس Textus Receptus)۔

۲۔نی ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن (ای آر ایس وی) جو کہ لفظ بہ لفظ نیشنل کونسل آف چرچز کی طرف سے نظر ثانی شدہ ایڈیشن ہے۔

۳۔ٹوڈیز انگلش ورژن (ٹی ای وی)، جو کہ امریکن بائبل سوسائٹی کے ترجمہ کے متوازن ہے۔

۴۔یروشلیم بائبل جو کہ فرانسیسی کیتھولک بائبل کا انگریزی ترجمہ ہے۔

ز۔وہ جو یونانی نہیں جانتے،ان کے لئے انگریزی کے تراجم کا موازنہ کرنا کافی مددگار رہوگا کہ متنی مسائل کو شناخت کر سکیں جیسا کہ

۱۔دستاویز میں تغیرات

۲۔لفظ کے متبادل معنی

۳۔گرائمر کے اعتبار سے مشکل الفاظ اور ساخت

۴۔مبہم عبارتیں

اگر چہ انگریزی کے تراجم ان مسائل کو حل نہیں کر سکتے مگر یہ گہرے اور مکمل مطالعہ کے لئے آپ کے ہدف مہیا کر سکتے ہیں۔

ح۔ہر باب کے اختتام پر متعلقہ سوالات دیئے گئے ہیں جن پر بحث کرکے آپ اس باب کے بڑے تفسیری معاملات کو دیکھ سکیں گے۔

عبرانی فعلی صورتوں کی مختصر تعریف جو کہ تفسیر پر اثر انداز ہوتی ہیں

ا۔ عبرانی کی مختصر تاریخی پیش رفت

عبرانی شمال مغربی ایشیا کی سامی زبانوں کے خاندان سے ہے۔اس کا نام (جدید علما کا دیا ہوا ہے) نوح کے بیٹے سم (پیدائش ۵:۳۲؛۶:۱۰) سے آتا ہے۔سم کی اولاد پیدائش ۱۰:۲۱۔۳۱ میں بطور عرب،عبرانی،سریانی،رامی اور اسوری درج ہیں۔ دراصل کچھ سامی زبانیں وہ قومیں بھی بولتی ہیں جو حام کی نسل سے ہیں (پیدائش ۱۰:۶۔۱۴)،کنعان،فنیکے،اور ایتھوپیا۔عبرانی ان سامی زبانوں کے جنوب مغربی گروہ کا حصہ ہے۔جدید علما نے اس قدیم زبان کے نمونوں کو گروہی شکل میں تقسیم کیا ہے:

الف۔اموری (ماری تختیاں ۱۸ویں صدی ق م سے اکادمیں)

ب۔کنعانی (راس شمرہ کی تختیاں ۱۵ویں صدی ق م سے اگارامیں)

ج۔کنعانی (امرانہ کے خطوط ۱۴ویں صدی ق م سے کنعانی اکادمیں)

د۔فینیکے (عبرانی فینیکے حروف تہجی استعمال کرتی ہے)

ہ۔موابی (مشا کا پتھر ۸۴۰ ق م)

ز۔ارامی (فارسی سلطنت کی سرکاری زبان پیدائش ۳۱: ۴۷ (دولفظ)؛ یرمیاہ ۱۰:۱۱؛ دانی ایل ۲:۴۔۶، ۷:۲۸؛ عزرا ۴:۸۔۶:۱۸، ۷:۱۲۔۲۶ میں استعمال ہوئی اور پہلی صدی عیسوی میں فلسطین کے یہودی بولتے تھے)۔

عبرانی زبان کو یسعیاہ ۱۹:۱۸ میں ''کنعانی زبان'' کہا گیا ہے۔اس کو پہلی مرتبہ ۱۸۰ ق م میں یشوع بن سیراخ کی حکمت کی کتاب کے تعارفی حصہ میں عبرانی کہا گیا (اور کچھ اس سے پہلے، Anchor Bible Dictionary کی چوتھی جلد کے صفحہ ۲۰۵ کو دیکھیں)۔یہ موابی زبان اور یوگاریت میں استعمال ہونے والی زبان کے بہت قریب ہے۔قدیم عبرانی زبان کی مثالیں بائبل سے باہر پائی گئیں جو کہ:

ا۔گزری کیلنڈر ۹۲۵ ق م (ایک سکول کے طالب علم کی تحریر)

۲۔سیلوام دستاویز ۷۰۵ ق م (سیدھی لکھائی)

۳۔سامری استراکا، ۷۷۰ ق م (بے ترتیب شاعری میں موصول کا اندراج)

۴۔لکیش کے خطوط ۵۸۷ ق م (جنگی خط وخطابت)

۵۔مکابی سکے اور مُہریں

۶۔کچھ بحر مُردار کے مخطوطات کا متن

۷۔اور کئی دستاویز ("Languages [Hebrew]" ABD 4:203ff)

یہ تمام سامی زبانوں کی طرح تین حروف سے لفظ (سہ حرفی جڑ) بناتی ہے۔اس زبان میں لچک نہیں ہے۔سہ حرفی لفظی جڑ لفظ کا

مطلب بیان کرتی ہے جبکہ سابقے ، لاحقے یا اندرونی اضافے قواعد کا عمل سرانجام دیتے ہیں (بعدازاں صوتے ، سیوگرین کی کتاب Linguistic Analysis of Biblical Hebrew کے صفحہ ۴۶۔۴۹ دیکھیں)۔عبرانی ذخیرہ الفاظ شاعری اور نثر کے مابین فرق ظاہر کرتے ہیں۔الفاظ کے معنی لوک ماخذ سے تعلق رکھتے ہیں (لسانیاتی اصل نہیں ہے)۔الفاظ اور اُن کی آواز بہت عام ہے (Paronomasia)۔

II۔اظہار کے پہلو

الف۔فعل

عمومی لفظی ترتیب فعل ، اسم ضمیر ، فاعل (جس کے ساتھ متغیرات شامل ہوتے ہیں)، معفول (جس کے ساتھ متغیرات شامل ہوتے ہیں) ہے۔بنیادی غیر نشانیہ فعل ''قل''، ''مکمل''، ''مذکر''، واحد قسم ہے۔یہ ترتیب عبرانی اور ارامی لغات کے مطابق ہے۔

افعال کے ظاہر کرنے کے لئے اُتار چڑھاؤ

۱۔واحد، جمع ، تثنیہ

۲۔جنس: مذکر اور مونث (مخنث نہیں ہوتا)

۳۔کیفیت: استقرائی ، فاعلی ، حکمیہ (عمل اور حقیقت کے تعلق سے)

۴۔زمانہ (پہلو)

الف۔فعل مکمل ، آغاز ، جاری اور ایک عمل کی حتمی صورت کو مکمل ظاہر کرتا ہے۔عموماً یہ قسم ماضی کے عمل کے لئے استعمال ہوتی تھی ، جو چیز واقع ہوئی۔جے واش والٹس اپنی کتاب A Survey of Syntax in the Hebrew Old Testament میں کہتا ہے کہ ''واحد پورے طور پر فعل مکمل کے ذریعہ بیان ہوتا ہے اور حتمی سمجھا جاتا ہے۔ایک فعل نامکمل ایک ممکنہ حالت کو ظاہر کرتا ہے یا خواہش یا متقاضی کو، لیکن ایک فعل مکمل اسے حقیقی، بعین اور یقینی کے طور پر دیکھتا ہے'' (صفحہ ۳۶)۔

ایس۔آر۔ڈرائیور اپنی کتاب A Treatise on the Use of the Tenses in Hebrew میں بیان کرتا ہے کہ ''فعل مکمل کا اطلاق اعمال کے مکمل ہونے کا اشارہ کرتا ہے جو کہ بلاشبہ مستقبل میں ہوتا ہے لیکن اس کو غیر متبدل مستقل مزاجی پر منحصر سمجھا جاتا ہے کہ جو بولا گیا وہ حقیقت میں وقوع ہوگا: پس ایک قرارداد، وعدہ یا عقیدہ ، خاص طور الٰہی اکثر فعل مکمل میں بیان کیا جاتا ہے'' (صفحہ ۱۷، مثلاً نبوتی فعل مکمل)۔

رابرٹ بی۔کشولم (جونئیر)، اپنی کتاب From Exegesis to Exposition میں اس فعلی شکل کو یوں بیان کرتا ہے کہ ''مکمل طور بیرونی حالت کو دیکھتا ہے۔اس طرح کہ یہ سادہ حقیقت ظاہر کرتا ہے جیسے کہ یہ ایک عمل یا حالت ہو (موجودگی یا ذہنی حالت کو)۔جب افعال کو استعمال کرتا ہے تو یہ ایک مقرر یا بیان کرنے والے کے خطیبانہ نکتہ نظر (یہ نکتہ نہیں ہے کہ خواہ یہ حقیقت میں ہے یا نہیں ہے) کو ظاہر کرتا ہے۔فعل مکمل ماضی ، حال یا مستقبل کے ایک عمل یا حالت سے متعلق ہوتا ہے۔جیسا کہ اوپر دیکھا گیا کہ، وقتی دائرہ کار جو کہ کسی پر اثر انداز ہوتا ہے کہ کوئی کیسے انگریزی کی مانند زمانوی ترتیب کی زبان میں فعل مکمل کا ترجمہ کرے،

اُسے لازماً سیاق وسباق کا خیال رکھنا ہوگا'' (صفحہ ۸۶)۔

ب۔ فعل نامکمل، ایک ایسے عمل کو پیش کرتا ہے جو جاری ہو (نامکمل، دُہرایا جانے والا، جاری یا اتفاقیہ)، اکثر کسی ہدف کی طرف حرکت۔ عموماً یہ قسم حال اور مستقبل کے زمانے کو استعمال کرتی ہے۔

جے واش واٹس اپنی کتاب A Survey of Syntax in the Hebrew Old Testament میں کہتا ہے کہ ''تمام فعل نامکمل، ایسی حالت کو بیان کرتے ہیں جو نامکمل ہو۔ یہ دُہرایا جانا، پیش رفت ہونا یا اتفاقیہ ہونا ہوسکتا ہے۔ باالفاظ دیگر جُزوی طور پر جاری یا جُزوی طور پر مکمل۔ تمام حالتوں میں یہ جزوی ہوتے ہیں جیسا کہ ''نامکمل'' (صفحہ ۵۵)۔

رابرٹ بی۔ کشولم (جونیئر)، اپنی کتاب From Exegesis to Exposition میں بیان کرتا ہے کہ ''ایک تصور میں فعل نامکمل کے جوہر کو کم کرنا مشکل ہے، کیونکہ یہ رُخ اور کفیت دونوں کو شامل کرتا ہے۔ بعض اوقات فعل نامکمل استقرائی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور ایک معقولی بیان بناتا ہے۔ دوسرے وقت میں یہ زیادہ فاعلی عمل، فرضیہ، اتفاقیہ، ممکنہ اور اس طرح اور کئی کیفیتوں میں دیکھائی دیتا ہے (صفحہ ۸۹)۔

ج۔ واو کا استعمال، جو کہ ایک فعل کے عمل کو پچھلے فعل سے ملاتا ہے۔

د۔ حکمیہ، جو مقرر کے ارادے یا سُننے والوں کی قوت عمل پر منحصر ہوتا ہے۔

ہ۔ قدیم عبرانی میں وسیع سیاق وسباق کے ذریعہ تصنیفی ارادے کو وقت کے اعتبار سے پرکھا جاسکتا ہے۔

ب۔ اُتار چڑھاؤ کی سات بڑی اقسام (مصادر) اور اُن کے بنیادی مطلب

حقیقت میں یہ اقسام ایک سیاق وسباق میں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑوں میں کام کرتی ہیں الگ الگ نہیں۔

ا۔ قل (قال)، تمام اقسام کی عام ترتیب اور بنیادی شکل۔ یہ ہونے والے سادہ عمل یا حالت کو بیان کرتی ہے۔ اس پر کوئی خاصیت یا وجہ لاگو نہیں ہوتی۔

۲۔ نعفل، دوسری عام ترین قسم۔ یہ عموماً غیر فعال ہوتی ہے لیکن اس قسم کا کام عموماً جوابی اور رجعی ہوتا ہے۔ اس پر بھی کوئی خاصیت یا وجہ لاگو نہیں ہوتی۔

۳۔ پعل، یہ قسم فعال ہوتی ہے اور کسی عمل کے وقوع پذیر ہونے کی حالت کو بیان کرتی ہے۔ قل (مصدر) کے بنیادی مطلب ہونے کی حالت میں اضافہ یا وسعت ہوتی ہے۔

۴۔ پُعل، یہ پعل کا غیر فعال حصہ ہے۔ اس کا اظہار اکثر ترکیبی حالت میں ہوتا ہے۔

۵۔ ہفپعل، جو کہ جوابی اور رجعی جڑ ہے۔ یہ اعادہ یا دورانیہ کے عمل میں پعل مصدر میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی لطیف غیر فعال شکل ہُفپعل کہلاتا ہے۔

۶۔ ہفل، پعل کے برعکس وقوع پذیر ہونے والے مصدر کی فعال شکل ہے۔ یہ اِباحتی پہلو بھی رکھ سکتی ہے لیکن عام طور پر یہ کسی واقعہ کے وقوع ہونے کا حوالہ دیتی ہے۔ ارنسٹ جنی، ایک جرمن عبرانی ماہر گرائمر یقین رکھتا تھا کہ پعل کسی چیز کے وجود میں آنے

کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔
۷۔ہوفل، ہفل کا غیر فعال حصہ ہے۔یہ آخری دو مصادر ان سات میں سے کم استعمال ہوتی ہیں۔
ان معلومات میں سے زیادہ تر ایم او کونور اور بروس کے واک کی کتاب An Introduction to Biblical Hebrew Syntax کے صفحہ ۳۴۳۔۳۵۲ سے لی گئی ہیں۔
اقسام اور وقوع پذیری کا چارٹ: عبرانی نظام فعل کو سمجھنے کے لئے اور اِس کی آوازوں کے تعلق کے انداز کو سمجھنے کے لئے۔کچھ مصادر دوسر مصادر کے برعکس ہیں (جیسا کہ قل کے نفعل؛ پعل کے ہفل)۔
درج ذیل چارٹ میں فعل مصدر کے وقوع پذیر ہونے کے اعتبار سے بنیادافعال کو دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

آواز یا فاعل	دوسری قسم میں نہیں	فعال ثانوی قسم	غیر فعال ثانوی قسم
فعال	قل	ہِفعل	پِعل
درمیانہ غیر فعال	نفِل	ہُفل	پُعل
جوابی/رجعی	نِفل	ہِفِل	ہِفعل

یہ چارٹ فعلی نظام کی بہترین بحث سے لئے گیا ہے جو کہ نئی اکادی تحقیق کی روشنی میں ترتیب پایا (ایم او کونور اور بروس کے واک کی کتاب An Introduction to Biblical Hebrew Syntax کے صفحہ ۳۵۴۔۳۵۹)۔
آر ایچ کنٹ کی کتاب A Short Account of the Hebrew Tenses میں ضروری آگاہی دی گئی ہے کہ:
میں نے تدریس میں یہ پایا ہے کہ طالب علموں کی عبرانی فعل بڑی مشکل اُن کے معنی پر گرفت پانا ہے جو کہ عبرانیوں کے ذہنوں سے اُن تک پہنچیں، اس کا مطلب ہے کہ ہر عبرانی زمانوں کے مخصوص لاطینی یا انگریزی عددی اشکال جو خاص زمانہ میں عام طور پر ترجمہ کی گئیں کو متوازن اشکال دینا ہے۔اس کے نتیجہ میں بہتوں کو ان معنوں کے بہتر عکس دیکھنے میں ناکامی ہوئی جو کہ عہد عتیق کی زبان کو ایک زندگی اور جذبہ دیتے ہیں''۔
''عبرانی فعل کے استعمال میں محض مشکل دیکھنے کے نکتہ پر ہے، جو ہمارے فعل سے بہت مختلف ہے جسے عبرانی میں ایک عمل کے طور پر لیا جاتا ہے؛ وقت، جو ہمارے لئے پہلی سمجھ ایک لفظ کے طور پر ہے''زمانہ''، ان کے نزدیک ثانوی حیثیت کا معاملہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک طالب علم کو ان پر پورا عبور حاصل ہو نہ کہ انگریزی یا لاطینی کے اُن فعل پر جو کہ عبرانی زمانوں کے ترجمہ میں استعمال ہو سکتے ہیں، اس کی بجائے ہر عمل کے رُخ پر عبور ہو جو کہ عبرانی ذہن کے مطابق ہے۔
''نام''زمانہ'' عبرانی فعل پر لاگو کرنا درست نہیں۔نا نہاد عبرانی زمانہ وقت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ صرف ایک عمل ہی حالت کو۔در حقیقت یہ اُلجھن کے لئے نہیں کہ''حالت'' کا اطلاق اسم اور فعل پر ہو، حالت زمانہ کی نسبت بہتر لفظ ہے۔یہ ہمیشہ ذہن کی پیداوار ہوتی ہے کہ عبرانی فعل کا ایک حد مقرر کیے بغیر انگریزی میں ترجمہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے جو کہ عبرانی میں بالکل غیر حاضر ہوتا ہے۔قدیم عبرانی میں ایک عمل کو کبھی بھی ماضی، حال یا مستقبل میں میں نہیں سمجھا گیا بلکہ فعل مکمل میں جیسا کہ مکمل، فعل نامکمل،

بطور پیش رفت۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک مخصوص عبرانی زمانہ انگریزی میں فعل مکمل، ماضی بعید یا مستقبل کو مخاطب ہے تو ہماری اس سے مُراد یہ نہیں ہوتی کہ عبرانی اس کو فعل مکمل، ماضی بعید یا مستقبل کے طور پر لے رہی ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ انگریزی میں اس کا ترجمہ ایسا کیا گیا۔ ایک عمل کا وقت عبرانی میں کسی فعل کی شکل سے ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کرتی'' (دیباچہ اور صفحہ ا)۔

سیوگرام اپنی کتاب Linguistic Analysis of Biblical Hebrew میں ایک دوسری آگاہی پیش کرتے ہیں ہوئے ہمیں یاددلاتے ہیں کہ:

'' خواہ جدید علما قدیم مُردہ زبانوں کی معنوی دائرہ کار اور احساسی تعلق کی تعمیر نو کر لیں تو کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ اُن کو جانا جائے یہ سوائے اُن کے اپنے نظریات کی عکاسی ہو گی، یا اُن کی اپنی زبان کی یا اُن دائرہ کاروں کی جو قدیم عبرانی میں پائے جاتے ہیں'' (صفحہ ۱۸۲)۔

ج۔ عمومی کیفیت

ا۔ یہ ہوا، ہو رہا ہے (اشاراتی)، عموماً فعل مکمل یا مکمل جاری کا استعمال کرتے ہیں (تمام مکمل جاری اشاراتی ہوتے ہیں)۔

۲۔ نشانیہ فعل نامکمل زمانہ کا استعمال ہوتا ہے۔

الف۔ (ا) گروہی (ح، ہ کے اضافہ کے ساتھ)، صغیہ مکمل حاضر جو کہ عموماً ظاہر کرتا ہے؛ ایک خواہش، درخواست، یا ذاتی حوصلہ افزائی (جیسا کہ مقرر سے اعمال سرانجام پاتے ہیں)۔

(۲) صیغہ اَمر (اندرونی تبدیلیاں)، صیغہ نامکمل غائب (منفی فقرے میں صیغہ حاضر بن سکتا ہے) جو کہ عام طور پر درخواست، اجازت، ترک یا نصیحت کو پیش کرتا ہے۔

ب۔ فعل مکمل کا لُو یا لُول کے ساتھ استعمال

یہ اشکال یونانی میں مستعمل ثانوی جماعت شرطیہ جملوں کے جیسی ہیں۔ ایک جھوٹا بیان (پروٹاسس) جھوٹے نتیجہ (اپوڈوسس) کو لاتا ہے۔

ج۔ فعل نامکمل اور لُو کا استعمال

سیاق وسباق اور لُو، کے ساتھ ساتھ مستقبل کا اظہار، تمنائی استعمال کو پیش کرتا ہے۔ جے واش واٹس اپنی کتاب A Survey of Syntax in the Hebrew Old Testament سے ذیل میں کچھ مثالیں ہیں:

پیدائش ۱۳:۱۶؛ استثنا ۱:۱۲؛ ۱۔سلاطین ۱۳:۸؛ زبور ۲۴:۳؛ یسعیاہ ۱:۱۸ (صفحہ ۷۶۔۷۷ دیکھیں)۔

د۔ واونسبتی/سلسلہ وار/معکوسی:۔ یہ منفرد طور پر عبرانی (کنعانی) ترکیب نحوی کے حرف سے سال ہا سال سے اُلجھن میں ڈال رکھا ہے۔ یہ ادبی صنف کی بنیاد پر کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ اُلجھن کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی علما یورپی تھے اور انہوں نے اپنی مقامی زبان میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی۔ جب یہ مشکل لگا تو انہوں نے عبرانی کو ایک قدیم اور پرانے زمانہ کی زبان ہونے کا الزام دیا۔ یورپی زبانیں زمانوی (وقت) کی بنیاد پر فعل رکھتی ہیں۔ کچھ ضمنی اقسام اور قواعد وانشا کو واو کا حرف لگانے سے فعل مکمل

یافعل ناکمل کے مصادر بنایا گئے۔اس نے طریقہ کار کو بدلا کہ عمل یوں ظاہر ہوا:

۱۔تاریخی بیان میں فعل کو معیاری انداز میں ایک زنجیر میں اکٹھا کر دیا گیا۔

۲۔واو،بطور لاحقہ کے پچھلے فعل کے ساتھ خاص تعلق کو ظاہر کرتا تھا۔

۳۔وسیع سیاق وسباق اس فعلی زنجیر کو سمجھنے کی کنجی بنتا ہے۔سامی فعل کا الگ سے تجزیہ نہیں کیا جا سکتا۔

جے واش واٹس اپنی کتاب A Survey of Syntax in the Hebrew Old Testament میں عبرانی میں فرق کو واضح کرتا ہے جو فعل مکمل اور فعل ناکمل سے پہلے واو کے استعمال کرتی ہے(صفحہ۵۲۔۵۳)۔ فعل مکمل کا بنیادی تصور ماضی کے طور پر ہے اور واو کا استعمال اسے اکثر مستقبل کے وقت کے لحاظ سے پیش کرتا ہے۔یہ فعل ناکمل کے لئے بھی درست ہے جس کا بنیادی تصور حال یا مستقبل کا ہے؛ واو لگانے سے زمانہ کے بنیادی معنی میں تبدیلی نہیں آتی۔واو کے ساتھ فعل مکمل نبوت کے ساتھ کام کرتا ہے جبکہ واو فعل ناکمل میں نثر کے ساتھ کام کرتا ہے(صفحہ۵۴،۶۸)۔

واٹس اس تعریف کو جاری رکھتا ہے کہ ''واو حروف جار اور واو سلسلہ وار کے مابین بنیادی فرق ذیل کے تفاسیر میں پیش کیا گیا ہے:

۱۔واو حروف جار ہمیشہ اشارتی ایک متوازی کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔واو حروف جار ہمیشہ ایک ترتیب کو ظاہر کرتا ہے۔یہ واو کی واحد شکل ہے جو کہ فعل ناکمل کے ساتھ استعمال ہوتی ہے۔فعل ناکمل کے مابین تعلق عارضی تسلسل،منطقی تسلسل،منطقی وجہ یا منطقی معکوسیت میں ہو سکتا ہے(صفحہ۱۰۳)۔

ہ۔ مصادر:۔ مصادر کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مصدر مطلق،جو کہ ''بطور فاعل ٹھوس،خود انحصار اور پُر اثر ڈرامائی اثررات کا استعمال کرتے ہیں۔ان کا عموماً کوئی تحریری فعل نہیں ہوتا،تاہم فعل کا ہونا سمجھا جاتا ہے تاہم لفظ از خود اکیلا ہی ہوتا ہے''(جے واش واٹس، A Survey of Syntax in the Hebrew Old Testament صفحہ۹۲)۔

۲۔مصدر ساخت،''جو کہ گرائمر کے اعتبار سے جملے کے ساتھ حروف جار،ملکیتی ضمائر اور ساختی تعلق سے متعلقہ ہوتے ہیں''(صفحہ ۹۱)۔

جے وینگرین اپنی کتاب A Practical Grammar for Classical Hebrew میں ساخت کو بیان کرتا ہے کہ:''جب دو(یا زیادہ)الفاظ اتنے قریب سے اکٹھے ہوں کہ وہ یک ترکیبی خیال سے ایک خود انحصار لفظ(یا الفاظ)کو بنائیں ایسی حالت کو ساختی حالت کہیں گے''(صفحہ۴۴)۔

و۔ استہفامیہ

۱۔یہ ہمیشہ جملے ہیں سب سے پہلے آتے ہیں۔

۲۔تفسیری اہمیت کے حامل

الف۔ ہا۔۔۔ردعمل کی توقع نہیں کرتا

ب۔ ہالو۔۔۔مصنف ’’ہاں‘‘ میں جواب کی توقع کرتا ہے۔

ز۔ منفی

ا۔ یہ ہمیشہ اُن الفاظ سے پہلے آتے ہیں جن کی نفی کی گئی ہو۔

۲۔زیادہ تر نفی کے لئے استعمال ہونے والا لفظ ’’لو‘‘ ہے۔

۳۔اصطلاح ’’عل‘‘ کا اتفاقی مفہوم ہوتا ہے اور ان کا استعمال COHORTATIVES اور JUSSIVES کے ساتھ ہوتا ہے۔

۴۔اصطلاح لبھیلیت کا مطلب ’’اس لحاظ سے نہیں کہ‘‘ کے طور پر مصادر میں ہوتا ہے۔

۵۔اصطلاح عن کا استعمال اشتقاقیہ فعل کے ساتھ ہوتا ہے۔

ح۔مشروطی جملے

ا۔ یونانی میں بنیادی طور پر چار قسم کے مشروطی جملے ہوتے ہیں۔

الف۔کسی چیز کے وقوع ہونے کا خیال کیا جانا یا اُس کا مکمل ہونے کا سوچنا (یونانی میں پہلا درجہ)۔

ب۔کسی ایسے واقعہ کے تضاد میں جس کا مکمل ہونا ناممکن ہو (یونانی میں دوسرا درجہ)

ج۔کوئی چیز جو ممکن ہو یا ہمیشہ متوقع ہو (تیسرا درجہ)

د۔وہ چیز جو کم متوقع ہو، اس لئے اُس کی تکمیل مذبذب ہو (چوتھا درجہ)

۲۔ گرائمر کے نشانات

الف۔حقیقی حالت یا دُرست ہونے کا تصور ہمیشہ ایک فعل مکمل استعمال ہوتا ہے یا اشتقاقیہ فعل اور عموماً شرطیہ جملہ کا کلمہ ذیل کے نشانات سے متعارف کروایا جاتا ہے:

(۱) اِم

(۲) کی (یا اشار)

(۳) ہن یا ہنے

ب۔ واقعہ کی متضاد حالت کو ہمیشہ فعل کے مکمل پہلو یا اشتقاقیہ کے ساتھ لو یا لو لے اشتقاقیہ فعل کے ساتھ متعارف کروایا جاتا ہے۔

ج۔ زیادہ مذبذب حالت کو ہمیشہ فعل نامکمل یا شرطیہ جملے کے کلمہ کی اشتقاقیہ حالت کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، عموماً ’’اِم یا کی‘‘ کا تعارفی اشتقاقیہ فعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

د۔ کم مذبذب حالت میں نامکمل فاعل کو شرطیہ جملے کے کلمہ کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے اور ’’اِم‘‘ کو تعارفی اشتقاقیہ فعل کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

یونانی قواعد کی حالتوں کی تعریفیں جو تفسیر کو متاثر کرتی ہیں

کوئنے یونانی کو اکثر یونانیت مائل یونانی بھی کہا جاتا ہے، جو کہ بحیرہ روم کی دُنیا کی عام زبان تھی جس کا آغاز اسکندر اعظم (۳۳۶ ق م ۔۳۲۳ ق م) کی فتوحات سے ہوا اور تقریباً آٹھ سو سال (۳۰۰ ق م ۔۵۰۰ عیسوی) کے بعد اختتام ہوا۔ یہ کوئی سادہ قدیم یونانی نہیں ہے بلکہ کئی انداز سے یونانی کی نئی شکل ہے جو کہ قدیم مشرق قریب اور بحیرہ روم کی دُنیا کی ثانوی زبان بنی۔

عہد نامہ جدید کی یونانی کئی طرح سے منفرد تھی کیونکہ اس کے استعمال کرنے والے ماسوائے لوقا اور عبرانیوں کے مصنف، شاید ارامی کو اپنی بنیادی زبان کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اس لئے اُن کی تصانیف ارامی ساختی اشکال اور محاورات سے متاثر تھیں۔ انہوں نے ہفتادی ترجمہ (پرانے عہد نامہ کا یونانی ترجمہ) کو بھی پڑھا اور اُس کا اقتباس کیا جو کہ کوئنے یونانی میں لکھا گیا تھا۔ لیکن ہفتادی ترجمہ اُن یہودیوں نے لکھا تھا جن کی مادری زبان یونانی نہیں تھی۔

یہ ہمیں اس بات کی یاددہانی کرواتا ہے کہ ہم نئے عہد نامہ کو ٹھوس گرائمر کی ساخت میں نہ محدود کر دیں۔ یہ منفرد اور (۱) ہفتادی ترجمہ؛ (۲) یہودی تصانیف جیسا کہ یوسیفس اور (۳) مصر میں دریافت ہونے والے پپائرس کے ساتھ کافی ملتا جلتا ہے۔ تو پھر ہم نئے عہد نامہ کی گرائمر کا تجزیہ کرنے کے لئے کونسا طریقہ کار اپنائیں؟

کوئنے یونانی اور نئے عہد نامہ کی کوئنے یونانی کی خصوصیات متغیر ہیں۔ یہ کئی انداز سے گرائمر کو سادہ کرنے کا وقت تھا۔ سیاق وسباق ہمارا بہتر راہنما ہے۔ الفاظ وسیع سیاق وسباق میں ہی معنی رکھتے ہیں اس لئے گرائمر کی ساخت کو ہم محض (۱) مخصوص مصنف کے انداز تحریر؛ (۲) اور مخصوص سیاق وسباق میں ہی سمجھ سکتے ہیں۔ یونانی حالتوں اور ساختوں کی کوئی حتمی تعریفیں ممکن نہیں ہیں۔

ابتدا میں کوئنے یونانی ایک زبانی/صوتی زبان تھی۔ اس لئے اکثر عموماً تفسیر کی کُنجی اس کی صوتی قسم اور حالت ہوتی ہے۔ بہت سے بنیادی اجزائے جملہ میں فعل پہلا آتا ہے تاکہ اس کی افضلیت کو ظاہر کرے۔ یونانی فعل کا تجزیہ کرنے میں تین طرح کی معلومات کو لازمی نوٹ کریں: (۱) زمانہ، آواز اور مزاج (تصریفی یا لفظی شکل) پر بنیادی زور؛ (۲) مخصوص فعل کا بنیادی مطلب (تدوین لغات)؛ اور (۳) سیاق وسباق کی روانی ((ترکیب نحوی)۔

ا۔ زمانہِ فعل

الف۔ زمانہِ فعل یا حالتیں افعال کے مکمل یا نامکمل ہونے سے متعلق ہیں۔ یہ اکثر ''فعل مکمل'' اور ''فعل نامکمل'' کہلاتے ہیں۔

۱۔ مکمل زمانہِ فعل کسی عمل کے وقوع ہونے پر زور دیتا ہے۔ مزید کوئی معلومات میسر نہیں ہوتیں ماسوائے جو کچھ واقع ہوا ہو۔ یہ شروع ہوتا ہے، مگر جاری رہنے یا انجام پانے کو بیان نہیں کرتا۔

۲۔ نامکمل زمانہِ فعل کسی عمل کی جاری حالت پر زور دیتا ہے۔ یہ خطی عمل کی اصطلاح میں بیان کیا جاسکتا ہے، استمراری عمل، جاری عمل وغیرہ۔

ب۔ زمانۂ فعل اس طرح اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے کہ مصنف عمل کی وقوع پذیری کو کیسے دیکھتا ہے۔

ا۔ یہ ہوا= فعل مضارع

۲۔ یہ ہوا اور ویسے ہی رہا= فعل مکمل

۳۔ یہ ماضی ہوا اور ویسا ہی رہا لیکن حال میں نہیں= فعل ماضی بعید

۴۔ یہ ہو رہا ہے= فعل حال

۵۔ یہ ہو رہا تھا و= فعل نامکمل

۶۔ یہ ہوگا= فعل مستقبل

یہ زمانہ فعل تفسیر میں کیسے مدد کرتے ہیں اس کی ایک بہترین مثال اصطلاح ''نجات'' ہوگی۔

فعل مضارع= نجات ملی (رومیوں ۸:۲۴)

فعل مکمل= نجات ملی ہے (افسیوں ۲:۵، ۸)

فعل حال= نجات ملتی ہے (ا۔کرنتھیوں ۲:۱۸؛ ۲:۱۵)

مستقبل= نجات پائے گا (رومیوں ۵:۹، ۱۰؛ ۹:۱۰)

ج۔ افعال کے زمانوں پر غور کرنے میں، مفسر اصل مصنف کی وہ وجہ تلاش کرتے ہیں جس کے باعث اُس نے مخصوص زمانہ کو اپنے اظہار کے لئے چُنا۔ جس فعل کے زمانہ کا تعین نہ ہو وہ فعل مضارع کہلاتا ہے۔ یہ باقاعدہ ''غیر مخصوص'' غیر نشان زدہ'' یا ''علامت کے بغیر'' فعلی حالت میں ہوتا تھا۔ یہ کئی طریقوں سے استعمال ہو سکتا ہے جس کا تعین سیاق و سباق کرتا ہے۔ یہ محض بیان کرتا تھا کہ کچھ واقع ہوا تھا۔ یہ ماضی کے حوالہ سے محض استقرائی انداز میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی اور زمانہ فعل استعمال ہوا تھا تو اس کا مطلب تھا کہ کسی چیز کی زیادہ خصوصیت پر زور ہے۔ لیکن کیا؟

ا۔ فعل مکمل:۔ یہ ایک مکمل عمل کے بارے میں بیان کرتا ہے جس کے نتائج آتے رہتے ہیں۔ ایک طرح سے یہ فعل مضارع اور فعل حال کا امتزاج ہے۔ عام طور ایک عمل کے یکساں نتائج پر زور ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر افسیوں ۲:۵ اور ۸، ''تم بچائے گئے اور بچائے جا رہے ہو''۔

۲۔ فعل ماضی بعید:۔ یہ فعل مکمل کی طرح کا ہے مگر یکساں نتائج سے مبرّا۔ مثال کے طور پر ''پطرس باہر دروازہ پر کھڑا رہا'' (یوحنا ۱۸:۱۶)۔

۳۔ فعل حال:۔ یہ فعل نامکمل یا نامکمل عمل کے بارے بیان کرتا ہے۔ اس میں عام طور پر واقعہ کے جاری رہنے پر زور ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، ''جو کوئی اُس میں قائم رہتا ہے وہ گناہ نہیں کرتا،'' ''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا'' (ا۔ یوحنا ۳:۶، ۹)۔

۴۔ فعل نامکمل:۔ اس زمانۂ فعل میں فعل حال کا تعلق فعل مکمل اور فعل ماضی بعید کے تعلق سے مطابقت رکھتا ہے۔ فعل حال مکمل ایسے

نامکمل عمل کا بیان کرتا ہے جو کہ واقع تو ہوا ہے مگر اب موقوف ہے یا ایسا عمل جو ماضی میں شروع ہوا ہو مثلاً ''اُسوقت یروشلیم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گردونواح کے سب لوگ نکل کر اُس کے پاس گئے'' (متی ۳:۵)۔

۵۔ فعل مستقبل:۔ یہ ایسے عمل کو بیان کرتا ہے جو کہ عموماً مستقبل کے دور میں ظاہر کیا گیا۔ اس کا زور ظاہری طور پر کچھ واقع ہونے کی بجائے اُس کی واقع ہونے کی اہلیت پر ہوتا ہے۔ مثلاً ''مبارک ہیں وہ۔۔۔۔ ہوں گے۔۔۔ (متی ۵:۴-۹)۔

۲۔ صوت (آواز)

الف۔ صوت (آواز) فعل کے عمل اور فاعل کے مابین تعلق کو بیان کرتی ہے۔

ب۔ فعل معروف فعل کے عمل کو ادا کرنے والے فاعل کے عام، متوقع، غیر تاکیدی انداز پر زور دیتی تھی۔

ج۔ فعل مجہول کا مطلب ہے کہ کسی بیرونی عنصر کے فعل کے باعث فاعل ایک عمل کو حاصل کرتا ہے۔ نئے عہد نامہ کی یونانی میں بیرونی عنصر کے پیدا کردہ عمل کو ذیل کے حروف جار اور حالتوں میں ظاہر کیا جاتا ہے:

۱۔ شخصی راست عنصر کو ''ہپو (hupo)'' کے ساتھ اخراجی حالت میں ظاہر کیا جاتا ہے (متی ۱:۲۲؛ اعمال ۲۲:۳۰ دیکھیں)۔

۲۔ شخصی درمیانی عنصر کو ''ڈیا (dia) کے ساتھ طفیلی حالت میں ظاہر کیا جاتا ہے (متی ۱:۲۲ دیکھیں)۔

۳۔ غیر شخصی عنصر کو عموماً ''این (en)'' کے ساتھ طفیلی حالت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

۴۔ بعض اوقات شخصی یا غیر شخصی عنصر کو صرف طفیلی حالت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

د۔ درمیانی حالت کا مطلب ہے کہ فاعل فعل کا عمل پیدا کرتا ہے اور براہ راست فعل کے عمل میں شامل ہوتا ہے۔ یہ اکثر شدید شخصی دلچسپی کی حالت کہلاتی ہے۔ یہ ساخت کسی طور پر جزِ فقرہ یا فقرہ کے فاعل پر زور دیتی ہے۔ یہ ساخت انگریزی میں نہیں پائی جاتی۔ یونانی میں اس کے کئی طرح کے ممکنہ ترجمہ اور معانی ہوتے ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں ذیل میں ہیں:

۱۔ فعل معکوس:۔ فاعل کا اپنے ہی اوپر راست عمل۔ مثلاً ''اپنے آپ کو پھانسی دی'' (متی ۲۷:۵)۔

۲۔ فعل تاکید:۔ فاعل اپنے لئے عمل پیدا کرتا ہے۔ مثلاً ''شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتہ کا ہمشکل بنالیتا ہے (۲۔ کرنتھیوں ۱۱:۱۴)۔

۳۔ فعل متلازم:۔ دو فاعلوں کا باہمی تعامل۔ مثلاً ''۔۔۔ اور مشورہ کیا'' (متی ۲۶:۳-۴)۔

۳۔ فعل کے مزاج

الف۔ عہد جدید کی یونانی زبان کے چار مزاج ہیں۔ یہ فعل اور حقیقت کے درمیانی تعلق کو ظاہر کرتے ہیں چاہے وہ مصنف کے ذہن میں ہی ہوں۔ فعل کے مزاج دو نمایاں اقسام میں تقسیم ہیں؛ وہ جو کہ حقیقت (اظہاریہ) کو ظاہر کرتے ہیں اور وہ جو امکانی ہیں (انشائیہ، اَمر اور تمنائی)

ب۔ اظہاریہ مزاج ایک عام مزاج تھا جو کہ ایسے عمل کو ظاہر کرتا تھا جو کہ وقوع ہو چکا تھا یا وقوع ہو رہا تھا چاہے مصنف کے ذہن میں ہی تھا۔ یہ یونانی کا واحد مزاج تھا جو کہ یقینی وقت کو ظاہر کرتا تھا اور یہ کہ پہلو ثانوی تھا۔

ج۔ انشائیہ مزاج ممکنہ مستقبل کے عمل کو ظاہر کرتا ہے۔ ایسا کچھ جو ابھی وقوع نہ ہوا ہو لیکن اُس کے وقوع ہونے کا امکان ہو۔ یہ کافی حد تک اظہاریہ مستقبل سے ملتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ فعل انشائیہ میں یہ شک کا درجہ موجود ہوتا تھا۔ انگریزی میں یہ عموماً

''could''،''would''،''may''یا''might''کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔

د۔ تمنائی مزاج ایک خواہش کا اظہار کرتا ہے جو کہ نظریاتی طور پر ممکن ہو۔ یہ انشائیہ کی نسبت حقیقت سے ایک قدم آگے سمجھا جاتا ہے۔تمنائی مزاج نے مخصوص حالتوں میں ممکنہ حالت کو ظاہر کیا۔مزاج اَمر نئے عہد نامہ میں نایاب ہے۔اس کا اکثر استعمال پولس رسول کے مشہور بیان ''ہرگز نہیں'' میں ہے(رومیوں ۳:۴، ۶، ۳۱؛ ۶:۲، ۱۵؛ ۷:۷، ۱۳؛ ۹:۱۴؛ ۱۱:۱، ۱۱؛ ۱۔کرنتھیوں ۶:۱۵؛ گلتیوں ۲:۱۷؛ ۳:۲۱؛ ۶:۱۴)۔اس کی دیگر مثالیں لوقا ۱:۳۸، ۲۰:۱۶؛ اعمال ۸:۲۰ اور ۱۔تھسلنیکیوں ۳:۱۱ میں ہیں۔

ز۔ مزاج اَمر میں ایک حکم ہوتا تھا جو کہ ممکن ہو لیکن بولنے والے کے ارادہ پر زور دیا جاتا تھا۔ یہ تشدد کے امکان کی صورت میں صادر ہوا اور دوسرے کے انتخابات پر مشروط تھا۔مزاج اَمر کا ایک خاص استعمال دُعاؤں اور اسم غائب کی التجاؤں میں ملتا تھا۔ یہ حکم محض نئے عہد نامہ میں زمانہ حال اور زمانہ مطلق میں ملتے تھے۔

ح۔ بعض فعل مطلق کو کسی اور قسم کے مزاج میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ نئے عہد نامہ کی یونانی میں بہت عام ہے،جنہیں عموماً ایک فعلی صفت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بنیادی فعل کے ساتھ جس کے ساتھ ان کا تعلق ہوتا ہے بطور حروف عطف ترجمہ کیا جاتا ہے۔ایک بڑی قسم کو ممکنہ طور پر فعل مطلق میں ترجمہ کیا جاتا تھا۔ یہ بہت ہے کہ کئی انگریزی تراجم کا موازنہ کیا جائے۔بیکر پبلشرز کی شائع کردہ ۲۶ تراجم میں بائبل بہت مددگار رہے۔

ط۔ کسی واقعہ کے اندراج کے لئے فعل مضارع معروف بیانیہ ایک عام یا معمولی طریقہ تھا۔کسی بھی زمانہ،آواز یا مزاج کی مخصوص تفسیری اہمیت ہوتی تھی جو اصل مصنف بیان کرنا چاہتا تھا۔

۴۔ یونانی مطالعاتی وسائل

اُس شخص کے لئے جو کہ یونانی کے ساتھ واقفیت نہیں رکھتا اُسے ذیل کے مطالعاتی وسائل ضروری معلومات فراہم کریں گے۔

Friberg, Barbara and Timothy. Analytical Greek New Testament. Grand Rapids: Baker, 1988.

Marshall, Alfred. Interlinear Greek-English New Testament. Grand Rapids: Zondervan, 1976.

Mounce, William D. The Analytical Lexicon to the Greek New Testament. Grand Rapids: Zondervan, 1993.

Summers, Ray. Essentials of New Testament Greek. Nashville: Broadman, 1950.

Academically accredited Koine Greek correspondence courses are available through Moody Bible Institute in Chicago, IL.

۵۔ اسم

الف۔ نحوی اعتبار سے اسم کو حالت میں بیان کیا جاتا ہے۔ حالت اسم کی متغیر شکل ہے جو کہ اسم کا فعل اور فقرہ کے دوسرے حصوں سے تعلق ظاہر کرتی ہے۔ یونانی میں حالتوں کی بہت سی حرکات کو حروف جار کی مدد سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جب حالت کی شکل کے جب کئی تعلقات کو پہچان لیا گیا تو حروف جار کی تشکیل دی گئی تا کہ ان کی ممکنہ حرکات کو واضح کیا جائے۔

ب۔ یونانی حالتوں کو ذیل کی اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

۱۔ فاعلی حالت نام کے لئے استعمال ہوتی ہے اور یہ عموماً جملہ یا جز جملہ کا فاعل ہوتی ہے۔ یہ منداسم اور صفت کے لئے استعمال ہوتے ہیں جو کہ ''be'' یا ''become'' کے فعل کو جوڑتے ہیں۔

۲۔ ملکیتی حالت کسی لفظ جس سے یہ متعلقہ ہو کی خصوصیت یا صفت کو بیان کرنے یا دینے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہ اس سوال کا جواب ہے کہ ''یہ شے کسی ہے''۔ یہ اکثر انگریزی حرف جار'' of'' سے ظاہر کی گئی ہے۔

۳۔ طفیلی حالت بھی ملکیتی حالت کی طرح متغیر شکل میں استعمال ہوتی تھی لیکن یہ علیحدگی کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ یہ عام طور پر وقر، جگہ، منبع، اصل یا درجہ میں علیحدگی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ اکثر انگریزی حرف جار''from'' کے ساتھ ظاہر کیا گیا ہے۔

۴۔ نسبتی حالت ذاتی دلچسپی کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ یہ منفی یا مثبت پہلو کو بیان کرسکتی ہے۔ اکثر یہ بلاواسطہ معفول ہوتی تھی۔ یہ اکثر انگریزی کے حرف جار''to'' کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔

۵۔ مکانی حالت بالکل نسبتی حالت کی مانند تصریفی حالت ہے لیکن یہ محل وقوع یا مقام، وقت یا استدلالی حدود کو بیان کرتی ہے۔ یہ اکثر انگریزی کے حرف جار'' ,in, on, at, among, during, by, upon اور beside'' کے ساتھ ظاہر کی جاتی ہے۔

۶۔ حالت آلہ بھی نسبتی حالت اور مکانی حالت کی مانند تصریفی حالتوں ہے۔ یہ ذرائع یا شراکت کو ظاہر کرتی تھی۔ یہ عموماً انگریزی حرف جار''by یا with'' کے ساتھ ظاہر کی جاتی تھی۔

۷۔ معفولی حالت کسی عمل کے نتیجہ کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ یہ حدود کا تعین کرتی تھی۔ یہ کا بنیادی استعمال براہ راست معفول کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ ان سوالوں ''کتنی دُور؟'' یا ''کس حد تک؟'' کا جواب ہے۔

۸۔ ندائیہ حالت براہ راست خطاب کے لئے استعمال ہوتی تھی۔

۶۔ حروف عطف اور رابطہ کار

الف۔ یونانی بہت اختصاری زبان ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ حروف عطف ہیں۔ یہ خیالات (جز فقرہ، جملے اور پیراگراف) کو منطبق کرتے ہیں۔ یہ بہت عام ہیں کہ ان کی عدم موجودگی (asyndeton؛ یہ اصطلاح حروف عطف کی غیر موجودگی کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے) اکثر تفسیری اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ دراصل یہ حروف عطف مصنف کی سوچ کی سمت کا تعین کرتے ہیں۔ یہ عموماً اس لئے اہم ہوتے ہیں تا کہ حتمی طور پر جانا جائے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔

ب۔ درج ذیل کچھ حروف عطف اور اُن کے معنی کی فہرست دی جاتی ہے (یہ معلومات زیادہ تر H. E. Dana اور Julius K. Mantey کی کتاب "A Manual Grammar of the Greek New Testament" سے لی گئی ہیں)۔

۱۔ حروف عطف بلحاظ وقت

الف۔ اِپئی، اِپیڈ، ہوپوتے، ہوس، ہوتے، ہوتان (فاعل) - ’’کب‘‘

ب۔ ہیوس - ’’جبکہ‘‘

ج۔ ہوتان، اِپان (فاعل) - ’’جب بھی‘‘

د۔ ہیوس، اخری، میجری (فاعل) - ’’جب تک‘‘

و۔ پریو (مصدر) - ’’پہلے‘‘

ہ۔ ہوس - ’’جب سے‘‘، ’’کب‘‘ ’’جیسے‘‘

۲۔ حروف عطف بلحاظ استدلال

الف۔ مقصد

(۱) ہینا (فاعل)، ہوپوس (فاعل)، ہوس - ’’اس طرح سے‘‘، ’’کہ‘‘

(۲) ہوستے (مفصلی صیغہ معفول مصدر) - ’’کہ‘‘

(۳) پروس (مفصلی صیغہ معفول مصدر) یا اِئس ((مفصلی صیغہ معفول مصدر) - ’’کہ‘‘

ب۔ نتیجہ (مقصد اور نتیجہ کی گرائمر کی صورتوں کے مابین بڑا قریبی تعلق ہے)

(۱) ہوستے (مصدر، یہ بہت عام ہے) - ’’اس لحاظ سے‘‘، ’’پس‘‘

(۲) ہیوا (فاعل) - ’’پس‘‘

(۳) ارا - ’’کیونکہ‘‘

ج۔ عمومی یا وجہ

(۱) گار (مقصد/اثر یا وجہ/نتیجہ) - ’’کے لئے‘‘، ’’کیونکہ‘‘

(۲) ڈییوٹی - ’’کیونکہ‘‘

(۳) اِپئی، اِپیڈے، ہوس - ’’لہذا‘‘

(۴) ڈیا (صیغہ معفول کے ساتھ) اور (مفصلی مصدر کے ساتھ) - ’’کیونکہ‘‘

د۔ استخراجی

(۱) ارا، پوینون، ہوستے - ’’اس لئے‘‘

(۲) ڈیو (ٹھوس استخراجی حرف عطف) - ’’جس کے باعث‘‘، ’’جس واسطے‘‘، اس لئے‘‘

(۳) اُون - ’’پس‘‘، ’’تب‘‘، ’’نتیجتاً‘‘

(۴) توئنوون - ’’کے مطابق‘‘

و۔ اختلاف یا متضاد

(۱) اَلا (ٹھوس اختلافی) - ’’لیکن‘‘، ’’کے علاوہ‘‘

(۲) ڈے - ’’تاہم‘‘، ’’پھر بھی‘‘، ’’دوسری طرف‘‘

(۳) کائی - ''لیکن''

(۴) میثوئی، اُون - ''تاہم''

(۵) پلین - ''بہرحال'' (زیادہ تر لوقا میں)

(۶) اُون - ''تاہم''

ہ۔ موازنہ

(۱) ہوس، کاتھوس (تقابلی اجزاء جملہ کے تعارف کے لئے)

(۲) کاتا (مرکبات میں، کاتھو، کاتھوتی، کاتھوسپیر، کاتھاپیر)

(۳) ہوسوس (عبرانیوں میں)

(۴) ائی - ''سے''

ح۔ مسلسل یا سلسلہ وار

(۱) ڈی - ''اور''، ''اب''

(۲) کائی - ''اور''

(۳) تئ - ''اور''

(۴) ہینا، اُون - ''کہ''

(۵) اُون - ''تب'' (یوحنا میں)

۳۔ تاکیدی استعمال

الف۔ الا - ''یقیناً''، ''ہاں''، ''دراصل''

ب۔ ارا - ''حقیقت میں''، ''یقینی طور پر''، ''حقیقتاً''

ج۔ گار - ''لیکن حقیقتاً''، ''خصوصاً''، ''حقیقت میں''

د۔ ڈی - ''حقیقت میں''

و۔ ائین - ''حتی کہ''

ہ۔ کائی - ''حتی کہ''، ''درحقیقت''، ''حقیقت میں''

ح۔ میثوئی - ''حقیقت میں''

ز۔ اُون - ''حقیقت میں''، ''ہر طرح سے''

۷۔ شرطیہ جملے

الف۔ شرطیہ جملہ ایسا جملہ ہوتا ہے جس میں ایک یا زیادہ شرطیہ اجزاء ہوتے ہیں۔ یہ گرائمر کی ساخت تفسیر میں مددگار ہوتی ہے کیونکہ یہ شرائط، وجوہات یا اسباب مہیا کرتی ہے کہ بنیادی فعل کا عمل کیوں واقع ہوا ہے یا واقع نہیں ہوا ہے۔ شرطیہ جملوں کی چار اقسام ہوتی ہیں۔ یہ اس سے تحریک پاتے ہیں جو مصنف کے نکتہ نظر یا اُس کے مقصد سے جو کہ محض ایک خواہش ہوتی تھی درست

سمجھا جاتا تھا۔

ب۔ شرطیہ جملوں کی پہلی قسم عمل کا اظہار کرتی ہے یا مصنف کے نکتہ نظر یا اُس کے مقصد کہ مطابق درست سمجھا جاتا تھا جب یہ انگریزی کے حرف جار ''if'' کے ساتھ بیان کیا جاتا۔کئی سیاق وسباق میں یہ انگریزی کے حرف جار ''since'' (متی ۴:۳؛ رومیوں ۸:۳۱)۔ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔تاہم اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلی قسم کے تمام حقیقی طور پر درست ہوں۔اکثر یہ کسی دلیل میں ایک نکتہ کو بیان کرنے یا کسی غلطی کو اجاگر کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

ج۔ دوسری قسم کے شرطیہ جملے اکثر ''حقیقت سے متضاد'' کہلاتے ہیں۔کسی نکتہ کی وضاحت کیلئے یہ ایسی چیز کو بیان کرتے ہیں جو کہ حقیقت کے ساتھ درست نہیں ہوتی۔مثالیں:

۱۔ ''اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اُسے چھوتی ہے وہ کون اور کیسی عورت ہے کیونکہ وہ بدچلن ہے'' (لوقا ۷:۳۹)۔

۲۔ کیونکہ اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی کرتے اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے'' (یوحنا ۵:۴۶)۔یوحنا ۴:۱۰؛ ۸:۱۹، ۳۹، ۴۲؛ ۹:۳۳، ۴۱؛ ۱۱:۲۱، ۳۲؛ ۱۴:۲، ۱۱، ۲۸؛ ۱۵:۱۹؛ ۱۹:۱۱ بھی دیکھیں۔

۳۔ ''اب میں آدمیوں کو دوست بناتا ہوں یا خدا کو؟ کیا آدمیوں کو خوش کرنا چاہتا ہوں؟ اگر اب تک آدمیوں کو خوش کرتا رہتا تو مسیح کا بندہ نہ ہوتا (گلتیوں ۱:۱۰)

د۔ تیسری قسم ممکنہ طور پر مستقبل کے عمل کے بارے بیان کرتی ہے۔یہ عموماً اُس عمل کے امکانی پہلو کو پیش کرتی ہے۔یہ عموماً حادثاتی حالت پر لاگو ہوتی ہے۔ بنیادی فعل کے عمل کا انگریزی میں ''it'' پر حادثاتی عمل ہوتا ہے۔اس کی مثالیں ۱۔یوحنا ۱:۶، ۱۰؛ ۲:۴، ۶، ۹، ۱۵، ۲۰، ۲۱، ۲۴، ۲۹؛ ۳:۲۱؛ ۴:۲۰ ل ۵:۱۴، ۱۶ ہیں۔

ح۔ چوتھی قسم ممکنہ حالت سے باہر ہے۔یہ نئے عہد نامہ میں نایاب ہے۔دراصل چوتھی قسم کی ایسا کوئی جملہ نہیں ہے جس میں شرطیہ جملے کی دونوں شرائط پوری ہو رہی ہوں۔شرطیہ جملے کی آزاد مثال ۱۔پطرس ۳:۱۴ ہے۔جزوی شرطیہ جملے کی ایک مثال اعمال ۸:۳۱ کے میں ملتی ہے۔

۸۔ ممنوعات

الف۔ فعل حال مطلق ''می'' ساتھ اکثر ایک عمل کو روکنے جو پہلے سے ہو رہا ہو پر زور دیتا ہے۔کچھ مثالیں ''زمین پر خزانہ جمع نہ کرنا'' متی ۶:۱۹)؛ ''اپنی زندگی کے بارے فکر نہ کرو'' (متی ۶:۲۵)؛ '[اپنے بدن کے اعضاء بدکاری کے ہتھیار نہ بناؤ'' (رومیوں ۶:۱۳)؛ ''خدا کے روح کو رنجیدہ نہ کرو'' (افسیوں ۴:۳۰) اور ''مے میں متوالے نہ بنو۔۔۔'' (افسیوں ۵:۱۸)۔

ب۔ فعل مضارع انشائیہ ''می'' کے ساتھ اس بات پر زور دیتا ہے کہ کسی کام یا عمل کو شروع نہ کیا جائے۔مثلاً ''یہ نہ سمجھو کہ۔۔۔(متی ۵:۱۷)؛ ''فکر مت کرنا'' (متی ۶:۳۱)؛ ''تم شرمندہ مت ہونا'' (۲۔تیمتھیس ۱:۸)۔

ج۔ دُوہرا منفی جملہ انشائیہ مزاج کے ساتھ بہت زیادہ منافیت کے لئے ہوتا ہے۔ انگریزی کے الفاظ ''never'' ''no

never'' یا ''کسی بھی حالت میں نہیں'' وغیرہ اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً ''وہ کبھی نہیں مرے گا'' (یوحنا ۸:۵۱)؛ ''میں کبھی نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔کبھی نہیں'' (۱۔کرنتھیوں ۸:۱۳)۔

۹۔ کلمہ تخصیص

الف۔ نئے عہد نامہ کے دور کی یونانی میں کلمہ تخصیص انگریزی کے ''the'' کی مانند ہے۔ اس کا بنیادی کام ''ایک اشارہ کرنے والے'' کی مانند ہے جو کہ ایک لفظ، نام یا عبارت کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ نئے عہد نامہ میں اس کا استعمال مصنفین کے استعمال پر منحصر تھا۔

کلمہ تخصیص ذیل کی صورتوں میں بھی کام کر سکتا ہے؛

۱۔ ایک تضاد پیدا کرنے کا آلہ مثلاً اسم اشارہ ''یہ، وہ'' وغیرہ۔

۲۔ گزشتہ بیان کیے گئے فاعل یا شخص کا حوالہ دینے کے لئے۔

۳۔ کسی جملے میں متعلقہ فعل کے ساتھ کسی فاعل کی شناخت کرنے کے لئے۔ مثلاً ''خدا روح ہے'' (یوحنا ۴:۲۴)؛ ''خدا نور ہے'' (۱۔یوحنا ۱:۵)؛ ''خدا محبت ہے'' (۱۔یوحنا ۴:۸، ۱۶)۔

ب۔ نئے عہد نامہ کے دور کی یونانی میں کلمہ غیر تخصیص نہیں ہے جیسا کہ انگریزی میں ''a'' یا ''an'' ہیں۔ کلمہ تخصیص کی غیر موجودگی کا مطلب ہو سکتا ہے کہ؛

۱۔ کسی چیز کی خصوصیات یا صفت پر توجہ دی جا رہی ہے۔

۲۔ کسی چیز کی قسم پر غور کیا جا رہا ہے۔

ج۔ نئے عہد نامہ کے مصنفین کلمہ تخصیص کے استعمال کو کیسے کرنا ہے میں مختلف سوچ کے حامل تھے۔

۱۰۔ نئے عہد نامہ کی یونانی میں تاکید (زور دینا) کے طریقے

الف۔ نئے عہد نامہ میں تاکید یا زور دینے کے لحاظ سے طریقہ کار ہر مصنف کے اپنے انداز میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں لوقا اور عبرانیوں کا مصنف بہت متوازن اور رسمی ہیں۔

ب۔ ہم نے پہلے بھی بیان کیا کہ فعل مضارع معروف بیانیہ زور دینے کے لئے ایک معیار تھا لیکن دیگر زمانوں، آوازوں یا مزاجوں میں تفسیری اہمیت کے حامل تھے۔ اس سے مُراد یہ نہیں کہ فعل مضارع معروف بیانیہ کسی مخصوص گرائمر کے اسلوب میں عموماً استعمال نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً رومیوں ۶:۱۰ (دو مرتبہ)۔

ج۔ نئے عہد نامہ کی یونانی میں ترکیب نحوی

۱۔ یونانی ایک اُتار چڑھاؤ رکھنے والی زبان ہے جو کہ انگریزی کی طرح ترکیب نحوی پر انحصار کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے مصنف متوقع عام ترتیب سے ہٹ کر یہ دیکھانے کے لئے بھی ردوبدل کر سکتا تھا کہ:

الف۔ مصنف قاری کو کس بات پر تاکید ظاہر کرنا چاہتا تھا۔

ب۔ مصنف کی کون سی بات قاری کے لئے حیران کُن ہوگی۔

ج۔ مصنف نے کس بات کو بڑی گہرائی سے محسوس کیا۔

۲۔ یونانی میں عام لفظی ترتیب اب بھی ایک غیر حل شدہ معاملہ ہے۔ تاہم ذیل کی ترتیب عموماً فرض کی جاتی ہے؛

الف۔ باہم جوڑنے والے افعال کے لئے

۱۔ فعل ۲۔ فاعل ۳۔ بیان

ب۔ فعل متعدی کے لئے

۱۔ فعل ۲۔ فاعل ۳۔ معفول ۴۔ بلاواسطہ معفول ۵۔ حروف جار کی عبارت

ج۔ اسم کی عبارتوں کے لئے

۱۔ اسم ۲۔ توضیح کنندہ ۳۔ حروف جار کی عبارت

۳۔ ترکیب نحوی کا تفسیر میں نہایت اہم کردار ہوسکتا ہے۔ مثلاً

الف۔ ''مجھے اور برنباس کو دہنا ہاتھ دے کر شریک کر لیا'' (گلتیوں ۲:۹)۔ شراکت کا دہنا ہاتھ ان الفاظ کو الگ الگ کیا گیا ہے اور سامنے دی گئی ہے تاکہ اس کی اہمیت واضح ہو

ب۔ ''مسیح کے ساتھ'' (گلتیوں ۲:۲۰) کو پہلا رکھا گیا تھا۔ اُس کی موت کو مرکزیت حاصل ہے۔

ج۔ ''حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح'' (عبرانیوں ۱:۱) کو پہلے رکھا گیا۔ خدا نے کیسے خود کو ظاہر کیا اِس پر زور دیا گیا ہے نہ کہ مکاشفہ کی حقیقت پر۔

د۔ عام طور پر تاکید کے کچھ درجات یوں دکھائے گئے؛

۱۔ اسم ضمیر کا دُہرایا جانا جو کہ پہلے سے فعل کی متغیر صورت میں موجود ہوتا ہے۔ مثلاً ''میں ہمیشہ تک تمہارے ساتھ ہوں گا'' متی ۲۸:۲۰)۔

۲۔ متوقع حرف عطف کی غیر موجودگی یا الفاظ ، عبارتوں، فقروں کے اجزاء یا جملوں میں رابطہ کار نہ ہوں۔ یہ اسینڈٹن (asyndeton) (غیر متحد) کہلاتا ہے۔ حرف عطف کی توقع ہوتی ہے مگر اس کی غیر موجودگی توجہ کھینچ لیتی ہے۔

الف۔ مبارک بادیاں (متی ۵:۳ سے آگے تک) (تاکیدی فہرست)

ب۔ یوحنا ۱۴:۱ (نیا موضوع)

ج۔ رومیوں ۹:۱ (نئے حصہ)

د۔ ۲۔ کرنتھیوں ۱۲:۲۰ (تاکیدی فہرست)

۳۔ دیئے گئے سیاق وسباق میں الفاظ یا فقرے کے اجزاء کا دُہرایا جانا۔ مثالیں: ''اُس کے جلال کی ستائش'' (افسیوں ۱:۶، ۱۲، ۱۴)۔ یہ عبارت تثلیث کے ہر اقنوم کے کام کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کی گئی تھی۔

۴۔ اصطلاحات میں کسی لفظ (آواز) یا ضرب المثل کا استعمال:

الف۔ موت کی بجائے سونے کی اصطلاح (یوحنا ۱۱:۱۱-۱۴) یا مردانہ عضو تناسل کے لئے پاؤں کی اصطلاح (روت ۳:۸-۷؛ ۱۔ سموئیل ۲۴:۳)۔

ب۔ خدا کے نام کے لئے متبادل الفاظ جیسا کہ ''آسمان کی بادشاہی'' (متی ۳:۲۱) یا ''آسمان سے آواز'' (متی ۳:۱۷)۔

ج۔ صنائع وبدائع (استعارات)

۱۔ ناممکن مبالغہ آرائی (متی ۳:۹؛ ۵:۲۹۔۳۰؛ ۱۹:۲۴)۔

۲۔ بیانات کی زیادتی (متی ۳:۵؛ اعمال ۲:۳۶)۔

۳۔ تصویرکشی (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۵۵)۔

۴۔ طنز (گلتیوں ۵:۱۲)۔

۵۔ شاعرانہ حصہ (فلپیوں ۲:۶۔۱۱)

۶۔ الفاظ کے درمیان صوتی کھیل

الف۔ کلیسیا

i. کلیسیا (افسیوں ۳:۲۱)

ii. بلاوا (افسیوں ۴:۱،۴)

iii. بلایا (افسیوں ۴:۱،۴)

ب۔ آزاد

i. آزاد عورت (گلتیوں ۵:۱)

ii. آزادی (گلتیوں ۵:۱)

iii. آزاد (افسیوں ۴:۱،۴)

د۔ ضرب المثالی زبان۔ ایسی زبان جو عموماً ثقافتی اور مخصوص ہو:

۱۔ یہ ''کھانے'' کا استعاراتی استعمال ہے (یوحنا ۴:۳۱۔۳۴)۔

۲۔ یہ ہیکل کا استعاراتی استعمال ہے (یوحنا ۲:۱۹؛ متی ۲۶:۶۱)

۳۔ عبرانی میں ہمدردی، ''نفرت'' کے اظہار کیلئے محاورہ تھا (پیدائش ۲۹:۳۱؛ استثنا ۲۱:۱۵؛ لوقا ۱۴:۳۶؛ یوحنا ۱۲:۲۵؛ رومیوں ۹:۱۳)۔

۴۔ سب کے مقابلہ میں کئی، یسعیاہ ۵۳:۶ (سب) کا مقابلہ کریں ۵۳:۱۱،۱۲ (کئی) کے ساتھ۔ یہ اصطلاحات ایسے ہی مترادف ہیں جیسے رومیوں ۵:۱۸،۱۹ میں۔

۵۔ ایک لفظ کی بجائے مکمل زباندانی کے الفاظ کا استعمال۔ مثال کے طور پر ''یسوع مسیح خداوند''

۶۔ ''آتوس'' کا خاص استعمال

الف۔ جب کلمہ تخصیص (خصوصیت کے مقام پر) یہ ''مانند'' کے طور پر ترجمہ کیا گیا ہے۔

ب۔ جب کلمہ تخصیص کے بغیر (مسند مقام) یہ تاکیدی رجعی اسم ضمیر ''ازخود (مرد و عورت)'' یا ''خود'' کے طور پر ترجمہ کیا گیا ہے۔

ہ۔ یونانی سے ناواقف بائبل کا طالب علم کلمہ تخصیص کو ذیل کے کئی طریقوں سے پہچان کرسکتا ہے۔

۱۔ تجزیاتی لغت اور انگریزی یونانی متن کے بائبلی نسخہ کے استعمال سے

۲۔ انگریزی تراجم کے موازنہ سے، خاص طور پر تراجم کے مختلف نظریات میں فرق کے ذریعہ۔ مثلاً ''لفظ بہ لفظ'' ترجمہ (کنگ جیمس ورژن، نیو کنگ جیمس ورژن، امریکن سٹینڈرڈ ورژن، نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، رِی وائزڈ سٹینڈرڈ ورژن، نیو رِی وائزڈ سٹینڈرڈ ورژن)، باہمی توازن کے ساتھ {ولیمز، نیو انٹرنیشنل ورژن، نیو انگلش ورژن، ریڈرز انگلش ورژن، یروشلیم ورژن، نیو یروشلیم ورژن، دی انگلش ورژن)۔ یہاں پر بہتر مدد ۲۶ تراجم والی بائبل جو بیکر پبلشرز نے شائع کی ہوسکتی ہے۔

۳۔ جوزف بریانٹ روتھرہام کی بائبل (کرگل ،۱۹۹۴) کا استعمال کرکے۔

۴۔ بہت بامحارہ ترجمہ کے استعمال کرکے۔

الف۔ 1901 کا امریکن سٹینڈرڈ ورژن   ب۔ رابرٹ ینگ کا لیٹرل ترجمہ (گارڈین پریس،۱۹۷۶)۔

گرائمر کا مطالعہ تھکا دینے والا کام ہے مگر یہ درست تفسیر کیلئے اہم ہے۔ یہ مختصر تعریفیں، بیانات اور مثالیں یونانی سے ناواقف اشخاص کی حوصلہ افزائی کے لئے ہیں کہ وہ اس کتاب میں دیئے گئے نوٹس کو استعمال کریں۔ بلاشبہ ان تعریفوں کو بہت سادہ بنایا گیا ہے۔ ان کو غیر لچکدار طور پر عقائد میں استعمال نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ نئے عہد نامہ کے ترتیب نحوی کی بہترین سمجھ کے لئے ایک بنیادی قدم ہے۔ اُمید ہے کہ یہ تعریفیں قارئین کو اس قابل کریں گی کہ وہ دیگر مطالعاتی معاونات جیسے کہ نئے عہد نامہ پر تکنیکی تفاسیر کے بیانات کو سمجھ سکیں۔ ہم اپنی تفسیر کی تصدیق کرنے کے قابل ہوں گے جو کہ بائبلی متن کی بنیاد پر معلومات فراہم کرے۔ گرائمر ان عناصر میں سے ایک ہے اور دیگر عناصر میں تاریخی حالات، ادبی سیاق وسباق، ہم عصر الفاظ کا استعمال اور متوازی حوالہ جات شامل ہیں۔

نمونہ جاتی ورک شیٹ

رومیوں ۱۔۳

۱۔ پہلا مطالعہ

الف۔ انتہائی اہم مقصد: انسان خدا کے ساتھ ابتدائی حالت میں اور بلوغت کی حالت میں کیسے راست ہو؟

ب۔ مرکزی خیال: ۱:۱۶۔۱۷

ج۔ادبی صنف: خط

۲۔ دوسری مطالعہ

الف۔ مرکزی ادبی حصے

۱۔ ۱:۱۔۱۷

۲۔ ۱:۱۸۔۳:۲۱

۳۔ ۴:۱۔۵:۲۱

۴۔ ۶:۱۔۸:۳۹

۵۔ ۹:۱۔۱۱:۳۶

۶۔ ۱۲:۱۔۱۵:۳۷

۷۔ ۱۶:۱۔۲۷

ب۔ مرکزی ادبی حصوں کا خلاصہ

۱۔ ۱:۱۔۱۷ تعارف اور مرکزی خیال

۲۔ ۱:۱۸۔۳:۲۱ تمام انسانوں کی گمراہی

۳۔ ۴:۱۔۵:۲۱ راستبازی ایک تحفہ

۴۔ ۶:۱۔۸:۳۹ راستبازی ایک طرزِ حیات

۵۔ ۹:۱۔۱۱:۳۶ یہودیوں کا راستبازی کے ساتھ تعلق

۶۔ ۱۲:۱۔۱۵:۳۷ روزمرہ کی زندگی میں راستبازی کے ساتھ کیسے جیا جائے

۷۔ ۱۶:۱۔۲۷ اختتامیہ سلام ودُعا اور انتباہ

تیسرا مطالعہ

الف۔ تاریخی پس منظر سے متعلقہ اندرونی معلومات

۱۔ مصنف

الف۔ پولس ۱:۱

ب۔مسیح یسوع کا بندہ ۱:۱

ج۔ایک رسول ۱:۱،۵

د۔غیر قوموں کا ۱:۵

۲۔ تاریخ

الف۔پولس کے بلاوے اور تبدیلی کے بعد ۱:۱

ب۔روم میں کلیسیا کی ابتدا اور اس کے بڑھنے کے اثر کے بعد ۱:۸

۳۔ مخاطبین

الف۔مقدسین ۱:۷

ب۔روم میں ۱:۷

۴۔ صورتحال (موقعہ)

الف۔اُن کا ایمان کا شہرہ ہے ۱:۸

ب۔پولس اکثر اُن کے لئے دُعا کرتا ہے ۱:۹،۱۰

ج۔پولس اُن سے شخصی طور پر ملنا چاہتا ہے ۱:۱۱

د۔پولس اُن میں روحانی نعمتیں دیکھنا چاہتا ہے ۱:۱۱،۱۵

ہ۔اُن کا ملنا دونوں کے لئے حوصلہ افزائی کا باعث ہوگا ۱:۱۲

ز۔پولس کو آنے سے روکا گیا ۱:۱۳

۵۔ تاریخی حالات

الف۔رومی سلطنت کے دارالحکومت میں قائم کلیسیا کو لکھا گیا

ب۔پولس کبھی بھی شخصی طور پر وہاں نہیں گیا ۱:۱۔۱۳

ج۔ظاہری طور پر رومی سلطنت اور خاص طور پر روم غیر اخلاقی اور بت پرست مقام تھا ۱:۱۱سے آگے تک کی آیات

(۱) بت ۱:۲۱۔۲۳

(۲) ہم جنس پرستی ۱:۲۶۔۲۷

(۳) ناپسندیدہ عقل ۱:۲۸،۳۱

د۔روم میں یہودیوں کی ایک بڑی تعداد تھی ۲:۱۷۔۳۱؛۹۔۱۱

(ممکنہ طور پر ایماندار یہودیوں اور ایماندار غیر قوم میں لڑائی تھی)

ب۔ پیراگراف کی مختلف تقسیم

امریکن سٹینڈرڈ ورژن (لسانی)	یروشلیم بائبل (با محاورہ)	ولیمز (با محاورہ)
پہلا حصہ ۱:۱۔۱۷	پہلا حصہ ۱:۱۔۱۷	پہلا حصہ ۱:۱۔۱۷
۱:۱۔۷	۱:۱۔۲	۱:۱۔۷
۱:۸۔۱۵	۱:۳۔۷	۱:۸۔۱۵
۱:۱۶۔۱۷	۱:۸۔۱۵	دوسرا حصہ
دوسرا حصہ ۱:۱۸۔۳:۳۱	دوسرا حصہ ۱:۱۶۔۳:۳۱	۱:۱۶۔۲۳
۱:۱۸۔۲۳	۱:۱۶۔۱۷	تیسرا حصہ
۱:۲۴۔۲۵	۱:۱۸۔۲۵	۱:۲۴۔۳۲
۱:۲۶۔۲۷	۱:۲۶۔۲۷	چوتھا حصہ
۱:۲۸۔۳۲	۱:۲۸۔۳۲	۲:۱۔۱۶
۲:۱۔۱۶	۲:۱۔۱۱	۲:۱۔۱۱
۲:۱۷۔۲۹	۲:۱۲۔۱۶	۲:۱۲۔۲۶
۳:۱۔۸	۲:۱۷۔۲۴	پانچواں حصہ
۳:۹۔۲۰	۲:۲۵۔۲۹	۲:۱۷۔۲۹
۳:۲۱۔۳۰	۳:۱۔۸	۲:۱۷۔۲۴
۳:۳۱	۳:۹۔۱۸	۲:۲۵۔۲۹
	۳:۱۹۔۲۰	چھٹا حصہ
	۳:۲۱۔۲۶	۳:۱۔۱۸
	۳:۲۷۔۳۱	۳:۱۔۸
		۳:۹۔۱۸
		ساتواں حصہ
		۳:۱۹۔۳۱
		۳:۱۹۔۲۰
		۳:۲۱۔۲۶
		۳:۲۷۔۳۱

ج۔ خلاصہ کے ساتھ فہرست مضامین

۱۔ تعارف اور مرکزی خیال ۱:۱۔۱۷

الف۔ مصنف کا تعارف ۱:۱۔۲

ب۔ مخاطبین کا تعارف ۱:۳۔۷

ج۔ تعارفی دُعا ۱:۸۔۱۵

د۔ مرکزی خیال ۱:۱۶۔۱۷

۲۔ تمام انسانوں کی برگشتگی ۱:۱۸۔۳:۲۱

الف۔ غیر اقوام کی برگشتگی اُن کے اعمال میں ۱:۱۸۔۳۲

ب۔ یہودیوں کی برگشتگی اُن کے اعمال میں ۲:۱۔۱۱

ج۔ اُن کی قومی اُمید ۲:۱۲۔۳:۸

(۱) اُن کی شریعت انہیں نہ بچائے گی ۲:۱۲۔۲۴

(۲) اُن کی مختونی اُنہیں نہ بچائے گی ۲:۲۵۔۲۹

(۳) اُن کی وراثت اُنہیں نہ بچائے گی ۳:۱۔۸

د۔ تمام انسانوں کی برگشتگی ۳:۹۔۲۰

ہ تمام انسانوں کی اُمید ۳:۲۱۔۳۱

۳۔ چوتھا مطالعہ (نمونہ، ۱:۱۔۳:۲۱، صرف زیرِ غور متن)

الف۔ ماہرانہ فہرست

۱۔ (اگر چہ یہ نمونہ ۱:۱۔۳:۲۱ تک محدود ہے تاہم یہ ماہرانہ فہرستوں میں سے جو کہ اصطلاح ''پس'' میں اچھی مثال ہے، ۲:۱؛ ۵:۱؛ ۸:۱؛ ۱۲:۲ جو کہ پولس رسول کی سوچ کے بہاؤ کو خلاصہ کرنے کا ایک طریقہ کے طور پر استعمال ہوئی ہے)۔

۲۔ خوشخبری کا استعمال

الف۔ ۱:۱ خدا کی خوشخبری کو الگ رکھا گیا ہے

ب۔ ۹:۲ اُس کے بیٹے کی خوشخبری

ج۔ ۱:۱۵ خوشخبری کی منادی

د۔ ۱:۱۶ ہم خوشخبری سے نہیں شرماتے

ہ۔ ۲:۱۶ میری انجیل کے مطابق

(اس فہرست اور سیاق وسباق کے ذریعہ انجیل کے متعلق معلوم کیا جا سکتا ہے)

۳۔ خدا کے غضب اور عدالت کے حوالہ سے

الف۔ ۱:۱۸ خدا کا غضب

ب۔ ۱:۲۴، ۲۶، ۲۸ خدا نے اُنہیں چھوڑ دیا

ج۔ ۲:۱خدا کی عدالت اُن پر آتی ہے جو ایسے کام کرتے ہیں۔

د۔ ۲:۳خدا کی عدالت

ہ۔ ۲:۵۔۶(دونوں آیات)

و۔ ۲:۱۲،تباہ ہوں گے

ز۔ ۲:۱۶اُس دن۔۔۔خدا انسانوں کے رازوں کی عدالت کریں گے۔

ح۔ ۳:۶خدا زمین کی عدالت کرتا ہے

ب۔ کلیدی الفاظ یا عبارتیں

ا۔ ۱:۱،رسول

۲۔ ۱:۱،خدا کی انجیل

۳۔ ۱:۴،خدا کا بیٹا

۴۔ ۱:۵،فضل۔۔۔ایمان

۵۔ ۱:۶،بلاوہ

۶۔ ۱:۷،مقدسین

۷۔ ۱:۱۱،روحانی نعمتیں۔۔۔کچھ پھل

۸۔ ۱:۱۶،نجات

۹۔ ۱:۷،راستبازی

۱۰۔ ۱:۱۸،خدا کا غضب۔۔۔خدا کی عدالت (۲:۲)

۱۱۔ ۲:۴،توبہ

۱۲۔ ۲:۷،بدکاری،ابدی زندگی

۱۳۔ ۲:۱۲،شریعت

۱۴۔ ۲:۱۵،ضمیر/شعور

۱۵۔ ۳:۴،راستباز ٹھہرانا

۱۶۔ ۳:۲۴،رہائی

۱۷۔ ۳:۲۵،فدیہ

ج۔ مشکل حوالہ جات

ا۔متنی یا ترجمہ والے۔۱:۴ پاکیزگی کا روح

۲۔کیا عبرانیوں ۲:۴ کا مناسب ترجمہ رومیوں ۱:۱۔۷ میں نظر آتا ہے؟

۳۔تاریخی۔۲:۲۱۔۲۳''تو جو وعظ کرتا ہے۔۔۔''(کب، کیسے اور کہاں پر یہودیوں نے یہ سب کیا؟)

۴۔الٰہیاتی۔

الف۔ا:۴''۔۔۔قدرت سے خدا کا بیٹا ٹھہرا۔۔۔'' (یا یسوع خدا ہی پیدا ہوا؟)۔

ب۔۲:۱۴۔۱۵ (۲:۲۷)،''اس لئے کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبعیت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں۔۔۔'' (اُن کا کیا ہو گا جنہوں نے کبھی شریعت نہیں سنی مگر اس کے کچھ کام کرتے ہیں؟)

ج۔۳:۱''یہودی کو کونسا حق حاصل ہے؟''

د۔ اہم متوازی حوالہ جات

ا۔ اسی کتاب میں سے۔ا:۱۸۔۳:۲۱

۲۔ اسی مصنف کے۔گلتیوں کا خط اسی اعتقادی سچائی کی وضاحت کرتا ہے۔

۳۔ اسی دور سے۔کوئی براہ راست متوازی حوالہ نہیں

۴۔ تمام بائبل میں سے۔پولس عبرانیوں ا:۴ کا استعمال کرتا ہے (وہ چوتھے باب میں پرانے عہد نامہ کے کرداروں پر افضل ہو گا)

الہٰیاتی انفرادیت

ا۔ فطری مکاشفہ

الف۔تخلیق میں،ا:۱۸۔۲۳

ب۔باطنی اخلاقی شعور میں،۲:۱۴۔۱۶

۲۔ تمام انسانیت برگشتہ ہے

۴۔اطلاق (نمونہ ا:ا۔۳:۲۱)

	تفصیلی موضوعاتی خاکہ		اطلاقی نکات
الف۔	تعارف اور مرکزی خیال (ا:ا۔۱۷)	الف۔	مسیح کے وسیلہ خدا کا مفت فضل دونوں پولس رسول اور
	ا۔مصنف کا تعارف ا:ا۔۲ ۲۔مخاطبین کا تعارف ا:۳۔۷ ۳۔تعارفی دُعا ا:۸۔۱۵ ۴۔مرکزی خیال ا:۱۶۔۱۷		رومیوں کے لئے تھا جو انہوں نے قبول کیا اور پایا۔ یہ پیش کش سب کے لئے عام ہے۔
ب۔	تمام انسانوں کی برگشتگی ا:۱۸۔۳:۲۱		تمام انسانوں خواہ اُن کی ظاہری مذہبی زندگی کچھ بھی ہو

	۱۔غیراقوام کی برگشتگی اُن کے اعمال میں ۱:۱۸-۳۲ ۲۔یہودیوں کی برگشتگی اُن کے اعمال میں ۲:۱-۱۱ ۳۔اُن کی قومی اُمید ۲:۱۲-۳:۸ الف۔اُن کی شریعت انہیں نہ بچائے گی ۲:۱۲-۲۴ ب۔ اُن کی مختونی اُنہیں نہ بچائے گی ۲:۲۵-۲۹ ج۔ اُن کی وراثت اُنہیں نہ بچائے گی ۳:۱-۸ ۴۔تمام انسانوں کی برگشتگی ۳:۹-۲۰ ۵۔تمام انسانوں کی اُمید ۳:۲۱-۳۱			یا نہ ہو، وہ مسیح کے کیے گئے کام پر ایمان لاکر بچائے جاتے ہیں ، اپنے کاموں کے وسیلہ نہیں
				۱:۸-۳:۳۱ کا کلیدی حوالہ ۳:۲۱-۳۰ ہے

نمونہ جاتی ورک شیٹ

ططس (مکمل کتاب)

۱۔ پہلا مطالعہ

الف۔ اس کتاب کا انتہائی اہم مقصد یہ ہے کہ مقامی کلیسیاؤں اور اُن کے ایلڈرز کو قائم کرنے کے عمل میں راسخ الاعتقادی کی ضرورت ہے۔ orthopraxy پر زور دیا گیا ہے۔

ب۔ مرکزی خیال

۱۔ مقامی کلیسیاؤں اور ایلڈرز کو قائم کرنا ۱:۵

۲۔ ذیل ضرورتوں پر زور دینا؛

الف۔ راسخ الاعتقادی ۱:۹۔۱۱،۱۴؛۲:۱

ب۔ orthopraxy:۱:۱۶؛۳:۸

۳۔ ادبی صنف: خط

۱۔ ابتدائیہ ۱:۱۔۴

۲۔ اختتامیہ ۳:۱۲۔۱۵

۲۔ دوسرا مطالعہ

الف۔ بڑے ادبی حصے یا موضاعاتی تقسیم

۱۔ ۱:۱۴

۲۔ ۱:۵۔۹

۳۔ ۱:۱۰۔۱۶

۴۔ ۲:۱۔۱۰(الف)

۵۔ ۲:۱۰(ب)۔۱۵

۶۔ ۳:۱۔۱۱

۷۔ ۳:۱۲۔۱۵

ب۔ بڑے ادبی حصوں یا موضوعاتی حصوں کے مرکزی مضامین کا خلاصہ

۱۔ خط کا روایتی مسیحی ابتدائیہ ۱:۱۔۴

۲۔ ایلڈرز کے لئے ہدایات ۱:۵۔۹

۳۔ جھوٹی تعلیمات کو پہچاننے کے لئے ہدایات ۱:۱۰۔۱۶

۴۔ ایمانداروں کے لئے عمومی طور پر ہدایات ۲:۱۔۱۰(الف)

۵۔ ہدایات کے لئے الٰہیاتی بنیادیں ۲:۱۰(ب)۔۱۵

۶۔ مسائل پیدا کرنے والوں کے لئے ہدایات ۳:۱۔۱۱

۷۔ خط کا روایتی مسیحی اختتامیہ ۳:۱۲۔۱۵

تیسرا مطالعہ

الف۔ خط کے تاریخی حالات کے حوالہ سے اندرونی معلومات

۱۔ مصنف

الف۔ پولس ۱:۱

ب۔ خدا کا بندہ ۱:۱

ج۔ مسیح یسوع کا رسول ۱:۱

۲۔ تاریخ

الف۔ ططس کو لکھا گیا، ۱:۴

(۱) اُس کا ذکر اعمال کی کتاب میں بالکل نہیں ہے۔

(۲) وہ پولس کے مشنری سفروں میں سے ایک میں مسیحی ہوا اور مقرر ہوا، گلتیوں ۲:۱

(۳) وہ ایک نامختون غیر قوم تھا گلتیوں ۲:۳

(۴) وہ پولس رسول کے مسائل حل کرنے والا بن گیا، ۲۔کرنتھیوں ۲:۱۳؛ ۲۔تیمتھیس ۴:۱۰؛ ططس ۱:۴

ب۔ پولس اُسے کریتے میں چھوڑ گیا ۱:۵

(۱) کیونکہ پاسبانی خطوط کا سفر اعمال کی کتاب میں درج تاریخ پر پورا نہیں اُترتا، شاید یہ پولس کا چوتھا مشنری سفر تھا۔

(۲) ایسا تصور کیا جاتا ہے کہ اعمال کی کتاب کے ختم ہونے ہر پولس کو قید سے رہائی مل گئی تھی۔ تاہم اُسے نیرو جو کہ ۶۸ عیسوی میں مرگیا کی حکومت میں پھر پکڑ لیا گیا اور شہید کر دیا گیا۔

(۳) مخاطبین: پولس کا وفادار ساتھی، ططس، لیکن مقامی کلیسیا کے لئے بھی پڑھنے کو تھا۔

(۴) موقعہ: کریتے کے جزیرے پر مقامی کلیسیاؤں کو قائم کرنے کی خدمت جاری ہے۔

الف۔ ایلڈرز کا تقرر ۱:۵

ب۔ جھوٹے استادوں کو رد کرنا ۱:۹۔۱۱، ۱۴؛ ۱۶:۳۔۹:۱۱

ج۔ ایماندار کی حوصلہ افزائی

ب۔ پیروں کے کئی حصے

الف۔ پیروں کی تقسیم

۱۔ پیروں کی تقسیم

ادبی		حرکی متوازن		
نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	یروشلیم بائبل*	نیو انٹرنیشنل ورژن*	ولیمز*

پہلا حصہ ۱:۱۔۴	پہلا حصہ ۱:۱۔۳ ۱:۴	پہلا حصہ ۱:۱۔۴	پہلا حصہ ۱:۱۔۴ ۱:۵۔۹ ۱:۱۰۔۱۶	پہلا حصہ ۱:۱۔۴
دوسرا حصہ ۱:۵۔۹ ۱:۱۰۔۱۶	دوسرا حصہ ۱:۵۔۹ ۱:۱۰۔۱۶	دوسرا حصہ ۱:۵۔۹	دوسرا حصہ ۱:۵۔۹ ۱:۱۰۔۱۶	دوسرا حصہ
		تیسرا حصہ ۱:۱۰۔۱۴ ۱:۱۵۔۱۶		
تیسرا حصہ ۲:۱۔۴ ۲:۱۵	تیسرا حصہ ۲:۱۔۲ ۲:۳۔۵ ۲:۶۔۸ ۲:۹۔۱۰ ۲:۱۱۔۱۴ ۲:۱۵	چوتھا حصہ ۲:۱۔۱۰ پانچواں حصہ ۲:۱۱۔۱۴ ۲:۱۵	تیسرا حصہ ۲:۱۔۲ ۲:۳۔۵ ۲:۶۔۸ ۲:۹۔۱۰ ۲:۱۱۔۱۴ ۲:۱۵	دوسرا حصہ ۲:۱۔۱۰ ۲:۱۱۔۱۴ ۲:۱۵
چوتھا حصہ ۳:۱۔۱۱	چوتھا حصہ ۳:۱۔۱۱	چھٹا حصہ ۳:۱۔۳ ۳:۴۔۸(الف) ساتواں حصہ ۳:۸(ب)۔۱۱ آٹھواں حصہ ۳:۱۲۔۱۴ ۳:۱۵	چوتھا حصہ ۳:۱۔۲ ۳:۳۔۸ ۳:۹۔۱۱ پانچواں حصہ ۳:۱۲۔۱۴ ۳:۱۵ ۳:۱۲۔۱۴ ۳:۱۵	تیسرا حصہ ۳:۱۔۲ ۳:۳۔۷ ۳:۸۔۱۱ ۳:۱۲ ۳:۱۳۔۱۴ ۳:۱۵ ۳:۱۲۔۱۴ ۳:۱۵

۲۔ مختلف تراجم کی متنی تقسیم

الف۔ یروشلیم بائبل

(۱) پہلا حصہ، ''خطاب'' ۱:۱۔۴

(۲) دوسرا حصہ، ''ایلڈرز کا تقرر'' ۱:۵-۹

(۳) تیسرا حصہ، ''جھوٹے استادوں کی مخالفت'' ۱:۱۰-۱۴، ۱۵، ۱۶

(۴) چوتھا حصہ، ''چند خاص اخلاقی ہدایات'' ۲:۱-۱۰

(۵) پانچواں حصہ، ''مسیحی اخلاقی زندگی کی بنیاد'' ۲:۱۱-۱۴

(۶) چھٹا حصہ، ''ایمانداروں کے لئے عمومی ہدایات'' ۳:۱-۳، ۴-۸(الف)

(۷) ساتواں حصہ، ''ططس کو شخصی نصیحت'' ۳:۸(ب)-۱۱

(۸) آٹھواں حصہ، ''عملی تجاویز، الوداع اور نیک خواہشات'' ۳:۱۲-۱۴، ۱۵

ب۔ نیو انٹرنیشنل ورژن

(۱) پہلا حصہ، ''تسلیمات'' ۱:۱-۴

(۲) دوسرا حصہ، ''ططس کا کریتے میں کام'' ۱:۵-۹، ۱۰-۱۶

(۳) تیسرا حصہ، ''مختلف گروہوں کا کیا لازمی سکھانا ہے'' ۲:۱-۲، ۳-۵، ۶-۸، ۹-۱۰، ۱۱-۱۴، ۱۵

(۴) چوتھا حصہ، ''جو اچھا ہے وہ کرنا'' ۳:۱-۲، ۳-۸، ۹-۱۱

(۵) پانچواں حصہ، ''آخری کلمات'' ۳:۱۲-۱۴، ۱۵

ج۔ ولیمز

(۱) پہلا حصہ، ''خدا کے لوگ کاموں سے پہچانے جاتے ہیں'' ۱:۱-۴، ۵-۹، ۱۰-۱۶

(۲) دوسرا حصہ، ''خدا کے لوگوں راستباز ہونے کے لئے بلائے گئے ہیں'' ۲:۱-۱۹، ۱۱-۱۴، ۱۵

(۳) تیسرا حصہ، ''ایماندار نیکی کرنے کے لئے ہیں'' ۳:۱-۲، ۳-۷، ۸-۱۱، ۱۲، ۱۳-۱۴، ۱۵

ج۔ پیروں کی تقسیم کا خلاصہ

ا۔ خط کا روایتی مسیحی تعارف ۱:۱-۴

الف۔ کس کی طرف سے ۱:۱(الف)

(۱) پولس

(۲) خدا کا بندہ (غلام)

(۳) مسیح یسوع کا ایک رسول

ب۔ کیوں ۱:۱(ب)-۳

(۱) ایمان کی ترقی کے لئے

(۲) اُن کی مکمل علم کی طرف راہنمائی کرنے لئے

(الف) ابدی زندگی کی اُمید میں جس کا وعدہ خدا نے کیا

(ب) مخصوص وقت پر خدا نے قابل فہم بنایا

(ج) خدا کے حکم پر پولس کو دیا گیا پیغام

ج۔ کیسے ۱:۴(الف)

(۱)ططس کو

(۲)ایک ایمان میں میرے حقیقی بیٹے کو

د۔ دُعا ۱:۴(ب)

(۱)روحانی برکت

(۲)سلامتی

(۳)کس کی طرف سے

(الف) خدا ہمارا باپ کی طرف سے

(ب) مسیح یسوع ہمارا منجی کی طرف سے

۲۔ ایلڈرز کے لئے ہدایات ۱:۵۔۹

الف۔سرزنش ۱:۶،۷

ب۔ایک بیوی ہو

ج۔ایماندار بچے ہوں

د۔بے الزام ہو

ہ۔نافرمان نہ ہو

و۔ضدی نہ ہو

ز۔ غصہ ور نہ ہو

ح۔نشہ کرنے والا نہ ہو

ط۔مار پیٹ کرنے والا نہ ہو

ی۔نفع کا لالچی نہ ہو

ک۔مہمان نواز ہو

ل۔خیر دوست ہو

م۔متقی ہو

ن۔منصف ہو

س۔پاک زندگی بسر کرنے والا ہو

ع۔ضبط کرنے والا ہو

ف۔ایمان کے کلام پر قائم رہنے والا ہو

ص۔تعلیم کے ساتھ نصیحت کرنے والا

ق۔اپنے مخالفوں کو قائل کرنے والا ہو(۲:۱۵)

۳۔جھوٹی تعلیم کو پہچاننے کے لئے ہدایات ۱:۱۰۔۱۶

الف۔سرکش

ب۔بیہودہ گو

ج۔دغاباز

د۔یہودی عناصر

(۱)ختنہ ۱:۱۰

(۲)یہودی اساطیر ۱:۱۴

(۳)حجتیں ۳:۹

(۴)شریعت کی بابت جھگڑے اور لڑائیاں ۳:۹

ہ۔جونہیں کرنا چاہیے اُس سے گھر کے گھر تباہ کر دینا

و۔ناجائز نفع کی خاطر

ز۔اُن کی عقل اور دل ناپاک ہیں

ح۔اُن کے کام خدا کا انکار کرتے ہیں۔

ط۔مکروہ

ی۔نافرمان

ک۔نیک کام کے قابل نہیں

۴۔ایمانداروں کے لئے ہدایات ۲:۱۔۱۰(الف)،۱۲

الف۔بوڑھوں کے لیے، ۲:۲

(۱)پرہیزگار

(۲)سنجیدہ

(۳)متقی

(۴)ایمان میں بہتر

(۵)محبت میں بہتر

(۶)صابر

ب۔بوڑھی عورتوں کے لیے

(۱)وضع مقدسوں کی سی ہو

(۲)تہمت لگانے والی نہ ہوں

(۳)زیادہ مے پینے والی نہ ہوں

(۴)اچھی باتیں سکھانے والی

(۵)جوان عورتوں کو سکھانے والی

ج۔جوان عورتوں کے لئے ۲:۴۔۵

(۱)شوہروں کو پیار کرنے والی

(۲) بچوں کو پیار کرنے والی

(۳) متقی

(۴) پاک دامن

(۵) گھر سنبھالنے والی

(۶) مہربان

(۷) اپنے شوہروں کے تابع

د۔ نوجوانوں کے لئے

(۱) متقی

(۲) نیک کاموں کے لئے نمونہ بنیں

(۳) مخلص

(۴) تعلیم میں سنجیدگی

(۵) صحت کلامی

(۶) ملامت کے لائق نہ ہو

ہ۔ ایماندار نوکروں کے لئے

(۱) اپنے مالکوں کے تابع رہیں اور اُنہیں خوش رکھیں

(۲) کسی حکم سے انکار نہ کریں

(۳) چوری نہ کریں

۵۔ ہدایات کی الٰہیاتی بنیادیں ۲:۱۰(ب)۔۱۵؛۳:۴۔۷

الف۔ ہر بات میں ہمارے منجی خدا کی تعلیم کو رونق ہو۔ ۲:۱۰(ب)

ب۔ خدا کا فضل ظاہر ہو ۲:۱۱

ج۔ مبارک اُمید کا انتظار کریں ۲:۱۳

د۔ خدا کے لئے مسیح یسوع نے لوگوں کو خرید لیا ۲:۱۴

ہ۔ خدا کی مہربانی اور اُلفت ظاہر ہوئی ۳:۴

و۔ خدا نے ہمیں ہمارے کاموں کی بنیاد پر نہیں بچایا ۳:۵

ح۔ خدا نے اپنے رحم کی بنیاد پر بچایا ۳:۵

(۱) نئی پیدائش کے غسل سے

(۲) روح القدس سے نیا بنا کر

(۳) دونوں مسیح کے وسیلہ دیے گئے

(۴) خدا کے حضور راست باز ٹھہریں

(۵) ہم ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہیں

۶۔اُن کے لئے ہدایات جو مسائل پیدا کرتے ہیں ۳:۱۔۱۱

الف۔حاکموں اور اختیار والوں کے تابع رہیں ۳:۱۔۲

(۱)ہر نیک کام کے لئے مستعد رہیں

(۲)بدگوئی نہ کریں

(۳)نرم مزاج ہوں

(۴)سب آدمیوں کے ساتھ کمال حلیمی سے پیش آئیں۔

ب۔سب آدمیوں سے حلمی سے پیش آئیں کیونکہ، ۳:۳۔۸

(۱)ایماندار تھے:

(الف)نادان

(ب)نافرمان

(ج)فریب کھانے والے

(د)رنگ برنگ کی خواہشوں اور عیش وعشرت کے بندے

(ہ)بدخواہی میں زندگی گزارتے تھے

(و)حسد میں زندگی گزارتے تھے

ج۔خبرداری، ۳:۹۔۱۱

(۱)بیوقوفی کی حجتوں سے

(۲)نسب ناموں سے

(۳)جھگڑوں سے

(۴)شریعت کی لڑائیوں سے

(۵)بدعتی شخص سے

(الف)جو برگشتہ ہے

(ب) مجرم ہے

(ج) گناہ گار ہے

(د)اپنے آپ کو مجرم ٹھہراتا ہے

۷۔ خط کا روایتی مسیحی اختتامیہ ۳:۱۲۔۱۵

الف۔آنے کے حوالہ سے طِطُس کا تبادلہ ۳:۱۲

ارتماس (یا)
تخکس

ب۔طِطُس آئے اور مجھے نیکپلس میں ملے ۳:۱۲

ج۔ایمانداروں کو مدد کرنے کے لئے اُبھارنا ۳:۱۳۔۱۴

(۱)زیناس (اور)

(۲)اپلوس

د۔آخری سلام اوراختتام ۱۵:۳

د۔قابلِ اطلاق نکات کی فہرست: ان صفحات پر یہ تفصیلی خاکہ ممکنہ اطلاقی سچائیوں کے ساتھ ہر بڑے ادبی حصے اور پیروں کی تقسیم کے ساتھ دی گئی ہے۔اطلاقی سچائی کو ایک مختصر واضح فقرہ میں بیان کریں۔ یہ خاکہ آپ کے وعظ کے نکات بن جائیں گے۔

۴۔چوتھا مطالعہ

الف۔اہم متوازی حوالہ جات(دوسرے پاسبانی خطوط)

۱۔ ۱۔تیمتھیس (خاص طور پر۳:۱۔۳)

۲۔ ۲۔تیمتھیس

ب۔ماہرانہ فہرستیں

۱۔ خطاب ''منجی'' کا استعمال

الف۔خداہمارانجات دہندہ ۱:۳؛۲:۱۰؛۳:۴

ب۔مسیح ہمارا نجات دہندہ ۱:۴؛۲:۱۳؛۳:۶

۲۔انجیل کی اعتقادی سچائیاں جوکہ ہماری مسیح کی مانند طرزِ زندگی کی بنیاد ہیں:(نکتہ ۵کودیکھیں)

الف۔۲:۱۰(ب)۔۱۴

ب۔۳:۴۔۷

۳۔ایلڈرز کی اہلیتوں کی فہرست، (نکتہ۲کودیکھیں اور ۱۔تیمتھیس ۳:۱اوراُس سے آگے کی آیات دیکھیں)۔

۴۔جھوٹے نبیوں کی خصوصیات کی فہرست: (دیکھیں نکتہ۳)

الف۔۱:۱۰۔۱۶

ب۔۳:۹۔۱۱

ج۔مشکل حوالہ جات

۱۔متنی؛کیا۱:۶(ب)میں ایلڈرز کومخاطب کیا گیا ہے یا اُس کے بچوں کو؟

الف۔ ایلڈرز؛ نیوامریکن سٹینڈرڈورژن اور نیوریوائزڈسٹینڈرڈورژن

ب۔ایلڈرز کے بچوں کو؛ نیوانٹرنیشنل ورژن اورولیمز

۲۔تاریخی؛کیا چوتھے مشنری سفر کے لئے کوئی بائبلی یا تاریخی اثبات ہیں؟

الف۔بائبلی

(۱)پولس سپین،روم جانا چاہتا تھا رومیوں ۱۵:۲۴،۲۸

(۲) پولس کا پاسبانی خطوط میں بیان کردہ سفر اعمال کی کتاب میں بیان کردہ سفروں کے ساتھ نہیں ملتا۔

ب۔ تاریخی

(۱) یوسیبس اپنی کتاب ''Ecclesiastical History'' میں ۲:۲۲:۲:۳ میں بیان کرتا ہے کہ پولس اعمال کی کتاب کے اختتام پر قید سے رہائی پا گیا تھا

(۲) دیگر ابتدائی کلیسیا کی روایات کے مطابق پولس بحر روم کی مغرب بعید تک انجیل لے کر گیا۔

الف۔ روم کا کلیمنٹ

ب۔ مارطیون فریگمنٹ

(۳) الہیاتی؛ کیا ۳:۵ سے بپتسمہ سے نئی پیدائش کی حمایت ہوتی ہے۔

(۴) آیات جو کہ ابہام پیدا کرتی ہیں؛ ایلڈرز محض احتراز کرنے والے ہی نہیں ہیں بلکہ زیادہ پینے والے بھی نہ ہوں (۱:۷)۔ ایسا ہی بوڑھی عورتوں کے لئے بھی ہے (۲:۳)۔

افسیوں دوسرا باب

جدید تراجم کی پیراگراف میں تقسیم

UBS[4]	نیو کنگ جیمس ورژن	نیو ریوائزڈ ورژن	دی انگلش ورژن	نیو یروشلیم بائبل
موت سے زندگی تک	ایمان کے وسیلہ فضل سے	مسیح کے فوائد	موت سے زندگی تک	مسیح میں نجات، ایک تحفہ
۲:۱۔۱۰	۲:۱۔۱۰	۲:۱۔۱۰	۲:۱۔۳	۲:۱۔۶
مسیح میں ایک	اُس کے خون سے نزدیک لائے		۲:۴۔۱۰	
۲:۱۱۔۱۳	۲:۱۱۔۱۳	۲:۱۱۔۲۲	مسیح میں ایک	۲:۷۔۱۰
۲:۱۴۔۲۲	مسیح ہماری سلامتی		۲:۱۱۔۱۲	یہودیوں اور غیر اقوام کی خدا اور دوسروں کے ساتھ صلح
	۲:۱۴۔۲۲		۲:۱۳۔۱۸	۲:۱۱۔۱۸
			۲:۱۹۔۲۲	۲:۱۹۔۲۲

تیسرا مطالعاتی دور

یہ مطالعاتی راہنمائے تفسیر ہے جس کا مطلب ہے کہ آپ بائبل کی اپنی تفسیر کے خود ذمہ دار ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اُس روشنی میں چلنا ہے جو ہمارے پاس ہے۔ آپ، بائبل اور روح القدس تفسیر میں ترجیحات ہیں۔ آپ کو یہ مفسر پر نہیں چھوڑنا ہے۔ ایک ہی نشست میں باب کا مطالعہ کریں۔ مضامین کی شناخت کریں۔ اپنی موضوعاتی تقسیم کا متذکرہ بالا تراجم کے ساتھ موازنہ کریں۔ پیراگراف الہامی نہیں ہیں لیکن یہ مصنف کے اصل ارادے کو سمجھنے کی کنجی ہیں جو کہ تفسیر کا دل ہے۔ ہر پیراگراف ایک محض ایک ہی موضوع ہوتا ہے۔

۱۔ پہلا پیراگراف

۲۔ دوسرا پیراگراف

۳۔ تیسرا پیراگراف

۴۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

۲:۱۔۲۲ کی متنی بصیرتیں

الف۔ انسانی کام کے وسیلہ سے نجات کیغناسطی اور یہودی تصور کو پولس کے تصور سے ردّ کیا گیا ہے؛

(۱) پہلا باب میں خدا کا چناؤ (۲) خدا کے فضل کا ۲:۱۔۱۰ میں اجراء؛ اور (۳) ۲:۱۱۔۳:۱۳ میں زمانوں سے پوشیدہ خدا کی نجات کا اسرار (جیسا کہ مسیح میں اب یہودی اور غیر قوم ایک ہیں)۔ پولس رسول تین چیزوں کا بیان کرتا ہے جس میں انسانی عمل دخل نہیں! نجات محض خدا کی طرف سے ہے (۱:۳۔۱۴؛ ۲:۴۔۷) مگر ہر ایک کو اس کے شخصی ردِعمل دینا ہوگا (۲:۸۔۹) اور نئے عہد

کی روشنی میں زندگی بسر کرنی ہے(۱۰:۲)۔

ب۔آیات ۲۔۳ میں گمراہ انسانیت کے تین دشمنوں کا بیان ہے(یعقوب ۴: ۱، ۴، ۷ دیکھیں):

(۱) گمراہ دُنیا کا نظام، آیت ۲، (۲) ہوا کی علمداری کا حاکم، شیطان، آیت ۲ اور (۳) گناہ آلودہ انسانی فطرت (آدم کی فطرت) آیت ۳۔ آیات ۱۔۳ بنی نوع انسانی کی بے چارگی اور نا اُمیدی کو ظاہر کرتی ہیں جو کہ خدا سے الگ اور باغی ہیں (رومیوں ۱۸:۱۔۱۶:۲)۔

ج۔جیسا کہ ۱۔۳ آیات انسانیت کی قابل رحم حالت کو بیان کرتی ہیں تو آیات ۴۔۱۶ اس کے برعکس گمراہ انسانیت کے لئے خدا کی محبت اور رحم کی کثرت کو ظاہر کرتی ہیں۔انسانی گناہ بُرا ہے مگر خدا کی محبت اور رحم اس سے بڑا ہے(رومیوں ۵: ۲۰)! خدا نے مسیح کے لئے کیا (۱: ۲۰)، اب مسیح یسوع نے ایمانداروں کیلئے کیا (۲: ۵۔۶)۔

د۔ نئے عہد نامہ میں خدا کے مفت فضل اور انسانی کاوش کے مابین ایک حقیقی تناؤ ہے۔یہ تناؤ غیر مسلسل جوڑوں میں بیان کیا جا سکتا ہے؛ بیانیہ (ایک بیان) اور امر (ایک حکم)؛ فضل / ایمان معفولی (انجیل کا لُب لباب) اور فاعلی (ایک شخص کا انجیل کے ساتھ تجربہ)، دوڑ جیتو (مسیح میں) اور دوڑ دوڑو (مسیح کے لئے)۔یہ تناؤ ۲: ۸۔۹ میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے، جو کہ فضل پر زور دیتا ہے، جبکہ ۲: ۱۰ نیک اعمال پر زور دیتا ہے۔یہ کوئی ایک/یا والا معاملہ نہیں بلکہ دونوں/اور والا الٰہیاتی تناسب کا معاملہ ہے۔تاہم فضل سب سے پہلے آتا ہے اور مسیح کی طرح کی طرز زندگی کی بنیاد ہے۔آیات ۸۔۱۰ مسیحی انجیل کے جوہر کا خلاصہ ہے، مفت لیکن اس کے لئے سب کچھ داؤ پر لگانا پڑتا ہے! ایمان اور اعمال (یعقوب ۲: ۱۴۔۲۶)!

ہ۔ایک نیا موضوع ۲: ۱۱۔۳: ۱۳ میں متعارف کروایا گیا ہے۔یہ ایک بھید ہے، ابتدا سے پوشیدہ کہ مسیح کے کفارہ بخش فدیہ پر شخصی ایمان لانے کے وسیلہ، خدا تمام انسانیت کی نجات چاہتا ہے، یہودی (حزقی ایل ۱۸: ۲۳، ۳۲) اور غیر قوم (۱۔تیمتھیس ۲: ۴؛ ۲۔پطرس ۳: ۹)۔ یہ عالمی نجات کی پیش کش پیدائش ۳: ۱۵ اور ۱۲: ۳ میں پیش گوئی کی صورت ملتی ہے۔یہ بنیادی طور پر مفت معافی ہے (رومیوں ۵: ۱۲۔۲۱) جس نے یہودیوں اور تمام مذہبی اشرافیہ (غناسطیت کے جھوٹے اُستادم، یہودی مائل) اور تمام جدت پسندوں ''راستبازی کے کام'' کے دعویٰ داروں کو ہلا دیا۔

الفاظ اور عبارتوں کا مطالعہ

افسیوں ۲: ۱۔۱۰

اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے۔جن میں تم پیشتر دُنیا کی روش پر چلتے تھے اور ہوا کی علمداری کے حاکم یعنی اس روح کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔ان میں ہم بھی سب کے سب پہلے اپنے جسم کی خواہشوں میں زندگی گذارتے اور جسم اور عقل کے ارادے پورے کرتے تھے اور دوسروں کی مانند طبعی طور پر غضب کے فرزند تھے۔

مگر خدا نے انے رحم کی دولت سے اُس بری محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی۔جب قصوروں کے سبب سے مردہ

ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا۔ (تم کو فضل ہی سے نجات ملی)۔ اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اُس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اُس کے ساتھ بٹھایا۔ تاکہ وہ اپنی مہربانی سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے آنے والے زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دکھائے۔ کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں۔ خدا کی بخشش ہے۔ اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر کرے۔ کیونکہ ہم اسی کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔

۲:۱ آیات ۱۔۷ یا ۱۔۱۰ ویں آیت کے مرکزی فعل کے ساتھ یونانی میں ایک ہی فقرہ ہیں۔ یہ ایک ٹھوس دلیل ہے۔ پولس کے پیش کرنے کے انداز میں (۱) نا اُمیدی، بے چارگی اور تمام بنی نوع انسان کی روحانی برگشتگی آیات ۱۔۳، (۲) خدا کا فضل آیت ۴۔۷، اور (۳) انسانی ردِعمل کی ضرورت، ایمان اور زندگی آیت ۸۔۱۰، شامل ہیں۔

▣ ''تم''، کلسیوں اور افسیوں کے خطوط میں یہ جمع اسم ضمیر ہمیشہ غیر اقوام کے ایمانداروں کے لئے استعمال کیا گیا ہے (۱:۱۳؛ ۲:۱۲ دیکھیں)۔

▣ ''مردہ ہی تھے'' یہ فعل حال معروف مطلق ہے جس کا مطلب ہے ''مردہ ہوتے ہوئے''۔ یہ روحانی موت کو پیش کرتا ہے (۲:۵؛ رومیوں ۵:۱۲۔۲۱؛ کلسیوں ۲:۱۳)۔ بائبل میں موت کے تین مدراج بیان کیے گئے ہیں: (۱) روحانی موت (پیدائش ۲:۱۷؛ یسعیاہ ۵۹:۲؛ رومیوں ۷:۱۰۔۱۱؛ یعقوب ۱:۱۵)؛ (۲) طبعی موت (پیدائش ۵)؛ اور (۳) ابدی موت جیسے دوسری موت بھی کہا گیا (مکاشفہ ۲:۱۱؛ ۲۰:۶، ۱۴؛ ۲۱:۸)۔

▣ ''قصور'' اس کی یونانی اصطلاح (paraptoma) کا مطلب ہے ''ایک طرف گرنا'' (۱:۷)۔ گناہوں کے لئے تمام یونانی الفاظ عبرانی کے تصور گمراہی سے تعلق رکھتے ہیں کہ خدا کی راستبازی کے معیار سے برگشتہ۔ ''راست''، ''عادل'' کی اصطلاح اور عبرانی میں اِن کے اشتقاق بناوٹی استعارہ کے لئے ایک معیاری لے ہے۔ خدا معیار ہے۔ تمام انسانی اس معیار سے ہٹ چکے ہیں (زبور ۱۴:۱۔۳؛ ۵:۹؛ ۱۰:۷؛ ۳۶:۱؛ ۱۵۳۔۴؛ ۱۴۰:۳؛ یسعیاہ ۵۳:۶؛ ۵۹:۷۔۸؛ رومیوں ۳:۹۔۲۳؛ ۱۔ پطرس ۲:۲۵)۔

▣ ''گناہ'' یہ یونانی اصطلاح (hamartia) کا مطلب ہے ''نشان کھو دینا'' (۴:۲۶)۔ پہلی آیت میں گناہ کے لئے دو مترادف اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں جو کہ بنی نوع انسان کی گراوٹ اور جدائی کی حالت کو ظاہر کرتی ہیں (رومیوں ۳:۹، ۱۹، ۲۳؛ ۱۱:۳۲؛ گلتیوں ۳:۲۲ بھی دیکھیں)۔

۲:۲ ''جن میں تم پیشتر دُنیا کی روش پر چلتے تھے''۔ ''چلتے'' طرزِ زندگی کے لئے بائبلی استعارہ ہے (۱:۲، ۱۰؛ ۴:۱، ۱۷؛ ۵:۲، ۸، ۱۵)۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن	’’دنیا کی راہ پر چلتے تھے‘‘
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	’’دنیا کی راہ کی پیروی کرتے تھے‘‘
دی انگلش ورژن	’’دنیا کی بُری راہ کی پیروی کرتے تھے‘‘
نیو یروشلیم بائبل	’’دنیا کے اصولوں پر زندگی بسر کر رہے تھے‘‘

یہ موجودہ برگشتہ دُنیاوی نظام (یا زمانہ) ایک دُشمن کے طور پر بیان کیا گیا ہے (گلتیو ۱:۴)۔ یہ گمراہ انسانیت کی خدا سے الگ ہوکر تمام ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش ہے۔ یوحنا رسول کی تصانیف میں اسے ’’دُنیا‘‘ کہا گیا ہے (۱، یوحنا ۲:۲، ۱۵۔۱۷؛ ۳:۱، ۱۳، ۱۷؛ ۵:۴، ۵، ۱۹) یا بابل (مکاشفہ ۱۴:۸، ۱۶:۱۹، ۱۷:۵؛ ۱۸:۲، ۱۰، ۲۱)۔ ہماری جدید اصطلاح میں اسے ’’ملحدانہ انسانیت پرستی‘‘ کہا جاتا ہے۔ مخصوص مضمون ’’پولس کا کلسیوں ۱:۶ میں لفظ جہان کا استعمال‘‘ کو دیکھیں۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن	’’ہوا کی قوت کے شہزادے کے مطابق‘‘
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	’’ہوا کی قوت کے اصولوں کی پیروی کرتے تھے‘‘
دی انگلش ورژن	’’تم ہوا میں روحانی قوتوں کی پیروی کرتے تھے‘‘
نیو یروشلیم بائبل	’’ہوا کی علمداری کے حاکم کی تابعداری کرتے تھے‘‘

یہ گمراہ انسانیت کا دوسرا دُشمن ہے، شیطان، الزام لگانے والا۔ بنی نوع انسان شخصی روحانی آزمائش کرنے والے کے پابند ہے (پیدائش ۳، ایوب ۱۔۲، زکریاہ ۳)۔ وہ اس دُنیا کا حاکم یا سردار کہلاتا ہے (یوحنا ۱۲:۳۱؛ ۱۴:۳۰؛ ۱۶:۱۱؛ ۲۔کرنتھیوں ۴:۴؛ ۱۔یوحنا ۵:۱۹)۔

نئے عہد نامہ میں ہوا شیاطین کا مسکن ہے۔ نچلی ہوا (a'r) یونانیوں کے نزدیک ناپاک ہے اس لئے بدارواح کا مسکن ہے۔ بعض لفظ ہوا کے استعمال کو روحانی مسکن کی غیر مادی نوعیت کا حوالہ سمجھتے ہیں۔ کلیسیا کے صعود کا تصور ۱۔تھسلنیکیوں ۴:۱۷ کے لاطینی ترجمہ سے آتا ہے، جس سے مراد ’’اوپر اُٹھایا جانا‘‘ ہے۔ مسیحی خداوند سے ملنے کے لئے شیطان کی سلطنت کے وسط میں ’’ہوا میں‘‘ جانے کو ہیں، یہ ظاہر کرنے کو کہ یہ برباد ہو چکی ہے۔ ذیل کا مضمون دیکھیں۔

مضمون خاص: شخصی برائی

یہ مضمون کئی وجوہات کی بنا پر بہت مشکل ہے۔

ا۔ عہد عتیق نیکی کا کوئی بڑا دشمن بیان نہیں کرتا بلکہ یہواہ کے خادم کو بیان کرتا ہے جو بنی نوع انسان کو ایک متبادل اور بنی نوع انسان کو ناراست ٹھہراتا ہے۔

۲۔ شخصی دشمن کا تصور غیر بائبلی ادب میں فارسی مذہب کے اثر سے اُبھرا (زرتشت)۔ جس نے ربیوں کی یہودیت پر گہرا اثر چھوڑا۔

نیا عہد نامہ پرانے عہد نامے کے مضامین کو حیران کن طور پر سنگین کرتا ہے لیکن مخصوص درجات میں۔ اگر کوئی بائبلی الٰہیات کے نکتہ نظر سے برائی کے مطالعہ تک پہنچتا ہے (ہر کتاب، یا مصنف یا ادبی صنف کا مطالعہ کر کے الگ الگ خاکہ تیار کرے) تو پھر برائی کے برے مختلف خیالات سامنے آتے ہیں۔ اگر کوئی غیر بائبل مطالعہ سے یا مذاہب عالم یا مشرقی مذاہب کے وسیلہ سے برائی کے متعلق جانتا ہے تو یونانی مائل رومی روح اور فارسی ثنویت میں نئے عہد نامہ کی کافی حد تک پیش رفت کا عکس دیکھے گا۔ اگر کوئی نظریاتی اعتبار سے کلام مقدس کے الٰہی اختیار کو مانتا ہے تو پھر نئے عہد نامہ کے خیالات اُسے درجہ بہ درجہ مکاشفہ ہی لگے گا۔ مسیحیوں کو بائبلی تصورات کی اشاعت کے لئے یہودی ابتدائی باتوں یا مغربی ادب سے اپنے آپ کو بچانا ہوگا (مثلاً ملٹن)۔ یقیناً اس زمانہ میں اسرار اور ابہام موجود ہے۔ خدا نے برائی کے منبع، اس کے مقصد، تمام پہلوؤں کو ظاہر کرنے کے لئے نہیں چُنا بلکہ اُس نے اس کی شکست کو ظاہر کیا۔ عہد عتیق میں شیطان یا الزام دینے والے کی اصطلاح تین مختلف گروہوں سے متعلق دیکھائی دیتی ہے۔

ا۔ انسانی الزام لگانے والے (ا۔سموئیل ۲۹: ۴؛ ۲۔سموئیل ۱۹: ۲۲؛ ا۔سلاطین ۱۱: ۱۴، ۲۳، ۲۵؛ زبور ۱۰۹: ۶)۔

۲۔ روحانی الزام دینے والے (گنتی ۲۲: ۲۲-۲۳؛ زکریاہ ۳: ۱)۔

۳۔ شیطانی الزام دینے والے (ا۔تواریخ ۲۱: ۱؛ ا۔سلاطین ۲۲: ۲۱؛ زکریاہ ۱۳: ۲)۔

بعد ازاں دور بین العہدین میں پیدائش ۳ کا سانپ کو شیطان سے منسوب کیا گیا (حکمت کی کتاب ۲: ۲۳-۲۴؛ ۲۔حنوک ۳۱: ۳)، اور بعد میں یہ ربیوں کا خیال نہیں بنا (Sot 9b and Sanh. 29a)۔ پیدائش ۶ میں بیان کردہ ''خدا کے بیٹے'' ا۔حنوک ۵۴: ۶ میں فرشتے بن گئے۔ میں نے اس کی الٰہیاتی درستی بیان کرنے کے لئے نہیں بیان کیا بلکہ اس کی پیش رفت کو ظاہر کرنے کے لئے بیان کیا ہے۔ نئے عہد نامہ میں ۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۳؛ مکاشفہ ۱۲: ۹ میں عہد عتیق کی یہ سرگرمیاں فرشتوں، برائی (مثلاً شیطان) کی خصوصیات ہیں۔ عہد عتیق سے تشبیہاتی برائی کا منبع جاننا مشکل یا ناممکن ہے (اس کا انحصار آپ کی سوچ پر ہے)۔ اس کی ایک وجہ بنی اسرائیل کی وحدانیت پر پختگی ہے (ا۔سلاطین ۲۲: ۲۰-۲۲؛ واعظ ۷: ۱۴؛ یسعیاہ ۴۵: ۷؛ عاموس ۳: ۶ دیکھیں)۔ اس کی تمام وجہ یہواہ کی خصوصیت ہے جو اُس کی انفرادیت اور فضیلت کے لئے ہے (یسعیاہ ۴۳: ۱۱؛ ۴۴: ۶، ۸، ۲۴؛ ۴۵: ۵، ۶، ۱۴، ۱۸، ۲۱، ۲۲)۔ ممکنہ معلومات کا ذریعہ (ا) ایوب ا-۲ ہے جہاں شیطان خدا کے بیٹوں میں

سے ایک ہے (مثلاً فرشتے) یا (۲) یسعیاہ ۱۴؛ حزقی ایل ۲۸ جہاں مشرق قریب کے مغرور بادشاہوں (بابل اور اسور) کو شیطان کے غرور کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے (۱۔ تیمتھیس ۳: ۶ دیکھیں)۔ میں اس طریقہ کے بارے میں ملتے جلتے جذبات رکھتا ہوں۔ حزقی ایل نا صرف اسور کے بادشاہ کے لئے بطور شیطان باغ عدن کی تشبیہ کو استعمال کرتا ہے (حزقی ایل ۲۸: ۱۲۔۱۶) بلکہ مصر کے بادشاہ کو نیک و بد کے پہچان کے درخت کے طور پر بھی پیش کرتا ہے۔ حزقی ایل ۳۱۔ تاہم یسعیاہ ۱۴، خاص طور پر آیات ۱۲۔۱۴ تکبر کے باعث فرشتوں کی بغاوت کو ظاہر کرتا دیکھائی دیتا ہے۔ اگر خدا ہم پر شیطان کا مخصوص منبع اور فطرت ظاہر کرنا چاہتا تو ایسا کرنے کے لئے یہ بڑا ٹیڑھا طریقہ اور مقام ہوتا۔ ہمیں مربوط علم الٰہی کے انداز سے بھی بچنا چاہیے جس میں مختلف عہود، مصنفین، کتابوں اور ادب کے مبہم اور چھوٹے چھوٹے حصوں کو لیا جاتا ہے تاکہ اُن کے ایک الٰہی معمہ کو چھوٹے چھوٹے حصوں کو جوڑ کر حل کیا جائے۔ الفریڈ ایڈرشیم (The Life and Times of Jesus the Messiah, vol. 2, appendices XIII [pp. 748-763] and XVI [pp. 770-776]) میں کہتا ہے کہ ربیوں کی یہودیت فارسی ثنویت اور شیطانی سوچ و بچار سے متاثر ہوئی تھی۔ اس میدان میں ربی سچائی کے لئے کوئی اچھے ذریعہ نہیں تھے۔ مسیح یسوع بنیادی طور پر عبادت خانہ کی تعلیمات سے ہٹ کر ہے۔ میرے خیال میں ربیوں کا فرشتوں کا درمیانی ہونے کے تصور اور موسیٰ کو کوہ سینا پر شریعت دینے کی مخالفت نے یہواہ کے دشمن مقرب فرشتہ کے ساتھ ساتھ بنی نوع انسان کے تصور کے لئے بھی دروازہ کھولا۔ ایرانی ثنویت (زرتشتوں) کے دو برے دیوتا تھے، ایک اہکیمان اور دوسرا اُرمازا نیکی اور بدی کے دیوتا۔ اس ثنویت نے یہودی ثنویت یہواہ اور شیطان کو محدود حد تک جنم دیا۔ نئے عہد نامہ میں واضح درجہ بہ درجہ مکاشفہ نے برائی کو بیان کیا مگر ایسے بیان نہیں کیا جیسے ربیوں نے۔ اس کی ایک اچھی مثال ''آسمان میں جنگ'' ہے۔ شیطان کا گرایا جانا ایک منطقی بات ہے مگر وجوہات نہیں دی گئیں۔ حتیٰ کہ جو بھی دیا گیا ہے وہ مکاشفاتی ادب میں چھپا ہے (مکاشفہ ۱۲: ۴، ۷، ۱۲۔۱۳)۔ اگرچہ شیطان کو شکست دے دی گئی اور زمین پر جلاوطن کیا گیا، وہ اب بھی یہواہ کے خادم کے طور پر کام کر رہا ہے (متی ۴: ۱؛ لوقا ۲۲: ۳۱، ۳۲؛ ۱۔ کرنتھیوں ۵: ۵؛ ۱۔ تیمتھیس ۱: ۲۰)۔ ہمیں اپنے تجسس کی توجہ اس طرف لگانی چاہیے۔ آزمائش اور برائی کی ایک شخصی قوت ہے لیکن پھر بھی ایک خدا ہے اور بنی نوع انسان اپنے انتخاب کی ذمہ دار ہے۔ یہ روحانی جنگ ہے جو کہ نجات سے پہلے اور بعد جاری ہے۔ فتح محض خدائے ثالوث میں اور اُس کے ذریعہ آسکتی اور قائم ہو سکتی ہے۔ برائی کو شکست دی گئی ہے اور اِسے ختم کر دیا جائے گا!

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن	''نافرمانی کے فرزندوں میں''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''اُن میں جو نافرمان ہیں''
دی انگلش ورژن	''لوگ جنہوں نے خدا کی نافرمانی کی''
نیو یروشلیم بائبل	''باغیوں میں''

یہ باغی اورنافرمان کے لئے عبرانی محاورہ ہے(۶:۵)۔

۳:۲ ''ان میں ہم سب کے سب پہلے۔۔۔زندگی گذارتے تھے''۔افسیوں میں ''ہم'' یہودی ایمانداروں کو بیان کرتا ہے ہے،اس معاملہ میں پولس اوراُس کے ہم خدمت ساتھی۔ اختتامی عبارت ''دوسروں کی مانند''اس کوممکن بناتی ہے کہ یہ پرانے عہد نامہ کے تمام چُنیدہ لوگوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔یہ ایک فعل مجہول مضارع بیانیہ ہے۔اس کا معروف اس بات پرزوردے گا کہ گمراہ انسانیت کوخارجی روحانی برائی کی قوتوں یعنی شیطان یا شیاطین جوکہ آیت ۲اور۳:۱۰؛۶:۱۲میں بیان ہیں نے آلودہ کیا ہے۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیوکنگ جیمس ورژن	''اپنے جسم کی خواہشوں میں''
نیوریوائزڈ سٹینڈرڈورژن	''اپنے جسم کے جذبات میں''
دی انگلش ورژن	''فطری خواہشوں کے مطابق''
نیویروشلیم بائبل	''شہوانی زندگیاں''

یہ گمراہ انسانیت کا تیسرادشمن ہے۔اگر چہ یہ گرائمر کی ساخت کے مطابق آیت میں دوسرے دودشمنوں کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا (کے مطابق) مگر یہ الٰہیاتی اعتبار سے متوازن ہے۔بنی نوع انسان کی گمراہی ،خودپرستی (پیدائش ۳) اس کی بدترین دشمن ہے(گلتیوں ۵:۱۹۔۲۱)۔اپنے ذاتی فائدہ کے لئے یہ ہر چیز کواور ہرایک کوخراب اورآلودہ کردیتی ہے(رومیوں ۷:۱۴۔۲۵)۔ پولس اصطلاح ''جسم'' کو دومعنوں میں استعمال کرتا ہے۔محض سیاق وسباق ہی بتاسکتا ہے کہ اس فرق کا تعین کرتا ہے۔۲:۱۱،۱۴؛ ۵:۲۹،۳۱؛۶:۵اور۱۲میں اس سے مراد''انسانی شخص'' ہے،''گناہ آلودہ انسانی فطرت''نہیں جیسا یہاں ہے۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل	''جسم اورعقل کے ارادے میں پڑے تھے''
نیوکنگ جیمس ورژن	''جسم اورعقل کے ارادے پورے کرتے تھے''
نیوریوائزڈ سٹینڈرڈورژن	''جسم اورعقل کے ارادوں کی پیروی کرتے تھے''
دی انگلش ورژن	''اوروہ سب کیا جوہمارے جسموں اورذہنوں کواچھالگا''
نیویروشلیم بائبل	''اپنے خیالات اورطبعی خواہشوں کی پیروی کرتے تھے''

یہ فعل حال مطلق معروف ہے جوکہ جاری رہنے،تسلسل اورعادی عمل پرزوردیتا ہے۔انسانی جسم اورعقل اپنے آپ میں بُرے نہیں ہیں بلکہ یہ آزمائش اورگناہ کے میدان جنگ ہیں(۴:۱۷؛رومیوں ۶،۷)۔

▣ ''فطرت سے'' یہ انسانیت کی گراوٹ کا اظہار ہے، انسانی خواہشات (پیدائش ۳، زبور ۵۱:۵؛ ایوب ۱۴:۴؛ رومیوں ۵:۱۲۔۲۱؛۷:۱۴۔۲۵)۔یہ حیران کن ہے کہ ربیوں نے عموماً پیدائش ۳میں انسانی گراوٹ پرزورنہیں دیتے۔اس کی بجائے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انسان کی دوفطرتیں ہیں(یتزرز)،ایک اچھی اورایک بُری۔انسانی اپنے انتخابات سے مغلوب

ہیں۔ ربیوں کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ ''ہر انسان کے دل میں ایک کالا اور ایک سفید کُتا ہوتا ہے۔ جس ایک کو وہ زیادہ کھلاتا ہے وہ زیادہ بڑا ہوجاتا ہے''۔ جبکہ نیا عہد نامہ انسانیت کے گناہ کی کئی الٰہیاتی وجوہات کو پیش کرتا ہے؛ (۱) آدم کا گناہ میں گرنا، (۲) دیدہ دانستہ اور (۳) گناہ آلودہ انتخابات۔

▣ ''غضب کے فرزند''، ''۔۔۔کے بچے''، ''۔۔۔کے بیٹے'' ایک عبرانی محاوراتی عبارت ہے جو کہ انسانی کردار کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ خدا گناہ کے اور اُس کی مخلوق میں جو باغی ہیں اُن کے مخالف ہے۔ خدا کا غضب عارضی (وقتی طور پر) بھی ہے اور آخر میں بھی (زمانوں کے اختتام پر)۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''دوسروں کی مانند''
نیو کنگ جیمس ورژن	''ہمیں اکٹھے رہنے کے لئے بنایا''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''ہر کسی کی طرح''
نیو یروشلیم بائبل	''باقی دُنیا کی مانند''

یہ تمام انسانیت یہودی اور غیر قوم کی گمراہی کا حوالہ ہے (رومیوں ۱:۱۸۔۳:۲۱)۔ پولس نے اکثر اس اصطلاح ''دوسروں یا باقی'' کا استعمال کرتے ہوئے گمراہی کا حوالہ دیا ہے (۱۔تھسلنیکیوں ۴:۱۳؛ ۵:۶)۔

۲:۴ ''مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بری محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی''۔ یہاں بڑے ڈرامائی انداز میں آیات ۱۔۳ کی نا اُمیدی، مایوسی سے آیات ۴۔۷ کے عظیم فضل کی طرف لے جایا گیا ہے۔ کیا عظیم سچائی ہے! خدا کا رحم اور محبت نجات کی کنجیاں ہیں (آیت ۷)۔ یہ اُس کا مہربان کردار ہے (۱:۷، ۱۸؛ ۲:۷؛ ۳:۸، ۱۶)، راستبازی کا رستہ انسانی کارکردگی مہیا نہیں کرتی۔ ۱:۷ میں دولت کے موضوع پر نوٹس کا مطالعہ کریں۔ یہ بڑی اہم بات ہے کہ اس آیت میں خدا کے فضل میں فعل حال مطلق اور فعل حال مضارع معروف بیانیہ پائے جاتے ہیں۔ خدا نے ماضی میں محبت کی اور ہمیں محبت کرنا جاری رکھے ہوئے ہے (۱۔یوحنا ۴:۱۰)!

۲:۵ ''جب قصوروں کے سبب سے مردہ ہی تھے''۔ یہ فقرہ آیت ۱ (الف) کے متوازی ہے۔ پولس رسول انسانیت کی گمراہی کے بارے میں اپنے معترضہ خیال سے اپنی اصل سوچ کی طرف واپس آتا ہے (۱۔۳)۔ ہماری ضرورت کے مابین، خدا نے محبت کا مظاہرہ کیا (رومیوں ۵:۶، ۸)۔

▣ ''تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا''۔ یہ الفاظ ایک یونانی لفظ (suzopoieo) کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ پہلی آیت میں شروع ہونے والے فقرے کے جملے کا مرکزی فعل (فعل مضارع معروف بیانیہ) ہے۔ یہ یونانی حرف جار syn کے ساتھ تین مرکب الفاظ میں سے پہلا ہے جس کا مطلب ''مجموعی شراکت کے ساتھ'' ہے۔ یسوع مسیح ۱:۲۰ میں مردوں میں سے زندہ ہوتے ہیں اور ایماندار اُس کی قدرت میں روحانی طور پر جلائے جاتے ہیں (کلسیوں ۲:۱۳)۔ اب ایماندار حقیقی طور پر مسیح میں زندہ

ہیں۔

▣ ۲: ۵،۸ ''فضل ہی سے نجات ملی''۔ یہ فعل مکمل مطلق ہے جو کہ آٹھویں آیت میں زور دینے کی غرض سے دہرایا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ماضی میں ایمانداروں کو بیرانی مداخلت کے وسیلہ بچایا گیا اوراس کے نتیجہ میں ''وہ بچائے گئے اور خدا کے وسیلہ بچائے جاتے رہیں گے''۔ یہی بات آٹھویں آیت میں بھی زور دینے کی غرض سے دہرائی گئی ہے۔ افسیوں ۱:۷ پر خاص مضمون کو دیکھیں۔ یہ بائبلی حوالہ جات میں سے ایک حوالہ ہے جس میں ایمانداروں کی حفاظت کے عقیدے کی بنیاد ملتی ہے (یوحنا ۶: ۳۷، ۳۹؛ ۱۰: ۲۸؛ ۱۷: ۲، ۲۴؛ ۱۸: ۹؛ رومیوں ۸: ۳۱: ۳۹)۔ بائبل کے تمام عقائد کی طرح اس عقیدہ کا بھی دیگر سچائیوں اور متون کے ساتھ متوازن ہونا ضروری ہے۔

۲: ۶ ''اُس کے ساتھ جلایا''۔ یہ syn کے ساتھ دوسرا مضارع مرکب ہے۔ ایماندار پہلے ہی مسیح یسوع میں جی اُٹھے ہیں۔ ایماندار اُسکے ساتھ بپتسمہ میں دفن ہوئے تھے (کلسیوں ۲: ۱۲؛ رومیوں ۶: ۳۔۱۱) اور باپ نے اُنہیں زندہ کیا تھا (کلسیوں ۲: ۱۳؛ رومیوں ۶: ۴۔۵) جس نے مسیح یسوع کو زندہ کیا (رومیوں ۸: ۱۱ میں روح کے وسیلہ زندہ کیا)۔ یہ مخصوص تشبیہات ہیں۔ ایماندار روحانی طور پر مسیح یسوع کے تجربے کے بڑے واقعات: مصلوبیت، موت، دفن ہونا، جی اٹھنا اور تخت پر بٹھایا جانا! میں شریک ہوتے ہیں۔ ایماندار اُس کی زندگی اور دکھوں میں شریک ہوتے ہیں؛ وہ اُس کے جلال میں بھی شریک ہوں گے (رومیوں ۸: ۱۷)۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''ہمیں اُس کے ساتھ بٹھایا''
نیو کنگ جیمس ورژن	''ہمیں اکٹھے بٹھایا''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''اُس کے ساتھ حکومت کریں''
نیو یروشلیم بائبل	''ہمیں اُس کے ساتھ جگہ دی''

یہ مضارع کا syn کیساتھ تیسرا مرکب ہے۔ اُس میں ہمارے موجودہ مقام کے ساتھ ساتھ مستقبل کے جلال میں بھی مقام ہے (رومیوں ۸: ۳۷)۔ اُس کے ساتھ بیٹھنے کے تصور سے مراد اُس کے ساتھ حکومت کرنا ہے۔ یسوع مسیح خدا کے تخت پر بیٹھا بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور ایماندار اُس کے ساتھ مل کر حکومت کرتے ہیں (متی ۱۹: ۲۸؛ رومیں ۵: ۱۷؛ کلسیوں ۳: ۱؛ ۲۔تیمتھیس ۲: ۱۲؛ مکاشفہ ۲۲: ۵)۔ درج ذیل کا خاص مضمون دیکھیں۔

خدا کی بادشاہت میں حکومت کرنا

مسیح یسوع کے ساتھ حکومت کرنے کا تصور ایک بڑے الٰہیاتی تصور ''خدا کی بادشاہی'' کا حصہ ہے۔ یہ پرانے عہد نامہ کے تصور سے لیا گیا ہے جس میں خدا اسرائیل کا حقیقی بادشاہ ہے (۱۔سموئیل ۸: ۷)۔ اُس نے یہوداہ کے قبیلہ (پیدائش ۴۹: ۱۰) اور یسّی کے گھرانے (۲۔سموئیل ۷) کے وسیلہ علامتی طور پر سلطنت کی۔

مسیح کے حوالہ سے پرانے عہد نامہ کی پیشن گوئی کی تکمیل یسوع مسیح ہے۔اُس نے بیت لحم میں تجسم لے کر خدا کی بادشاہی کا آغاز کیا۔خدا کی بادشاہی مسیح یسوع کی منادی کا مرکزی ستون بنا۔بادشاہی اُس میں مکمل طور پر قائم ہوئی (متی ۱۰: ۷؛ ۱۱: ۱۲؛ ۱۲: ۲۸؛ مرقس ۱: ۱۵؛ لوقا ۱۰: ۹، ۱۱؛ ۱۱: ۲۰؛ ۱۶: ۱۶؛ ۱۷: ۲۰۔۲۱)۔تاہم بادشاہی مستقبل کی بھی تھی (علم الآخرت)۔یہ موجود تھی مگر مکمل طور پر نہیں (متی ۶: ۱۰؛ ۸: ۱۱؛ ۱۶: ۲۸؛ ۲۲: ۱۔۱۴؛ ۲۶: ۲۹؛ لوقا ۹: ۲۷؛ ۱۱: ۲؛ ۱۳: ۲۹؛ ۱۴: ۱۰۔۲۴؛ ۲۲: ۱۶، ۱۸)۔ یسوع مسیح پہلی مرتبہ دُکھ اٹھانے والے خادم (یسعیاہ ۵۲: ۱۳۔۵۳: ۱۲)، حلیم (زکریاہ ۹: ۹) کے طور پر آیا لیکن وہ بادشاہوں کے بادشاہ کے طور پر واپس آئے گا (متی ۲: ۲؛ ۲۱: ۵؛ ۲۷: ۱۱۔۱۴)۔ بادشاہی کرنے کا تصور یقیناً اس بادشاہی کی الٰہیات کا حصہ ہے۔خدا نے بادشاہی مسیح یسوع کے پیروکاروں کو عطا کی ہے (لوقا ۱۲: ۳۲)۔مسیح کے ساتھ بادشاہی کرنے کے کئی پہلو اورسوالات ہیں:

۱۔ کیا وہ حوالہ جات جو یہ بتاتے ہیں کہ خدا نے ایمانداروں کو مسیح کے وسیلہ بادشاہی دی ہے بادشاہی کرنے کا حوالہ بھی دیتے ہیں (متی ۵: ۳، ۱۰؛ لوقا ۱۲: ۳۲)؟

۲۔ کیا اپنے شاگردوں کو کہے گئے مسیح یسوع کے وہ الفاظ جو یہودی سیاق وسباق میں پہلی صدی سے تعلق رکھتے ہیں تمام ایمانداروں کے لئے ہیں (متی ۱۹: ۲۸؛ لوقا ۲۲: ۲۸۔۳۰)؟

۳۔ کیا پولس رسول کا بادشاہی کرنے پر زور دینا اب اس زندگی کے برعکس ہے یا متذکرہ بالا متن پر تبصرہ ہے (رومیوں ۵: ۱۷؛ ۱۔کرنتھیوں ۴: ۸)؟

۴۔ دُکھوں اور بادشاہی کا آپس میں کیسے تعلق بنتا ہے (رومیوں ۸: ۱۷؛ ۲۔تیمتھیس ۲: ۱۱۔۱۲؛ ۱۔پطرس ۴: ۱۳؛ مکاشفہ ۱: ۹)؟

۵۔ مکاشفہ کی کتاب کا موضوع مسیح کی بادشاہی کے جلال کو بیان کرتا ہے لیکن کیا یہ:

الف۔زمینی ہے ۵: ۱۰

ب۔ہزار سالہ ہے ۲۰: ۵، ۶

ج۔ابدی ہے ۲: ۲۶، ۳: ۲۱ اور دانی ایل ۷: ۱۴، ۱۸، ۲۷؟

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن، ”آسمانی مقاموں میں“

نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن

دی انگلش ورژن	”آسمانی دُنیا میں“
نیو یروشلیم بائبل	”آسمان میں“

یہ مقام (کُرہ کا) مخنث جمع صفت ہے، ”آسمانی مقاموں میں“ کے الفاظ محض افسیوں کے خط میں استعمال ہوئے ہیں (۱: ۲۰؛ ۲: ۶؛ ۳: ۱۰؛ ۶: ۱۲)۔اس کے استعمال کے سیاق وسباق سے یقینی طور پر یہ مُراد ہے کہ ایماندار اب اور تب روحانی مقام میں رہیں

گے نہ کہ آسمان میں۔

۲:۷ ''آنے والے زمانوں میں''۔ یہودی دو زمانوں پر ایمان رکھتے تھے؛ موجودہ بُرا زمانہ ((گلتیوں ۱:۴) اور آنے والا راست زمانہ (۱:۲۱ پر خاص مضمون دیکھیں)۔ یہ راستی کا نیا زمانہ موعودہ مسیح کے آنے پر روح القدس کی قدرت میں شروع ہوگا۔ ۱:۲۰ میں ''زمانہ'' ایک اسم واحد ہے اور یہاں یہ اسم جمع (۱۔کرنتھیوں ۲:۷؛ عبرانیوں ۱:۲؛ ۱۱:۳ بھی دیکھیں)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ (۱) کم از کم دو زمانے ہیں یا (۲) آنے والے زمانہ کو تعظیمی لحاظ سے جمع صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ ربیوں کا ایک محاورہ ہے کہ ''تعظیم کا جمع''۔ اس علامتی جمع صورت کا استعمال اُن حوالہ جات میں دیکھا جاسکتا ہے جو ماضی کے زمانوں کا حوالہ دیتے ہیں (رومیوں ۱۰:۲۵؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۰:۱۱؛ ۲۔تیمتھیس ۱:۹؛ طِطس ۱:۲)۔ بعض علما کا ماننا ہے کہ یہ محض ابدیت کے لئے تشبیہ ہے کیونکہ نئے عہد نامہ میں کئی جگہ اس کیلئے استعمال کیے گئے الفاظ کا اسلوب اُس زمانہ کی دُنیوی یونانی زبان کا ہے (لوقا ۱:۳۳، ۵۵؛ یوحنا ۱۲:۳۴؛ رومیوں ۹:۵؛ گلتیوں ۱:۵؛ ۱۔تیمتھیس ۱:۱۷)۔

■ ''دکھائے''۔ یہ ایک درمیانی مضارع شرطیہ ہے۔ خدا نے واضح طور پر اپنے کردار کا اظہار کیا (۱۔۵،۷)۔ اس اصطلاح کا مطلب ہے کہ ''عوامی طور پر دکھانا'' (رومیوں ۹:۱۷، ۲۲)۔ خدا کا رحم اور مقصد مسیح یسوع میں گمراہ انسانیت کے ساتھ سلوک کے وسیلہ واضح طور پر فرشتوں پر ظاہر ہوا (۳:۱۰؛ ۱۔کرنتھیوں ۴:۹، ۱۔پطرس ۱:۱۲)۔

■ ''بے نہایت'' Huperballo۔ ۱:۱۹ پر پولس کا Huper مرکب الفاظ کے استعمال پر خاص مضمون دیکھیں۔

۲:۸ ''فضل سے''۔ نجات خدا کے فضل سے ہے (حوالہ دیکھیں افسیوں ۱:۳۔۱۴)۔ خدا کا کردار اُس کے رحم کے وسیلہ ظاہر ہوتا ہے (آیات ۴۔۶ دیکھیں)۔ ایماندار اُس کی محبت کا حاصل ہیں۔ فضل کو خدا کی غیر مشروط اور بلا معیار محبت بیان کرنا بہترین ہوگا۔ یہ خدا کی ذات سے مسیح کے وسیلہ کسی بھی معیار اور حیثیت کے بغیر انسان کیلئے صادر ہوتی ہے۔

■ ''ایمان کے ذریعے'' ایمان مسیح میں خدا کے مفت تحفہ کو حاصل کرتا ہے ((حوالہ دیکھیں رومیوں ۳:۲۲، ۲۵؛ ۴:۵؛ ۹:۳۰؛ گلتیوں ۲:۱۶؛ ۱۔پطرس ۱:۵)۔

■ ''تم بچائے گئے ہو''۔ یہ ایک طویل فعل مکمل معروف مطلق ہے جو کہ آیت ۵ کے متوازی ہے۔ اس کا جوہر یہ ہے کہ خدا نے ''ایمانداروں کو بچایا اور بچائیگا''۔ عہد عتیق میں ''بچائے جانے'' کی اصطلاح جسمانی رہائی کے متعلق بیان کرتی ہے (حوالہ دیکھیں یعقوب ۵:۱۵)۔ نئے عہد نامہ میں اس کا مطلب روحانی سمت میں لیا گیا ہے۔ خدا ایمانداروں کو گناہ کے اثر سے بچاتا ہے اور ہمیشہ کی زندگی عطا کرتا ہے۔

■ ''ایمان کے وسیلہ''۔ ایمان مسیح یسوع میں خدا کے مفت تحفہ کو حاصل کرتا ہے (رومیوں ۳:۲۲؛ ۲۵؛ ۴:۵؛ ۹:۳۰؛ گلتیوں ۲:۱۶؛ ۱۔پطرس ۱:۵)۔ بنی نوع انسان کو خدا کے فضل اور مسیح میں معافی کا ضرور جواب دینا چاہیے (یوحنا ۱:۱۲؛ ۳:۱۶، ۱۷، ۳۶؛ ۶:۴۰؛ ۱۱:۲۵۔۲۶؛ رومیوں ۱۰:۹۔۱۳)۔ خدا گمراہ بنی نوع انسان سے عہود کے ذریعہ تعلق رکھتا ہے۔ ہمیشہ وہ ہی پہلے قدم بڑھاتا ہے (حوالہ دیکھیں یوحنا ۶:۴۴، ۶۵) اور ایجنڈا اور حدود قائم کرتا ہے۔ (حوالہ دیکھیں مرقس ۱:۱۵؛ اعمال ۳:۱۶، ۱۹؛ ۲۰:۲۱)۔ وہ گمراہ

انسانیت کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی نجات کے لئے اُس کے عہد کی پیشکش کے جواب میں اپنا حصہ ادا کرے۔ یہ ضروری ردِعمل ابتدائی اور جاری رہنے والا ایمان ، توبہ، فرمانبرداری، خدمت، عبادت اور پرہیزگاری ہے۔ عہدِ عتیق میں ایمان کی اصطلاح تشبیہاتی اضافہ میں ایک مستقل حالت میں بیان کی گئی ہے۔ اس کا استعمال یقین، اعتبار، انحصار اور ایماندار ہونے کو بیان کرتا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی گمراہ انسانیت کی رہائی کو بیان نہیں کرتا۔ یہ بنی نوع انسان کے یقین یا ایمانداری یا انحصار نہیں ہے بلکہ خدا کے۔ ہم اُس کے قابلِ اعتبار وعدوں پر یقین رکھتے ہیں نا کہ اپنے اعتبار پر۔ عہد کے تحت فرمانبرداری شکر گزاری سے آتی ہے۔ ہمیشہ انحصار اُس (خدا) کے توکل پر ہی ہوتا ہے ایمانداروں کے ایمان پر نہیں۔ ایمان کسی کو بچا نہیں سکتا بلکہ محض فضل ہی بچاتا ہے لیکن اسے ایمان سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ایمان کی مقدار پر تکیہ نہیں (متی ۱۷:۲۰)، بلکہ اس منبع (یسوع) پر ہے۔

▣ ''اور یہ'' یہ یونانی اظہار یہ اسم ضمیر (touto) ہے جو کہ مخنث ہے۔ اس کے قریب ترین اسم فضل اور ایمان دونوں ہی مونث ہیں۔ اس لئے یہ مسیح یسوع میں نجات کے مکمل عمل کا حوالہ دیتا ہے۔ ایسی ہی گرائمر کی ساخت پر مبنی ایک اور ممکنہ صورت فلپیوں ۱:۲۸ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اگر یہ معاملہ ہے تو یہ متعلق فعل ایمان سے تعلق رکھتا ہے اور یہ بھی خدا کے فضل کا تحفہ ہے۔ یہاں خدا کی حاکمیت اور انسان کی آزاد مرضی کا بھید ہے۔

▣ ''تمہاری طرف سے نہیں'' یہ تین میں ایک بیان ہے جو کہ صاف بتاتا ہے کہ نجات انسان کے کاموں پر مبنی نہیں ہے؛ (۱) ''تمہاری طرف سے نہیں'' آیت ۸، (۲) ''خدا کی بخشش'' آیت ۸، اور (۳) ''کا نتیجہ نہیں'' آیت ۹۔

▣ ''خدا کی بخشش'' یہ فضل کا جوہر ہے، محبت جس کیساتھ کوئی شرط نہیں (رومیوں ۳:۲۴؛ ۶:۲۳)۔ نجات دونوں مفت بخشش اور عہد سے ہے مگر ان کے ردِعمل ظاہر کرنا مشکل ہے۔ تاہم دونوں ہی سچ ہیں، نجات مفت ہے لیکن اس کے لئے ہر شے کی قیمت دینا پڑتی ہے۔ بائبل کی زیادہ تر تعلیمات جوڑوں کی صورت میں دی گئی ہیں مگر مشکل ہیں (مثلاً حفاظت بمقابلہ پروردگاری، ایمان بمقابلہ عمل، خدا کی حاکمیت بمقابلہ انسان کی آزاد مرضی، تقدیر بمقابلہ انسانی ردِعمل اور گمراہی بمقابلہ نفوذ کلی)۔

مضمون خاص: ایک شخص کی نجات کے لئے عہدِ جدید کی شہادت

۱۔ یہ باپ کے کردار پر مبنی ہے (یوحنا ۳:۱۶)، بیٹے کے کام پر (۲۔ کرنتھیوں ۵:۲۱) اور روح القدس کی خدمت پر (رومیوں ۸:۱۴۔۱۶) اور انسانی کاوشوں، فرمانبرداری کے کاموں اور عقائد پر نہیں۔

۲۔ یہ ایک تحفہ ہے (رومیوں ۳:۲۴؛ ۶:۲۳؛ افسیوں ۲:۵، ۸۔۹)۔

۳۔ یہ نئی زندگی اور نیا اندازِ فکر ہے (یعقوب اور ا۔ یوحنا)۔

۴۔ یہ علم ہے (انجیل)، رفاقت ہے (مسیح میں اور مسیح کے ساتھ ایمان) اور ایک نیا طرزِ زندگی (روح القدس کی راہنمائی مین مسیح کی مانند بننا)۔ یہ تینوں ہی ضروری ہے اور ان میں سے محض ایک ہی کافی نہیں۔

۲:۹ ''اور نہ اعمال کے سبب سے ہے''۔ نجات کسی معیار پر منحصر نہیں (رومیوں ۳:۲۰، ۲۷۔۲۸؛ ۹:۱۱، ۱۶؛ گلتیوں ۲:۱۶؛ فلپیوں ۳:۹؛ ۲۔ تیمتھیس ۱:۹؛ ططس ۳:۵)۔ یہ جھوٹے اُستادوں کے براہ راست متضاد ہے۔

▣ ''تا کہ کوئی فخر کرے''، نجات خدا کے فضل سے ہے نہ کہ انسانی کاوش سے۔اس لئے انسان کی تعریف و تظیم کے لئے کوئی مقام نہیں ہے۔(رومیوں ۳: ۲۷؛ ۴: ۲)۔اگر ایماندار فخر کریں تو مسیح میں فخر کریں (ا۔کرنتھیوں ا: ۳۱ جو کہ یرمیاہ ۹: ۲۳۔۲۴ کا اقتباس ہے)۔

مضمون خاص: فخر کرنا

یہ یونانی اصطلاحات kauchaomai، kauch'ma اور kauch'sis کو تقریباً ۳۵ مرتبہ پولس رسول نے استعمال کیا اور باقی کے دو دفعہ نئے عہد نامہ میں پائی جاتی ہیں (یعقوب میں ہی دو دفعہ استعمال ہوئی ہیں)۔اس کا کثرت سے استعمال ا۔کرنتھیوں اور ۲۔کرنتھیوں میں ہوا ہے۔فخر سے متعلق دو بنیادی حقائق ہیں۔

ا۔ کوئی انسان خدا کے سامنے فخر نہ کرے (ا۔کرنتھیوں ا: ۲۹؛ افسیوں ۲: ۹)۔

۲۔ ایماندار خداوند میں جلال پائیں گے (ا۔کرنتھیوں ا: ۳۱؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۷، جس کا اشارہ یرمیاہ ۹: ۲۳۔۲۴ میں دیا گیا)۔قابل ستائش اور نا قابل ستائش فخر کرنا (غرور) کا ذکر ملتا ہے۔

ا۔ قابل ستائش:

الف۔جلا کی اُمید میں (رومیوں ۴: ۲) ب۔مسیح کے وسیلہ خدا میں (رومیوں ۵: ۱۱)

ج۔مسیح یسوع کی صلیب میں (پولس کا مرکزی مضمون ا۔کرنتھیوں ا: ۱۷۔۱۸؛ گلتیوں ۶: ۱۴)۔

د۔پولس فخر کرتا ہے

(ا) اپنی بلا معاوضہ خدمت پر (ا۔کرنتھیوں ۹: ۱۵، ۱۶؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۲)

(۲) مسیح کے عطاہ کردہ اختیار پر (۲۔کرنتھیوں ۱۰: ۸، ۱۲)

(۳) دوسروں کی خدمت پر (جیسا کہ کچھ کرنتھس میں تھے، ۲۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۵)

(۴) اپنے نسلی ورثہ پر (جیسا کہ دوسرے بھی کرنتھس میں کر رہے تھے، ۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۱۷؛ ۱۲: ۱، ۶،)

(۵) اپنی کلیسیاؤں پر

(الف) کرنتھس (۲۔کرنتھیوں ۷: ۴، ۱۴؛ ۸: ۲۴؛ ۹: ۲؛ ۱۱: ۱۰) (ب) تھسلنیکے (۲۔تھسلنیکیوں ا: ۴)

(۶) خدا کی تسلی اور رہائی میں اپنے ایمان پر (۲۔کرنتھیوں ا: ۱۲

۲۔ نا قابل ستائش

الف۔یہودی ورثہ سے تعلق (رومیوں ۲: ۱۷، ۲۳؛ ۳: ۲۷؛ گلتیوں ۶: ۱۳)

ب۔کرنتھس کی کلیسیا میں کچھ فخر کرتے تھے

(ا) آدمیوں پر (ا۔کرنتھیوں ۳: ۲۱) (۲) حکمت پر (ا۔کرنتھیوں ۴: ۷) (۳ آزادی پر (ا۔کرنتھیوں ۵: ۶)

ج۔کرنتھس کی کلیسیا میں جھوٹے استادوں نے فخر کرنے کی کوشش کی (۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۱۲)

۲:۱۰ ''ہم اُس کی کاریگری ہیں''انگریزی لفظ (Poem) اس یونانی لفظ (poi'ma) سے نکلا ہے۔ یہ لفظ محض دو دفعہ عہدِ جدید میں استعمال ہوا ہے یہاں اور رومیوں ۱:۲۰ میں۔ یہ فضل میں ایمانداروں کا مقام ہے۔ وہ اُس (خدا) کی حتمی کاریگری ہیں جو کہ ابھی تک تیاری کے مراحل میں ہیں۔

▣ ''مسیح میں مخلوق ہوئے'' یہ اسم مضارع مجہول مطلق ہے۔ روح القدس ایمانداروں کو مسیح کی خدمت کے وسیلہ خدا کی مرضی سے تیار کرتا ہے (۱:۳-۱۴)۔ یہ نیا روحانی مخلوق کی اصطلاحات انہی معنوں میں پیدائش کی کتاب میں پہلے انسان کی تخلیق کے لئے استعمال ہوئی ہیں (پیدائش ۳:۹؛ کلسیوں ۱:۱۶)۔

▣ ''نیک اعمال کے لئے'' یسوع مسیح سے ملنے کے بعد ایمانداروں کی نئی طرزِ زندگی نجات حاصل کر لینے کا ایک ثبوت ہے (یعقوب اور ۱۔یوحنا دیکھیں)۔ وہ فضل کی بدولت ایمان کے وسیلہ نیک اعمال سرانجام دینے کے لئے بچائے گئے ہیں۔ اُنہیں خدمت کے لئے بچایا گیا ہے۔ ایمان بغیر اعمال مُردہ ہے (متی ۷:۲۱-۲۳ اور یعقوب ۲:۱۴-۲۶ دیکھیں)۔ خدا کے انتخاب کا ہدف یہ ہے کہ ایماندار ''پاک اور بے عیب'' ہوں (۱۴ آیت)۔ پولس رسول پر اکثر اُس کے آزاد انجیل کے باعث حملے ہوتے رہے کیونکہ ایسا لگتا تھا وہ خدا سے ناواقف لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ ایسی انجیل جو کہ اخلاقی اعمال سے منسلک نہ ہو برگشتگی کی طرف لے جاتی ہے۔ پولس رسول کی انجیل خدا کے فضل میں آزاد تھی لیکن وہ بھی ایک مخصوص ردِعمل کا تقاضا کرتی تھی محض ابتدائی توبہ کی صورت میں ہی نہیں بلکہ مسلسل توبہ کی صورت میں۔ خدا پرست زندگی آئین سے آزاد نہیں بلکہ ایک نتیجہ ہے۔ نیک اعمال نجات کا طریقہ کار نہیں بلکہ یہ نتیجہ ہے۔ اس ضمن میں مفت نجات اور ردِعمل میں سب کچھ داؤ پر لگا دینے کو بیان کرنا مشکل ہے لیکن ان دونوں کو دشوار گزار توازن میں تھامے رکھنا ضروری ہے۔ امیکی انتہا پسندی نے انجیل کو بگاڑ دیا۔ انسان اس لئے نہیں بچائے جاتے کہ خدا اُن سے انفرادی طور پر محبت رکھتا ہے بلکہ خدا تمام انسانوں سے محبت رکھتا ہے جو اُس کی صورت پر تخلیق ہوئے۔ وہ فرداً فرداً بچاتا اور تبدیل کرتا ہے تاکہ ہر ایک دوسرے تک پہنچا جا سکے۔ محبت کا حتمی ہدف بنیادی بحالی ہے (یوحنا ۳:۱۶ ملاحظہ کریں) لیکن اسے ہر ایک کو انفرادی طور پر حاصل کرنا ہوگا (یوحنا ۱:۱۲؛ رومیوں ۱۰:۹-۱۳؛ ۱۔کرنتھیوں ۱:۱۵)۔

▣ ''جن کو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا'' یہ ٹھوس اصطلاح (pro + hetoimos ''پہلے سے تیار کیا'') الٰہیاتی تصورِ تقدیر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے (۱:۴-۵، ۱۱) اور صرف یہاں اور رومیوں ۹:۲۳ میں استعمال ہوئی ہے۔ خدا نے لوگوں کو چُنا کہ اُس کے کردار کے عکاس ہوں۔ مسیح کے وسیلہ، خدا نے بنی نوع انسان میں اپنی صورت کو بحال کیا (پیدائش ۱:۲۶، ۲۷)۔

افسیوں۲: ۱۱-۲۲

پَس یاد کرو کہ تُم جو جِسم کے رُو سے غَیر قَوم والے ہو اور وہ لوگ جو جِسم میں ہاتھ سے کِئے ہُوئے ختنہ کے سبب سے مختُون کہلاتے ہیں تُم کو نامختُون کہتے ہیں۔ اگلے زمانہ میں مسِیح سے جُدا اور اِسرائیل کی سلطنت سے خارِج اور وعدہ کے عہدوں سے ناواقِف اور نااُمید اور دُنیا میں خُدا سے جُدا تھے۔ مگر تُم جو پہلے دُور تھے اَب مسِیح یِسُوع میں مسِیح کے خُون کے سبب سے نزدِیک ہوگئے ہو۔ کیُونکہ وُہی ہماری صُلح ہے جِس نے دونوں کا ایک کرلیا اور جُدائی کی دِیوار کو جو بِیچ میں تھی ڈھادِیا۔ چنانچہ اُس نے اپنے جِسم کے ذرِیعہ سے دُشمنی یعنی وہ شرِیعت جِس کے حُکم ضابطوں کے طَور پر تھے مَوقُوف کردی تاکہ دونوں سے اپنے آپ میں ایک نیا اِنسان پَیدا کر کے صُلح کرادے۔ اور صلِیب پر دُشمنی کو مِٹا کر اور اُس کے سبب سے دونوں کو ایک تن بنا کر خُدا سے مِلائے۔ اور اُس نے آ کر تُمہیں جو دُور تھے اور اُنہیں جو نزدِیک تھے دونوں کو صُلح کی خُوشخبری دی۔ کیُونکہ اُس کے وسِیلہ سے ہم دونوں کی ایک ہی رُوح میں باپ کے پاس رسائی ہوتی ہے۔ پَس اَب تُم پردیسی اور مُسافِر نہیں رہے بلکہ مُقدسوں کے ہم وطن اور خُدا کے گھرانے کے ہوگئے۔ اور رَسُولوں اور نبیوں کی نیو پر جِس کے کونے کے سِرے کا پتّھر خُود مسِیح یِسُوع ہے تعمِیر کِئے گئے ہو۔ اُسی میں ہر ایک عِمارت مِل مِلا کر خُداوند میں ایک پاک مَقدِس بنتا جاتا ہے۔ اور تُم بھی اُسی میں باہم تعمِیر کِئے جاتے تاکہ روح میں خدا کا مسکن بنو۔

۲: ۱۱ ”پس“ یہ ہوسکتا ہے کہ (۱) افسیوں ۲: ۱-۱۰ یا (۲) افسیوں ۱: ۳-۲: ۱۰ کا حوالہ سے ہو۔ پولس اکثر گزشتہ ادبی حصہ کی بنیاد پر حقائق کو جوڑنے کی غرض سے ایک نئے ادبی حصہ کا آغاز کرتے ہوئے یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔ (ملاحظہ کریں رومیوں ۵: ۱، ۸: ۱، ۱۲: ۱)۔ عقائد کے لحاظ سے یہ پولس رسول کا تیسرا بڑا حصہ ہے (باب ۱-۳)۔ پہلا حصہ خدا کے ازلی انتخاب جو کہ اُس کے پُرفضل کردار پر مبنی ہے کو پیش کرتا ہے، دوسرا حصہ بنی نوع انسان کی نا اُمیدی، خدا کے پُرفضل عمل سے مسیح کے وسیلہ نجات ہے جو کہ ایمان سے اور اُس کے مطابق زندگی بسر کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور اب تیسرا حصہ یہ ہے کہ خدا کی ہمیشہ مرضی رہی ہے کہ تمام انسان نجات کو حاصل کریں (دیکھیں پیدائش ۳: ۱۵)، دونوں یہودی اور غیر قوم (افسیوں ۲: ۱۱-۳: ۱۳)۔ انسانی عقل (غناسطیت) ان ظاہر کردہ سچائیوں کو نہیں سمجھ سکی۔

▣ ”یاد کرو“ یہ فعل حال معروف امر ہے۔ ان غیر اقوام کو حکم دیا گیا ہے کہ یاد رکھیں کہ وہ پہلے خدا سے جُدا تھے (آیات ۱۱-۱۲)۔

▣ ”کہ تُم جو جِسم کے رُو سے غَیر قَوم والے ہو“۔ یہ لغوی اعتبار سے لفظ ”قومیں“ (ethnos) ہے۔ یہ اُن تمام لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو کہ یعقوب کی نسل سے نہیں۔ عہد عتیق میں ”قوموں“ (go'im) کی اصطلاح حقارت آمیز انداز میں تمام غیر یہودیوں کے لئے استعمال کی گئی ہے۔

▣ ”جو غیر مختون کہلاتے ہو“ عہد عتیق میں یہ رسم اندرونی ایمان کی ظاہری علامت تھی (ملاحظہ کریں احبار ۲۶: ۴۱-۴۲؛ استثنا ۱۰: ۱۶؛ یرمیاہ ۴: ۴)۔ گلتیہ کے یہودی مبلغین یہ دعویٰ کرتے تھے کہ اب بھی خدا کی مرضی ہے اور نجات کے لئے ناگزیر ہے (اعمال ۱۵: ۱؛ گلتیوں ۲: ۱۱-۱۲ دیکھیں)۔ محتاط رہیں کہ علامتوں کو اُن کے روحانی حقائق کے ساتھ جن کے لئے یہ ہیں

اُلجھا نہیں (اعمال ۲:۳۸)۔

۱۲:۲

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل	''مسیح سے جدا''
نیو کنگ جیمس ورژن	''مسیح کے بغیر''
دی انگلش ورژن	''مسیح سے الگ''
نیو یروشلیم بائبل	''تمہارے پاس مسیح نہیں تھا''

اس کا لغوی مطلب ''بنیادوں سے الگ'' ہونا ہے۔ اگلی چند عبارتیں (مثلاً آیت ۱۲)، آیات ۱-۳ کی مانند غیر قوموں کی مسیح کے بغیر مایوسی اور نا اُمیدی کو ظاہر کرتی ہیں۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل	''جُدا''
نیو کنگ جیمس ورژن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''الگ ہونا''
دی انگلش ورژن	''اجنبی''

یہ فعل مکمل معروف مطلق ہے جس کا مطلب ہے ''جُدا ہونا اور جُدا ہی رہنا''۔ عہد عتیق میں یہ اصطلاح محدود حقوق کے ساتھ غیر شہریوں کو بیان کرتی ہے۔ غیر اقوام یہواہ کے عہد سے جُدا تھیں اور جدا ہی رہیں گی۔

▣ ''اسرائیل کی سلطنت''۔ لغوی معنوں میں ''شہریت'' (politeia)۔ یہ لفظ انگریزی زبان میں بطور ''politics'' آیا ہے۔ یہ ابرہام کی چُنیدہ نسل کو پیش کرتا ہے۔ اس کے حقوق کا رومیوں ۹:۴-۵ میں بیان کیا گیا ہے۔

© ''وعدوں کا عہد''۔ نیا عہد نامہ ایک یا کئی عہدوں سے متعلق پرانے عہد نامہ کا حوالہ دے سکتا ہے۔ یہ الٰہیاتی الجھاؤ ایک ایمانی عہد کے مختلف تقاضوں کو بیان کرتا ہے۔ خدا پرانے عہد نامہ کے اشخاص پر کئی طریقوں سے ظاہر ہوا۔ اُس کا آدم سے کلام کرنا باغ عدن کی چیزوں سے متعلق تھا، نوح سے کشتی کے بارے میں، ابرہام سے اُس کے بیٹے سے اور رہنے کی جگہ سے متعلق، موسیٰ کے ساتھ لوگوں کی راہنمائی کرنے کے حوالہ سے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سب کے لئے خدا کے کلام کی فرمانبرداری کرنا ہی تھا۔ کچھ گروہ (ازلی تقدیر کے حامی) اس کی مختلف نوعیت پر غور کرتے ہیں۔ دیگر گروہ (کیلون کے حامی) متحد ایمان کے پہلو پر غور کرتے ہیں۔ پولس رسول کا تمام ایمان رشتوں کے لئے ایک نمونہ پیش کرنے کے لئے ابرہام کے عہد پر دھیان تھا (رومیوں ۴ دیکھیں)۔ نیا عہد پرانے عہود کی طرح کی اپنے تقاضوں میں فرمانبرداری اور خدا کے کلام پر شخصی ایمان کو شامل کرتا ہے۔ یہ مشمولات میں فرق ہے (یرمیاہ ۳۱:۳۱-۳۴)۔ موسوی عہد انسانی فرمانبرداری اور طرز عمل پر مرتکز تھا، جبکہ نئے عہد نامہ مسیح کی فرمانبرداری اور کام پر مرتکز ہے۔ یہ نیا عہد یہودی اور غیر قوموں کو مسیح میں ایمان کے وسیلہ ایک کرنے کے لئے خدا کا طریقہ کار ہے (۲:۱۱-۳:۱۳)۔ نیا عہد پرانے عہد کی طرح غیر مشروط (خدا کا وعدہ) اور مشروط (انسانی ردعمل) ہے۔ یہ خدا کی حاکمیت (تقدیر) اور انسانوں کی

آزادانتخاب (ایمان،توبہ،فرمانبرداری، پرہیزگاری) دونوں کوپیش کرتا ہے۔

مضمونِ خاص: عہد

عہد عتیق کی اصطلاح بریتھ، عہد، کو بیان کرنا آسان نہیں ہے۔ عبرانی میں اس سے کوئی ملتا جلتا لفظ نہیں ہے۔ اس کی علم الاشتقاق یا اصل سے بیان کرنے کی تمام کوششیں بے سود ہیں۔ تاہم اس تصور کی لامحالہ مرکزیت نے علما کو مجبور کر دیا ہے کہ اس لفظ کے ترتیب میں استعمال کے عملی معنی کا مطالعہ کریں۔ عہد کا مطلب ہے کہ جس کے ذریعہ خدا اپنی انسانی تخلیق کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے۔ عہد، معاہدہ یا رضا نامہ کے تصور کو اہم ہے تاکہ بائبلی مکاشفہ کو سمجھا جائے۔ خدا کے حاکمیت اور انسان کی آزادمرضی کے مابین جو الجھن ہے وہ عہد تصور میں واضح نظر آتی ہے۔ کچھ عہود واضح طور پر خدا کے کردار، اعمال اور مقاصد پر بنیاد رکھتے ہیں۔

۱۔ تخلیق بذات خود (پیدائش ۱۔۲)

۲۔ ابرہام کا بلاوا (پیدائش ۱۲)

۳۔ ابرہام کے ساتھ عہد (پیدائش ۱۵)

۴۔ پرہیزگاری اور نوح کے ساتھ وعدہ (پیدائش ۶۔۹)

تاہم عہد کی نوعیت کا تقاضا ایک ردعمل ہے

۱۔ ایمان سے ہی آدم لازمی خدا کی فرمانبرداری کرے اور باغ کے درمیان میں درخت کے پھل کو نہ کھائے (پیدائش ۲)

۲۔ ایمان سے ہی ابرہام کو اپنا گھر چھوڑنا تھا، خدا کی پیروی کرنی تھی اور مستقبل کی نسل پر یقین کرنا تھا (پیدائش ۱۲،۱۵)

۳۔ ایمان ہی سے نوح کو ایک کشتی تیار کرنی تھی جو کہ پانیوں سے بہت دور تھی اور جانوروں کو اکٹھا کرنا تھا (پیدائش ۶۔۹)

۴۔ ایمان ہی سے موسیٰ اسرائیلیوں کو مصر سے نکال لایا اور برکات اور لعنتوں کے ساتھ مذہبی اور مدنی زندگی کے لئے وعدوں کی ہدایات حاصل کیں۔ (استثنا ۲۷۔۲۸)۔

نئے عہد میں بھی یہی الجھن خدا اور انسان کے رشتہ کے تعلق سے ہے ۔ اس الجھن کو حزقی ایل ۱۸ کے ساتھ حزقی ایل ۳۶: ۲۷۔۳۷ کا موازنہ کر کے صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ کیا عہد کی بنیاد خدا کا فضل ہے یا انسان کا لازمی ردعمل ہے؟ یہ عہد عتیق اور عہد جدید مابین ایک نمایاں مسئلہ ہے۔ دونوں کا ہدف ایک ہی ہے: (۱) پیدائش ۳ میں ٹوٹ جانے والی رفاقت کی بحالی اور (۲) راستباز انسانوں کو قائم کرنا جو خدا کا کردار ظاہر کریں۔ یرمیاہ ۳۱: ۳۱۔۳۴ میں نیا عہد انسانی کاوش کو قبولیت کا ذریعہ کے طور پر ختم کر کے اس الجھن کو واضح کر دیتا ہے۔ خدا کی شریعت ایک خارجی کارکردگی کی بجائے ایک باطنی خواہش ہے۔ خدا ترس، راستباز لوگوں کے لئے مقصد وہی رہتا ہے لیکن طریقہ کار تبدیل ہو جاتا ہے۔ گناہ گار انسانیت اپنے آپ کو خدا کی صورت پر ہونے کو ثابت نہ کر سکی (رومیوں ۳: ۹۔۱۸)۔ مسئلہ عہد نہیں ہے بلکہ انسانی گناہ اور کمزوری ہے (دیکھیں رومیوں ۷؛ گلتیوں ۳)۔ ایسی ہی اُلجھن عہد عتیق کے غیر مشروط اور عہد جدید میں مشروط عہود میں رہتی ہے۔ نجات مسیح یسوع کے کامل کام میں بالکل مفت ہے لیکن یہ ایمان اور توبہ کا تقاضا کرتی ہے (دونوں ابتدائی اور جاری رہنے والی)۔

یہ دونوں قانونی اعلان اور مسیح کی مانند بننے کے لئے بلاوا ہے، ایک اشاراتی قبولیت کا بیان اور پاکیزگی کے لئے حکم ہے۔ ایماندار اپنی کاوشوں سے نہیں بچتے بلکہ فرمانبرداری سے (افسیو۲:۸۔۱۰)۔ خدا پرستی کی زندگی نجات کا ثبوت بن جاتی ہے، نجات کا ذریعہ نہیں۔ یہ الجھن صاف طور پر نئے عہد نامہ کی کتابوں یعقوب اور ا۔ یوحنا میں دیکھائی دیتی ہے۔

▣ ''نااُمید اور دُنیا میں خُدا سے جُدا تھے'' اگر کوئی حقیقی خالق خدا ہے تو اوراسرائیل اُس کی چنیدہ قوم تو غیر قوم نا امیدی کے ساتھ ان سے جدا ہیں، بت پرستی اور توہمات میں گمراہ (اتھسلنیکیوں۴:۱۳اور رومیوں ا:۱۸۔۲:۱۶دیکھیں)۔

▣ ''لیکن اب'' یہ ماضی میں غیر قوموں کی ناامیدی اور مایوسی کے برعکس ہے (آیات ۱۱۔۱۲)۔ اور اُن کی انجیل میں ایک بڑی اُمید ہے (آیات ۱۳۔۲۲)۔

▣ ''مگر تُم جو پہلے دُور تھے اَب ۔۔۔نزدِیک ہوگئے ہو'' یہی تصور آیت ۱۷ میں بھی دہرایا گیا ہے جہاں یسعیاہ ۵۷:۱۴۔۱۹ کا اقتباس ہے۔ یسعیاہ میں یہودی اسیری کا حوالہ ہے لیکن افسیوں میں یہ غیر قوموں کے حوالہ سے ہے۔ یہ پولس کی عہدعتیق کے حوالوں کو تمثیلاتی طور پر پیش کرنے کی ایک مثال ہے۔ عہد جدید کے رسول نے عہد عتیق کی اُمید کو عالمگیر بنا دیا۔ اسیری میں یہودی خدا سے جس طرح جدا تھے ویسے ہی غیر قوم والے خدا سے جدا۔

▣ ''مسیح کے خون کے وسیلہ'' یہ مسیح یسوع کی فتح منداور عوضی کفارہ کا بیان ہے افسیوں ا:۷؛ رومیوں۳:۲۵؛ ۵:۶؛۲۔کرنتھیوں ۵:۲۱؛کلسیوں ا:۲۰؛ عبرانیوں۹:۱۴۔۱۸؛ ا۔پطرس ا:۱۹؛ مکاشفہ ا:۵)۔ اب خدا کا خاندان ایک قوم پر مشتمل نہیں بلکہ روحانی ہے (رومیوں۲:۲۸۔۲۹؛۴:۱۶۔۲۵)۔ مسیح کا خون مسیح کی موت کے لئے ایک قربانی کی تشبیہ ہے (احبار ا۔۲)۔ یوحنا اصطباغی نے مسیح کے بارے میں کہا کہ ''دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو جہاں کا گناہ اٹھالے جاتا ہے (یوحنا ا:۲۹)۔ مسیح یسوع مرنے کے لئے آیا (پیدائش۳:۱۵؛یسعیاہ۵۳؛ مرقس ۱۵:۵۳؛ ۱۰:۴۵)۔

۲:۱۴ اس آیت میں تین افعال ہیں۔ پہلا حال ندائیہ۔ یسوع مسیح امن ہوگا اور ہمیں امن عطا کرتا رہے گا۔ دوسرا اور تیسرا مضارع معروف مطلق ہے؛ جو کچھ ضروری تھا یہودیوں اور غیر قوموں کو ایک نئے خاندان (کلیسیا) کے طور پر متحد کر کے پورا کر دیا گیا۔ یہودیوں اور غیر قوم کے مابین امن اس ادبی حصہ (افسیوں۲:۱۱۔۱۳:۱۳) کا مرکزی پیغام ہے۔ یہ وہ انجیل کا بھید تھا جو صدیوں سے چھپا ہوا تھا۔ امن کی اصطلاح (ا) خدا اور بنی نوع انسان کے مابین امن (یوحنا۱۴:۲۷؛۱۶:۳۳؛ رومیوں ۵:۱۔۱۱؛ فلپیوں۴:۷۔۹) اور (۲) یہودیوں اور غیر قوم کے مابین امن (آیات ۱۴، ۱۵، ۱۷ (گلتیوں۳:۲۸؛کلسیوں۳:۱۱ بھی دیکھیں)) کا حوالہ دیتی ہے۔

▣ ''وُہی ہماری صُلح ہے'' ''وہ ہی'' (autos) پر زور دیا گیا ہے۔ اصطلاح ''امن'' کا مطلب ''جو ٹوٹ گیا تھا اُسے جوڑنا'' (صلح) ہے۔ یسوع مسیح کو امن کا شہزادہ کہا گیا ہے (یسعیاہ۹:۶اور زکریاہ۶:۱۲۔۱۳)۔ مسیح میں خدا کے امن کے کئی پہلو ہیں۔ امن اور مسیحی اور کلسیوں ا:۲۰ میں امن پر مضمون خاص ملاحظہ کریں۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل ''جس نے دونوں گروہوں کوایک کرلیا''

نیوکنگ جیمس ورژن ''جس نے دونوں کوایک کرلیا''

نیوریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن ''اُس نے دونوں گروہوں کوایک بنادیا''

دی انگلش ورژن ''یہودیوں اور غیر قوم کوایک بنانے سے''

نیویروشلیم بائبل ''جس نے دونوں کوایک بنادیا''

ایماندار اب یہودی یا غیر قوم نہیں رہے بلکہ مسیحی ہیں (افسیوں ۱:۱۵؛ ۲:۱۵؛ ۴:۴؛ گلتیوں ۳:۲۸؛ کلسیوں ۳:۱۱)۔ یہ وہ خدا کا بھید ہے جو افسیوں میں ظاہر ہوا۔ یہ ہمیشہ سے ہی خدا کا منصوبہ رہا ہے (پیدائش ۳:۱۵)۔ خدا نے ابرہام کو چنا کہ ایک قوم ہو، اور وہ ایک دنیا ہو (پیدائش ۱۲:۳؛ خروج ۱۹:۵-۶)۔ یہ پرانے اور نئے عہدوں (عہد ناموں) کا مشترکہ مضمون ہے۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل ''جُدائی کی دِیوار کی رکاوٹ''

نیوکنگ جیمس ورژن ''جدا کی دیوار''

نیوریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن ''جدائی کی درمیانی دیوار''

دی انگلش ورژن ''وہ دیوار جس نے جدا کیا''

نیویروشلیم بائبل ''وہ رکاوٹ جس نے اُنہیں دور کیے رکھا''

یہ لغوی اعتبار سے ''جدائی کی درمیانی دیوار ہے''۔ یہ ایک نایاب اصطلاح ہے۔ سیاق وسباق میں اس کا حوالہ بالکل موسوی شریعت کا ہے (آیت ۵)۔ کچھ مفسر یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ہیرودیس کی ہیکل میں عورتوں کے صحن، غیر قوموں کے صحن کی دیوار ہے جو کہ یہودیوں کو غیر قوم عبادت گزاروں سے الگ کرتی تھی کی طرف اشارہ ہے۔ ایسا ہی تصور مسیح یسوع کی موت پر ہیکل کے پردے کا اوپر سے نیچے تک پھٹنے میں ملتا ہے (متی ۲۷:۵۱)۔ اب اتحاد ممکن ہے۔ اب اتحاد خدا کی مرضی ہے (افسیوں ۴:۱-۱۰)۔ غناسطیت میں یہ اصطلاح آسمان اور زمین کے مابین رکاوٹ کا حوالہ دیتی ہے جو کہ ممکن ہے کہ افسیوں ۴:۸-۱۰ میں بیان کی گئی ہے۔

۲:۱۵

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل ''مَوقُوف''

نیوکنگ جیمس ورژن ''موقوف کردئے''

نیوریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن ''موقوف کردیا''

دی انگلش ورژن ''موقوف کیا''

نیو یروشلیم بائبل ''تباہ کردیا''

موقوف کرنا پولس رسول کی پسندیدہ اصطلاح ہے (رومیوں ۳: ۳۱؛ ۶: ۶؛ کلسیوں ۲: ۱۴)۔ اس کا لغوی مطلب ''ختم کرنا اور گریز کرنا'' یا ''اثر نہ کرنے کی حالت میں لے آنا'' ہے۔ یہ ایک مضارع معروف مطلق ہے۔ مسیح یسوع نے عہد عتیق کے موت کو حکم کو مکمل طور پر ختم کردیا (آیت ۱۶؛ کلسیوں ۲: ۱۴؛ عبرانیوں ۸: ۱۳)۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عہد جدید کے ایمانداروں کے لئے عہد عتیق الہامی اور اہم نہیں ہے (متی ۵: ۱۷۔۱۹)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نجات کا ذریعہ نہیں ہے (اعمال ۱۵؛ رومیوں ۴؛ گلتیوں ۳؛ عبرانیوں)۔ نیا عہد (یرمیاہ ۳۱: ۳۱۔۳۴؛ حزقی ایل ۳۶: ۲۲۔۳۶) نئے دل اور نئی روح پر منحصر ہے، انسان کی ضابطہ کے تحت اعمال پر نہیں۔ ایماندار یہودی اور ایماندار غیر قوم اب خدا کے سامنے ایک ہی مقام رکھتے ہیں یعنی خدا کی راستبازی کو حاصل کرنے والے

مضمون خاص: ختم اور گریز (KATARGEO)

یہ (KATARGEO) پولس کا ایک پسندیدہ لفظ ہے۔ اُس نے اس کا تقریباً ۲۵ مرتبہ استعمال کیا لیکن اس کا معنو یاتی وسعت بہت وسیع ہے۔

الف۔ یہ آرگوس (argos) سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے:

۱۔ غیر فعال ۲۔ سست ۳۔ غیر استعمال ۴۔ بے فائدہ

ب۔ کا تا (KATA) کے ساتھ یہ ظاہر کرتا ہے:

۱۔ غیر فعالیت ۲۔ غیر افادیت ۳۔ وہ جو ختم ہو گیا ۴۔ وہ جس کے ساتھ کام ختم ہو چکا ہو۔ ۵۔ وہ جو مکمل طور پر غیر مناسب ہو

ج۔ یہ ایک مرتبہ لوقا میں استعمال ہوا ہے جو کہ بے پھل ہونے کو بیان کرتا ہے اس لئے بے فائدہ درخت ہے (دیکھیں لوقا ۱۳: ۷)۔

د۔ پولس نے اس کا استعاراتی معنوں میں دو بنیادی طریقوں سے استعمال کیا ہے:

۱۔ خدا اُن چیزوں کو جو انسان کو گمراہ کرتی ہیں غیر افعال بناتا ہے؛

الف۔ انسان کی گناہ آلودہ فطرت

ب۔موسوی شریعت کے تعلق سے خدا کے وعدہ کا ''تخم'' (رومیوں ۴:۱۴؛گلتیوں ۳:۱۷، ۴۵، ۱۱؛افسیوں ۲:۱۵)۔

ج۔روحانی قوتیں (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۴)

د۔غیر شرعی آدمی (۲۔تھسلنیکیوں ۲:۸)

و۔طبعی موت (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۶؛ ۲۔تیمتھیس ۱:۱۶ (عبرانیوں ۲:۱۴)۔

۲۔خدا کا پرانے (عہد، زمانہ) کو نئے میں تبدیل کرنا

الف۔چیزیں جو موسوی شریعت سے تعلق رکھتی تھے (رومیوں ۳:۳، ۳۱؛ ۴:۱۴؛ ۲۔کرنتھیوں ۳:۷، ۱۱، ۱۳، ۱۴)

ب۔شادی کی مشابہت میں شریعت کا استعمال (رومیوں ۷:۲، ۶)

ج۔یہ جسم (۱۔کرنتھیوں ۶:۱۳)

د۔اس زمانہ کے راہنما (۱۔کرنتھیوں ۱:۲۸؛ ۲۶)۔

یہ لفظ بہت سے طریقوں سے ترجمہ کیا گیا ہے لیکن اس کا بنیادی مطلب کسی چیز کو بے فائدہ، ختم اور گزیر، کمزور بنانا ہے لیکن غیر ضروری، غیر موجود، تباہ شدہ یا اجنبی حالت میں۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن	''اپنے جسم کے ذریعہ سے''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''جسم''
دی انگلش ورژن	''اپنے جسم میں''
نیو یروشلیم بائبل	''اپنی شخصیت میں''

یہاں مسیح کی انسانیت (کلسیوں ۱:۲۲) کے ساتھ ساتھ اُس کی تجسماتی خدمت پر دیا گیا ہے (افسیوں ۴:۸-۱۰)۔جھوٹے اُستاد روح جسے وہ اچھا سمجھتے تھے اور مادہ جو اُن کے خیال میں برا ہے کے مابین کی وجہ سے وجودیاتی دوقیت کی بنا پر اُسکی ان دونوں شخصی خصوصیات کا انکار کرتے ہیں (گلتیوں ۴:۴؛ کلسیوں ۱:۲۲)۔

▣ ''دشمنی'' متوازن ڈھانچہ میں ''دشمنی'' کو ''شریعت جس کے حکم ضابطوں کے طور تھے'' کے ساتھ مساوی قرار دیا گیا ہے۔ عہد عتیق کہتا ہے کہ ''کرو اور جیو'' لیکن گمراہ انسانیت موسوی شریعت کی پابندی کرنے سے قاصر تھی۔ایک دفعہ کوئی حکم ٹوٹ گیا تو عہد عتیق کی شریعت اُس کے لئے لعنت بن جاتی تھی (گلتیوں ۳:۱۰)۔''جو جان گناہ کرے گی سو مرے گی'' (حزقی ایل ۱۸:۴، ۲۰)۔ نئے عہد نے انسانوں کو نیا دل اور نئی روح عطا کر کے اس دشمنی کو ختم کر دیا (یرمیاہ ۳۱:۳۱-۳۴؛ حزقی ایل ۳۶:۲۶-۲۷)۔اب کارکردگی پھل بن گئی ہے نہ کہ منزل۔نجات ایک تحفہ ہے نہ کہ کسی کام کے مکمل کرنے پر اعزاز۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''شریعت جس کے حکم ضابطوں کے طور تھے''

نیو کنگ جیمس ورژن	''شَرِیعت جس کے حُکم ضابطوں کے طَور جاری تھے''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''شریعت اپنے حکموں اور ضابطوں کے ساتھ''
دی انگلش ورژن	''یہودی شریعت اپنے ضابطوں اور حکموں کے ساتھ''
نیو یروشلیم بائبل	''شریعت کے حکم اور قوانین''

یہ نجات کے لئے اُس طریقہ کار کا حوالہ دیا گیا ہے جس کے متعلق سوچا جاتا تھا کہ موسوی شریعت کی پیروی کرنے کے باعث ہی حاصل ہوتی ہے (رومیوں ۹: ۳۰۔۳۲؛ گلتیوں ۲: ۱۵۔۲۱)۔

مضمون خاص: موسوی شریعت اور مسیحی

الف۔ شریعت خدا کا الہامی کلام ہے اور ابدی ہے (متی ۵: ۱۷۔۱۹)۔

ب۔ شریعت نجات کا ذریعہ نہیں ہے اور نہ کبھی ہوئی ہے، لیکن بنی نوع انسان نے دیکھا کہ اُس کی تمام کاوشیں بے سود ٹھہریں (متی ۵: ۲۰؛ رومیوں ۷: ۷۔۱۲؛ گلتیوں ۳: ۱؛ یعقوب ۲: ۱۰)۔

ج۔ مسیح یسوع کی انجیل ہی خدا تک پہنچنے کا واحد راستہ ہے (یوحنا ۱۴: ۶؛ رومیوں ۳: ۲۱؛ گلتیوں ۲: ۱۵۔۲۱؛ عبرانیوں ۸: ۱۲)۔

د۔ عہد عتیق اب بھی ایمانداروں کے لئے مددگار رہے کہ وہ جان سکیں کہ خدا کی معاشرے میں انسانوں کے لئے کیا مرضی ہے لیکن نجات کا ذریعہ نہیں ہے۔ اسرائیل کی رسومات (قربانی کی نظام، مقدس ایام، مدنی اور دینی قوانین) اب گزر چکے ہیں لیکن خدا اب بھی عہد عتیق کے وسیلہ ہم کلام ہوتا ہے۔ اعمال ۱۵: ۲۰ میں دیے گئے معاہدے محض رفاقت کے مسائل تھے، نجات کے نہیں۔

▣ ''تا کہ۔۔۔اپنے آپ میں۔۔۔کرادے'' اسم ضمیر ''اپنے آپ'' تاکیدی ہے۔ خدا کا نجات میں تمام انسانوں کو ایک کرنا (پیدائش ۳: ۱۵) اور رفاقت کے مقصد کو ایک شخص مسیح میں بالکل مکمل کر دیا نہ کہ موسوی شریعت نے۔

▣ ''نیا اِنسان'' اس یونانی اصطلاح ''نیا'' کا مطلب نوعیت میں نیا بنانا ہے وقت کے لحاظ سے نہیں۔ خدا کے لوگ یہودی نہیں، غیر قوم نہیں بلکہ مسیحی ہیں۔ کلیسیا مسیح میں اور مسیح کے وسیلہ ایک نیا معاشرہ ہے (رومیوں ۱۱: ۳۶؛ کلسیوں ۱: ۱۶؛ عبرانیوں ۲: ۱۰)۔

▣ ''صُلح کرادے'' یہ بھی پولس کی پسندیدہ اصطلاح ہے۔ یہ گیارہ مرتبہ رومیوں میں اور سات مرتبہ افسیوں میں استعمال ہوئی ہے (افسیوں ۱: ۲؛ ۲: ۱۴، ۱۵، ۱۷؛ ۴: ۳؛ ۶: ۱۵، ۲۳ دیکھیں)۔ اُس نے اس کا تین طرح سے استعمال کیا ہے؛

۱۔ خدا اور انسان کے مابین امن میں (کلسیوں ۱: ۲۰)

۲۔ مسیح کے وسیلہ خدا کے ساتھ امن میں (یوحنا ۱۴: ۲۷؛ ۱۶: ۳۳؛ فلپیوں ۴: ۲۷)

۳۔ انسانوں میں امن (افسیوں ۲: ۱۱۔۳: ۱۳)۔

یہ فعل حال معروف مطلق ہے۔ مسیح آدم کے اُن گمراہ بچوں میں امن کو پیدا کرنا جاری رکھے ہوئے ہے جو توبہ اور ایمان کے وسیلہ اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ مسیح کا امن خود کار نہیں ہے (آیت ۶ کا مضارع شرطیہ) لیکن سب کے لئے میسر ہے (رومیوں

۵:۱۲۔۲۱)۔

۲:۱۶ ''ملائے'' یونانی اصطلاح کا مطلب کسی ایک کو پہلی حالت سے نکال کر دوسری حالت میں لے آنا۔اس کا اطلاق ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبادلہ پر ہوتا ہے (رومیوں ۵:۱۰۔۱۱؛کلسیوں ا:۲۰،۲۲؛۲۔کرنتھیوں ۱۸، ۲۱)۔ایک طرح سے ملانا پیدائش ۳ کی لعنت کو ختم کرنا ہے۔خدااور انسانیت کا اس زمانہ جو برگشتہ دُنیوی نظام ہے میں بھی رفاقت کو بحال کر دیا گیا ہے۔ یہ خدا کے ساتھ دوسرے انسانوں کا ملاپ از خود ایک نئے تعلق میں ظاہر ہوتا ہے اور فطرت کے ساتھ بھی (یسعیاہ ۱۱:۶۔۹؛ ۶۵:۲۵؛ رومیوں ۸:۱۸۔۲۳؛ مکاشفہ ۲۲:۳)۔ یہودیوں اور غیر اقوام کا ایک ہونا دُنیا کو ایک کرنے کا خدا کے کام کی بہت خوبصورت مثال ہے۔

▣ ''ایک بدن میں'' اتحاد کے لئے یہ تشبیہ کئی انداز سے پولس کی تصانیف میں استعمال ہوئی ہے؛

(۱) مسیح کا طبعی بدن (کلسیوں ا:۲۲) یا مسیح کا بدن،کلیسیا (کلسیوں ا:۲۳؛۴:۱۲؛۵:۲۳،۳۰)۔

(۲) نئی انسانیت دونوں یہودی اور غیر اقوام (۲:۱۶)۔

(۳) روحانی نعمتوں کے اتحاد اور تنوع کا حوالہ دینے کا ایک طریقہ (ا۔کرنتھیوں ۱۲:۱۲۔۱۳، ۲۷)۔

ایک طرح سے وہ (۱) میں ایک دوسرے سے جوڑے گئے ہیں۔

▣ ''صلیب کے وسیلہ'' یہودی قائدین مسیح کی صلیب کو ایک لعنت سمجھتے تھے (استثنا ۲۱:۲۳)۔خدا نے اسے نجات کا ذریعہ بنایا (یسعیاہ ۵۳ دیکھیں)۔مسیح ہمارے لئے لعنتی بنا (گلتیوں ۳:۱۳)۔ یہ اُس کی فتح کا نشان بنی (کلسیوں ۲:۱۴۔۱۵)،تاکہ ایمانداروں فتح پائیں؛

(۱) عہد عتیق کی لعنت پر؛ (۲) بدی کی قوتوں پر اور (۳) یہودیوں اور غیر قوموں کے درمیان دشمنی پر

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''دُشمنی کو مِٹا کر''
نیو کنگ جیمس ورژن	''دُشمنی کو ختم کرنے کے ذریعہ سے''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''اس کے وسیلہ سے دُشمنی کو مِٹا کر''
دی انگلش ورژن	''مسیح نے دُشمنی کو مِٹا کر''
نیو یروشلیم بائبل	''اپنی ذات میں اُس نے دُشمنی کو مِٹا کر''

انگریزی ترجمہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس عبارت کو دو طرح سے سمجھا جا سکتا ہے۔کیونکہ یہ واحد اسم ضمیر ہے اس لئے ندائیہ مذکر ہو سکتی ہے (دی انگلش ورژن، نیو یروشلیم بائبل) یا ندائیہ مخنث (نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن)۔سیاق وسباق میں دونوں ہی ممکن ہیں۔وسیع سیاق وسباق میں زور مسیح کے نجات بخش کام پر دیا گیا ہے۔

۲:۱۷ یہ یسعیاہ ۵۷:۱۹ کا اشارہ دیا گیا ہے یا ممکنہ طور پر ۵۲:۷ کا۔ ربی یسعیاہ ۵۶:۶ کا حوالہ دیتے ہوئے غیر اقوام کا عقیدہ بدلنے کے لئے اسے استعمال کرتے تھے۔

۲:۱۸ تثلیث کے کام کو یہاں اس خط میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے (۱:۳۔۱۴، ۱۷؛ ۲:۱۸؛ ۴:۴۔۶)۔ اگرچہ ’’تثلیث‘‘ بائبلی اصطلاح نہیں ہے لیکن تصور ضرور بائبلی ہی ہے (ملاحظہ کریں متی ۳:۱۶۔۱۷؛ ۲۸:۱۹؛ یوحنا ۱۴:۲۶؛ اعمال ۲:۳۳۔۳۴، ۳۸، ۳۹؛ رومیوں ۱:۴۔۵؛ ۵:۱، ۵؛ ۸:۹۔۱۰؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۲:۴۔۶؛ ۲۔کرنتھیوں ۱:۲۱۔۲۲؛ ۱۳:۱۴؛ گلتیوں ۴:۴۔۶؛ افسیوں ۱:۳۔۱۴؛ ۲:۱۸؛ ۳:۱۴۔۱۷؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۱:۲۔۵؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۲:۱۳؛ ططس ۳:۴۔۶؛ ۱۔پطرس ۱:۲؛ یہوداہ ۲۰۔۲۱)۔ افسیوں ۱:۳ پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

■ ’’رسائی ہوتی ہے‘‘ یہ فعل حال معروف اشاریہ ہے جس کا مطلب ’’ہماری رسائی ہونا جارہی ہے‘‘۔ یہ خداوند یسوع مسیح کا شخصی تصور ہے جو ایمانداروں کو خدا کے حضور لے کر آتا ہے اور اُنہیں شخصی تعارف عطا کرتا ہے (رومیوں ۵:۲؛ یہ اعتماد کے معنوں میں بھی عبرانیوں ۴:۱۶؛ ۱۰:۱۹، ۳۵ میں استعمال ہوا ہے)۔

■ ’’ایک روح میں‘‘ افسیوں ۴:۴ میں بھی اس پر زور دیا گیا ہے۔ جھوٹے اُستاد نفاق کا باعث بن رہے تھے لیکن روح اتحاد پیدا کررہی تھی

۲:۱۹ غیر قوم جو کہ اجنبی تھے (آیات ۱۱۔۱۲) اب مکمل طور پر شامل ہو چکے تھے۔ اس کو واضح طور پر ایک معروف بائبلی تشبیہ کا استعمال کر کے بیان کیا گیا ہے:

(۱) ساتھی شہری، (۲) مقدسین (خدا کے لئے الگ کی گئی پاک قوم)، (۳) خدا کا گھرانہ (خاندان کے افراد) اور (۴) ایک مقدس عمارت (مقدِس، ہیکل) (آیات ۲۰۔۲۲ (الف))

■ ’’مقدس‘‘ کلسیوں ۱:۲ پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

۲:۲۰ ’’پر تعمیر کیے گئے ہو‘‘ یہ ایک فعل مضارع مجہول مطلق ہے۔ ہمارے ایمان کی بنیاد کامل طور پر، حتمی اعتبار سے اور مکمل طور پر خدائے ثالوث پر ہے۔ خدا کی خوشخبری نبیوں اور رسولوں کے وسیلہ پھیلائی گئی (افسیوں ۳:۵)۔

■ ’’رسُولوں اور نبیوں کی نیو‘‘ خداوند یسوع مسیح نے انجیل کی بنیاد رکھی (۱۔کرنتھیوں ۳:۱۱)۔ عہد عتیق میں خدا کی آنے والی بادشاہی، مسیح کی روح سے معمور زندگی، موت اور جی اٹھنے کی نبوتیں کی گئیں اور یہ پوری ہوئیں اور رسولوں نے اس سچائی کا پرچار کیا۔ یہاں سوال محض اتنا ہے کہ ’’نبی‘‘ کن کو کہا گیا ہے۔ کیا یہ عہد عتیق کے انبیاء تھے یا نئے عہد نامہ کے نبی (۳:۵؛ ۴:۱۱)؟ اصطلاحات کی ترتیب نئے عہد نامہ ک نبیوں پر لاگو ہوتی ہیں (۳:۵؛ ۴:۱۱) لیکن عہد عتیق کا مسیح کی طرف ’’کونے کے سرے کا پتھر‘‘ عہد عتیق کی نبوت پر لاگو ہوتا ہے۔ عہد عتیق اور عہد جدید کے مابین نبیوں کے فرق کی وجہ مکاشفہ کا معاملہ ہے۔ عہد عتیق کے انبیاء نے کلام مقدس کو تحریر کیا۔ وہ خدا کے ذاتی الہامی مکاشفہ کے لئے آلہ کے طور پر تھے۔ تاہم نبوت عہد جدید میں بھی جاری رہنے والی نعمت ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۲:۲۸؛ افسیوں ۴:۱۱)۔ کیا کلام مقدس کا لکھا جانا جاری رہا؟ الہام (رسول اور عہد عتیق کے

انبیا)، تنویر اور روحانی نعمتوں (عہد جدید کے ایماندار جن کو نعمتیں دی گئیں) میں فرق کو قائم کرنا لازمی ہوگا۔

▣ ''کونے کے سرے کا پتھر'' یہ عہد عتیق کی مسیحائی تشبیہ ہے (یسعیاہ ۲۸:۱۶؛ زبور ۱۱۸:۲۲؛ ۱۔ پطرس ۲:۴، ۸)۔ عہد عتیق میں خدا کی استحکامت، قوت اور پروردگاری اکثر ''چٹان'' سے منسوب کی گئی ہے (استثنا ۳۲:۴، ۱۵، ۱۸، ۳۰: زبور ۱۸:۲، ۳۱، ۴۶؛ ۲۸:۱: ۳۳:۳؛ ۴۲:۹؛ ۷۱:۳؛ ۷۸:۱۵)۔ مسیح یسوع کی کونے کے سرے کا پتھر کی تشبیہ یوں ملتی ہے؛

(۱) ایک ردّ کیا ہوا پتھر (زبور ۱۱۸:۲۲)

(۲) ایک عمارت کا پتھر (زبور ۱۱۸:۲۲؛ یسعیاہ ۲۸:۱۶)

(۳) ٹھوکر کھانے کا پتھر (یسعیاہ ۸:۱۴۔۱۵)

(۴) ایک غالب اور فتح مند پتھر (بادشاہی) (دانی ایل ۲:۴۵)

(۵) مسیح یسوع نے ان حوالوں کا اپنے لئے استعمال (متی ۲۱:۴۰؛ مرقس ۱۲:۱۰؛ لوقا ۲۰:۱۷)۔

وہ تعمیر کے عمل میں بنیادی حیثیت کا حامل تھا مگر عہد عتیق کی رسوم پرستی اور ضابطہ پرستی نے اُسے ردّ کیا (یسعیاہ ۸:۱۴)۔

مضمون خاص: کونے کے سرے کا پتھر

۱۔ عہد عتیق میں استعمال

الف۔ پتھر کا تصور ایک ٹھوس پائیدار شے کے طور پر جس سے اچھی بنیاد بنتی ہے یہواہ کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے (زبور ۱۱۸:۱)۔

ب۔ پھر یہ مسیحائی لقب کے لئے بھی استعمال ہوا (پیدائش ۴۹:۲۴؛ زبور ۱۱۸:۲۲؛ یسعیاہ ۲۸:۱۶)۔

ج۔ یہ مسیح کے وسیلہ خدا کی عدالت کو بھی پیش کرتا ہے (یسعیاہ ۸:۱۴؛ دانی ایل ۲:۳۴۔۳۵، ۴۴۔۴۵)۔

د۔ یہ عمارت کی تشبیہ کے طور پر استعمال ہوا۔

۱۔ ایک بنیاد کا پتھر، پہلا پتھر، جو کہ عمارت کے زاویوں اور باقی عمارت کو ترتیب دینے کے لئے ہوتا ہے اور ''کونے کے سرے کا پتھر'' کہلاتا ہے۔

۲۔ یہ آخری پتھر کا حوالہ بھی دیتا ہے جو کہ دیواروں کو تھامے رکھنے کے لئے رکھا جاتا ہے (زکریاہ ۴:۷؛ افسیوں ۲:۲۰۔۲۱)، اور کونے کے سرے کا پتھّر عبرانی اصطلاح ''راش'' سے بمعنی سر کہلاتا ہے۔

۳۔ یہ بنیادی پتھر بھی کہلا سکتا ہے جو کہ دروازے کے رستے کی درمیانی محراب کے درمیان ہوتا ہے اور ساری دیوار کے وزن کو اٹھاتا ہے۔

۲۔ عہد جدید میں استعمال

الف۔ یسوع مسیح نے اپنے لئے زبور ۱۱۸ کو کئی مرتبہ اپنے حوالہ سے بیان کرنے کے لئے استعمال کیا (متی ۲۱:۴۱۔۴۶؛ مرقس ۱۲:۱۰۔۱۱؛ لوقا ۲۹:۱۷)۔

ب۔ پولس نے زبور ۱۱۸ کو برگشتہ اور باغی اسرائیل کا یہوواہ کو رد کرنے کے حوالہ سے استعمال کیا (رومیوں ۹: ۳۳)۔

ج۔ پولس نے ''کونے کے سرے کا پتھر'' کے تصور کو افسیوں ۲: ۲۰۔۲۲ میں مسیح کے حوالہ سے استعمال کیا۔

د۔ پطرس نے اس تصور کو مسیح کے لئے ۱۔ پطرس ۲: ۱۔۱۰ میں استعمال کیا۔ یسوع کونے کے سرے کا پتھر ہے اور ایماندار زندہ پتھر ہیں (ایماندار بطور مقدس، ۱۔ کرنتھیوں ۶: ۱۹ ملاحظہ کریں)۔ یہودیوں نے اپنی اُمید کی بنیاد کو رد کیا، انہوں نے یسوع کو مسیح کے طور رد کیا۔

۳۔ الٰہیاتی بیانات

الف۔ یہوواہ نے داؤد / سلیمان کو اجازت دی کہ ہیکل بنائیں۔ اُس نے انہیں بتایا کہ اگر ہو عہد پر قائم رہیں تو وہ اُنہیں برکت دے گا اور اُن کا ساتھ ہوگا (۲۔ سموئیل ۷)۔ لیکن اگر وہ نہ رہے تو ہیکل برباد ہو جائے گی (۱۔ سلاطین ۹: ۱۔۹)۔

ب۔ ربیوں کی یہودیت آئین اور رسومات پر مرتکز تھی اور شخصی ایمان کے پہلو سے غافل (سب کے ساتھ ایسا نہیں تھا کچھ ربی خداترس بھی تھے)۔ خدا شخصی، خداترس اور روزانہ کی بنیاد پر رفاقت کو اُن میں دھوڈتا ہے جنہیں اُس نے اپنی صورت پر تخلیق کیا (پیدائش ۱: ۲۶۔۲۷)۔ لوقا ۲۰: ۱۷۔۱۹ میں ایک خوفزدہ کرنے والے عدالت کے لئے الفاظ موجود ہیں۔

ج۔ یسوع نے اپنے طبعی بدن کے لئے ہیکل کے تصور کا استعمال کیا (یوحنا ۲: ۱۹۔۲۲)۔ یہ یسوع کو بطور مسیح ماننا کے شخصی ایمان کے تصور کو تسلسل بخشتا اور وسیع کرتا ہے جو کہ یہوواہ کے ساتھ تعلق کی کنجی ہے۔

د۔ نجات کا مطلب انسانوں میں خدا کی صورت کو بحال کرنا ہے تا کہ خدا کے ساتھ رفاقت ممکن ہو سکے۔ مسیحیت کا ہدف یسوع مسیح کی مانند بننا ہے۔ ایمانداروں کو زندہ پتھر بننا ہے (مثلاً چھوٹی ہیکلیں، جو مسیح پر تعمیر کی گئی ہیں)۔

و۔ یسوع مسیح ہمارے ایمان کی بنیاد اور کونے کے سرے کا پتھر ہے (جیسے کہ الفا اور اومیگا)، تاہم وہ کچلنے اور غضب کی چٹان بھی ہے۔ اُس کو چھوڑنا سب کچھ چھوڑ دینے کے مساوی ہے۔ اس حوالہ سے کوئی درمیانی راہ نہیں ہے۔

۲: ۲۱۔۲۲ خدا کے لوگ ہونے کا مجموعی اور مشترکہ خیال آیت ۱۹ (دو مرتبہ)، ۲۱ اور ۲۲ میں مقدسین کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ بچنا خاندان کا، عمارت کا، بدن کا اور مقدس کا حصہ ہونا ہے۔ کلیسیا کا تصور ۱۔ کرنتھیوں ۳: ۱۶۔۱۷ میں ہیکل کی مانند ظاہر کیا گیا ہے۔ یہ کلیسیا کی یگانگت سے معمور فطرت پر زور ہے۔ انفرادی پہلو کا ذکر ۲۔ کرنتھیوں ۶: ۱۶ میں آیا ہے۔ دونوں ہی سچ ہیں۔ آیات ۲۱۔۲۲ میں افعال بھی یگانگت پر مرتکز ہیں۔ ان میں مرکب (syn) ہے جس کا مطلب ''مشترکہ شمولیت'' ہے۔ یہ دونوں فعل حال مجہول ہیں۔ خدا اپنی کلیسیا کو تعمیر کرنا / بڑھانا جاری رکھتا ہے۔ یہاں یونانی نسخہ کا مسئلہ ہے جو کہ اس عبارت ''مکمل عمارت'' سے متعلق ہے۔ قدیم بڑے حروف کی تحاریر *א، B، D، F اور G میں حرف تخصیص نہیں جبکہ אc، A، C اور P میں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا پولس ایک بڑی عمارت کا حوالہ دے رہا ہے (نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن، دی انگلش ورژن، ریوائزڈ انگلش ورژن) یا کئی چھوٹی چھوٹی عمارتوں کا (امریکن سٹینڈرڈ ورژن، نیو یروشلیم بائبل۔ فلپس) جو کسی طرح ایک ہی ہیں۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی کا یونانی متن کا چوتھا ایڈیشن ''B'' بغیر حروف تخصیص کے ایک

ساخت مہیا کرتا ہے جو کہ یہ بتاتی ہے کہ ''تقریباً خصوصی'' طور پر یہ ایک ہی عمارت کا حوالہ ہے۔ یہ ایک ہی عمارت ہے اور ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ یہ تعمیر ہونے کے عمل میں ہے۔عمارت کی تشبیہ روحانی مقدس (خدا کے لوگ) کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

مضمون خاص: ترقی کرنا/بڑھنا

یہ اصطلاح ''oikodomeo'' اور اس کی دیگر اشکال کو اکثر پولس نے استعمال کیا ہے۔اس کا لغوی معنی ''ایک گھر تعمیر کرنا ہے'' (متی ۷:۲۴)،لیکن لیکن تشبیہاً ذیل کے مفاہیم میں استعمال کی گئی ہے:

۱۔مسیح کا بدن،کلیسیا (۱۔کرنتھیوں ۳:۹؛افیسوں ۲:۲۱؛۴:۱۶)۔

۲۔تعمیر کرنا

الف۔کمزور بھائیوں کو (رومیوں ۱۵:۱)

ب۔پڑوسیوں کو (رومیوں ۱۵:۲)

ج۔ایک دوسرے کو (افسیوں ۴:۲۹؛۱۔تھسلنیکیوں ۵:۱۱)

د۔مقدسین کو خدمت کے لئے (افسیوں ۴:۱۱)

۳۔ہم تعمیر کیے جاتے ہیں اور ترقی پاتے ہیں

الف۔محبت کے وسیلہ (۱۔کرنتھیوں ۸:۱؛افسیوں ۴:۱۶)

ب۔اپنی شخصی آزادی کو محدود کر کے (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۲۳۔۲۴)

ج۔شکوک وشبہات سے بچنا (۱۔تیمتھیس ۱:۴)

د۔عبادتوں میں بولنے والوں کی درجہ بندی کرنا (حمد وستائش کرنے والے، اُستاد، نبی، زبانیں بولنے والے اور ترجمہ کرنے والے) (۱۔کرنتھیوں ۱۴:۳۔۴،۱۲)

۴۔سب چیزوں میں ترقی ہو

الف۔پولس کا اختیار (۲۔کرنتھیوں ۱۰:۸،۱۲:۱۹؛۱۳:۱۰)

ب۔رومیوں ۱۴:۱۹ اور ۱۔کرنتھیوں ۱۴:۲۶ میں مختصر بیان

تبادلہ خیالات کے سوالات

یہ ایک مطالعہ کی راہنما تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بائبل کی تفسیر کے خود ذمہ دار ہیں۔ہم میں سے ہر ایک کو اُس روشنی میں چلنا ہے جو ہمارے پاس ہے۔آپ، بائبل اور روح القدس تفسیر میں اہم کردار ہیں۔آپ کو صرف مفسرین پر انحصار نہیں کرنا۔ یہ تبادلہ خیال کے سوالات آپ کو اس لئے فراہم کیے جا رہے ہیں کہ آپ کتاب کے اس حصہ کہ اہم معاملات پر سوچ بچار کر سکیں۔اس سے مُراد آپ کے خیالات کو وسعت دینا ہے محدود کرنا نہیں۔

۱۔کیا سب انسان حقیقت میں خدا سے اجنبی ہیں؟

۲۔ کیا انسانوں کا اپنی نجات میں اہم کردار ہے؟

۳۔ یہودیوں اور غیر اقوام کا اتحاد اتنا ضروری کیوں ہے؟

۴۔ یسوع مسیح نے شریعت کو کیسے موقوف کیا؟

۵۔ کیا خدا کی شریعت ابدی ہے؟ مسیحی موسوی شریعت اور عہد عتیق کے حوالہ سے کس ردِ عمل کا اظہار کریں؟

۶۔ پولس رسول نے عمارت کی تشبیہ پر کیوں زور دیا (آیات ۱۹۔۲۳)؟

رومیوں ۵واں باب

جدید تراجم کی پیروں میں تقسیم

یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی چوتھا ایڈیشن	نیو کنگ جیمس ورژن	نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	دی انگلش ورژن	نیو یروشلیم بائبل
راستبازی کا نتیجہ	مشکل میں ایمان کی فتح	راستبازی کے نتائج	خدا کے ساتھ حقوق	ایمان نجات کی ضمانت
۵:۱۔۱۱	۵:۱۔۵	۵:۱۔۵	۵:۱۔۵	۵:۱۔۱۱
	مسیح ہماری جگہ پر			
	۵:۶۔۱۱	۵:۶۔۱۱	۵:۶۔۱۱	
آدم اور مسیح	آدم میں موت، مسیح میں زندگی	آدم اور مسیح؛ مطابقت اور تضاد	مسیح اور آدم	آدم اور مسیح یسوع
			۵:۱۲۔۱۴ب	۵:۱۲۔۱۴
۵:۱۲۔۱۴	۵:۱۲۔۲۱	۵:۱۲۔۱۴		
			۵:۱۴ج۔۱۷	
۵:۱۵۔۲۱		۵:۱۵۔۱۷		۵:۱۵۔۲۱
		۵:۱۸۔۲۱	۵:۱۸۔۱۹	
			۵:۲۰۔۲۱	

تیسرا مطالعاتی دور (پیروں کی سطح پر مصنف کے اصل ارادے کو جاننا)

یہ ایک مطالعہ کی راہنما تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بائبل کی تفسیر کے خود ذمہ دار ہیں۔ہم میں سے ہر ایک کو اُس روشنی میں چلنا ہے جو ہمارے پاس ہے۔آپ، بائبل اور روح القدس تفسیر میں اہم کردار ہیں۔آپ کو صرف مفسرین پر انحصار نہیں کرنا۔ مکمل باب کو ایک ہی نشت میں پڑھیں۔موضاعات کی شناخت کریں۔اپنے موضوعات کی اوپر دیئے گئے پانچ تراجم کی تقسیم سے پرکھیں۔پیراگراف الہامی نہیں ہیں لیکن یہ مصنف کے اصل ارادے کو سمجھنے کی کنجی ہیں جو کہ تفسیر کا دل ہے۔ ہر پیراگراف ایک محض ایک ہی موضوع ہوتا ہے۔

۱۔ پہلا پیراگراف

۲۔ دوسرا پیراگراف

۳۔ تیسرا پیراگراف

۴۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

متنی بصیرتیں

الف۔ آیات ۱۔۱۱ یونانی میں ایک ہی جملہ ہیں۔ یہ پولس کے مرکزی تصور" ایمان کے وسیلہ راستبازی" کو بیان کرتی ہیں(۳:۲۱۔۴:۲۵ ملاحظہ کریں)۔

ب۔ آیات ۱۔۱۱ کا ممکنہ خاکہ

آیات ۱۔۵	آیات ۶۔۸	آیات ۹۔۱۱
نجات کے فوائد	نجات کی بنیادیں	نجات کی مستقبل میں یقین دہانی
راستبازی کا شخصی تجربہ	نجات کے اہدافی مقاصد	راستبازی کی مستقبل میں یقین دہانی
راستبازی	مسلسل تقدیس	تجلی
علم الانسان	علم الٰہی	علم الآخرت

ج۔ آیات ۱۲۔۲۱ مسیح یسوع کی بطور دوسرا آدم بحث ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۱۔۲۲، ۴۵۔۴۹؛ فلپیوں ۲: ۶۔۸ دیکھیں)۔ یہ انفرادی گناہ اور اجتماعی گناہ کے الٰہیاتی تصور پر زور دیتا ہے۔ پولس کا بنی نوع انسان (اور تخلیق) کا آدم میں گرنے کا نظریہ ربیوں سے بڑا مختلف اور منفرد تھا جبکہ اُس کا نظریہ اجتماعی بڑی حد تک ربیوں کی تعلیم سے ملتا جلتا تھا۔ یہ پولس کی اُس صلاحیت کو الہام کے تحت استعمال کرنا یا مہیا کرنا ظاہر کرتا ہے جو اُس نے گملی ایل سے یروشلیم میں تربیت کے دوران حاصل کی (اعمال ۲۲:۳)۔ پیدائش ۳ کا اصلاحی بشارتی عقیدہ موروثی گناہ کیلون اور اگسٹین کے وسیلہ پروان چڑھا۔ یہ بنیادی طور پر یہ بتلاتا ہے کہ انسان گناہ گار ہی پیدا ہوتے ہیں (مکمل گمراہی)۔ اکثر زبور ۵۱: ۵؛ ۵۸: ۳ اور ایوب ۱۵: ۱۴؛ ۲۵: ۴ بغیر سیاق وسباق کے متن کے طور پر اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جو الٰہیاتی نظریہ ہے کہ انسان درجہ بہ درجہ اخلاقی اور روحانی طور پر ذمہ دار ہیں اور اپنے انتخابات اور منزل کے ذمہ دار ہوتے ہیں پلاگیس اور آرمینس نے اخذ کیا۔ ان کے اس نظریہ کے کچھ شواہد استثنا ۱: ۳۹؛ یسعیاہ ۷: ۱۵ اور یوناہ ۴: ۱۱؛ یوحنا ۹: ۴۱؛ ۱۵: ۲۲، ۲۴؛ اعمال ۱۷: ۳۰؛ رومیوں ۴: ۱۵ میں ملتے ہیں۔ اس الٰہیاتی نظریہ کا جوہر یہ ہوگا کہ بچے مصوم ہوتے ہیں جب تک کہ وہ اخلاقی ذمہ داری کی عمر کو نہیں پہنچتے (ربیوں کے نزدیک یہ ۱۳ سال کی عمر لڑکوں کے لئے اور ۱۲ سال کی عمر لڑکیوں کے لئے تھی)۔ اس کے درمیان بھی ایک نظریہ ہے جس میں یہ دونوں نظریات یعنی موروثی بدی اور اخلاقی ذمہ داری کی عمر تک دونوں آتے ہیں۔ بدی محض اجتماعی ہی نہیں بلکہ درجہ بہ درجہ انفرادی طور پر گناہ بنتی ہے (زندگی کا مسلسل خدا سے دور بہت دور ہونا)۔ انسانیت کی بدی کوئی مسئلہ نہیں ہے (پیدائش ۶: ۵، ۱۱۔۱۲، ۱۳؛ رومیوں ۳: ۹۔۱۸، ۲۳) لیکن کب ہوتی ہے پیدا ہونے پر یا زندگی میں بعد میں کہیں؟

د۔ آیت ۱۲ کو کئی طرح سے لاگو کیا جاتا ہے؛

۱۔ سب لوگ مریں گے کیونکہ سب نے گناہ کو چُنا (پلاگیس)

۲۔ آدم کے گناہ نے تمام تخلیق کو متاثر کیا اس لئے سب مریں گے (آیات ۱۸۔۱۹، آگسٹین)۔

۳۔حقیقت میں یہ موروثی گناہ اور انحرافی گناہ کا مجموعہ ہے۔

و۔پولس رسول کا موازنہ ''جس طرح'' جو آیت ۱۲ میں شروع ہوا وہ آیت ۱۸ تک ختم نہیں ہوتا۔آیات ۱۳۔۱۷ جملہ معترضہ بناتی ہیں جو کہ پولس کی تصانیف کی خصوصیت ہے۔

ہ۔پولس رسول کا انجیل کو پیش کرنے کا انداز یاد رکھیں،۱:۱۸۔۸:۳۹ ایک ٹھوس دلیل ہے۔اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ تفسیر کرنے اور حصوں کو بنانے کے لئے دیکھنا چاہیے۔

ح۔مارٹن لوتھر نے ۵ویں باب کے بارے میں کہا ہے کہ'' شاید ہی پوری بائبل میں کوئی اور ایسا باب ہو جو کہ ایسی فتح کا بیان کرے''۔

الفاظ اور عبارتوں کا مطالعہ

رومیوں ۵:۱۔۵

پَس جب ہم اِیمان سے راستباز ٹھہرے تو خُدا کے ساتھ اپنے خُداوند یِسُوع مسِیح کے وسِیلہ سے صُلح رکھّیں۔جِس کے وسِیلہ سے اِیمان کے سبب سے اُس فضل تک ہماری رسائی بھی ہُوئی جِس پر قائِم ہیں اور خُدا کے جلال کی اُمِید پر فخر کریں۔اور صِرف یِہی نہیں بلکہ مُصِیبتوں میں بھی فخر کریں یہ جان کر کہ مُصِیبت سے صبر پَیدا ہوتا ہے۔اور صبر سے پُختگی اور پُختگی سے اُمِید پَیدا ہوتی ہے۔اور اُمِید سے شرمِندگی حاصِل نہیں ہوتی کِیُونکہ رُوحُ القُدس جو ہم کو بخشا گیا ہے اُس کے وسِیلہ سے خُدا کی محبّت ہمارے دِلوں میں ڈالی گئی ہے۔

۵:۱ ''پس'' یہ لفظ اکثر اشارہ کرتا ہے کہ (۱) الٰہیاتی دلیل کا خلاصہ یہاں تک ہے (۲) نتیجہ اس الٰہیاتی بیان پر بنیاد رکھتا ہے اور (۳) ایک نئی سچائی کا بیان (۵:۱؛ ۸:۱؛ ۱۲:۱ دیکھیں)۔

▣ ''راستباز ٹھہرے'' یہ فعل مضارع مجہول مطلق ہے: خدا ایمانداروں کو راستباز ٹھہراتا ہے۔یہ یونانی متن میں زور دینے کی غرض سے پہلے رکھا گیا ہے (آیات ۱۔۲)۔اس لئے آیات ۱۔۱۱ میں ایک تاریخی تسلسل نظر آتا ہے۔(۱) آیات ۱۔۵، فضل کا ہمارا موجودہ تجربہ؛ (۲) آیات ۶۔۸، ہماری ایما پر خداوند یسوع مسیح کا مکمل کیا گیا کام اور (۳) آیات ۹۔۱۱، ہماری مستقبل کی اُمید اور نجات کی یقین دہانی۔مثنی بصیرتوں میں خاکہ دیکھیں۔راستبازی (dikaio) کے لئے عہد عتیق کا پس منظر ایک سیدھا کنارہ یا ماپنے والی شے ہے۔یہ تشبیہاً خدا کے لئے استعمال ہوئی ہے۔مضمون خاص: راستبازی کو دیکھیں جو کہ ۱:۱۷ پر ہے۔خدا کا کردار، پاکیزگی ہی عدالت کا معیار ہیں (ملاحظہ کریں ہفتادی ترجمہ میں احبار ۲۴:۲۲؛ اور الٰہیاتی طور پر متی ۵:۴۸)۔کیونکہ یسوع کی قربانی، عوضی موت کے وسیلہ ایمانداروں کو قانونی (forensic) طور پر خدا کے سامنے کھڑے ہونے کا مقام ملا ہے (۵:۲ پر بیان کو پڑھیں)۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایمانداروں میں گناہ نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک طرح کی عام معافی ہے۔کسی اور نے ہماری سزا کو برداشت کرلیا ہے (۲۔کرنتھیوں ۵:۲۱ دیکھیں)۔ایمانداروں کے لئے معافی کا اعلان کردیا گیا ہے۔آیات ۹،۱۰)۔

▣ ''ایمان سے'' ایمان وہ ہاتھ ہے جو خدا کے تحفہ کو لیتا ہے (آیت ۲، رومیوں ۴:۱)۔ایمان ایمانداروں کے خلوص یا اقرار کے

درجہ یا شدت پر مرکوز نہیں (متی ۱۷:۲۰) بلکہ خدا کے کردار اور وعدہ پر (افسیوں ۲:۸۔۹)۔عہد عتیق میں ایمان کے لئے لفظ اصل میں کسی ایک کا مستقل ایک ہی حالت میں کھڑے رہنے کو بیان کرتا ہے۔ یہ تشبیہاً ایسے شخص کے لئے استعمال ہوا ہے جو وفادار، تابعدار اور قابل اعتماد ہو۔ ایمان کا انحصار ایمانداری پر نہیں یا اعتماد پر نہیں بلکہ خدا کی ایمانداری اور اعتماد پر ہے۔ رومیوں ۴:۵ پر ایمان کے موضوع پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

▣ ''صُلح رکھیں'' یہاں یونانی نسخہ کی تغیر پائی جاتی ہے۔ یا تو یہ لفظ فعل حال معروف شرطیہ ہے (ech'men) یا پھر فعل حال اشاریہ (echomen) ہے۔ یہی گرائمر کا ابہام آیات ۱، ۲ اور ۳ میں بھی پایا جاتا ہے۔ قدیم یونانی نسخہ جات اس کا شرطیہ ہونے کی تائید کرتے ہیں (مسوراہی ℵ*، A، B*، C، D)۔ اگر یہ شرطیہ ہے تو اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے ''کہ آؤ صلح کو جاری رکھیں'' یا ''صلح کو جاری رکھیں''۔ اگر یہ اشاریہ ہے تو اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے ''ہم صلح رکھیں''۔ آیات ۱-۱۱ کا سیاق وسباق اُبھارتا نہیں ہے بلکہ یہ اعلان ہے کہ ایماندار پہلے ہی سے کیا ہیں اور مسیح میں کیا ہوں گے۔ اس لئے شاید فعل حال معروف اشاریہ ہے۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی کا چوتھا ایڈیشن اس کو پہلا درجہ دیتا ہے۔ ہمارے بہت سے قدیم یونانی نسخے ایک ہی شخص کے مطالعہ سے ہیں اور دیگر نے اُس کی نقول تیار کیں۔ ہم آواز الفاظ اکثر اُلجھن کا باعث بنتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سیاق وسباق، بعض اوقات اسلوبِ تحریر اور مصنف کا عمومی ذخیرہ الفاظ مدد کرتا ہے کہ ترجمہ کے لئے فصیلہ آسانی سے ہو جائے۔

▣ ''صلح'' درج ذیل خصوصی مضمون ملاحظہ کریں۔

مضمون خاص: صلح

اس یونانی اصطلاح کا حقیقی معنی یہ ہے کہ ''جو ٹوٹ گیا تھا اُسے جوڑنا'' (یوحنا ۱۴:۲۷؛ ۱۶:۳۳؛ فلپیوں ۴:۷)۔ عہد عتیق میں صلح کا تین طرح سے استعمال کیا گیا ہے:

۱۔ ہماری مسیح کے وسیلہ خدا کے ساتھ صلح (کلسیوں ۱:۲۰)

۲۔ خدا کے ساتھ ہمارا راست ہونا (یوحنا ۱۴:۲۷؛ ۱۶:۳۳؛ فلپیوں ۴:۷)۔

۳۔ خدا نے مسیح کے وسیلہ یہودیوں اور غیر اقوام کو ایک نئے بدن میں متحد کر دیا ہے (افسیوں ۲:۱۴-۱۷؛ کلسیوں ۳:۱۵)۔

جب ہماری خدا کے ساتھ صلح ہو جاتی ہے تو یہ ضروری ہے کہ دوسروں کیساتھ بھی صلح ہو۔ عمود کا افقی بننا ضروری ہے۔ نیومین اور نیدا اپنی کتاب ''A Translator's Handbook on Paul's Letter to the Romans'' کے صفحہ ۹۲ پر صلح کے حوالہ سے ایک اچھا بیان دیتے ہیں کہ ''دونوں پرانے اور نئے عہد ناموں میں صلح کی اصطلاح وسیع معنوں میں ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک شخص کی زندگی کو مکمل طور پر بہتر ہونے کا بتاتی ہے۔ یہ یہودیوں میں سلام کرنے کے لئے بھی استعمال ہوئی۔ اس اصطلاح کے اتنے شاندار معنی ہیں کہ یہ مسیحائی نجات کے لئے بھی یہودیوں نے استعمال کی، اس حقیقت کی بنا پر ایک وقت آیا کہ یہ [خدا کے ساتھ اچھے تعلق'' کے مترادف بھی استعمال ہونے لگی۔ یہاں پر اس اصطلاح کا استعمال خدا کی طرف سے قائم کردہ اچھے تعلق کا انسان اور خدا کے مابین ہونا ہے۔

▣ ''خدا کے ساتھ اپنے خُداوند یِسُوع مسیح کے وسیلہ سے'' خداوند یسوع مسیح ایک ایسا ذریعہ ہے جو خدا کے ساتھ صلح کرواتا ہے۔ مسیح یسوع ہی خدا کے ساتھ صلح کا واحد رستہ ہے (یوحنا۱۰: ۷۔۸؛ ۱۴: ۶؛ اعمال۴: ۱۲؛ ۱۔ تیمتھیس ۲: ۵)۔ رومیوں ۱: ۴ پر یسوع مسیح کے نام پر بیان پڑھیں۔

۵: ۲ ''ہماری رسائی ہوئی ہے'' یہ فعل مکمل معروف بیانیہ ہے؛ یہ ماضی کے عمل کی بات کرتا ہے جو کہ ہو چکا اور اب اُس کا پھل بیان کیا جا رہا ہو۔ اصطلاح ''رسائی'' کا لغوی مطلب پہنچ ہونا یا داخل ہونا ہے (prosag'ge، افسیوں ۲: ۱۸؛ ۳: ۱۲)۔ یہ تشبیہاً (۱) بادشاہ کے ساتھ شخصی تعارف یا (۲) حفاظت سے ساحل پر لے آنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس میں یونانی نسخہ کا تغیر موجود ہے۔ کچھ قدیم یونانی نسخوں میں ''ایمان کے وسیلہ'' بھی اس کے ساتھ موجود ہے (*א، C،2 اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ لاطینی، ولگا تا، اسری اور کپد کی نسخہ جات بھی)۔ بعض نسخوں میں ایمان کے وسیلہ کے ساتھ حرف جار بھی لگا ہوا ہے (A، a1، اور کچھ ولگا تا نسخے)۔ تاہم کچھ بڑے حروف کے نسخے B، D، F، G میں یہ دونوں ہی حذف ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ کاتبین نے محض ۵: ۱ اور ۴: ۱۶ (دو مرتبہ)، ۱۹ اور ۲۰ میں متوازنیت کو پُر کیا ہے۔ ایمان کے وسیلہ پولس کا مرکزی خیال تھا۔

▣ ''اُس کے فضل تک'' یہ اصطلاح (charis) کا مطلب خدا کی بلا حق، بلا تعلق، بلا معیار محبت (افسیوں ۲: ۴۔۹)۔ یہ گناہ گار انسانیت کی خاطر مسیح یسوع کی موت میں صاف دکھائی دیتی ہے (آیت ۸)۔

▣ ''جس پر قائم ہیں'' یہ ایک اور فعل حال معروف بیانیہ ہے جس کا لغوی اعتبار سے مطلب ''ہم قائم ہیں اور قائم رہیں گے'' ہے۔ یہ ایمانداروں کے مسیح یسوع میں الٰہیاتی مقام اور ایمان میں خلوص جو کہ خدا کی حاکمیت (۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۱) اور انسان کی آزادی مرضی (افسیوں ۶: ۱۱، ۱۳، ۱۴) کے الٰہیاتی عقیدہ کے ساتھ ملتی ہے، کو پیش کرتی ہے۔

مضمون خاص: قائم ہونا (HIST„AMI)

یہ عام اصطلاح نئے عہد نامہ میں کئی طرح کے الٰہیاتی معنوں میں استعمال ہوئی ہے۔

۱۔ قائم کرنا

الف۔ عہد عتیق کی شریعت (رومیوں ۳: ۳۱)۔

ب۔ کسی کی اپنی راستبازی (رومیوں ۱۰: ۳)

ج۔ نیا عہد (عبرانیوں ۱۰: ۹)

د۔ ایک ثبوت ۲۰۔ کرنتھیوں ۱۳: ۱)

و۔ خدا کی سچائی (۲۔ تیمتھیس ۲: ۱۹)

۲۔ روحانی طور پر سامنا کرنا

الف۔ شیطان کا (افسیوں ۶: ۱۱)

ب۔ عدالت کے دن کا (مکاشفہ ۶: ۱۷)

۳۔اپنے مقام پر کھڑے رہ کر سامنا کرنا

الف۔ فوجی تشبیہ (افسیوں ۶:۱۴)

ب۔ شہری تشبیہ (رومیوں ۱۴:۴)

۴۔سچائی میں ایک مقام (یوحنا ۸:۴۴)

۵۔فضل میں ایک مقام

الف۔ رومیوں ۵:۲

ب۔ ا۔کرنتھیوں ۱۵:۱

ج۔ ا۔پطرس ۵:۱۲

۶۔ایمان میں ایک مقام

الف۔ رومیوں ۱۱:۲۰

ب۔ ا۔کرنتھیوں ۷:۳۷

ج۔ ا۔کرنتھیوں ۱۵:۱

د۔ ۲۔کرنتھیوں ۱:۲۴

۷۔غرور کا ایک مقام (ا۔کرنتھیوں ۱۰:۱۲)

یہ اصطلاح دونوں عہد کے فضل اور خدائے مطلق کے رحم کو بیان کرتی ہے اور حقیقت میں ایمانداروں کو اس کے ردعمل میں اظہار کرنا ہوتا ہے اور یہاں تک ایمان کے وسیلہ پہنچنا ہوتا ہے۔دونوں ہی بائبلی حقائق ہیں۔انہیں دونوں ہی کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا۔

▣ ''فخر کریں'' اس گرائمر کی شکل کو ہم یوں سمجھ سکتے ہیں (۱) حال درمیانی (شاہد) بیانیہ یا (۲) حال درمیانی (شاہد) شرطیہ۔علما اس حوالہ سے دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔اگر ایک اس کو ''بیانیہ لیتا ہے جسے آیت ۱ میں ہے تو اس کا ترجمہ آیت ۳ کے ساتھ متوازن ہوگا۔اس کا مصدر لفظ ''فخر'' ہے (نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن، یروشلیم بائبل)۔۲:۱۷ پر خصوصی مضمون دیکھیں۔ایماندار اپنے آپ پر فخر نہیں کر سکتے (۳:۲۷) بلکہ اُس پر جو خداوند نے اُن کے لئے کیا (یرمیاہ ۹:۲۳۔۲۴)۔یہی یونانی مصدر آیت ۱۳ اور ۱۱ میں بھی دہرایا گیا ہے۔

▣ ''کی اُمید پر'' پولس رسول نے اس اصطلاح کا کئی مختلف مگر متعلقہ انداز میں استعمال کیا۔۴:۱۸ پر بیان کو پڑھیں۔اکثر یہ ایمانداروں کے ایمان کی تکمیل سے تعلق رکھتی ہے۔یہ جلال، ابدی زندگی، حتمی نجات، آمد ثانی وغیرہ سے بیان کی جا سکتی ہے۔تکمیل لازمی ہے لیکن اس کا وقت مستقبل میں ہے اور نا معلوم ہے۔اس کو اکثر محبت اور ایمان کے ساتھ جوڑا گیا ہے (ا۔کرنتھیوں ۱۳:۱۳؛ گلتیوں ۵:۵۔۶؛ افسیوں ۴:۲۔۵؛ ا۔تھسلنیکیوں ۱:۳؛ ۵:۸)۔پولس رسول کا اس کے استعمال کی ذیل میں جزوی

فہرست دی گئی ہے۔

۱۔ آمدثانی گلتیوں۵:۵؛افسیوں۱:۱۸؛ططس۲:۱۳

۲۔ مسیح ہماری اُمید ہے ۱۔ تیمتھیس۱:۱

۳۔ ایمانداروں کو خدا کے سامنے حاضر کرنا کلسیوں۱:۲۲۔۲۳؛۱۔تھسلنیکیوں۲:۱۹

۴۔ آسمان میں اُمید کلسیوں۱:۵

۵۔ حتمی نجات ۱۔تھسلنیکیوں۴:۱۳

۶۔ خدا کا جلال رومیوں۵:۲؛۲۔کرنتھیوں۳:۱۲؛کلسیوں۱:۲۷

۷۔ نجات کی یقین دہانی ۱۔تھسلنیکیوں۵:۸۔۹

۸۔ ابدی زندگی ططس۱:۲؛۳:۷

۹۔ مسیحی بلوغت کا نتیجہ رومیوں۵:۲۔۵

۱۰۔ تمام تخلیق کی نجات رومیوں۸:۲۰۔۲۲

۱۱۔ خدا کے لئے ایک خطاب رومیوں۱۵:۱۳

۱۲۔ لے پالک ہونے کی تکمیل رومیوں۸:۲۳۔۲۵

۱۳۔عہد عتیق عہد جدید کے ایمانداروں کے لئے راہنما رومیوں۱۵:۴

▣ ''خدا کے جلال'' یہ اصطلاح عہد عتیق کا ایک محاورہ ہے جو خدا کی شخصی موجودگی کے اظہار کے لئے ہے۔ یہ ایمانداروں کا مسیح یسوع کے وسیلہ قیامت کے روز عطا کردہ ایمانی راستبازی میں خدا کے حضور کھڑے ہونے کا حوالہ دیتی ہے۔(۲۔کرنتھیوں ۵:۲۱)۔ یہ اکثر الٰہیاتی اصطلاح ''تجلی'' کہلاتی ہے(آیات ۹۔۱۰؛ ۸:۳۰)۔ ایماندار مسیح کی مشابہت کے شریک ہوں گے (۱۔یوحنا۳:۲؛۲۔پطرس۱:۴)۔۳:۲۳پر خصوصی مضمون ''جلال'' دیکھیں۔

۵:۳

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل	''اور صِرف یہی نہیں بلکہ''
نیو کنگ جیمس ورژن	''اور یہی نہیں بلکہ''
نیوریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''اور صرف یہی نہیں بلکہ''
دی انگلش ورژن	حذف شدہ
نیویروشلیم بائبل	''یہ ہی نہیں''

پولس نے ان اصطلاحات کے مجموعہ کو کئی مرتبہ استعمال کیا(۵:۳،۱۱؛۸:۲۳؛۹:۱۰اور۲۔کرنتھیوں۸:۱۹)۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل	'' مصیبتوں میں بھی فخر کریں''
نیوکنگ جیمس ورژن	''ہم مصیبتوں میں بھی جلال دیں''
نیوریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''ہم اپنی مصیبتوں پر بھی فخر کریں''
دی انگلش ورژن	''اپنی مصیبتوں میں فخر کریں''
نیویروشلیم بائبل	''آؤ اپنی مصیبتوں میں فخر کریں''

اگر دُنیا نے مسیح سے نفرت کی، تو اُس کے پیروکاروں سے بھی کرے گی (متی ۱۰:۲۲؛ ۲۴:۹؛ یوحنا ۱۵:۱۸۔۲۱)۔ یسوع ایک باشعور انسان تھا، اور جو اُس نے تکلیفیں برداشت کیں اُن کا انسانی طور پر بیان کیا (عبرانیوں ۵:۸)۔ مصیبتیں راستبازی پیدا کرتی ہیں جو کہ ہر ایماندار کے لئے خدا کا منصوبہ ہے (۸:۱۷۔۱۹؛ اعمال ۱۴:۲۲؛ یعقوب ۱:۲۔۴؛ ۱۔پطرس ۴:۱۲۔۱۹)۔

▣ ''یہ جان کر'' یہ ''oida'' کا مکمل مطلق ہے۔ یہ شکلی حالت میں مکمل ہے لیکن اس کا کام فعل حال کی طرح ہے۔ ایمانداروں کی انجیل کی سچائیوں کے بارے میں مصیبتوں کے حوالہ سے سمجھ بوجھ اُنہیں موقع دیتی ہے کہ وہ خوشی اور اعتماد سے زندگی گزاریں جو کہ حالات پر منحصر نہیں، حتیٰ کہ ایذا رسانیوں میں بھی۔ (ملاحظہ کریں فلپیوں ۴:۴؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۵:۱۶، ۱۸)۔

۵:۳ ''مصیبت'' اس حوالہ سے درج ذیل خصوصی مضمون ملاحظہ کریں۔

مضمون خاص: مصیبت

یہاں پر پولس رسول کی مصیبت کے حوالہ سے اصطلاح تھلپسس ''thlipsis'' اور یوحنا کی اصطلاح میں الٰہیاتی فرق کا جاننا ضروری ہے:

۱۔ پولس رسول اس کا استعمال یوں کرتا ہے (جو مسیح کے استعمال کی عکاسی ہے)

الف۔ مسائل، مصیبتیں، گناہ گار دُنیا میں بدی موجود ہے

۱۔ متی ۱۳:۲۱

۲۔ رومیوں ۵:۳

۳۔ ۱۔کرنتھیوں ۷:۲۸

۴۔ ۲۔کرنتھیوں ۷:۴

۵۔ افسیوں ۳:۱۳

ب۔ مسائل، مصیبتیں، بدی جو غیر ایمانداروں کے باعث ہے

۱۔ رومیوں ۵:۳؛ ۸:۳۵؛ ۱۲:۱۲

۲۔ ۲۔کرنتھیوں ۱:۴، ۸؛ ۶:۴؛ ۷:۴؛ ۸:۲، ۱۳

۳۔ افسیوں۳: ۱۳

۴۔ فلپیوں۴: ۱۴

۵۔ ۱۔ تھسلنیکیوں۱: ۶

۶۔ ۲۔ تھسلنیکیوں۱: ۴

ج۔ مسائل، مصیبتیں، آخری وقت کی بدی

۱۔ متی۲۴: ۲۱، ۲۹

۲۔ مرقس۱۳: ۱۹، ۲۴

۳۔ ۲۔ تھسلنیکیوں۱: ۶۔۹

۲۔ یوحنا کا استعمال

الف۔ یوحنا مکاشفہ کی کتاب میں تھلپِسس (thlipsis) اوراورگے (orge) یا تھموس (thumos، غضب) میں ایک خاص فرق پیدا کرتا ہے۔ تھلپِسس (thlipsis) ہے جو غیر ایماندار ایمانداروں کے ساتھ کرتے ہیں اوراورگے (orge) وہ ہے جو خدا غیر ایمانداروں کے ساتھ کرتا ہے۔

۱۔ تھلپِسس (thlipsis) مکاشفہ ۱: ۹؛ ۲: ۹۔۱۰، ۲۲؛ ۷: ۱۴

۲۔ اورگے (orge) مکاشفہ ۶: ۱۶۔۱۷؛ ۱۱: ۱۸؛ ۱۶: ۱۹؛ ۹: ۱۵

۳۔ تھموس (thumos) مکاشفہ۱۲: ۱۲؛ ۱۴: ۸، ۱۰، ۱۹؛ ۱۵: ۱۷؛ ۱۶: ۱؛ ۱۸: ۳

ب۔ یوحنا اپنی انجیل میں بھی اس اصطلاح کا استعمال کرتا ہے جو ایمانداروں کو اس زمانہ میں مسائل کا سامنا کرنے کی عکاسی کرتی ہے (یوحنا۱۶: ۳۳)۔

۵: ۳، ۴ ''صبر'' اس اصطلاح کا مطلب ''رضا کارانہ، چُست، مستقل تحمل'' ہے۔ یہ وہ اصطلاح تھی جو کہ لوگوں کے ساتھ صبر اور حالات کے ساتھ صبر سے متعلق تھی۔ ۸: ۲۵ پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

۵: ۴

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''ثابت شدہ پختگی''
نیو کنگ جیمس ورژن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''پختگی''
دی انگلش ورژن	''خدا کی شہادت''
نیو یروشلیم بائبل	''آزمائی گئی پختگی''

ہفتادی ترجمہ میں پیدائش۲۳: ۱۶؛ ۱۔ سلاطین۱۰: ۱۸؛ ۱۔ تواریخ ۲۸: ۱۸ میں یہ اصطلاح دھاتوں کو صاف کرنے اور اُن سے اصل حاصل کرنے کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ ۲۔ کرنتھیوں۲: ۹؛ ۸: ۲؛ ۹: ۱۳؛ ۱۳: ۳؛ فلپیوں۲: ۲۲؛ ۲۔ تیمتھیس ۲: ۱۵؛ یعقوب ۱: ۱۲

ملاحظہ کریں)۔خدا کی طرف سے آزمائش ہمیشہ مضبوطی کے لئے ہوتی ہے(دیکھیں عبرانیوں۱۲: ۱۰۔۱۱)۔

۵:۵ ''کیونکہ۔۔۔خُدا کی محبّت ہمارے دِلوں میں ڈالی گئی ہے'' یہ مکمل معروف بیانیہ ہے،لغوی اعتبار سے ''خدا کی محبت ڈالی جا چکی ہے اور ڈالی جانا جاری ہے''۔فعل کا اکثر استعمال روح القدس کے لئے کیا گیا ہے (اعمال ۲: ۱۷، ۱۸، ۳۳؛ ۱۰: ۴۵اور ططس ۳: ۶ دیکھیں) جو کہ یوایل ۲: ۲۸، ۲۹ کی عکاسی کرتی ہے۔اضافی عبارت ''خدا کی محبت'' گرائمر کے اعتبار سے ان باتوں کا حوالہ دیتی ہے (۱) ہماری خدا کے لئے محبت یا (۲) خدا کی ہمارے لئے محبت (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۴)۔دوسری عبارت محض سیاق وسباق سے اخذ کی گئی ہے۔

▣ ''روح القدس جو ہم کو بخشا گیا ہے'' یہ فعل مضارع مجہول مطلق ہے۔فعل مجہول اکثر خدا کے عمل دخل کے اظہار کے لئے استعما ہوتا ہے۔اس بات کا اطلاق یوں ہوتا ہے کہ ایمانداروں کو اب روح القدس میں سے کچھ اور کی ضرورت نہیں۔اُن کے پاس روح القدس ہے یا وہ مسیحی نہیں ہیں (۸: ۹)۔روح القدس کا دیا جانا نئے زمانہ (یوایل ۲: ۲۸، ۲۹)، نئے عہد کی (یرمیاہ ۳۱: ۳۱۔۳۴؛ حزقی ایل ۳۶: ۲۲۔۳۲) کی علامت ہے۔

▣ اس پیرے میں تثلیث کے تین اقنوم کی موجودگی پر غور کریں۔

۱۔ خدا آیات ۱، ۲، ۵، ۸، ۱۰

۲۔ یسوع آیات ۱، ۶، ۸، ۹، ۱۰

۳۔روح القدس آیت ۵

رومیوں ۵: ۶۔۱۱

کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے تو عَین وقت پر مسیح بے دِینوں کی خاطِر مُوا۔کِسی راستباز کی خاطِر بھی مُشکِل سے کوئی اپنی جان دے گا مگر شاید کِسی نیک آدمی کے لِئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جُرات کرے۔لیکن خُدا اپنی محبّت کی خُوبی ہم پر یُوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گُنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطِر مُوا۔پَس جب ہم اُس کے خُون کے باعِث اَب راستباز ٹھہرے تو اُس کے وسِیلہ سے غضب اِلٰہی سے ضرُور ہی بچیں گے۔کِیُونکہ جب باوُجُود دُشمن ہونے کے خُدا سے اُس کے بیٹے کی مَوت کے وسِیلہ سے ہمارا میل ہوگیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زِندگی کے سبب سے ضرُور ہی بچیں گے۔اور صِرف یہی نہیں بلکہ اپنے خُداوند یسُوع مسیح کے طُفیل سے جِس کے وسِیلہ سے اَب ہمارا خُدا کے ساتھ میل ہوگیا خُدا پر فخر بھی کرتے ہیں۔

۵: ۶

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''کیونکہ جب ہم مایوس ہی تھے''
نیو کنگ جیمس ورژن	''کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے''
دی انگلش ورژن	''کیونکہ جب ہم مایوس ہی تھے''

نیویروشلیم بائبل ''کیونکہ جب ہم مایوس ہی تھے''

یہ فعل حال مطلق ہے۔ یہ انسان کی اُس فطرت کی گراوٹ کی نشاندہی کرتی ہے جو آدم سے ہے۔ گناہ کے سامنے انسان کمزور ہیں۔اسم ضمیر''ہم'' آیت ٦ ب ''بے دین''،آیت ٨ ''گناہ گار''اور آیت ١٠ ''دشمن'' کے اسموں کے متوازی بیان کیا گیا ہے۔ آیت ٦ اور ٨ الٰہیاتی اور ساختی اعتبار سے متوازی ہیں۔

▣

نیوامریکن سٹینڈرڈ بائبل ''عین وقت پر''

نیوکنگ جیمس ورژن ''وقت مقررہ پر''

دی انگلش ورژن ''اُس وقت پر جو خدا کا خدا نے انتخاب کیا''

نیویروشلیم بائبل ''اُس کے مقررہ وقت پر''

یہ اصطلاح تاریخی اعتبار سے (١) رومی امن جو کہ آزاد سفر کا باعث تھا، (٢) یونانی زبان جو تمام ثقافتوں میں رابطہ کا ذریعہ تھی اور (٣) رومی اور یونانی دیوتاؤں کے زوال کے وقت جب دُنیا روحانی طور پر بھوکی تھی (مرقس ١:١٥؛ گلتیوں ٤:٤؛ افسیوں ١:١٠؛ ططس ١:٣) کو پیش کرتی ہے۔الٰہیاتی اعتبار سے تجسم کا ایک منصوبہ اور الٰہی واقعہ تھا (لوقا ٢٢:٢٢؛ اعمال ٢:٢٣؛ ٣:١٨؛ ٤:٢٨؛ افسیوں ١:١١)۔

٥:٦،٨،١٠ ''بے دینوں کی خاطر موا''۔ یہ ایک مضارع معروف بیانیہ ہے۔ یہاں مسیح یسوع کی زندگی اور موت کو ایک مشترکہ واقعہ کے طور پر دیکھا گیا ہے۔''یسوع نے فدیہ دیا وہ اس فدیہ کو دینے کے واجب نہیں تھا اور ہم جو واجب تھے ہم اسے ادا نہ کرسکے (گلتیوں ٣:١٣؛ ١۔یوحنا ٤:١٠)۔مسیح کی موت پولس کی تصانیف میں ایک اہم موضوع ہے۔اُس نے مسیح یسوع کی عوضی موت کو بیان کرنے کے لئے کئی مختلف اصطلاحات اور عبارتوں کا استعمال کیا؛

١۔ ''خون'' (٣:٢٥؛ ٥:٩؛ ١۔کرنتھیوں ١١:١٥، ٢٧؛ افسیوں ١:٧؛ ٢:١٣؛ کلسیوں ١:٢٠)۔

٢۔ ''اپنے آپ کو دے دیا'' (افسیوں ٥:٢، ٢٥)۔

٣۔ ''چھڑایا'' (رومیوں ٤:٢٥؛ ٨:٣٢)

٤۔ ''قربانی'' (١۔کرنتھیوں ٥:٧)

٥۔ ''موا'' (رومیوں ٥:٦؛ ٨:٣٤؛ ١٤:٩، ١٥؛ ١۔کرنتھیوں ٨:١١؛ ١٥:٣؛ ٢۔کرنتھیوں ٥:١٥؛ گلتیوں ٢:٢١؛ ١۔تھسلنیکیوں ٤:١٤؛ ٥:١٠)۔

٦۔ ''صلیب'' (١۔کرنتھیوں ١:١٧۔١٨؛ گلتیوں ٥:١١؛ ٦:١٢۔١٤؛ افسیوں ٢:١٦؛ فلپیوں ٢:٨؛ کلسیوں ١:٢٠؛ ٢:١٤)۔

٧۔ ''صلیبی موت'' (١۔کرنتھیوں ١:٢٣؛ ٢:٢؛ ٢۔کرنتھیوں ١٣:٤؛ گلتیوں ٣:١)

کیا یہاں حرف جار ہوپر (huper) کا اس سیاق وسباق میں ذیل کا مطلب ہے؛

۱۔ ادائیگی ''ہماری خاطر''

۲۔ فدیہ ''ہمارے بدلے''

عمومی طور پر اضافی جملے کے ساتھ ہو پر (huper) کا استعمال '' کی خاطر'' کے ہی بنیادی معنی دیتا ہے (نیو مین اور نیڈا)۔ یہ اشخاص کو ملنے والے کچھ فوائد کا اظہار کرتا ہے (The New International dictionary of New Testament Theology, vol. 3, p. 1196)۔تاہم ہو پر کا متضاد معنی بھی ہے جو کہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ''کسی کے بدلے'' یوں الٰہیاتی اعتبار سے یہ عوضی فتح مند کفارہ کا حوالہ دیتا ہے (مرقس ۱۰:۴۵؛ یوحنا ۱۱:۵۰؛ ۱۸:۱۴؛ ۲۔کرنتھیوں ۵:۱۴؛ ۱۔تیمتھیس ۲:۶)۔ایم جے حارث (NIDOTTE, vol 3, p. 1197) کہتا ہے کہ ''لیکن پولس یہ کبھی یہ کیوں نہیں کہا کہ مسیح موا (anti hemon) (۱۔تیمتھیس ۲:۶ اس کے نزدیک ترین ہے وہ آتا ہے (antilutron huper panton))؟ کیونکہ شاید حرف جار ہو پر، اینٹی (anti) کی طرح نہیں، ادائیگی اور عوضی کو بیک وقت ظاہر کرسکتا تھا۔ایم آر ونسنٹ، word Studies, vol 2 میں کہتا ہے کہ ''یہ ہو پر کی نسبت زیادہ متنازعہ ہے، کی خاطر، ہمیشہ ہی اینٹی کے مساوی ہے، کی بجائے۔قدیم مصنفین نے واقعات کو اس لحاظ سے ترتیب دیا کہ جہاں اُن کے معنی متبادلہ نظر آئیں۔اس حوالہ کا مطلب، تاہم بڑا غیر یقینی ہے کہ یہ ثبوت میں واضح طور پر بیان نہیں کیا جاسکتا۔اس حرف جار شاید مقامی مطلب بھی ہے یعنی مردوں پر۔ ان میں سے کوئی بھی حوالہ فیصلہ کن نہیں۔جو زیادہ حد تک کہا جاسکتا ہے کہ ہو پر اینٹی کے معنی پر حد باندھتا ہے۔اس کی بجائے یہ بڑی حد تک عقائد کی سطح پر اُبھرا ہے۔حوالوں کی بڑی تعداد میں یہ معنی ہوتے ہیں کہ کسی کی خاطر، کسی کی ایما پر۔اس کی حقیقی وضاحت یہ دیکھائی دیتی ہے کہ اُن حوالوں میں خاص طور پر سوالوں میں وہ، بنام، مسیح کی موت سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ یہاں ہے، گلتیوں ۳:۱۳؛ رومیوں ۱۴:۱۵؛ ۱۔پطرس ۳:۱۸ ہو پر کا حرف جار غیر مطلق اور عمومی ہے ''مسیح یسوع کی خاطر موا''، مخصوص معنی کسی کی ایما میں غیر متذکرہ اور دوسرے حوالوں کے ساتھ مطابقت کے لئے ہے۔اس کے متبادلہ معنی بھی اس میں شامل کیے جاسکتے ہیں لیکن صرف نتیجہ کے طور پر (صفحہ ۶۹۲)۔

۵:۷ یہ آیت انسان محبت کو ظاہر کرتی ہے اور آیت ۸ خدا کی محبت کو۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن، دی انگلش ورژن	''راستباز شخص کی خاطر''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''ایک راستباز شخص کے لئے''
نیو یروشلیم بائبل	''ایک اچھے انسان کے لئے''

یہ اصطلاح اُنہی معنوں میں استعمال ہوئی ہے جن میں ایوب اور نوح کو بیان کیا گیا ہے یعنی بے عیب اور راستباز۔اُنہوں نے اپنے زمانہ کے مذہبی تقاضوں کو پورا کیا۔یہ گناہ سے مبرا ہونے پر لاگو نہیں ہوتی۔۱:۱۷ پر خصوصی مضمون ملاحظہ کریں۔

۵:۸ ''خُدا اپنی محبّت ۔۔۔ ظاہر کرتا ہے'' یہ فعل حال معروف بیانیہ ہے (۵:۳)۔خدا نے بیٹے کو بھیجا (۸:۳، ۳۲؛

۲۔کرنتھیوں ۱۹:۵)۔خدا کی محبت جذباتی نہیں ہے بلکہ عملی ہے(یوحنا۳:۱۶؛۱۔یوحنا۴:۱۰)اور مستقل ہے۔

۹:۵ ’’یوں‘‘ یہ پولس کی پسندیدہ عبارت ہے (آیات ۱۰، ۱۵، ۱۷)۔اگر خدا نے ایمانداروں سے اتنی محبت کی وہ گناہ گار ہی تھے تو اُس وقت کتنی محبت کرے گا جب وہ اُس کے فرزند بن جائیں گے(۵:۱۰؛۸:۲۲)۔

▣ ’’اَب راستباز ٹھہرے‘‘ یہ فعل مضارع مجہول مطلق ہے جو کہ راستبازی کو خدا کے وسیلہ تکمیل شدہ کام پر زور دیتا ہے۔پولس رسول آیت ۱ کی سچائی کو دُہرا رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آیت ۹ کے ساتھ متوازنیت پر بھی غور کریں اور صلح (آیات ۱۰، ۱۱) پر بھی۔

▣ ’’اُس کے خون سے‘‘ یہ مسیح یسوع کی کفارہ بخش موت کا حوالہ دیتا ہے(۳:۵؛مرقس۱۰:۴۵؛۲۔کرنتھیوں۵:۲۱)۔یہ قربانی کا تصور، ایک معصوم زندگی کو گناہ گار زندگی کے بدلے دے دینا، واپس احبار ا۔۷ میں لے جاتا ہے اور ممکنہ طور پر خروج ۱۲ (فسح کا برہ) میں بھی اور الٰہیاتی اعتبار سے یسعیاہ ۵۳:۴۔۶ میں مسیح پر لاگو ہوتا ہے۔یہ مسیحائی معنوں میں عبرانیوں کی کتاب میں واضح ہوتا ہے۔عبرانیوں کا خط دراصل عہد عتیق اور عہد جدید کا کئی نکات کے لحاظ سے موازنہ کرتا ہے۔

▣ ’’بچیں گے‘‘ یہ فعل مستقبل مجہول بیانیہ ہے(آیت ۱۰ دیکھیں)۔یہ ہماری حتمی نجات کا بیان ہے جو کہ تجلی کہلاتی ہے(آیت ۸:۲؛۳۰؛۱۔یوحنا۳:۲ دیکھیں)۔نیا عہدنامہ نجات کو تمام افعالی زمانوں میں بیان کرتا ہے:

۱۔ ایک مکمل کام (مضارع) اعمال۱۵:۱۱؛رومیوں۸:۲۴؛۲۔تیمتھیس ۱:۹؛ططس۳:۵

۲۔ ماضی کا کام جس کا حال میں نتیجہ آتا ہے (مکمل) افسیوں۲:۵، ۸

۳۔ جاری رہنے والا عمل (حال) ا۔کرنتھیوں۱:۱۸؛۱۵:۲؛۲۔کرنتھیوں۲:۱۵؛۱۔تھسلنیکیوں۴:۱۴؛۱۔پطرس۳:۲۱

۴۔ مستقبل میں تکمیل (مستقبل) رومیوں۵:۹، ۱۰؛۱۰:۹

۱۰:۱۳ پر خصوصی مضمون ملاحظہ کریں۔نجات ابتدائی فیصلہ سے شروع ہوتی ہے لیکن ایک تعلق میں ڈھلتی جاتی ہے جو کہ ایک دن مکمل ہوجائے گی۔یہ تصور عموماً تین الٰہیاتی اصطلاحات کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے: تصدیق جس کا مطلب ہے گناہ کی سزا سے رہائی پانا، تقدیس جس کا مطلب ہے گناہ کی قوت/اثر سے آزاد ہونا اور تجلی جس کا مطلب ہے کہ گناہ کی عدم موجودگی/گناہ سے رہائی۔اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ تصدیق اور تقدیس خدا کے پر فضل کام ہیں جو کہ ایمانداروں کو مسیح کے وسیلہ سے حاصل ہوتے ہیں۔تاہم نیا عہدنامہ یہ بھی کہتا ہے کہ تقدیس مسیح کی مانند بننے کا عمل مسلسل ہے۔اس وجہ سے ماہرین علم الٰہیات ’’حسب موقع تقدیس‘‘ اور ’’ترقی پذیر تقدیس‘‘ بھی کہتے ہیں۔یہ مفت نجات کا بھید ہے جو کہ خداترس زندگی کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

▣ ’’خدا کے غضب سے‘‘ یہ ایک علم الآخرت کے سیاق وسباق کی اصطلاح ہے۔بائبل ہمیں خدا کی بلا معیار، بلاشرط محبت کے بارے بتاتی ہے لیکن وہ یہ بھی بتاتی ہے کہ خدا کی گناہ اور بغاوت کے خلاف مخالفت بھی ہے۔خدا نے مسیح کے وسیلہ نجات اور معافی کا رستہ عطا کیا لیکن وہ جو اُسے رد کرتے ہیں وہ غضب کے ماتحت ہیں (۱:۱۸۔۳:۲۰)۔یہ علم الانسان کے حوالہ سے بیان ہے لیکن یہ حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔خدا کے غضب کے ہاتھوں میں پڑنا بے حد خوفناک بات ہے(عبرانیوں۱۰:۳۱)۔

۱۰:۵ ''کیونکہ'' یہ پہلی سطح کا شرطیہ جملہ ہے جو کہ مصنف کے نکتہ نظر سے ہے یا ادبی مقصد کی غرض سے۔انسانیت، خدا کی حتمی تخلیق، دشمن بن گئی، آدم (پیدائش ۳:۵) اور شیطان (یسعیاہ ۱۴:۱۴؛ حزقی ایل ۲۸:۲،۱۲۔۱۷) کے ساتھ یہی مسئلہ تھا یعنی خود انحصاری کی خواہش، اختیار کی خواہش، خدا بننے کی خواہش۔

▣ ''خُدا سے۔۔۔ ہمارا میل ہوگیا'' یہ دونوں مضارع مجہول بیانیہ اور مضارع معروف مطلق ہیں۔فعل ''میل'' کا اصل مطلب ''تبادلہ کرنا'' ہے۔ خدا نے مسیح کی راستبازی کے ساتھ ہمارے گناہوں کا تبادلہ کر دیا(یسعیاہ ۵۳:۴۔۶)۔امن قائم ہو گیا (آیت ۱)۔

▣ ''اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ'' معافی کی انجیل کی بنیاد (۱) خدا کی محبت؛ (۲) مسیح کے کام؛ (۳) روح القدس کی آہوں اور (۴) ایمان، اعتراف کی صورت میں شخصی ردِعمل پر ہے۔ خدا کے ساتھ راست تعلق ہونے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے (یوحنا ۱۴:۶)۔نجات کی یقین دہانی خدا ثالوث کے کردار پر مبنی ہے نہ کہ انسانی اعمال پر۔اس کا اطلاق یوں ہوتا ہے کہ انسانی اعمال نجات کے بعد مفت نجات کے حصول کا ثبوت بن جاتے ہیں۔(یعقوب؛ ۱۔یوحنا)۔

▣ ''ضرُور ہی بچیں گے'' نیا عہد نامہ نجات کو ماضی، حال اور مستقبل کا عمل بتاتا ہے۔ یہاں مستقبل کی بات کی گئی ہے جب آمد ثانی پر حتمی اور مکمل نجات ہوگی۔آیت ۹ پر بیان کو پڑھیں اور ۱۰:۱۳ پر خصوصی مضمون کو دیکھیں۔

▣ ''اُس کی زندگی سے'' زندگی کے لئے یونانی اصطلاح زوئے (zoa) ہے۔ یہ اصطلاح یوحنا کی تصانیف میں ہمیشہ جی اٹھنے والی زندگی، ابدی زندگی اور بادشاہی کی زندگی کا حوالہ دیتی ہے۔ پولس نے اس کو الٰہیاتی مفہوم میں استعمال کیا۔اس سیاق وسباق کا جوہر یہ ہے کہ جب خدا نے ایمانداروں کی معافی کے لئے اتنی بڑھی قیمت ادا کی ہے تو یقیناً وہ اِس کے سرایت پذیر ہونے کو جاری رکھے گا۔ ''زندگی'' کو ان حوالوں سے بھی دیکھا جاسکتا ہے کہ (۱) مسیح کی قیامت (ملاحظہ کریں ۸:۳۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵)؛ (۲) مسیح کا پُر شفاعت کام (ملاحظہ کریں ۸:۳۴؛ عبرانیوں ۷:۲۵؛ ۱۔یوحنا ۲:۱) یا (۳) روح القدس کا ہم میں مسیح کو قائم کرنا (رومیوں ۸:۲۹؛ گلتیوں ۴:۱۹ دیکھیں ۹۔ پولس یہ بیان کرتا ہے کہ مسیح کی زمینی زندگی اور موت اور اس کے ساتھ ساتھ اُس کی جلالی زندگی صلح کی بنیادیں ہیں۔

۵:۱۱ ''اور صِرف یہی نہیں بلکہ'' تیسری آیت پر بیان کو پڑھیں۔

▣ ''فخر بھی کرتے ہیں'' آیت ۵:۲ پر بیان کو پڑھیں۔اس سیاق وسباق میں فخر کا یہ تیسرا استعمال ہے۔

۱۔ جلال کی اُمید پر فخر آیت ۲

۲۔ مصیبتوں پر فخر آیت ۳

۳۔ صلح پر فخر آیت ۱۱

منفی فخر کو ۲:۱۷ اور ۲۳ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

▣ ''ہمارا۔۔۔میل ہوگیا'' یہ مضارع مجہول بیانیہ ہے، ایک مکمل کام۔ایمانداروں کے میل کا آیت ۱۰، ۲۔کرنتھیوں ۵:۱۸۔۲۱؛

افسیوں۲:۱۶۔۲۲؛کلسیوں۱:۹۔۲۳ میں بھی ذکر آیا ہے۔اس سیاق وسباق میں ''میل'' الٰہیاتی مفہوم میں ''تصدیق'] کے مترادف ہے۔

رومیوں۵:۱۲۔۱۴

پَس جِس طرح ایک آدمی کے سبب سے گُناہ دُنیا میں آیا اور گُناہ کے سبب سے مَوت آئی اور یُوں مَوت سب آدمیوں میں پھَیل گئی اِس لِئے کہ سب نے گُناہ کِیا۔ کِیُونکہ شَرِیعت کے دِئے جانے تک دُنیا میں گُناہ تو تھا مگر جہاں شَرِیعت نہیں وہاں محسُوب نہیں ہوتا۔ تَو بھی آدم سے لے کر مُوسیٰ تک مَوت نے اُن پر بھی بادشاہی کی جِنہوں نے اُس آدم کی نافرمانی کی طرح جو آنے والے کا مثِیل تھا گُناہ نہ کِیا تھا۔

۵:۱۲ ''پس'' رومیوں کے خط میں ''پس'' کے بہت سے الفاظ ہیں (۵:۱؛۸:۱؛۱۲:۱)۔تفسیری سوال یہ ہے کہ اس کا کس سے تعلق ہے۔ یہ پولس کے پورے مُدعا کا حوالہ دینے کا ایک طریقہ ہوسکتا ہے۔ یقیناً یہ پیدائش سے متعلقہ ہے اور اس رومیوں ۱:۱۸۔۳۲ کے بعد ہے۔

▣ ''جِس طرح ایک آدمی کے سبب سے گُناہ دُنیا میں آیا'' آیت۱۲ میں تمام کے تمام تین افعال مضارع ہیں۔آدم کا گرنا موت لے کر آیا (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۲)۔بائبل مقدس گناہ کے منبع پر بات نہیں کرتی۔گناہ فرشتوں کی دُنیا میں بھی واقع ہوا (پیدائش ۳ اور مکاشفہ ۱۲:۷۔۹ ملاحظہ کریں)۔ کیسے اور کب غیر یقینی ہیں (یسعیاہ ۱۴:۱۲۔۲۷؛ حزقی ایل ۲۸:۱۲۔۱۹؛ ایوب۴:۱۸؛ متی ۲۵:۴۱؛ لوقا ۱۰:۱۸؛ یوحنا ۱۲:۳۱؛ مکاشفہ ۱۲:۷۔۹)۔آدم کا گناہ دو طرح سے تھا؛ (۱) ایک خاص حکم سے نافرمانی (پیدائش ۲:۱۶۔۱۷)اور خود پرستی کا غرور (پیدائش۳:۵۔۶)۔پیدائش ۳ کا یہ اشارہ رومیوں۱:۱۸۔۳۲ میں بھی ملتا ہے۔گناہ کی الٰہیاتی سمجھ یہ ہے جو پولس نے بڑی وضاحت سے ربیوں کی تعلیم سے فرق بیان کی ہے۔ربی پیدائش۳ پر غور نہیں کرتے تھے، وہ اس کی بجائے یہ خیال کرتے تھے کہ ہر انسان میں دو طرح کے جبلتیں ہیں (یتزرز)۔اُن کا مشہور قول ہے کہ ''ہر انسان کے دل میں ایک کالا اور ایک سفید کُتا ہوتا ہے۔جس کو جتنا کھلاؤ گے وہ اتنا ہی بڑا ہوتا جائے گا''۔ پولس نے گناہ کو خدا اور اُس کی تخلیق کے مابین ایک بڑی رکاوٹ سمجھا۔ پولس کوئی مربوط علم الٰہی کا ماہر نہیں تھا (ملاحظہ کریں جیمس سٹیورڈ، A Man in Christ)۔اُس نے گناہ کے کئی مواخذ بتائے (۱) آدم کا گرنا، (۲) شیطانی آزمائش؛ (۳) مسلسل انسانی بغاوت۔آدم اور مسیح یسوع کے مابین الٰہیاتی تضاد اور مطابقت میں دو ممکنہ اطلاق پیش کیے جاتے ہیں؛

۱۔ آدم تاریخ کا ایک حقیقی شخص تھا

۲۔ یسوع ایک حقیقی انسان تھا

ان دونوں سچائیوں کو جھوٹی تعلیم کے سامنے بائبل نے مضبوطی سے پیش کیا۔''ایک آدمی'' یا ''ایک'' کی اصطلاح کے بار بار استعمال پر غور کریں۔اس سیاق وسباق میں آدم اور مسیح کے حوالہ سے ان دو طریقوں کا استعمال تقریباً گیارہ مرتبہ ہوا ہے۔

▣ ''گُناہ کے سبب سے مَوت آئی'' بائبل موت کے تین مراحل کا بیان کرتی ہے؛(۱) روحانی موت (پیدائش۲:۱۷؛۳:۱۔۷؛

افسیوں ۲:۱)؛ (۲) طبعی موت (پیدائش ۵) اور (۳) ابدی موت (مکاشفہ ۲:۱۱؛ ۲۰:۶، ۱۴؛ ۸:۲۱)۔ یہاں جس کی بات کی جا رہی ہے وہ آدم کی روحانی موت ہے (پیدائش ۳:۱۴۔۱۹) جو کہ نسل انسانی کی طبعی موت کا سبب بنی (پیدائش ۵)۔

▣ ''مَوت سب آدمیوں میں پھَیل گئی'' اس حوالہ کا بڑا امر کز گناہ اور موت کی عالمگیریت ہے (آیات ۱۶۔۱۹؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۲؛ گلتیوں ۳:۱۰) ہے۔

▣ ''سب نے گُناہ کِیا'' آدم میں سب انسانوں نے گناہ کیا ہے (یعنی موروثی گناہ کی حالت اور گناہ آلودہ فطرت)۔ اس سبب سے ہر انسان نے شخصی طور پر گناہ کو چنا اور مسلسل گناہ کرتا گیا۔ بائبل یہ بیان کرتی ہے ہر انسان مشترکہ اور انفرادی طور پر گناہ گار ہے۔ (۱۔سلاطین ۸:۴۶؛ ۲۔تواریخ ۶:۳۶؛ زبور ۱۴:۱۔۲؛ ۱۳۰:۳؛ ۱۴۳:۲؛ امثال ۲۰:۹؛ واعظ ۷:۲۰؛ یسعیاہ ۹:۱۷؛ ۵۳:۶؛ رومیوں ۳:۹۔۱۸، ۲۳؛ ۵:۱۸؛ ۱۱:۳۲؛ گلتیوں ۳:۲۲؛ ۱۔یوحنا ۱:۸۔۱۰)۔ تاہم یہ ضرور کہا جائے گا کہ سیاق وسباق میں جس بات (آیات ۱۵۔۱۹) پر زور دیا گیا ہے وہ ایک عمل کے باعث موت (آدم) کا واقع ہونا ہے اور ایک عمل کے باعث زندگی (مسیح) آئی۔ تاہم خدا نے انسانیت کے ساتھ تعلق کو اس قدر واضح کیا ہے کہ انسان کا گمراہی اور تصدیق کے پہلوؤں سے ردِعمل اہم ہے۔ انسان رضا کارانہ طور پر اپنی مستقبل کی منزل میں شامل ہے۔ وہ گناہ کو منتخب کرنا جاری رکھتے ہیں یا مسیح کو۔ وہ ان دو انتخابات پر اثر انداز نہیں ہو سکتے بلکہ اُنہیں یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ وہ کس سے تعلق رکھتے ہیں۔ ''کیونکہ'' کا ترجمہ بہت عام ہے لیکن اس کے معنی اکثر متنازعہ ہوتے ہیں۔ پولس نے ۱۔کرنتھیوں ۵:۴؛ فلپیوں ۳:۱۲ اور ۴:۱۰ میں eph'ho کا استعمال کیونکہ کے مفہوم میں کیا ہے۔ پس ہر انسان شخصی طور پر خدا کے خلاف بغاوت میں شریک ہوتا ہے۔ کچھ خاص مکاشفہ کو رد کر کے اور باقی سب عام مکاشفہ کو رد کر کے (۱:۱۸۔۳:۲۰)۔

۵:۱۳۔۱۴ یہی سچائی رومیوں ۴:۱۵ اور اعمال ۱۷:۳۰ میں بھی بیان کی گئی ہے۔ خدا راست ہے۔ انسان اس بات کے ذمہ دار ہیں جو کچھ اُن کے لئے دستیاب ہے۔ یہ آیت بری وضاحت سے خاص مکاشفہ کی بات کرتی ہے (عہد عتیق، یسوع اور عہد جدید)، اور عام مکاشفہ کی نہیں (زبور ۱۹: رومیوں ۱:۱۸۔۲۳؛ ۲:۱۱۔۱۶)۔ غور کریں کہ نیو کنگ جیمس ورژن آیت ۱۲ کے موازنہ کو اس کے نتیجہ کے طور پر ایک لمبا جملہ متناقضہ لیتا ہے (آیات ۱۳۔۱۷ دیکھیں)۔

۵:۱۴

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن، یروشلیم بائبل	''مَوت نے۔۔۔ بادشاہی کی''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''موت نے اختیار کا استعمال کیا''
دی انگلش ورژن	''موت نے حکومت کی''

موت نے بادشاہ کی طرح حکومت کی (آیات ۱۷ اور ۲۱)۔ یہ موت اور گناہ کا یہ تشخص ایک بھنور کی طرح اس سارے باب اور باب ۶ میں چھایا ہوا ہے۔ موت کا عالمگیر تجربہ عالم گیر انسانیت کے گناہ ثابت کرتا ہے۔ آیات ۱۷ اور ۲۱ میں فضل کو تشخص دیا گیا ہے۔ فضل نے حکومت کی۔ انسانوں کے پاس انتخاب ہے (عہد عتیق کے دو راستے): زندگی اور موت۔ آپ کی زندگی میں کس کی

حکومت ہے۔

▣ ''اُن پر بھی۔۔۔جنھوں نے اُس آدم کی نافرمانی کی طرح۔۔۔گناہ نہ کیا تھا'' آدم نے خدا کے ایک حکم سے انحراف کیا، حتیٰ کہ حوا نے بھی اس طرح سے گناہ نہیں کیا۔ اُس نیبر اہ راست خدا سے نہیں بلکہ آدم سے درخت کے بارے میں سُنا تھا۔ آدم سے لے کر موسیٰ تک انسان آدم کی بغاوت سے متاثر ہوئے۔ انہوں نے خدا کے حکم کی براہ راست نافرمانی نہیں کی تھی لیکن ا:۱۸۔۳۲ میں جو یقیناً اس الٰہیاتی متن کا حصہ ہے یہ سچائی بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے نور کی نافرمانی کی جو انہیں تخلیق سے حاصل تھا اور اس لئے وہ بھی خدا کے باغی اور گناہ گار ہیں۔ آدم کی گناہ آلود فطرت اُس کے تمام بچوں میں پھیل گئی۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''جو آنے والے کا مثیل تھا''
دی انگلش ورژن	''آدم اُس ایک کی مثیل تھا جو آنے والا تھا''
یروشلیم بائبل	''آدم آنے والے کی مثیل تھا''

یہ ظاہر کرتا ہے کہ آدم اور مسیح کی مثیل بہت مضبوط ہے (ا۔کرنتھیوں ۱۵:۲۱۔۲۲، ۴۵۔۴۹؛ فلپیوں ۲:۶۔۸)۔ ان میں سے ہر ایک اپنے سلسلہ میں پہلا تھا، نسل کا منبع (ا۔کرنتھیوں ۱۵:۴۵۔۴۹)۔ آدم واحد شخص ہے جو عہد عتیق میں سے عہد جدید میں بطور ''مثیل'' کہلایا ہے۔ ۶:۱۷ پر خصوصی مضمون: صورت (Tupos) ملاحظہ کریں۔

رومیوں ۵:۱۵۔۱۷

لیکن گُناہ کا جو حال ہے وہ فضل کی نعمت کا نہیں کیونکہ جب ایک شخص گُناہ سے بہُت سے آدمی مر گئے تو خُدا کا فضل اور اُس کی جو بخشش ایک ہی آدمی یعنی یسُوع مسیح کے فضل سے پیدا ہُوئی بہُت سے آدمیوں پر ضرُور ہی افراط سے نازل ہُوئی۔ اور جیسا ایک شخص کے گُناہ کرنے کا انجام ہُوا بخشش کا ویسا حال نہیں کیونکہ ایک ہی کے سبب سے وہ فیصلہ ہُوا جس کا نتیجہ سزا کا حکم تھا مگر بہتیرے گُناہوں سے ایسی نعمت پیدا ہُوئی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ لوگ راستباز ٹھہرے۔ کیونکہ جب ایک شخص گُناہ کے سبب سے مَوت نے اُس ایک کے ذریعہ سے بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راستبازی کی بخشش اِفراط سے حاصِل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی یسُوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیشہ کی زندگی میں ضرُور ہی بادشاہی کریں گے۔

۵:۱۵۔۱۹ یہ ایک ٹھوس دلیل ہے جو کہ متوازی بیانات کو استعمال کرتی ہے۔ نیو امریکن سٹینڈرڈ ورژن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن، دی انگلش ورژن آیت ۸ پر پیراگراف کی تقسیم کرتی ہیں۔ جبکہ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی کے چوتھے ورژن، نیو کنگ جیمس ورژن اور یروشلیم بائبل میں اسے ایک حصہ کے طور پر رکھا گیا ہے۔ یاد رکھیں کہ مصنف کے اصل مقصد کو جاننے کی کنجی ایک ہی حقیقت ہے جو کہ ایک ہی پیرے گراف میں ہوتی ہے۔ غور کریں کہ اصطلاح ''بہت'' آیات ۱۵ اور ۱۹ آیات ۱۲ اور ۱۸ کے ''سب'' کے مترادف ہے۔ یہ یسعیاہ ۵۳:۱۱۔۱۲ اور آیت ۶ پر بھی صادق آتا ہے۔ کوئی بھی الٰہیاتی فرق (کیلون کے منتخب بمقابلہ غیر منتخب) ان آیات کی بنیاد پر نہیں پیدا کرنا چاہیے۔

۱۵:۵ ''بخشش،، بخشش کے لئے یونانی میں دومختلف الفاظ اس متن میں استعمال ہوئے ہیں''خرسما''(charisma) (آیات ۱۵، ۱۶) اور''ڈوریا/ڈوراما''(dorea/dorama) آیات ۱۵، ۱۶، ۱۷ (۳:۲۴ پر بیان کر پڑھیں)۔لیکن یہ مترادف ہیں۔یہ نجات کی واقع ہی خوشخبری ہے۔یہ مسیح کے وسیلہ خدا کی بخشش ہے(۳:۲۴؛ ۶:۲۳؛افسیوں۲:۸، ۹)اُن سب پر جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔

▣ ''کیونکہ'' یہ پہلی سطح کا شرطیہ جملہ ہے جو کہ مصنف کے نکتہ نظر سے ہے یا ادبی مقصد کی غرض سے۔آدم کا گناہ سب پر موت لایا۔یہ آیت ۱۷ کے متوازی ہے۔

▣ ''اِفراط''۱۵:۱۳ پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

۱۶:۵ ''سزا۔۔۔راستبازی'' یہ دونوں ہی عدالتی، قانونی اصطلاحات ہیں۔اکثر عہد عتیق میں نبیوں کا پیغام ایک عدالتی فیصلہ کی طرح پیش کیا گیا ہے۔پولس نے اسی صورت کا استعمال کیا ہے(رومیوں ۸:۱،۳۱۔۳۴)۔

۱۷:۵ ''کیونکہ'' یہ ایک اور پہلی سطح کا شرطیہ جملہ ہے جو کہ مصنف کے نکتہ نظر سے ہے یا ادبی مقصد کی غرض سے۔یہ آدم کا گناہ تمام انسانوں کے لئے موت کا باعث بنا۔

▣ ''جولوگ۔۔۔اِفراط سے حاصِل کرتے ہیں'' آیات ۱۸۔۱۹ پوری طرح سے الٰہیاتی اعتبار سے متوازن نہیں ہیں۔ یہ عبارت رومیوں ۱۔۸ کے متن سے نہیں نکالی جاسکتی اور بغیر سیاق وسباق کے متن کے طور پر عالمگیریت کے لئے استعمال ہوئی ہے (جیسے کہ سب آخرکار بچائے جائیں گے)۔انسانوں کو مسیح میں خدا کی بخشش کو قبول کرنا ہوگا (آیت ۱۷)۔نجات سب کے لئے ہے لیکن جو اسے قبول کرتا ہے(یوحنا۱:۱۲؛ ۳:۱۶؛ رومیوں۱۰:۳۔۱۳)۔آدم کا ایک بغاوت کا عمل تمام انسانوں کی بغاوت میں سامنے آیا۔ایک کا گناہ آلودہ عمل بڑھ گیا۔لیکن مسیح میں ایک کی راستباز قربانی نے بڑھ کر ہر ایک کے فرداً فرداً گناہوں کو ڈھانپ لیا حتی کہ اجتماعی گناہ کے اثر کو بھی۔مسیح کے عمل سے افراط کے ساتھ پر زور دیا گیا ہے(آیات ۹،۱۰، ۱۵، ۱۷)۔افراط سے فضل!

۱۷:۵، ۱۸ ''راستبازی کی بخشش۔۔۔زِندگی میں ضرور ہی بادشاہی کریں گے'' زندگی کی تصدیق! مسیح خدا کی بخشش ہے اور تمام برگشتہ بنی نوع انسان کی روحانی ضروریات کے لئے مہیا کی گئی ہے(۱۔کرنتھیوں ۱:۳۰)۔ان متوازی عبارتوں کا مطلب (۱) گناہ گار انسانیت مسیح کے نجات بخش کام کے وسیلہ جو خدا ترس زندگی کی صورت میں ہے خدا کے سامنے راستباز کھڑے ہونے کا حق رکھتی ہے یا (۲) یہ عبارت ابدی زندگی کے مترادف ہے۔سیاق وسباق سے پہلے معنی کو تقویت ملتی ہے۔لفظی مطالعہ کے لئے راستبازی کے موضوع پر خصوصی مضمون دیکھیں جو کہ ۱:۱۷ پر دیا گیا ہے۔

مضمون خاص: خدا کی بادشاہت میں بادشاہی کرنا

مسیح کے ساتھ بادشاہی کرنا بڑی الٰہیاتی حقیقت ''خدا کی بادشاہی'' کا ایک حصہ ہے۔یہ عہد عتیق کا تصور ہے جہاں اسرائیل کا حقیقی بادشاہ خود خدا تھا(۱۔سموئیل ۸:۷)۔اُس نے علامتی طور پر(۱۔سموئیل ۸:۷؛ ۱۰:۱۷۔۱۹) یہوداہ کے قبیلہ کی نسل کے وسیلہ (پیدائش ۴۹:۱۰)اور یسی کے گھرانے کے وسیلہ حکومت کی (۲۔سموئیل ۷)۔

مسیح کے حوالہ سے یسوع عہد عتیق کی پیشن گوئی کی موعودہ تکمیل تھا۔ اُس نے بیت لحم میں تجسم کے وسیلہ خدا کی بادشاہی کا آغاز کیا۔ خدا کی بادشاہی مسیح کی منادی کا مرکزی ستون بنی (متی ۱۰:۷؛ ۱۱:۱۲؛ ۱۲:۲۸؛ مرقس ۱:۱۵؛ لوقا ۱۰:۹، ۱۱؛ ۱۱:۲۰؛ ۱۶:۱۶؛ ۱۷:۲۰؛ ۲۱)۔ تاہم بادشاہی مستقبل میں بھی ہوگی (علم الآخرت)۔ یہ موجود ہے لیکن مکمل نہیں (متی ۶:۱۰؛ ۸:۱۱؛ ۱۶:۲۸؛ ۲۲:۱-۴؛ ۲۶:۲۹؛ لوقا ۹:۲۷؛ ۱۱:۲؛ ۱۳:۲۹؛ ۱۴:۱۰-۲۴؛ ۲۲:۱۶، ۱۸)۔ یسوع پہلی مرتبہ ایک دُکھ اُٹھانے والے خادم (یسعیاہ ۵۲:۱۳-۵۳:۱۲)، ایک حلیم (زکریاہ ۹:۹) کے طور پر آئے لیکن وہ اپنی دوسری آمد میں بادشاہوں کے بادشاہ کے طور پر واپس آئیں گے (متی ۲:۲؛ ۲۱:۵؛ ۲۷:۱۱-۱۴)۔ بادشاہی کرنے کا تصور یقیناً اس بادشاہت کی الٰہیات کا بھی حصہ ہے۔ خدا نے بادشاہی مسیح یسوع کے پیروکاروں کے ہاتھ میں دی (لوقا ۱۲:۳۲ دیکھیں)۔

مسیح کے ساتھ بادشاہی کرنے کے کئی پہلو ہیں اور سوالات بھی:

۱۔ کیا وہ حوالہ جات جو یہ بتاتے ہیں کہ خدا نے ایمانداروں کو مسیح کے وسیلہ بادشاہی دی ہے بادشاہی کرنے کا حوالہ بھی دیتے ہیں (متی ۵:۳، ۱۰؛ لوقا ۱۲:۳۲)؟

۲۔ کیا اپنے شاگردوں کو کہے گئے مسیح یسوع کے وہ الفاظ جو یہودی سیاق وسباق میں پہلی صدی سے تعلق رکھتے ہیں تمام ایمانداروں کے لئے ہیں (متی ۱۹:۲۸؛ لوقا ۲۲:۲۸-۳۰)؟

۳۔ کیا پولس رسول کا بادشاہی کرنے پر زور دینا اب اس زندگی کے برعکس ہے یا متذکرہ بالا متن پر تبصرہ ہے (رومیوں ۵:۱۷؛ ۱۔کرنتھیوں ۴:۸)؟

۴۔ دُکھوں اور بادشاہی کا آپس میں کیسے تعلق بنتا ہے (رومیوں ۸:۱۷؛ ۲۔تیمتھیس ۲:۱۱-۱۲؛ ۱۔پطرس ۴:۱۳؛ مکاشفہ ۱:۹)؟

۵۔ مکاشفہ کی کتاب کا موضوع مسیح کی بادشاہی کے جلال کو بیان کرتا ہے لیکن کیا یہ:

الف۔ زمینی ہے ۵:۱۰

ب۔ ہزار سالہ ہے ۲۰:۵، ۶

ج۔ ابدی ہے ۲:۲۶، ۳:۲۱ اور دانی ایل ۷:۱۴، ۱۸، ۲۷؟

رومیوں۵:۱۸۔۲۱

غرض جیسا ایک گُناہ کے سبب سے وہ فَیصلہ ہُؤا جس کا نتیجہ سب آدمِیوں کی سزا کا حُکم تھا ویسا ہی راستبازی کے ایک کام کے وسِیلہ سے سب آدمِیوں کو وہ نعمت مِلی جِس سے راستباز ٹھہر کر زِندگی پائیں۔ کِیُونکہ جِس طرح ایک ہی شخص کی نافرمانی سے بہُت سے لوگ گُنہگار ٹھہرے اُسی طرح ایک کی فرمانبرداری سے بہُت سے لوگ راستباز ٹھہریں گے۔ اور بیچ میں شرِیعت آمَوجُود ہُوئی تا کہ گُناہ زیادہ ہو جائے مگر جہاں گُناہ زیادہ ہُؤا وہاں فضل اُس سے بھی نہایت زیادہ ہُؤا۔ تا کہ جِس طرح گُناہ نے مَوت کے سبب سے بادشاہی کی اُسی طرح فضل بھی ہمارے خُداوند یِسُوع مسِیح کے وسِیلہ سے ہمیشہ کی زِندگی کے لِئے راستبازی کے ذریعہ سے بادشاہی کرے۔

۵:۱۸

■

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل "وَیسا ہی راستبازی کے ایک کام کے وسِیلہ سے سب آدمِیوں کو وہ نعمت مِلی جِس سے راستباز ٹھہر کر زِندگی پائیں"

نیو کنگ جیمس ورژن "وَیسا ہی راستبازی کے ایک کام کے وسِیلہ سے سب آدمِیوں کو وہ نعمت مِلی"

نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن "وَیسا ہی ایک آدمی کا کام راستبازی اور زندگی تک لے کر آیا"

دی انگلش ورژن "ایسے ہی ایک راستبازی کا کام نے تمام آدمیوں کو آزاد کیا اور اُنہیں زندگی دی"

یروشلیم بائبل "پس ایک آدمی کا اچھا کام سب کے لئے زندگی لاتا اور اُنہیں راستباز ٹھہراتا ہے"

اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر ایک شخص بچایا جائے گا (عالم گیریت)۔ یہ حوالہ رومیوں کے خط کے سیاق وسباق اور اس کے اپنے فوری سیاق وسباق کے بغیر تفسیر نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مسیح کی زندگی، موت اور قیامت کے وسیلہ تمام انسانوں کی باطنی نجات کا حوالہ دے رہا ہے۔ بنی نوع انسان کو توبہ اور ایمان کے وسیلہ انجیل کا جواب دینا ہے (مرقس ۱:۱۵؛ اعمال ۳:۱۶، ۱۹؛ ۲۰:۲۱)۔ خدا ہی ہمیشہ پہلے قدم بڑھاتا ہے (یوحنا ۶:۴۴، ۶۵)، لیکن اُس نے پسند کیا کہ ہر ایک انفرادی طور پر شخصی جواب دے (مرقس ۱:۱۵؛ یوحنا ۱:۱۲، رومیوں ۱۰:۹۔۱۳)۔ اُس کی یہ پیش کش عالم گیر ہے (۱۔تیمتھیس ۲:۴، ۶؛ ۲۔پطرس ۳:۹؛ ۱۔یوحنا ۲:۲) لیکن بے انصافی کا بھید یہ ہے کہ بہت سے "انکار" کریں گے۔ راستبازی کا کام (۱) یسوع مسیح کی ساری زندگی میں تابعداری اور باپ کا مکاشفہ یا (۲) خاص طور پر اُس کی گناہ گار انسانیت کے لئے موت ہوسکتا ہے۔ جس طرح ایک آدمی کی زندگی سب پر اثر انداز ہوئی (بشمول یہودی، ملاحظہ کریں یشوع ۷) ایسے ہی ایک معصوم زندگی کا بھی سب پر اثر ہوا۔ یہ دونوں کام متوازی ہیں لیکن برابر نہیں۔ سب کے سب آدم کے گناہ کے باعث متاثر ہوئے لیکن سب جو ایماندار ہیں اور اُس کی راستبازی کو قبول کرتے ہیں باطنی طور پر مسیح کے کام سے متاثر ہوتے ہیں۔ یسوع کے کام نے تمام انسانی گناہ کو بھی متاثر کیا یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے تمام اُن

ایمانداروں کے گناہوں کو جو ایمان لائے اور قبول کیا۔

۵:۱۸۔۱۹ ''سب آدمیوں کے لئے سزا''۔۔۔سب آدمیوں کے لئے زندگی کی راستبازی۔۔۔بہت سے گناہ گار ٹھہرے۔۔۔بہت سے راستباز ٹھہریں گے''۔ یہ متوازی آیات ہیں جو کہ یہ بتاتی ہے کہ''بہت سے'' کی اصطلاح پابند نہیں ہے لیکن شامل ہے۔ یہی متوازنیت یسعیاہ ۵۳:۶ ''تمام'' اور ۵۳:۱۱،۱۲''بہت سے'' میں ملتی ہے۔ بہت سے کی اصطلاح محدود معنوں میں خدا کی نجات کی بخشش بنی نوع انسان پر محدود کرنے کے لئے استعمال نہیں کی جاسکتی (کیلون کا منتخب بمقابلہ غیر منتخب کا نظریہ)۔ دونوں افعال کے فعل مجہول پر غور کریں۔ وہ خدا کی سرگرمی کا حوالہ دیتے ہیں۔ انسان خدا کے کردار کے تعلق سے گناہ کرتے ہیں اور وہ اُس کے کردار کے تعلق سے ہی راستباز ٹھہرتے ہیں۔

۵:۱۹ ''ایک ہی شخص کی نافرمانی۔۔۔ایک کی فرمانبرداری'' پولس رسول نے عہد عتیق کا الٰہیاتی تصور جسمانی استعمال کیا۔ ایک آدمی کے اعمال ساری برادری پر اثر انداز ہوئے (یشوع ۷ میں عکن)۔ آدم اور حوا کی نافرمانی تمام تخلیق پر خدا کی عدالت کو لائی (پیدائش ۳)۔ تمام تخلیق آدم کی بغاوت کے نتائج میں متاثر ہوئی (۸:۱۸۔۲۵ دیکھیں)۔ دُنیا ایک جیسی نہیں ہے، انسان ایک جیسے نہیں ہیں، موت تمام زمینی زندگی کا اختتام بن گئی (پیدائش ۵)۔ یہ وہ دُنیا نہیں جس کا ارادہ خدا نے کیا تھا۔ ایسے ہی مسیح یسوع کا ایک تابعداری کا کام کا نتیجہ (۱) ایک نئے زمانہ، (۲) نئے لوگ اور (۳) نئے عہد کی صورت میں آیا۔ یہ الٰہیات'' آدم مسیح کی مثیل'' کہلاتی ہے(دیکھیں فلپیوں ۲:۶)۔ یسوع مسیح دوسرا آدم ہے۔ وہ گمراہ انسانیت کے لئے نیا آغاز ہے۔

▣ ''راستباز ٹھہرایا'' ۱:۱۷ پر مضمون خاص دیکھیں

۵:۲۰

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''اور بیچ میں شَریعت آموجود ہوئی تا کہ گُناہ زیادہ ہوجائے''
نیو کنگ جیمس ورژن	''مزید برآں شریعت آ گئی کہ گناہ زیادہ ہو جائے''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''لیکن شریعت آ گئی تا کہ بدکاریوں کو بڑھائے''
دی انگلش ورژن	''شریعت متعارف ہوئی تا کہ بدکاریاں بڑھیں''
یروشلیم بائبل	''جب شریعت آئی تو اُس نے گناہ کے مواقع بڑھا دیئے''

شریعت کا کبھی مقصد انسان کو بچانا نہیں تھا بلکہ برگشتہ انسانیت کی ضرورت اور مایوسی کو ظاہر کرنا تھا (افسیوں ۲:۱۔۳) اور یوں اُنہیں مسیح کے پاس لائے (دیکھیں ۳:۲۰؛ ۴:۱۵؛ ۷:۵؛ گلتیوں ۳:۱۹، ۲۳۔۲۶)۔ شریعت اچھی ہے لیکن انسانیت گمراہ ہے۔

▣ ''فضل اُس سے بھی نہایت زیادہ ہُوا'' اس حصہ میں یہ پولس رسول کا مرکزی خیال ہے۔ گناہ ہولناک ہے اور سرایت کرنے والا لیکن فضل اس کے ہولناک اثر سے بڑھ کر اور نہایت زیادہ ہے۔ یہ پہلی صدی عیسوی کی نوزائیدہ کلیسیا کی حوصلہ افزائی کرنے کا ایک طریقہ تھا۔ وہ مسیح میں غالب آنے والے ہیں (۵:۹۔۱۱؛ ۸:۳۱۔۳۹؛ ۱۔یوحنا ۵:۴)۔ یہ کوئی اجازت نامہ نہیں کہ ہم گناہ زیادہ کریں۔ پولس کا ۱:۳۰ میں ہوپر (huper) مرکب کے استعمال پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

۲۱:۵ ''دونوں ''گناہ'' اور ''فضل'' کو بادشاہ کے طور پر تشخص دیا گیا ہے۔ گناہ نے عالمگیر گناہ کی قوت سے بادشاہی کی (آیات ۱۴، ۱۷)۔ فضل مسیح یسوع کے نجات بخش کام کی بدولت ایمانداروں کو بخشی گئی راستبازی کی قوت سے جو ایمانداروں کے شخصی ایمان اور انجیل کا ردعمل ہے بادشاہی کرتا ہے۔ خدا کے نئے لوگ، مسیح کا بدن ہوتے ہوئے مسیحی بھی یسوع کے ساتھ بادشاہی کرتے ہیں (۵:۱۷؛ ۲۔ تیمتھیس ۲:۱۲؛ مکاشفہ ۲۲:۵)۔ اسے اس طرح دیکھا جاسکتا ہے کہ ایک زمینی اور ہزار سالہ بادشاہی (مکاشفہ ۲۰:۵۔۹۔۱۰؛ ۲۰)۔ بائبل ایسی ہی سچائی کو یوں بیان کرتی ہے کہ مقدسین کو بادشاہی دی گئی (متی ۵:۳،۱۰؛ لوقا ۱۲:۳۲؛ افسیوں ۲:۵۔۶)۔ ۵:۱۷ پر خدا کی بادشاہی پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

تبادلہ خیالات کے لئے سوالات

یہ ایک مطالعہ کی راہنما تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بائبل کی تفسیر کے خود ذمہ دار ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اُس روشنی میں چلنا ہے جو ہمارے پاس ہے۔ آپ، بائبل اور روح القدس تفسیر میں اہم کردار ہیں۔ آپ کو صرف مفسرین پر انحصار نہیں کرنا۔ یہ تبادلہ خیالات کے سوالات اس لئے دیئے گئے ہیں کہ سوچ و بچار کے وسیلہ کتاب کے اس حصہ کے اہم معاملات میں مدد کی جائے۔ ان کا مقصد سوچ کو وسعت دینا ہے نہ کہ حتمی قرار دینا۔

۱۔ خدا کی راستبازی کو بیان کریں۔
۲۔ حسب موقع تقدیس اور اُمید مسلسل کے مابین الٰہیاتی فرق کیا ہے؟
۳۔ کیا ہم فضل سے بچائے جاتے ہیں یا ایمان سے (افسیوں ۲:۸۔۹ دیکھیں)؟
۴۔ مسیحی دُکھ کیوں اٹھاتے ہیں؟
۵۔ کیا ہم بچ گئے ہیں، بچائے جا رہے ہیں، بچائے جائیں گے؟
۶۔ کیا ہم گناہ گار ہیں تو اس لئے گناہ کرتے ہیں یا ہم گناہ کرتے ہیں اس لئے گناہ گار ہیں؟
۷۔ اس باب میں ''تصدیق''، ''بچائے گئے'' اور ''صلح'' کی اصطلاحات کیسے ملتی جلتی ہیں؟
۸۔ خدا مجھے کیوں اُس شخص کے گناہ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے جو مجھ سے ہزاروں سال پہلے ہو گزرا ہے (آیات ۱۲۔۲۱ دیکھیں)؟
۹۔ آدم اور موسیٰ کے درمیانی عرصہ میں کیوں ہر آدمی مرا جب کہ اُس وقت گناہ محسوب نہیں ہوا تھا (آیات ۱۳۔۱۴)؟
۱۰۔ کیا اصطلاحات ''سب'' اور ''بہت سے'' مترادفات ہیں (آیات ۱۸۔۱۹؛ یسعیاہ ۵۳:۶، ۱۱۔۱۲)؟

رومیوں ۶واں باب

جدید تراجم کی پیروں میں تقسیم

یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی چوتھا ایڈیشن	نیو کنگ جیمس ورژن	نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	دی انگلش ورژن	نیو یروشلیم بائبل
گناہ کی طرف سے مردہ مگر مسیح میں زندہ	گناہ کی طرف سے مردہ، خدا کی طرف سے زندہ	مسیح کے ساتھ مرنا اور جی اٹھنا	گناہ کی طرف سے مردہ مگر مسیح میں زندہ	بپتسمہ
۶:۱۔۱۱	۶:۱۔۱۴	۶:۱۔۴	۶:۱۔۴	۶:۱۔۷
		۶:۵۔۱۱	۶:۵۔۱۱	
				۶:۸۔۱۱
				پاکیزگی، بڑا ہونے کے لئے گناہ نہ کرنا
۶:۱۲۔۱۴		۶:۱۲۔۱۴	۶:۱۲۔۱۴	۶:۱۲۔۱۴
راستبازی کے اسیر	گناہ کے غلام سے خدا کے غلام	دو غلامیاں	راستبازی کے غلام	مسیحی گناہ کی غلامی سے آزاد کیے گئے
۶:۱۵۔۲۳	۶:۱۵۔۲۳	۶:۱۵۔۱۹	۶:۱۵۔۱۹	۶:۱۵۔۱۹
گناہ کی سزا اور پاکیزگی کا اجر				
۶:۲۰۔۲۳	۶:۲۰۔۲۳	۶:۲۰۔۲۳		

تیسرا مطالعاتی دور (پیروں کی سطح پر مصنف کے اصل ارادے کو جاننا)

یہ ایک مطالعہ کی راہنما تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بائبل کی تفسیر کے خود ذمہ دار ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اُس روشنی میں چلنا ہے جو ہمارے پاس ہے۔ آپ، بائبل اور روح القدس تفسیر میں اہم کردار ہیں۔ آپ کو صرف مفسرین پر انحصار نہیں کرنا۔ مکمل باب کو ایک ہی نشت میں پڑھیں۔ موضاعات کی شناخت کریں۔ اپنے موضوعات کی اوپر دیئے گئے پانچ تراجم کی تقسیم سے پرکھیں۔ پیراگراف الہامی نہیں ہیں لیکن یہ مصنف کے اصل ارادے کو سمجھنے کی کنجی ہیں جو کہ تفسیر کا دل ہے۔ ہر پیراگراف ایک محض ایک ہی موضوع ہوتا ہے۔

۱۔ پہلا پیراگراف

۲۔ دوسرا پیراگراف

۳۔ تیسرا پیراگراف

۴۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

متنی بصیرتیں

الف۔ رومیوں کے خط کے ۱:۶۔۳۹:۸ تک ایک ایسا ادبی حصہ ہے جو کہ گناہ سے مسیحی تعلق کے حوالہ سے بیان کرتا ہے۔ یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے کیونکہ نجات خدا کے مسیح یسوع کے وسیلہ غیر مشروط فضل پر بنیاد رکھتی ہے (۲۱:۳۔۲۱:۵)۔ اس لئے گناہ کیسے ایمانداروں پر اثر انداز ہوتا ہے؟ چھٹا باب دو بنیادی سوالات پر مبنی ہے، آیت ۱ اور ۱۵۔ آیت ۱ کا تعلق ۲۰:۵ کے ساتھ ہے جبکہ آیت ۱۵ کا ۱۴:۶ سے۔ اوّلالذکر کا تعلق گناہ سے بطور طرزِ زندگی ہے (فعل حال)، ثانی الذکر انفرادی عمل گناہ ہے (فعل مضارع)۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ آیات ۱۔۱۴ میں ایمانداروں کی گناہ کے غلبہ سے آزادی کے متعلق جبکہ ۱۵۔۲۳ میں ایمانداروں کا آزادی سے خدا کی خدمت کرنے کا بیان ہے جیسے پہلے پوری طرح، جانفشانی اور لگن سے گناہ کی خدمت کرتے تھے۔

ب۔ تقدیس کے دو مفاہیم ہیں؛

۱۔ ایک مقام (نجات پر راستبازی کے وسیلہ ۲۱:۳۔۲۱:۵)

۲۔ مسلسل مسیح یسوع کی مانند بننا

الف۔ ۱:۶۔۳۹:۸ اس سچائی کو الٰہیاتی طور پر پیش کرتا ہے

ب۔ ۱:۱۲۔۱۳:۵ اس کو عملی طور پر پیش کرتا ہے

ج۔ اکثر مفسرین تقدیس اور حسب موقع تقدیس کے موضوع کو الگ الگ کرتے ہیں تاکہ اس کے بائبلی معنی کو جان سکیں۔ حقیقت میں یہ بیک وقت فضل کے کام ہیں (حسب موقع، ۱۔کرنتھیوں ۳۰:۱؛ ۱۱:۶)۔ دونوں کے لئے لائحہ عمل ایک ہی ہے یعنی خدا کا فضل مسیح کی زندگی اور موت میں ظاہر ہوا جیسے ایمان سے حاصل کیا جاتا ہے (افسیوں ۸:۲۔۹ دیکھیں)۔

د۔ یہ باب مسیح میں خدا کے فرزندوں کی مکمل باطنی بلوغت کے بارے میں سیکھاتا ہے (گناہ نہ کرنا، ۱۔یوحنا ۶:۳، ۹؛ ۱۸:۵)۔ باب ۷ اور ۱۔یوحنا ۸:۱۔۱:۲ ایمانداروں کی حقیقت یعنی گناہ نہ کرنے کے بارے سیکھاتا ہے۔ اخلاق کے تعلق سے پولس رسول کے معافی کے نظریہ پر بہت تضاد تھا۔ یہودی نو مریدوں سے یہ تقاضا کرتے تھے کہ موسوی شریعت پر عمل کر کے خدا ترس زندگی گزاریں۔ یہ ماننا پڑے گا کہ کچھ نے ایسا کیا کہ پولس کے نظریات کو گناہ کرنے کے اجازت نامہ کے طور پر استعمال کیا (آیات ۱، ۱۵؛ ۲۔پطرس ۱۵:۳۔۱۶)۔ پولس رسول کا یہ ایمان تھا کہ روح جو دلوں میں بستا ہے کوئی خارجی ضابطہ حیات نہیں جو مسیح کی مانند خدا ترس پیروکاروں کو پیدا کرے۔ حقیقت میں یہ پرانے عہد (استثنا ۲۸:۲۷) اور نئے عہد (یرمیاہ ۳۱:۳۱۔۳۴؛ حزقی ایل کے مابین فرق ہے ۲۶:۳۶۔۲۷)۔

و۔ بپتسمہ سادگی کے ساتھ راستبازی، تقدیس کی روحانی سچائی کا خارجی ثبوت ہے۔ رومیوں کے نام خط میں دو عقائد؛ حسب موقع تقدیس (راستباز ٹھہرایا جانا) اور تجرباتی تقدیس (مسیح کی مانند بننا) کو بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے ساتھ دفن ہونا (آیت ۴) اُس کے ساتھ مصلوب ہونے (آیت ۶) کے متوازی ہے۔

ہ۔ مسیحی زندگی میں آزمائش اور گناہ پر غلبہ حاصل کرنے کے کُنجیاں؛

ا۔ یہ جاننا ہے کہ آپ مسیح میں کیا ہیں، اُس نے آپ کے لئے کیا کیا۔ آپ گناہ سے آزاد ہیں۔ آپ گناہ کے اعتبار سے مُردہ ہیں۔

۲۔ اپنے آپ کو اپنی روزمرہ زندگی کے حالات میں مسیح میں شامل سمجھیں

۳۔ ہم اپنے نہیں ہیں! ہمیں اپنے مالک کی تابعداری کرنی ہے۔ ہمیں شکرگزاری اور محبت کے ساتھ اُس کی تابعداری کرنی ہے جس نے ہم سے محبت کی!

۴۔ مسیحی زندگی مافوق الفطرت زندگی ہے۔ یہ نجات کی مانند، مسیح میں خدا کی طرف سے تحفہ ہے۔ اُس نے اس کی ابتدا کی اور وہ قوت عطا کرتا ہے۔ ہمیں توبہ اور ایمان کے ساتھ جواب دینا ہے ابتدا میں بھی اور مسلسل ساری زندگی۔

۵۔ گناہ کے ساتھ نہ کھیلیں۔ اسے ویسا ہی سمجھیں جو یہ ہے۔ اس سے باز آئیں؛ اس سے بھاگیں۔ اپنے آپ کو آزمائش میں پڑنے سے بچائیں۔

۶۔ گناہ ایک نشہ ہے جس کو ترک کیا جاسکتا ہے لیکن یہ وقت لیتا ہے، کوشش کرنی پڑتی ہے اور اِس سے باغی ہونا پڑتا ہے۔

الفاظ اور عبارتوں کا مطالعہ

رومیوں ۶: ۱۔۷

پَس ہم کیا کہیں؟ کیا گُناہ کرتے رہیں تا کہ فضل زیادہ ہو؟۔ ہر گز نہیں۔ ہم جو گُناہ کے اِعتبار سے مرگئے کیونکر اُس میں آیندہ کو زِندگی گُذاریں؟۔ کیا تُم نہیں جانتے کہ ہم جِتنوں نے مسیح یِسُوع میں شامِل ہونے کا بپتِسمہ لِیا تو اُس کی مَوت میں شامِل ہونے کا بپتِسمہ لِیا؟۔ پَس مَوت میں شامِل ہونے کے بپتِسمہ کے وسِیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہُوئے تا کہ جِس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسِیلہ سے مُردوں میں سے جلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زِندگی میں چلیں۔ کیُونکہ جب ہم اُس کی مَوت کی مُشابہت سے اُس کے ساتھ پیَوستہ ہو گئے تو بیشک اُس کے جی اُٹھنے کی مُشابہت سے بھی اُس کے ساتھ پیَوستہ ہوں گے۔ چُنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پُرانی اِنسانیت اُس کے ساتھ اِس لِئے مصلُوب کی گئی کہ گُناہ کا بدن بیکار جائے تا کہ ہم آگے کو گُناہ کی غُلامی میں نہ رہیں۔ کیُونکہ جو مُؤا وہ گُناہ سے بری ہُؤا۔

۶: ۱

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	’’کیا گُناہ کرتے رہیں تا کہ فضل زیادہ ہو؟‘‘
نیو کنگ جیمس ورژن	’’کیا میں گناہ میں جیتے رہیں تا کہ فضل افراط سے ہو‘‘
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	’’کیا ہمیں اس لئے گناہ کرتے رہنا چاہیے کہ فضل زیادہ ہو‘‘
دی انگلش ورژن	’’کہ ہم گناہ میں زندگی گزارتے رہیں تا کہ خدا کا فضل زیادہ ہو‘‘
یروشلیم بائبل	’’کیا ایسا ہونا چاہیے کہ ہم گناہ میں رہیں تا کہ فضل کا زیادہ موقع ہو‘‘

یہ فعل حال معروف شرطیہ ہے۔ لغوی طور پر یہ ایک سوال ہے، کیا مسیحی گناہ ''کے تابعدار'' رہیں یا ''قبول'' کریں؟ یہ سوال ۵:۲۰ میں لے جاتا ہے۔ پولس نے ایک بالغرض تلخ تنقید کا استعمال کیا کہ فضل کے باطنی فضول استعمال سے نپٹ سکے (۱۔ یوحنا ۳:۶، ۹؛ ۵:۱۸ ملاحظہ کریں)۔ خدا کا رحم اور فضل باغی زندگی گزارنے کا اجازت نامہ نہیں ہیں۔ پولس کی مفت نجات کی انجیل خدا کے فضل کی مسیح کے وسیلہ بخشش ہے (۳:۲۴؛ ۵:۱۵، ۱۷؛ ۶:۲۳) جو کہ راستباز طرز زندگی کے بارے میں بہت سے سوال اُٹھاتی ہے۔ ایک مفت بخشش کیسے اخلاقی معیار کو بلند کرتی ہے؟ راستبازی ٹھہرائے جانے اور تقدیس کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا (متی ۷:۲۴۔۲۷؛ لوقا ۸:۲۱؛ ۱۱:۲۸؛ یوحنا ۱۳:۱۷؛ رومیوں ۲:۱۳؛ یعقوب ۱:۲۲۔۲۵؛ ۲:۱۴۔۲۶)۔ اس نکتہ پر مجھے ایف ایف بروس کی کتاب ''Paul: Apostle of the Heart Set Free'' سے اقتباس کرنے دیں۔ ایف ایف بروس کہتا ہے کہ ''مسیحیوں کا بپتسمہ اُن کی پرانی انسانیت اور اُن کی مسیح میں نئی زندگی کے مابین حد بندی ہے: یہ اُن کو اُنکے پرانے دور کے حوالہ سے مُردہ قرار دیتی ہے، پس اگر ایک مسیحی پھر سے گناہ کی طرف جاتا ہے تو یہ ایسی حماقت ہے جیسی ایک غلام اپنے پہلے مالک کی قید سے آزاد ہو کر بھی اُس کی پابندیوں میں رہنے (رومیوں ۶:۱۔۴، ۱۵۔۲۳) یا ایک بیوہ اپنے شوہر کی شرع کے تابع ہی رہنے کی حماقت کرتی ہے (رومیوں ۶:۱۔۷)۔ جیمس ایس۔ سٹیورٹ اپنی کتاب ''A Man in Christ'' میں لکھتا ہے کہ ''رومیوں کا چھٹا باب رسول (پولس) کی تمام تعلیمات میں سے بہترین حصہ ہے۔ یہاں پولس رسول شاندار دلیری اور کوشش کے ساتھ، کشادہ دلی سے اور باشعور ہو کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ مسیح کی موت میں شامل ہونے کا ایمانداروں کے لئے یہ مطلب ہے کہ گناہ کے ساتھ مکمل اور سختی سے تعلق توڑ لیا جائے'' (صفحات ۱۸۷۔۱۸۸)۔

۶:۲ ''ہرگز نہیں'' یہ تمنائی صورت ہے جو کہ ایک گرائمر کا ایک مزاج ہے اور دُعا یا تمنا کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ یہ تلخ تنقید کے جواب میں پولس کا جواب دینے کا طریقہ ہے۔ یہ پولس کی حیرانی اور ڈر کو ظاہر کرتا ہے جو وہ غیر ایماندار دُنیا کی غلط فہمی اور فضل کے غلط استعمال کی وجہ سے ہے (ملاحظہ کریں ۳:۴، ۶)۔

▣ ''ہم جو گُناہ کے اِعتبار سے مر گئے'' یہ مضارع معروف بیانیہ ہے جس کا مطلب ''ہم مر چکے ہیں''۔ اس پورے باب میں گناہ کیلئے اسم واحد استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آدم سے ورثہ میں ملنے والے ''موروثی گناہ'' کا حوالہ دیا گیا ہے (رومیوں ۵:۱۲۔۲۱؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۲۱۔۲۲)۔ پولس نے اکثر موت کے تصور کا استعمال مسیح کے ساتھ ایمانداروں کے نئے تعلق کی تشبیہ کے طور پر کیا۔ وہ اب گناہ کی حاکمیت کے غلام نہیں رہے۔

▣ ''کیونکر اُس میں آیندہ کو زِندگی گُذاریں'' لغوی اعتبار سے اس کا مطلب ''چلنا'' ہے۔ یہ تشبیہ شاید ہمارے ایمانی طرزِ عمل (افسیوں ۴:۱؛ ۵:۲، ۱۵) یا گناہ کے طرزِ عمل (آیت ۴) کو تشبیہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ ایماندار گناہ میں خوش نہیں رہ سکتے۔

۶:۳۔۴ ''بپتسمہ لیا تو اُس کی مَوت میں شامِل ہونے کا بپتسمہ لیا'' یہ دونوں مضارع معروف بیانیہ ہیں۔ گرائمر کی اس صورت کا استعمال ایک بیرونی قوت کے وسیلہ مکمل کام کی تکمیل پر زور دیتا ہے، جو کہ یہاں روح القدس ہے۔ یہ اس متن میں ایک دوسرے کے متوازی ہے۔

مضمون خاص: بپتسمہ

کُرتیس ووگھان، اپنی کتاب ''Acts'' کے صفحہ ۲۸ پر بڑا دلچسپ حاشیہ دیتا ہے۔ ''بپتسمہ یافتہ'' کے لئے یونانی لفظ اسم غائب حکمیہ ہے؛ ''توبہ'' کے لئے اسم متکلم حکمیہ ہے۔ یہ زیادہ براہ راست اسم متکلم حکمیہ سے کم براہ راست اسم غائب حکمیہ میں تبدیلی یہ بتاتی ہے کہ پطرس کا بنیادی تقاضا توبہ کے لئے ہے''۔ یہ یوحنا اصطباغی (متی ۳:۲) اور مسیح (متی ۴:۱۷) کی منادی کے زور کی پیروی کرتا ہے۔ توبہ روحانی عمل اور بپتسمہ روحانی تبدیلی کا خارجی اظہار ہے۔ نئے عہد نامہ نے بپتسمہ نہ پانے والے ایمانداروں کے بارے نہیں کچھ نہیں جانا۔ ابتدائی کلیسیائی کا بپتسمہ ایمان کا عوامی اقرار تھا۔ یہ موقع ہوتا ہے کہ مسیح میں ایمان کا عوامی اقرار کیا جائے، مگر یہ نجات کا لائحہ عمل نہیں ہے۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ بپتسمہ کا ذکر پطرس کے دوسرے وعظ میں نہیں ہے، مگر توبہ کا ذکر ہے (۳:۱۹؛ لوقا ۲۴:۱۷)۔ بپتسمہ ایک مثال ہے جو یسوع نے دی (متی ۳:۱۳۔۱۸)۔ بپتسمہ کا حکم یسوع نے دیا (متی ۲۸:۱۹)۔ نجات کے لئے بپتسمہ کی ضرورت کے جدید مسئلہ کو نئے عہد نامہ میں بیان نہیں کیا گیا؛ تمام ایمانداروں کو بپتسمہ لینا ہے۔ تاہم ہر ایک کیلئے رسوماتی طریقہ کار سے بچ کر رہنا ضروری ہے۔ نجات دُرست مقام، دُرست الفاظ، دُرست رسم کا معاملہ نہیں بلکہ ایمان کا معاملہ ہے۔

▣ ''مسیح یسوع میں شامل ہونے کا'' ائیس (eis) کا استعمال متی ۲۸:۱۹ میں ارشادِ حکم کو متوازن کرتا ہے جہاں نیا ایماندار باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام میں (eis) بپتسمہ پاتا ہے۔ ا۔کرنتھیوں ۱۲:۱۳ میں اس حرف جار کا استعمال یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ایماندار روح القدس کے وسیلہ سے مسیح کے بدن شامل ہونے کا بپتسمہ پاتے ہیں۔ اس متن میں ائیس (eis) آیت ۱۱ میں این (en، مسیح میں) کے مترادف ہے جو کہ ایمانداروں کو بیان کرنے کے لئے پولس کا پسندیدہ طریقہ کا۔ ایماندار مسیح میں جیتے اور چلتے اور اپنا آپ رکھتے ہیں۔ یہ حروف جار اس مضبوط اتحاد کو ظاہر کرتے ہیں جو کہ رفاقت کی جگہ، انگور کی ڈالیوں کا رشتہ ہے۔ ایماندار مسیح کی موت میں (آیت ۶؛ ۸:۱۷)، اُس کی قیامت میں (آیت ۵)، خدا کی خدمت میں اُس کی فرمانبرداری میں اور اُس کی بادشاہی میں اُس کے ساتھ شامل ہوتے اور پہچانے جاتے ہیں۔

▣ ''اُس کی مَوت میں۔۔۔ہم اُس کے ساتھ دفن ہُوئے'' بپتسمہ شامل ہونے کے وسیلہ موت اور دفن ہونے کا عکس پیش کرتا ہے (آیت ۵ اور کلسیوں ۲:۱۲ دیکھیں)۔ یسوع نے بپتسمہ کو اپنی موت کی تشبیہ کے لئے استعمال کیا (مرقس ۱۰:۳۸۔۳۹؛ لوقا ۱۲:۵۰)۔ یہاں پر بپتسمہ کا عقیدہ اہم نہیں بلکہ مسیحیوں کا مسیح کی موت اور دفن ہونے کے ساتھ نیا اور قریبی تعلق ہے۔ مسیح کے بپتسمہ، کردار، قربانی اور اُس کے مقصد کے ساتھ ایمانداروں کی شناخت ہوتی ہے۔ گناہ کا ایمانداروں پر کوئی زور نہیں رہا۔

۶:۴ ''بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہُوئے'' اس باب میں جیسا کہ پولس کی تصنیف کی خصوصیت ہے، وہ کئی مرکب سن (sun) کا استعمال کرتا ہے (مثلاً افسیوں ۲:۵۔۶)۔

ا۔ سن + تھاپتو = ساتھ دفن ہوئے آیت ۴؛ کلسیوں ۲:۱۲؛ آیت ۸ پر بھی غور کریں

۲۔ سن + ستارو = ساتھ پیوستہ ہوئے آیت ۵

۳۔ سن + ازو = ساتھ جیتے ہیں آیت ۸:۲؛۲۔ تیمتھیس ۲:۱۱(وہ ساتھ مرنے اور ساتھ بادشاہی کرنا بھی کہتا ہے)

▣ ''اُسی طرح ہم بھی نئی زِندگی میں چلیں'' یہ فعل مضارع معروف شرطیہ ہے۔ نجات کا متوقع نتیجہ تقدیس ہے۔ کیونکہ ایماندار مسیح کے وسیلہ خدا کے فضل کو جانتے ہیں، تو اُن کی زندگیاں ضرور ہے کہ مختلف ہوں۔ ہماری نئی زندگی نجات نہیں لاتی بلکہ یہ نجات کا پھل ہے (آیات ۱۶، ۱۹ دیکھیں اور افسیوں ۲:۸۔۹، ۱۰؛ یعقوب ۲:۱۴۔۲۶)۔ یہ سوال ایسا نہیں کہ جس میں انتخاب کی بات ہو یعنی ایمان یا عمل بلکہ یہ نتائج پر مبنی سلسلہ ہے۔

مضمون خاص: تقدیس

نیا عہد نامہ یہ بیان کرتا ہے کہ جب ایماندار توبہ اور ایمان میں مسیح کی طرف رجوع لاتے ہیں تو وہ اُسی وقت راستباز ٹھہرائے جاتے اور صاف کیے جاتے ہیں۔ یہ مسیح میں اُن کا نیا مقام ہوتا ہے۔ اُس کی راستبازی اُن میں آجاتی ہے (رومیوں ۴)۔ وہ راستباز اور پاک ٹھہرائے جاتے ہیں (خدا کا عدالتی عمل)۔ لیکن نیا عہد نامہ ایمانداروں کو پاکیزگی اور تقدیس کے لئے ابھارتا ہے۔ یہ مسیح کے نجات بخش کام میں الٰہیاتی حالت اور روزمرہ کی زندگی میں اپنے رویوں اور اعمال میں مسیح کی مانند بننے کیلئے بلاوا بھی ہے۔ جیسے نجات ایک مفت بخشش ہے اور ہمارے چال چلن کی ہر شے داؤ پر لگتی ہے ویسے ہی تقدیس ہے۔

ابتدائی ردِعمل	مسیح کی مانند بننے کا عمل
اعمال ۲۰:۲۳؛ ۲۶:۱۸	رومیوں ۶:۱۹
رومیوں ۱۵:۱۶	۲۔ کرنتھیوں ۷:۱
ا۔ کرنتھیوں ۱:۲۔۳؛ ۶:۱۱	ا۔ تھسلنیکیوں ۳:۱۳؛ ۴:۳۔۴، ۷؛ ۵:۲۳
۲۔ تھسلنیکیوں ۲:۱۳	ا۔ تیمتھیس ۲:۱۵
عبرانیوں ۲:۱۱؛ ۱۰:۱۰، ۱۴؛ ۱۳:۱۲	۲۔ تیمتھیس ۲:۲۱
ا۔ پطرس ۱:۱	عبرانیوں ۱۲:۱۴
	ا۔ پطرس ۱:۱۵۔۱۶

▣ ''مسیح۔۔۔ مردوں میں سے جِلایا گیا'' اس سیاق وسباق میں دو قاوعات کے ذریعہ مسیح یسوع کے الفاظ اور اعمال کے خدا کے حضور قبولیت اور اجازت کا بیان کیا گیا ہے۔

ا۔ یسوع کی مردوں میں سے قیامت

۲۔ یسوع کا خدا کے دہنے ہاتھ صعود

▣ ''باپ کے جلال'' جلال کے لئے خصوصی مضمون ۳:۲۳ پر ملاحظہ کریں۔ باپ کے لئے خصوصی مضمون ۱:۷ پر ملاحظہ کریں۔

۶:۵ ''کیونکہ'' یہ پہلی سطح کا شرطیہ جملہ ہے جو کہ مصنف کے نکتہ نظر سے ہے یا ادبی مقصد کی غرض سے۔ پولس جانتا ہے کہ اُس کے

قارئین ایماندار ہیں۔

▣ ''اُس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے'' یہ فعل مکمل معروف بیانیہ ہے جو کہ ''ہو گئے اور پیوست ہوتے رہیں گے'' یا ''ایک ساتھ پیوست ہو گئے اور پیوست ہونا جاری رکھیں گے'' بھی ترجمہ ہو سکتا ہے۔ یہ سچائی یوحنا ۱۵ میں ''باقی رہنا'' کے ساتھ متوازی ہے۔ اگر ایماندار مسیح کی موت کے ساتھ شامل ہوتے ہیں (گلتیوں ۲:۱۹-۲۰؛ کلسیوں ۲:۲۰؛ ۳:۳-۵)، تو الٰہیاتی اعتبار سے وہ اُنہیں مسیح کی قیامت کے ساتھ بھی شامل ہونا چاہیے (آیت ۱۰)۔ بپتسمہ کا بطور موت یہ تشبیہاتی پہلو دیکھانے کا مقصد یہ ہے کہ (۱) ہم پرانی انسانیت، پرانے عہد کے لحاظ سے مر گئے (۲) ہم روح، نئے عہد کے لحاظ سے زندہ ہیں۔ اس لئے مسیحی بپتسمہ یوحنا کے بپتسمہ کی طرح نہیں جو عہدِ عتیق کا آخری نبی تھا۔ بپتسمہ ابتدائی کلیسیا کے لئے اپنے ایمان کا عوامی اقرار کرنے کا موقع تھا۔ بپتسمہ کا ابتدائی طریقہ کار، اُمیدوار سے دہرایا جانا ''میں ایمان رکھتا ہوں یسوع مسیح خداوند ہے'' تھا (رومیوں ۱۰:۹-۱۳)۔ یہ عوامی اعلان اُس رسمی عمل کا جو تجربہ میں پہلے سے ہو چکا کی رسم تھا۔ بپتسمہ معافی، نجات یا روح القدس کے آنے کے لئے لائحہ عمل نہیں تھا بلکہ عوامی طور پر اپنے ایمان کا اقرار اور اعتراف کرنے کا موقع تھا (اعمال ۲:۳۸)۔ تاہم یہ اختیاری بھی نہیں ہے۔ یسوع نے اس کا حکم دیا (متی ۲۸:۱۹-۲۰) اور اس کی مثال دی (متی ۳؛ مرقس ۱؛ لوقا ۳) اور یہ رسولوں کے وعظوں اور اعمال کا حصہ بن گیا۔

۶:۶

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''ہم جانتے ہیں کہ ہماری پُرانی اِنسانیت اُس کے ساتھ۔۔۔مصلوب کی گئی''
نیو کنگ جیمس ورژن	''ہم جانتے ہیں کہ ہمارا پرانا انسان اُس کے ساتھ۔۔۔مصلوب کیا گیا''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''ہم جانتے ہیں کہ ہمارا پرانا پن اُس کے ساتھ مصلوب کیا گیا''
دی انگلش ورژن	''اور ہم جانتے ہیں کہ ہماری پرانی انسانیت مسیح کے ساتھ اُس کی صلیب پر چڑھائی گئی''
یروشلیم بائبل	''ہمیں یہ جاننا ضرور ہے کہ ہماری پرانی غلامی اُس ساتھ مصلوب کی گئی''

یہ فعل مضارع معروف بیانیہ ہے جس کا مطلب ہے کہ روح کے وسیلہ ہماری پرانی انسانیت ایک ہی مرتبہ صلیب دے دی گئی ہے۔ یہ سچائی مسیحی زندگی کے لئے بہت اہم ہے۔ ایمانداروں کو گناہ کی طرف اپنے اس نئے تعلق کو جاننے کی ضرورت ہے (گلتیوں ۲:۲۰؛ ۶:۱۴)۔ بنی نوع انسان کی گناہ آلود انسانیت (آدم کی فطرت) مسیح کے ساتھ مصلوب ہو گئی (آیت ۷؛ افسیوں ۴:۲۲ اور کلسیوں ۳:۹ دیکھیں)۔ ایماندار ہوتے ہوئے اب ہمارے پاس گناہ کے بارے میں انتخاب ہے جیسے آدم نے اصل میں کیا تھا۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن	''کہ گُناہ کا بدَن بیکار جائے''
دی انگلش ورژن	''کہ گناہ کا بدن ہلاک کیا جائے''
یروشلیم بائبل	''گناہ کے بدن کو ہلاک کرنے کے لئے''

پولس لفظ بدن (سوما، ''soma'') کا استعمال کئی اضافی عبارتوں کے ساتھ کرتا ہے۔

۱۔ گناہ کا بدن، رومیوں ۶:۶

۲۔ موت کا بدن رومیوں ۷:۲۴

۳۔ جسمانی بدن کلسیوں ۲:۱۱

پولس اس زمانہ گناہ اور باغی طبعی زندگی کی بات کر رہا ہے۔ مسیح کا جی اٹھنے والا بدن راستبازی کے نئے زمانہ کا بدن ہے (۲۔کرنتھیوں ۵:۱۷)۔ جسمانیت کوئی مسئلہ نہیں ہے (یونانی فلسفہ) لیکن گناہ اور بغاوت ہیں۔ جسم بُرا نہیں ہے۔ مسیحیت ابدیت میں ایک طبعی بدن میں مانتی ہے (۱۔کرنتھیوں ۱۵)۔ تاہم جسمانی بدن آزمائش، گناہ اور خودی کا میدان جنگ ہے۔ یہ ایک مضارع مجہول شرطیہ ہے۔ عبارت ''بیکار جائے'' کا مطلب ''ناکارہ بنا دیا گیا''، ''کمزور'' یا ''غیر فعال'' ہے نہ کہ تباہ کرنا۔ یہ پولس کا پسندیدہ لفظ ہے جس کا استعمال تقریباً ۲۵ مرتبہ کیا گیا ہے۔ ۳:۳ پر خصوصی بیان پڑھیں۔ ہمارا بدن اخلاقی اعتبار سے غیر جانبدار ہے لیکن یہ مسلسل روحانی کشمکش کا محاذ بھی ہے (آیات ۱۲۔۱۳؛ ۵:۱۲۔۲۱؛ ۱۲:۱۔۲)۔

۶:۷ ''کیونکہ جو مُؤا وہ گناہ سے بری ہؤا'' یہ ایک مضارع معروف مطلق ہے اور مکمل مجہول بیانیہ، جس کا مطلب ہے ''وہ جو مر گیا ہے وہ گناہ سے آزاد ہوا اور آزاد ہوتا رہے گا''۔ کیونکہ ایماندار مسیح میں نیا مخلوق ہیں اس لئے وہ گناہ کی غلامی اور موروثی خودی سے جو آدم کی گراوٹ سے تھی آزاد کیے گئے (۷:۱۔۶)۔ یونانی اصطلاح جس کا یہاں ترجمہ ''آزاد'' کیا گیا ہے کی ایک اور جگہ ترجمہ ''راستباز ٹھہرایا جانا'' کیا گیا ہے (امریکن سٹینڈرڈ ورژن)۔ اس سیاق وسباق میں ''آزاد'' زیادہ مفہوم پیش کرتا ہے (اعمال ۱۳:۳۹ میں ایسے ہی بیان کیا گیا ہے)۔ یاد رکھیں کہ ایک لغت یا تکنیکی تعریف وہ کردار ادا نہیں کرتے جو سیاق و سباق لفظ کے معنی کا تعین کرنے میں کرتا ہے۔ الفاظ جملوں میں ہی معنی رکھتے ہیں اور جملے پیراگراف میں مفہوم پاتے ہیں۔

> رومیوں ۶:۸۔۱۱
>
> پَس جب ہم مسیح کے ساتھ مُوئے تو ہمیں یقین ہے کہ اُس کے ساتھ جئیں گے بھی۔ کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ مسیح جب مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو پھر نہیں مرنے کا مَوت کا پھر اُس پر اختیار نہیں ہونے کا۔ کیونکہ مسیح جو مُؤا گناہ کے اعتبار سے ایک بار مُؤا مگر اَب جو جیتا ہے تو خُدا کے اعتبار سے جیتا ہے۔ اِسی طرح تُم بھی اپنے آپ کو گناہ کے اعتبار سے مُردہ مگر خُدا کے اعتبار سے مسیح یسُوع میں زِندہ سمجھو۔

۶:۸ ''پس'' یہ پہلی سطح کا شرطیہ جملہ ہے جو کہ مصنف کے نکتہ نظر سے ہے یا ادبی مقصد کی غرض سے۔ ایمانداروں کے بپتسمہ کو ظاہراً مسیح یسوع کے ساتھ مرنے سے تشبیہ دیا گیا ہے۔

▣ ''اُس کے ساتھ جئیں گے بھی'' اس سیاق وسباق کا تقاضا ''اب اور یہاں'' کو پیش کرنا (۱۔یوحنا ۱:۷)، نہ کہ مخصوص مستقبل کے وقت کو۔ آیت ۵ مسیح کی موت میں شریک ہونے کا بتاتی ہے، جبکہ آیت ۸ اُس کی زندگی میں شرکت کا۔ یہی تصور خدا کی بادشاہی میں شریک ہونے کے حوالہ سے بائبلی تصور ہے۔ یہ اب اور یہاں اور مستقبل دونوں ہی طرح سے ہے۔ مفت بخشش لازماً

اپنے آپ کو قابو رکھنے کی قوت پیدا کرتی ہے نہ اجازت نامہ دیتی ہے۔

۹:۶ ''مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے'' یہ ایک مضارع مجہول مطلق ہے (دیکھیں ۶:۴، مضارع مجہول بیانیہ)۔ نیا عہد نامہ بیان کرتا ہے کہ تثلیث کے تمام تینوں اقنوم مسیح کی قیامت میں کارفرماں تھے: (۲) روح القدس (رومیوں ۸:۱۱)؛ (۲) بیٹا (یوحنا ۲:۱۹۔۲۲؛ ۱۰:۱۷۔۱۸) اور زیادہ تر (۳) باپ (اعمال ۲:۲۴، ۳۲؛ ۳:۱۵، ۲۶؛ ۴:۱۰؛ ۵:۳۰؛ ۱۰:۴۰؛ ۱۳:۳۰، ۳۳، ۳۴، ۳۷؛ ۱۷:۲۱؛ رومیوں ۶:۴، ۹)۔ باپ کے کام یہ ثابت کرتے ہیں کہ یسوع کی زندگی، موت اور تعلیمات کو اُس نے قبول کیا۔ رسولوں کی ابتدائی منادی کا یہ اہم پہلو تھا۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''موت کا پھر اُس پر اختیار نہیں ہونے کا''
نیو کنگ جیمس ورژن، نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''موت کا اب اُس پر غلبہ نہیں رہا''
دی انگلش ورژن	''موت اُس پر حکمران نہ رہے گی''
یروشلیم بائبل	''اب اُس پر موت کی قوت نہ رہے گی''

فعل ''کوریئو'' (kurieuo) اصطلاح ''کریوس'' (kurios) سے ہے جس کا مطلب ''آقا''، ''مالک''، ''شوہر'' یا ''خداوند'' ہے۔ یسوع اب موت پر غالب ہے (مکاشفہ ۱:۱۸)۔ یسوع نے سب سے پہلے موت کی طاقت کو ختم کیا (۱۔ کرنتھیوں ۱۵)۔

۱۰:۶ ''کیونکہ مسیح جو مُؤا گُناہ کے اِعتبار سے ایک بار مُؤا'' یسوع مسیح گناہ گار دُنیا میں رہا اگرچہ اُس نے کبھی گناہ نہیں کیا پھر بھی دُنیا نے اُسے مصلوب کیا (عبرانیوں ۱۰:۱۰)۔ بنی نوع انسان کی خاطر مسیح یسوع کی عوضی موت نے شریعت کے تقاضوں اُن کے اثرات کو موقوف کیا (گلتیوں ۳:۱۳؛ کلسیوں ۲:۱۳۔۱۴)۔

▣ ''ایک بار'' اس سیاق وسباق میں پولس مسیح یسوع کی صلیب پر زور دیتا ہے۔ گناہ کے لئے اُس کی ایک بار موت نے پیروکاروں کو گناہ کے اعتبار سے مردہ کر دیا۔ عبرانیوں کی کتاب مسیح کی ایک بار کی قربانی کی موت کی حتمی نوعیت پر زور دیتی ہے۔ ایک بار کی نجات اور معافی ہمیشہ کے لئے ہے (ملاحظہ کریں ''ایک بار'' (ephapax)، ۷:۲۷؛ ۹:۱۲؛ ۱۰:۱۰ اور ''ایک ہی بار تمام'' (hapaz)، ۶:۴؛ ۹:۷، ۲۶، ۲۷، ۲۸؛ ۱۰:۲؛ ؛ ۱۲:۲۶، ۲۷)۔ یہ موجودہ تکمیل شدہ قربانی کی یقین دہانی ہے۔

▣ ''مگر اَب جو جیتا ہے تو خُدا کے اِعتبار سے جیتا ہے'' دو مضارع آیت ۱۰ الف کا فعل حال معروف بیانیہ کا آیت ۱۰ ب کے ساتھ فرق بیان کیا گیا ہے۔ ایماندار مسیح کے ساتھ مرتے ہیں؛ ایماندار مسیح کے وسیلہ خدا کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ انجیل کا مقصد محض معافی (راستباز ٹھہرانا) ہی نہیں بلکہ خدا کی خدمت (تقدس) بھی ہے۔ ایماندار خدمت کرنے کے لئے بچائے گئے ہیں۔

۱۱:۶ ''اِسی طرح تُم بھی اپنے آپ کو گُناہ کے اِعتبار سے مُردہ۔۔۔ سمجھو'' یہ فعل حال متعدی حکمیہ ہے۔ یہ ایماندارو کے لئے ایک جاری رہنے والا، عادی حکم۔ مسیحیوں کے لئے اُن کی ایمان پر مسیح یسوع کے کام کا علم ہونا روزمرہ زندگی میں بہت اہم ہے۔

اصطلاح ''سمجھو'' (۴:۴،۹) ایک شماریاتی اصطلاح ہے جس کا مطلب ''دھیان سے جمع کرنا'' کرنا اور اُس علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔ آیات ۱۔۱۱ مسیح میں کسی شخص کے مقام (حسب موقع تقدیس) کو بیان کرتی ہیں۔ جبکہ ۱۲۔۱۳ آیات اُس میں بڑھنے پر زور دیتی ہیں (مسلسل تقدیس)۔ آیت ۴ پر خصوصی مضمون دیکھیں۔

رومیوں ۶: ۱۲۔۱۴

پَس گُناہ تُمہارے فانی بَدَن میں بادشاہی نہ کرے کہ تُم اُس کی خواہشوں کے تابع رہو۔ اور اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لِئے گُناہ کے حوالہ نہ کِیا کرو بلکہ اپنے آپ کو مُردوں میں سے زِندہ جان کر خُدا کے حوالہ کرو اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لِئے خُدا کے حوالہ کرو۔ اِس لِئے کہ گُناہ کا تُم پر اِختیّار ہوگا کِیُونکہ تُم شَرِیعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہو۔

۶: ۱۲ ''پَس گُناہ تُمہارے فانی بَدَن میں بادشاہی نہ کرے'' یہ ایک فعل حال معروف حکمیہ ہے جس کے ساتھ منفی مطلق ہے جو کہ عموماً ایسے عمل کو روکنے کے لئے ہے جو پہلے سے جاری ہو۔ اصطلاح ''بادشاہی'' کا تعلق ۵: ۱۷۔۲۱ اور ۶: ۲۳ سے ہے۔ پولس کئی الٰہیاتی تصورات کو متشخص کرتا ہے: (۱) موت نے بادشاہ کی طرح بادشاہی کی (دیکھیں ۵: ۱۴، ۱۷؛ ۶: ۲۳)؛ (۲) فضل نے بادشاہی کی طرح بادشاہی کی (۵: ملاحظہ کریں) اور (۳) گناہ نے بادشاہ کی طرح راہنمائی کی (ملاحظہ کریں ۶: ۱۲، ۱۴)۔ اہم سوال یہ ہے کہ آپ کی زندگی میں کس کی بادشاہی ہے؟ ایمانداروں کے پاس مسیح میں انتخاب کرنے کی قوت ہے۔ ایک شخص، ایک مقامی کلیسیا اور خدا کی بادشاہی کے لئے المیہ اُس وقت ہوتا ہے جب ایماندار خودی اور گناہ کا انتخاب کرتے ہیں جبکہ وہ فضل کے دعای بھی ہوں۔

۶: ۱۳ ''اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونے کے لِئے گُناہ کے حوالہ نہ کِیا کرو'' یہ فعل حال معروف حکمیہ ہے جس کے ساتھ منفی مطلق بھی ہے جو کہ عموماً ایسے عمل کو روکنے کے لئے ہے جو پہلے سے جاری ہو۔ یہ ایمانداروں کی زندگیوں میں گناہ کرنے کی قوت کو ظاہر کرتا ہے (۷: ۱۱ اور اُس سے آگے کی آیات؛ ۱۔ یوحنا ۱: ۸۔۲: ۱ دیکھیں) لیکن گناہ کا زور مسیح کے ساتھ ایمانداروں کے تعلق کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے (آیات ۱۔۱۱)۔

▣ ''ہتھیار ہونے کے لئے'' ہماری جسمانی بدن آزمائش کے لئے میدان جنگ ہے (آیات ۱۲۔۱۳؛ ۱۲: ۱۔۲؛ ۱۔ کرنتھیوں ۶: ۲۰؛ فلپیوں ۱: ۲۰)۔ ہماری زندگیاں عوامی طور پر انجیل کا اظہار ہیں۔

▣ ''بلکہ اپنے آپ کو۔۔۔خُدا کے حوالہ کرو'' یہ ایک مضارع معروف حکمیہ ہے جو فیصلہ کرنے کے عمل کے لئے بلاوا ہے (۱۲: ۱)۔ ایماندار نجات کے وقت ایمان کے وسیلہ ایسا کرتے ہیں لیکن ایسا کرنا اُنہیں اپنی ساری زندگی جاری رکھنا ہے۔ اس آیت کی متوازنیت پر غور کریں۔

۱۔ ایک ہی فعل اور دونوں حکمیہ

۲۔ جنگ کی تشبیہات الف۔ ناراستی کے ہتھیار ب۔ راستی کے ہتھیار

۳۔ ایماندار اپنی زندگیاں گناہ کے حوالہ کر سکتے ہیں یا خدا کے۔

یاد رکھیں کہ یہ آیت ایمانداروں کے جاری رہنے والے انتخاب کا حوالہ دیتی ہے؛ جنگ جاری رہنے والی ہے۔

۱۴:۶ ''اِس لئے کہ گُناہ کا تُم پر اِختیار نہ ہوگا'' یہ فعل مستقبل معروف بیانیہ ہے (زبور ۱۹: ۱۳) ایک حکمیہ جملے کے طور پر بیان کی گئی ہے ''گناہ تم پر اختیار نہ رکھے''۔ گناہ ایمانداروں پر حکمران نہیں کیونکہ یہ مسیح پر حکمران نہیں ہے (آیت ۹؛ یوحنا ۱۶: ۳۳)۔

رومیوں ۶: ۱۵۔۱۹

پَس کیا ہُوا؟ کیا ہم اِس لِئے گُناہ کریں کہ شَرِیعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہیں؟ ہرگِز نہیں۔ کیا تُم نہیں جانتے کہ جِس کی فرمانبرداری کے لِئے اپنے آپ کو غُلاموں کی طرح حوالہ کر دیتے ہو اُسی کے غُلام ہو جِس کے فرمانبردار ہو خواہ گُناہ کے جِس کا انجام مَوت ہے خواہ فرمانبرداری کے جِس کا انجام راستبازی ہے۔ لیکِن خُدا کا شُکر ہے کہ اگرچہ تُم گُناہ کے غُلام تھے تَو بھی دِل سے اُس تعلِیم کے فرمانبردار ہو گئے جِس کے سانچے میں تُم ڈھالے گئے تھے۔ اور گُناہ سے آزاد ہو کر راستبازی کے غُلام ہو گئے۔ مَیں تُمہاری اِنسانی کمزوری کے سبب سے اِنسانی طَور پر کہتا ہُوں۔ جِس طرح تُم نے اپنے اِعضا بدکاری کرنے کے لِئے ناپاکی اور بدکاری کی غُلامی کے حوالہ کِئے تھے اُسی طرح اَب اپنے اِعضا پاک ہونے کے لِئے راستبازی کی غُلامی کے حوالہ کر دو۔

۱۵:۶ یہ دوسرا سوال (تلخ تنقید) پہلے سوال جو ۶: ۱ میں کی مانند ہے۔ دونوں کے جواب گناہ کے حوالہ سے مسیحیوں کے تعلق پر مختلف ہیں۔ آیت ایک بیان کرتی ہے کہ فضل کو گناہ کرنے کا اجازت نامہ نہ سمجھا جائے جبکہ آیت ۱۵ میں مسیحیوں کی لڑنے، مزاحمت، گناہ کا انفرادی عمل کی ضرورت کو بیان کرتی ہے۔ ایک ہی وقت میں ایماندار کو خدا کی خدمت کرنی اور اُسی جذبے کے ساتھ جیسے وہ گناہ کی کرتا رہا (۶: ۱۴)۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن، دی انگلش ورژن	''کیا ہم گناہ کریں''
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن	''کیا ہمیں گناہ کرنا چاہیئے''
یروشلیم بائبل	''کہ ہم گناہ کرنے کے لئے آزاد ہیں''

ولیمز اور فلپس دونوں تراجم اس مضارع معروف شرطیہ کو فعل حال معروف شرطیہ کے طور پر ترجمہ کرتے ہیں جیسا کہ آیت ا ہے۔ یہ مناسب صورت نہیں ہے۔ متبادلہ تراجم پر غور کریں (۱) نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل، نیو کنگ جیمس ورژن، دی انگلش ورژن؛ ''کیا ہم گناہ کریں''؛ (۲) سویں صدی کا ترجمہ ''کیا ہم گناہ کا عمل کریں''؛ (۳) ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن ''کیا ہم گناہ کے لئے ہیں''۔ یہ سوال یونانی میں تاکیدی ہے اور ''ہاں'' کی توقع کرتا ہے۔ یہ پولس کی تلخ تنقید کا طریقہ کار ہے تاکہ سچائی کو بیان کرے۔ یہ جھوٹا علم الٰہی کا اظہار ہے! پولس نے اپنی خصوصیت سے یہ جواب دیا ''ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیئے''۔ خدا کے فضل کے متعلق پولس کی مفت انجیل کو اکثر جھوٹے استادوں غلط رنگ دیا اور غلط استعمال کیا۔

۱۶:۶ سوال ''ہاں'' کا تقاضا کرتا ہے؛ انسان کسی چیز کی یا کسی شخص کی خدمت کرتے ہیں۔ آپ کی زندگی میں کون بادشاہی کرتا ہے، گناہ یا خدا؟ انسان جس کی تابعداری کرتے ہیں اُس کی خدمت کرتے ہیں (گلتیوں ۶:۷۔۸)۔

۱۷:۶ ''لیکن خُدا کا شُکر ہے'' پولس اکثر خدا کی تعریف کرتے ہوئے بات ختم کرتا ہے۔ اُس کی تصانیف دُعا سے شروع ہوتیں اور اُس کی دُعائیں انجیل کے علم سے ہوتیں۔ ۷:۲۵ پولس کی خدا سے دُعا، اُس کی ستائش اور شکرگزاری پر خصوصی مضمون ملاحظہ کریں۔

▣ ''تم تھے۔۔۔تم بن گئے'' یہ فعل کا نامکمل زمانہ ہے ''ہونا'' جو اُن کی حالتِ ماضی (گناہ کے غلام) کو فعل مضارع زمانہ میں بیان کرتا ہے اور اب اُن کی باغیانہ حالت ختم کر دی گئی ہے۔

▣ ''تُو بھی دِل سے اُس تعلیم کے فرمانبردار ہو گئے'' سیاق وسباق میں یہ ایمان سے اُن کو راستباز ٹھہرائے جانے کا حوالہ ہے، جو کہ مسیح کی مانند بننے کی زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔ ''تعلیم'' کی اصطلاح رسول کی تعلیم یا انجیل کا حوالہ دیتی ہے۔

▣ ''دل'' ۱:۲۴ پر خصوصی مضمون ''دل'' ملاحظہ کریں۔

▣

نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل	''اُس تعلِیم کے۔۔۔جس کے سانچے میں تُم ڈھالے گئے تھے''
نیو کنگ جیمس ورژن	''اُس عقیدہ کے۔۔۔جو تمہیں بتایا گیا'']
نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن، نیو انٹرنیشنل ورژن	''تعلیم کے اُس صورت کے۔۔۔جو تم میں ڈالی گئی''
دی انگلش ورژن	''تم نے جو تعلیم پائی اُس میں سچائی ڈھونڈی''
یروشلیم بائبل	''اُس تعلیم کے انداز پر جو تمہیں متعارف کروائی گئی''

مضمون خاص: صورت (TUPOS)

ٹُپوس (TUPOS) لفظ ایک مسئلہ ہے جو کہ کئی طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

۱۔ مولٹن اور میلیگن ''The Vocabulary of the Greek New Testament'' صفحہ ۶۴۵

الف۔ انداز

ب۔ منصوبہ

ج۔ ترتیب یا اسلوب تحریر

د۔ عقیدہ یا منشور

و۔ حکم یا فیصلہ

ہ۔ انسانی جسم کا نمونہ جو شفا کے معبود کے آگے گزرانا جائے

ح۔ فعل جو قانون کے فرمان کا مجبوری کے مفہوم استعمال کیا گیا۔

۲۔ لِڈل اور سکاٹ، ”Greek-English Lexicon, vol. 2“ صفحہ ۲۴۹

الف۔ نشان (یوحنا ۲۰:۲۵)

ب۔ صورت (اعمال ۷:۴۳)

ج۔ نمونہ (عبرانیوں ۸:۵)

د۔ مثال (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۶؛ فلپیوں ۳:۱۷)

و۔ مثیل (رومیوں ۵:۱۴)

ہ۔ قسم (اعمال ۲۳:۲۵)

ح۔ مشمولات (اعمال ۲۳:۲۵)

۳۔ ہیرلڈ کے۔ مولٹن، ”The Analytical Greek Lexicon Revised“ صفحہ ۴۱۱

الف۔ ایک پرتو، چھاپ، نشان (یوحنا ۲۰:۲۵)

ب۔ ایک خاکہ

ج۔ صورت (اعمال ۷:۴۳)

د۔ ایک منصوبہ یا نسخہ (رومیوں ۶:۱۷)

و۔ شکل، مقصد (اعمال ۲۳:۲۵)

ہ۔ ایک صورت، جزوی حصہ (۱۔کرنتھیوں ۱۰:۶)

ح۔ ایک ہو بہو صورت، قسم (رومیوں ۵:۱۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۰:۱۱)

ز۔ ایک مثالی نمونہ (اعمال ۷:۴۴؛ عبرانیوں ۸:۵)

ی۔ ایک اخلاقی نمونہ (فلپیوں ۳:۱۷؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۱:۷؛ ۲۔تھسلنیکیوں ۳:۹؛ ۱۔تیمتھیس ۴:۱۲؛ ۱۔پطرس ۵:۳)

اس سیاق وسباق میں نمبر ۱ بہترین معلوم ہوتا ہے۔ انجیل دونوں عقائدی اطلاق اور عملی اطلاق کی حامل ہے۔ مسیح میں نجات کی بخشش مسیح کی مانند زندگی کا تقاضا بھی کرتی ہے۔

۶:۱۸ ”گناہ سے آزاد ہو کر“ یہ ایک فعل مضارع معروف مطلق ہے۔ روح القدس کی بدولت انجیل نے مسیح کے وسیلہ ایمانداروں کو آزاد کیا ہے۔ ایماندار گناہ کی سزا سے آزاد کروائے گئے (راستباز ٹھہرانا) اور گناہ کے ہولناکی سے آزاد کروائے گئے ہیں (تقدیس، آیات ۷ اور ۲۲ ملاحظہ کریں)۔

▣ ”راستبازی کے غلام ہو گئے“ یہ ایک فعل مضارع معروف بیانیہ ہے، تم راستبازی کے غلام بن گئے ہو۔ ۱:۱۷ پر بیان کو پڑھیں۔ ایماندار خدا کی خدمت کے لئے گناہ سے آزاد کیے گئے ہیں (آیات ۱۴، ۱۹، ۲۲؛ ۷:۴؛ ۸:۲)۔ مفت فضل کا مقصد خدا ترس زندگی ہے۔ راستباز ٹھہرائے جانا قانونی اعلان بھی ہے اور ایک ودیعت کردہ راستبازی بھی۔ خدا ہمیں بچانا چاہتا ہے اور

تبدیل کرنا چاہتا ہے تا کہ دوسروں تک پہنچا جا سکے۔ فضل محض ہم پر آ کر رُک نہیں جا تا۔

۱۹:۶ ''مَیں تُمہاری اِنسانی کمزوری کے سبب سے اِنسانی طَور پر کہتا ہُوں'' پولس روم کے ایمانداروں کو مخاطب ہے۔ کیا وہ ایک مقامی مسئلہ کے متعلق مخاطب ہے جس کے بارے میں اُس نے سُنا تھا (یہودی ایمانداروں اور غیر قوم ایمانداروں کے مابین حسد) یا وہ ایمانداروں کے بارے میں ایک سچائی کو بیان کرنے کی کوشش کر رہا تھا؟ پولس اس اصطلاح کا استعمال آغاز ہی میں رومیوں ۳:۵ میں کرتا ہے جیسا وہ گلتیوں ۳:۱۵ میں کرتا ہے۔ آیت ۱۹ آیت ۱۶ کے متوازی ہے۔ پولس اپنے الٰہیاتی نکات کو زور دینے کی غرض سے دُہراتا ہے۔ کچھ یہ کہتے ہیں کہ اس بیان کا مطلب یہ تھا کہ پولس غلام کی تشبیہ استعمال کرنے پر معافی مانگ رہا ہے۔ تاہم ''تُمہاری اِنسانی کمزوری کے سبب سے'' اس تفسیر میں پورا نہیں آتا۔ غلامی کو پہلے صدی کے معاشرہ میں ایک برائی کے طور پر نہیں دیکھا جاتا تھا، خاص طور پر رومی معاشرہ میں۔ یہ اُس وقت کی ثقافت کا ایک حصہ تھی۔

▣ ''انسانی'' ۱:۳ پر خاص مضمون کا مطالعہ کریں۔

▣ ''اُسی طرح اَب اپنے اِعضا پاک ہونے کے لِئے'' یہ راستبازی کا مقصد (آیت ۲۲)۔ نیا عہد نامہ اس اصطلاح کو نجات کے حوالہ سے دو مفاہیم میں استعمال کرتا ہے؛ (۱) حسب موقع تقدیس، جو خدا کی بخشش ہے (خارجی پہلو) اور نجات کے وقت مسیح میں ایمان کے وسیلہ راستباز ٹھہرائے جانے ساتھ عطا کی گئی (اعمال ۲۶:۱۸؛ ۱۔کرنتھیوں ۱:۲؛ ۶:۱۱؛ افسیوں ۵:۲۶۔۲۷؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۵:۲۳؛ عبرانیوں ۱۰:۱۰؛ ۱۳:۱۲؛ ۱۔پطرس ۱:۲) اور (۲) مسلسل تقدیس، اور یہ بھی روح القدس کے وسیلہ خدا کا کام ہے جہاں ایمانداروں کی زندگی مسیح کی صورت اور بلوغت میں تبدیل ہوتی ہے (باطنی پہلو، ۲۔کرنتھیوں ۷:۱؛ ۱۔تھسلنیکیوں ۴:۳، ۷؛ ۱۔تیمتھیس ۲:۱۵؛ ۲۔تیمتھیس ۲:۲۱؛ عبرانیوں ۱۲:۱۰، ۱۴)۔ ۶:۴ پر خصوصی مضمون تقدیس کا مطالعہ کریں۔ یہ دونوں ہی ہیں یعنی بخشش بھی اور حکم بھی۔ یہ ایک مقام ہے (خارجی) اور ایک عمل (باطنی)! یہ ایک بیانیہ (بیان) اور ایک حکمیہ (حکم) ہے! یہ ابتدا میں آتا ہے لیکن آخر تک بالغ نہیں ہوتا (فلپیوں ۱:۶؛ ۲:۱۲۔۱۳)۔

رومیوں ۶:۲۰۔۲۳

کِیُونکہ جب تُم گُناہ کے غُلام تھے تو راستبازی کے اِعتبار سے آزاد تھے۔ پَس جِن باتوں سے تُم اَب شرمِندہ ہواُن سے تُم اُس وقت کیا پھَل پاتے تھے؟ کِیُونکہ اُن کا انجام توموَت ہے۔ مگر اَب گُناہ سے آزاد اور خُدا کے غُلام ہو کر تُم کو اپنا پھَل مِلا جِس سے پاکیزگی حاصِل ہوتی ہے اور اِس کا انجام ہمیشہ کی زِندگی ہے۔ کِیُونکہ گُناہ کی مزدُوری موَت ہے مگر خُدا کی بخشِش ہمارے خُداوند مسیح یِسُوع میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔

۶:۲۰۔۲۱ سادہ الفاظ میں یہ آیات ۱۸ اور ۱۹ کے متضاد ہیں۔ ایماندار صرف ایک ہی مالک کی خدمت کر سکتے ہیں (لوقا ۱۶:۱۳)۔

۶:۲۲۔۲۳ یہ آیات جس کی خدمت کی اُس کی طرف سے اُجرت ادا کی جانے کی ایک منطقی پیش رفت کو تشکیل دیتی ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ گناہ اور ایماندار کی بحث فضل پر مرکوز ہوتے ہوئے اختتام پذیر ہوتی ہے۔ پہلا ہمارے تعاون کے وسیلہ نجات کی

بخشش ہے اور پھر مسیحی زندگی کی نعمت بھی ہمارے تعاون کے وسیلہ ہے۔ دونوں نعمتیں ایمان اور توبہ کے وسیلہ حاصل ہوتی ہیں۔

۲۲:۶ ''تم کو اپنا پھل مِلا جس سے پاکیزگی حاصِل ہوتی ہے اور اِس کا انجام ہمیشہ کی زِندگی ہے'' اصطلاح ''پھل'' آیت ۲۱ میں گناہ کے نتائج کے لئے بولا گیا ہے لیکن آیت ۲۲ میں خدا کی خدمت کے نتائج کے طور پر۔ اس کا فوری نتیجہ ایمانداروں کا مسیح کی مانند بننا ہے۔ حتمی نتیجہ ہمیشہ تک اُس کے ساتھ ہونا اور اُس کی مانند ہونا ہے (ا۔یوحنا ۲:۳)۔ اگر کوئی فری نتیجہ نہ ہوتا (زندگی کی تبدیلی، ملاحظہ کریں یعقوب ۲) تو حتمی نتیجہ (ابدی زندگی، متی ۷ ملاحظہ کریں) بھی لامحالہ سوال ہی بن جاتا۔ پھل نہیں تو جڑ بھی نہیں۔

۲۳:۶ یہ پورے باب کا خلاصہ ہے۔ پولس سفید و سیاہ میں انتخاب کو رکھتا ہے۔ انتخاب ہمارا گناہ اور موت یا مسیح کے وسیلہ مفت فضل اور زندگی ہے۔ یہ عہد عتیق کے منظوماتی ادب کے دو راستوں سے بہت ملتا جلتا ہے (زبور ۱؛ امثال ۴؛ ۱۰۔۱۹؛ متی ۷:۱۳۔۱۴)۔

▣ ''گناہ کی مزدوری'' گناہ کو متشخص کیا گیا ہے (۱) ایک غلام کے مالک (۲) ایک فوج کے سپہ سالار یا (۳) بادشاہ جو اجرت ادا کرتا ہے (۹:۳؛۵:۲۱؛۶:۹،۱۴،۱۷)۔

▣ ''خُدا کی بخشش ہمارے خُداوند مسیح یِسُوع میں ہمیشہ کی زندگی ہے'' یہ لفظ خرسما (charisma) جو ''بخشش'' ترجمہ کیا گیا ہے، لفظ خارس (Charis) بمعنی فضل (۳:۲۴؛ ۵:۲۵، ۱۶۔۱۷؛ افسیوں ۲:۸۔۹) سے مشتق ہے۔ ۳:۲۴ پر بیان کو پڑھیں۔

تبادلہ خیالات کے لئے سوالات

یہ ایک مطالعہ کی راہنما تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بائبل کی تفسیر کے خود ذمہ دار ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اُس روشنی میں چلنا ہے جو ہمارے پاس ہے۔ آپ، بائبل اور روح القدس تفسیر میں اہم کردار ہیں۔ آپ کو صرف مفسرین پر انحصار نہیں کرنا۔ یہ تبادلہ خیالات کے سوالات اس لئے دیئے گئے ہیں کہ سوچ و بچار کے وسیلہ کتاب کے اس حصہ کے اہم معاملات میں مدد کی جائے۔ ان کا مقصد سوچ کو وسعت دینا ہے نہ کہ حتمی قرار دینا۔

۱۔ نیک کام (اعمال) کو نجات کے ساتھ کیسے جوڑا جاتا ہے (افسیوں ۲:۸۔۹،۱۰)؟

۲۔ ایماندار کی زندگی میں موجود رہنے والے گناہ کا کیسے نجات کے ساتھ تعلق بنتا ہے (ا۔یوحنا ۳:۶،۹)؟

۳۔ کیا باب ''گناہ سے مبرا کاملیت'' کے متعلق سیکھاتا ہے؟

۴۔ باب ۶ کا تعلق باب ۵ اور باب ۷ سے کیسے ہوتا ہے؟

۵۔ یہاں بپتسمہ پر کیوں بحث کی گئی ہے؟

۶۔ کیا مسیحی اپنی پرانی فطرت کے ساتھ رہیں گے؟ کیوں؟

آیات ۱۔۱۴ کے فعل حال کے افعال کا آیات ۱۵۔۲۳ کے مضارع افعال پر غلبہ کا اطلاق کیا ہوتا ہے؟

ضمیمہ ۱

عہد عتیق بطور تاریخ

۱۔ یہودیت اور مسیحیت تاریخی مذاہب ہیں۔ان کے ایمان کی بنیاد تاریخی واقعات (اُس کی تفاسیر کے ساتھ) پر ہے۔مسئلہ اُس وقت پیش آتا ہے جس ''تاریخ'' یا ''تاریخی مطالعہ'' کو بیان کرنے یا پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔جدید الٰہیاتی تفاسیر میں زیادہ تر مسئلہ جدید ادبی یا تاریخی مفروضوں کے آنے پر ہوتا ہے جو کہ قدیم مشرق قریب کے بائبلی ادب کی بنیاد پر پیش کیے جاتے ہیں۔نا صرف رویہ جاتی اور ثقافتی فرائق کی قدر دانی مناسب نہیں بلکہ ادبی فرائق بھی ہیں۔جدید مغربی لوگ قدیم مشرق قریب کی تحاریر کی ادبی اصناف اور تکنیکوں کو نہیں سمجھتے، لہذا تفسیر بھی مغربی ادبی اصناف کی روشنی میں کی جاتی ہے۔اُنیسویں صدی کی بائبلی مطالعہ کی جہت نے عہد عتیق کی کتابوں کی بطور تاریخی، ایک دستاویز کی صورت عرق پاشی اور ہلکا کیا ہے۔یہ تاریخی شک نے عہد عتیق کی تاریخی اور تفسیری تحقیق پر اثر ڈالا ہے۔جدید ''فہرست مسلمہ کا علم التفسیر'' کے رُجحان (بریورڈ چائلڈز) نے ہماری مدد کی ہے کہ ہم عہد عتیق کے متن کی موجودہ صورت پر غور کریں۔میرے خیال میں اس نے انیسویں صدی کی جرمن تنقید عالیہ کی خلیج کو پار کرنے میں ہماری مدد کی ہے۔ہمیں فہرست مسلمہ کی متن کے ساتھ نپٹنا ہوگا جو ہمیں تا کہ نامعلوم تاریخی عمل کے ذریعہ دیا گیا اور جس کا الہام فرض کیا جاتا ہے۔بہت سے علما عہد عتیق کے تواریخی مفروضہ کی طرف واپس مڑ رہے ہیں۔اس کا ہرگز مطلب عہد عتیق کی ترمیم اور ترویج کیلئے بعد کے یہودی کاتبین سے انکار ہے بلکہ یہ عہد عتیق کی طرف ایک ٹھوس تاریخ اور حقیقی واقعات کی دستاویز کے طور پر (اُنکی الٰہیاتی تفسیر کے ساتھ) بنیادی طور پر مڑنا ہے۔آر کے ہیریسن کی کتاب ''The Expositor's Bible Commentary, vol. 1'' کے ایک مضمون ''عہد عتیق کی تاریخی اور ادبی تنقید (Historical and Literary Criticism of the Old Testament)'' میں سے یہ اقتباس مددگار ہے کہ ''تقابلیتاریخی نویسی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ حتّیوں کے ساتھ ساتھ قدیم مشرق قریب کے قدیم عبرانی اندراجات بھی بہت دُرست، استخراجی اور ذمہ درانہ تھے۔کتابوں کا تنقیدی مطالعہ جیسے کہ پیدائش اور استثنا مخصوص قسم کی تختیوں پر مبنی ہیں جو کہ اُن جگہوں سے دریافت ہوئیں جن میں ماری (Mari)، نوزو (Nuzu) اور بوغازکو (Boghazkoy) شامل ہیں، یہ ظاہر کرتی ہیں کہ قدیم مشرق قریب کی ثقافتوں میں فہرست مسلمہ کے مواد میں مخصوص غیر ادبی حصے بھی ہیں۔نتیجتاً، اعتماد کے ایک نئے عزم اور عزت کے ساتھ اُن عبرانیوں کی ابتدائی روایات جو فطرت میں تاریخ نویسی کے مقصد سے تھیں دیکھنا ممکن ہے'' (صفحہ ۲۳۲)۔

یہ خاص طور پر آر کے ہیریسن کے کام کو سراہتا ہوں کیونکہ وہ عہد عتیق کی تفسیر کرنے میں ہم عصر واقعات، ثقافتوں اور ادبی اصناف کی روشنی میں ترجیح دیتا ہے۔

۲۔ ابتدائی یہودی ادب (پیدائش - استثنا اور یشوع) پر میری اپنی جماعتوں میں، میں دیگر قدیم مشرق قریب کے ادب اور اشیاء کے ساتھ ایک قابل اعتماد تعلق بنانے کی کوشش کرتا ہوں۔

الف۔ پیدائش کی کتاب کی ادبی لحاظ سے قدیم مشرق قریب میں مماثلتیں

۱۔ پیدائش ۱-۱۱ سب سے پہلی معلومہ ثقافتی ماحول سے ادبی مماثل شمالی اسور سے ۲۵۰۰ ق م میں دریافت ہونے والی کادی زبان میں میخی شکل کی تختیاں ہیں۔

۲۔ تخلیق

الف۔ قریب ترین مسوپتامی دستاویز تخلیق کا بیان کرتی ہے، جو کہ اِنوما الیش (Enuma Elish) کہلاتی ہے اور ۱۷۰۰ ق م سے ۱۹۰۰ ق م کی تاریخ کی حامل ہیں۔ یہ اشور بانیپال کی لائبریری جو نینوہ میں اور دیگر کئی جگہوں پر واقع تھی سے دریافت ہوئیں۔ سات میخی تختیاں اکادی زبان میں ہیں جو کہ مردوک کی تخلیق کا ذکر کرتی ہیں۔

۱) دیوتا، اپسو (apsu) (تازہ پانی کا آدمی) اور تیامت (نمک، پانی کی عورت) اُن کے بے قاعدہ، پرشور بچے تھے۔

۲) دیوتاؤں کے بچوں میں سے ایک مردوک نے تیامت کو شکست دینے میں مدد کی جس کے جسم سے اُس نے زمین کو بنایا۔

۳) مردوک نے ایک دوسرے شکست خوردہ دیوتا کنگو (kingu) سے انسانیت کو بنایا، یہ اپسو کی موت کے بعد تیامت کا شوہر بنا تھا۔ انسانیت نے کنگو کے خون سے جنم لیا۔

۴) مردوک بابلی یادگار کا سب سے عظیم دیوتا تھا۔

ب۔ ''تخلیقی مُہر'' ایک میخی تختی ہے جس پر ایک ننگے مرد اور عورت کی تصویر ہے جس میں ایک پھلدار درخت ہے اور اُس کے تنے گرد سانپ لپٹا ہوا ہے اور عورت کے کندھے کی طرف جھکا ہوا ہے جیسے اُس سے باتیں کر رہا ہو۔

۳۔ تخلیق اور طوفان - عتراہاسس رزمیہ (Atrahasis Epic) کمزور دیوتاؤں کی بغاوت کا بتاتی ہے کیونکہ کام بے حد بڑھ چکا تھا اس لئے کمزور دیوتاؤں کی جگہ پر سات انسانی جوڑوں کی تخلیق سے کی گئی تا کہ وہ اُن کے فرائض کو ادا کریں۔ (۱) بے حد آبادی اور (۲) شور کے باعث نوع انسانی کو انلیل (Enlil) کے منصوبہ کے مطابق دو قحط اور ایک سیلاب کی آفات کے ذریعہ کم کیا گیا۔ یہ بڑے واقعات اسی ترتیب کے ساتھ پیدائش ۱-۸ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ میخی شکل کی تختیوں کی تاریخ انوما اور گلگامش رزمیہ کے وقت والی ہے یعنی ۱۷۰۰-۱۹۰۰ ق م۔ یہ سب کادی زبان میں ہیں۔

۴۔ طوفانِ نوح

الف۔ ایک سمرنہ کی تختی جو کہ نپور سے ہے اور اریدو جنیسس (Eridu Genesis) کہلاتی ہے تقریباً ۱۶۰۰ ق م کی ہے۔ یہ زیوسودرا (Zivsudra) اور آنے والے طوفان کے متعلق بتاتی ہے۔

۱) اِنکا، پانی کے دیوتا، نے آنے والے طوفان سے خبردار کیا۔

۲) زیوسودرا، ایک کاہن بادشاہ، ایک بری کشتی میں بچ گیا۔

۳) طوفان سات دن تک رہا

۴) زیوسودرا کشتی میں ایک کھڑکی کھولی اور کئی پرندوں کو چھوڑا تا کہ وہ دیکھیں کہ خشک زمین نظر آتی ہے۔

۵) اُس نے ایک بیل اور بھیڑ کی قربانی بھی دی جب اُس نے کشتی کو چھوڑا۔

ب۔ طوفان بابل کا ایک مکمل بیان چار سُمرنہ کی کہانیوں میں بھی ملتا ہے جو کہ گلگامش کی کہانی کہلاتی ہے۔ اُس کی اصل تاریخ ۲۴۰۰-۲۵۰۰ ق م ہے۔ اگرچہ تحریری اندراج اکادی زبان میں بہت بعد میں آیا۔ یہ ایک طوفان میں بچانے والے اُتناپشتیم (Utnapishtim) اُوروک کے بادشاہ کا بتاتی ہے جو کیسے طوفان سے بچ نکلا اور ابدی زندگی پائی۔

۱) یاع (Ea)، پانی کا دیوتا آنے والے طوفان سے خبردار کرتا ہے اور اُتناپشتیم (زیوسودرا کی بابلی شکل) کو بتاتا ہے کہ ایک کشتی بنائے۔

۲) اُتناپشتیم اور اُس کا خاندان، مخصوص شفا بخش پودوں کیساتھ طوفان سے بچ نکلے۔

۳) طوفان سات دن تک رہا

۴) کشتی شمالی فارس (ایران) کے پہاڑ نیسیر (Nisir) پر ٹھہری۔

۵) اُس نے تین مختلف پرندے بھیجے کہ دیکھیں زمین نظر آتی ہے یا نہیں۔

۵۔ مسوپتامی ادب جو کہ ایک قدیم سیلاب کا بتاتا ہے اسی مواد سے اخذ کیا گیا ہے۔ نام اکثر مختلف ہیں لیکن خاکہ ایک جیسا ہی ہے۔ اِس کی ایک مثال زیوسودرا، اتراہاسس اور اُتناپشتیم ہیں جو کہ ایک جیسے ہی انسانی بادشاہ تھے۔

۶۔ پیدائش کی کتاب کی ان واقعات کے ساتھ تواریخی متوازنیت کی انسانی انداز، علم اور خدا کے تجربہ کی روشنی میں وضاحت کی جاسکتی ہے (پیدائش ۱۰-۱۱)۔ یہ حقیقی تاریخی یادگاریں طوفان کی موجودہ تفصیلات میں واضح اور اساطیریت میں ساری دُنیا میں عام ہیں۔ ایسا ہی تخلیق (پیدائش ۱-۲) اور انسان اور فرشتوں کا اتحاد (پیدائش ۶) کے متعلق بھی کہا جاسکتا ہے۔

۷۔ بزرگ دین کے دن (مصر کی سلطنت کا وسطی شاہی دور)

الف۔ ماری کی تختیاں۔ میخی آئین (اموئی ثقافت) اور اکادی زبان میں شخصی متون ۱۷۰۰ ق م میں لکھے گئے۔

ب۔ نوزی تختیاں۔ مخصوص خاندانوں کی یادگاریں (ہیروتی یا ہورین ثقافت) اکادی زبان میں نینوہ سے جنوب مشرق میں ۱۰۰ کے فاصلہ پر ۱۵۰۰-۱۳۰۰ ق م سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ خاندانی اور کاروباری طور طریقوں کو بیان کرتی ہیں۔ اِس کی مزید مخصوص مثالوں کے لئے والٹن صفحہ ۵۲-۵۸ دیکھیں۔

ج۔ الالک تختیاں۔ میخی متون جنوبی اسور سے ۲۰۰۰ ق م سے تعلق رکھتی ہیں۔

د۔ پیدائش کی کتاب میں کچھ نام ماری تختیوں میں ملتے ہیں؛ سروج، فلج، تارح، نحور۔ دیگر بائبلی نام بھی عام تھے: ابرہام، اضحاق، یعقوب، لابن اور یوسف۔

۸۔ ''تقابلی تاریخی نویسی کا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ حتیوں کے ساتھ ساتھ قدیم مشرق قریب کے قدیم عبرانی اندراجات بھی بہت دُرست، استخراجی اور ذمہ درانہ تھے (آر کے ہیریسن، Biblical Criticism، صفحہ ۵)۔

۹۔ بائبل کی تاریخ کو بیان کرنے کے لئے آثار قدیمہ بھی مددگار ثابت ہوا ہے۔ تاہم احتیاط لازمی ہے۔ آثار قدیمہ بالکل ہی قابل اعتماد ذریعہ نہیں ہے کیونکہ؛

الف۔ ابتدائی کھدائیوں میں اتنی مہارتیں نہیں تھی،

ب۔ انسانی ایجادات کی کئی، بہت استخراجی تفاسیر جو کہ دریافت ہوئیں ہیں۔

ج۔ قدیم مشرق قریب کی تاریخ پر کوئی بھی رضامند نہیں (اگرچہ انسان سلسلہ وار کڑیوں سے پیش رفت کرتا ہے)۔

ب۔ تخلیق کے مصری بیانات کے متعلق جون ڈبلیو والٹن کی کتاب ''Ancient Israelite Literature in Its Cultural Context Grand Rapids, MI: Zondervan, 1990'' کے صفحات ۲۳-۳۴، ۳۲-۳۴ میں تفصیلات مل سکتی ہیں۔

۱۔ مصری ادب کے مطابق تخلیق کا آغاز ابتدائی، بے ترتیب اور غیر ساخت پانی سے ہوا۔ تخلیق بے ترتیب پانی کے مرحلہ وار

ڈھانچہ کے ترتیب پانے میں نظر آتی تھی۔

ا۔ مصری ادب میں جو ممفیس سے تعلق رکھتا ہے، بیان ہے کہ تخلیق پتاہ (ptah) کے بولے گئے الفاظ سے وجود میں آئی۔

ج۔ قدیم مشرق قریب سے یشوع کے متوازی بیانات

ا۔ آثار قدیمہ ظاہر کرتا ہے کہ کنعان کے بہت سے اہم فصیلدار شہر ۱۲۵۰ ق م کے لگ بھگ تباہ ہوئے اور پھر سے تعمیر کیے گئے۔

الف۔ حضر ب۔ لکیس ج۔ بیت ایل د۔ دبیر (جو پہلے قریت سفر کہلاتا تھا، ۱۵:۱۵)۔

۲۔ آثار قدیمہ یریحو کے گرائے جانے کے حوالہ سے تصدیق یا تنسیخ کرنے کے قابل نہیں ہے (یشوع ٦ ملاحظہ کریں)۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس کا محل وقوع بڑا خراب حال تھا:

الف۔ موسم / محل وقوع

ب۔ بعدازاں پرانی عمارتوں کی تعمیر نو کیلئے پرانا ملبہ استعمال کیا جا رہا تھا

ج۔ واقعات کی تاریخ میں غیر یقینی

۳۔ آثار قدیمہ نے کوہ عیبال پر ایک مذبح دریافت کیا ہے جس کا تعلق شاید یشوع ۸: ۳۰۔۳۱ کے ساتھ ہو سکتا ہے (استثنا ۲۷: ۲۔۹) یہ مشنہ (تالمود) میں بیان کردہ تفصیلات سے بہت ملتا جلتا ہے۔

۴۔ راس شمرہ کے متون جو اوگاریت میں دریافت ہوئے ۱۴۰۰ ق م کے کنعانیوں کے مذہب اور زندگی کے بارے بتاتے ہیں۔

الف۔ کثیر المعبود عبادتی نوعیت (زرخیز مسلک)

ب۔ ایل سب سے بڑا دیوتا تھا

ج۔ ایل کی بیوی اشراہ تھی (بعد میں وہ بعل کی بیوی بنی) جس کی کھدے ہوئے یا زندہ درخت کی شکل میں پرستش کی جاتی تھی جو کہ زندگی کے درخت کو پیش کرتا ہے۔

د۔ اُن کا بیٹا بعل (ہدد) طوفان دیوتا تھا۔

و۔ بعل کنعانی دیوتاؤں میں سب سے بڑا دیوتا بن گیا۔ انات (anat) اُس کی بیوی تھی۔

ہ۔ تقریبات مصر کے آیسیس اور اُسیریس سے ملتی ہیں۔

ح۔ بعل کی پرستش مقامی اُونچی جگہوں پر یا پتھر کے چبوتروں (مقدس طوائفوں) پر کی جاتی تھی۔

ز۔ بعل کو ایک کھڑے پتھر کی بیسرت سے تشبیہ دیا جاتا تھا (عضو تناسل کی علامت)

۵۔ قدیم شہروں کے ناموں کی فہرست اُس دور کے مصنفین کے مطابق ہے لیکن بعد کے مدوین کے مطابق نہیں۔

الف۔ یروشلیم کو یبیس کہا جاتا تھا، ۱۵: ۸؛ ۱۸: ۱٦، ۲۸ (۱۵: ۲۸ یہ بیان کرتا ہے کہ یبوسی یروشلیم میں آج تک رہتے ہیں)۔

ب۔ حبرون کو قریت عربہ کہا جاتا تھا، ۱۴: ۱۵؛ ۱۵: ۱۳، ۵۴؛ ۲۰: ۷؛ ۲۱: ۱۱

ج۔ قریت جیریم کو بعلہ کہا جاتا تھا، ۱۵: ۹، ۱۰

د۔ صیدون کو فینیکیوں کا ایک اہم شہر کہا گیا ہے نہ کہ یا ئر کو، ۱۱: ۸؛ ۱۳: ٦؛ ۱۹: ۲۸، جو کہ بعد میں ایک اہم شہر بنا۔

ضمیمہ ۲

عہد عتیق کی تاریخ نویسی کا ہم عصر مشرق قریب کی ثقافتوں کے ساتھ موازنہ

۱۔ مسوپتامی ذرائع

الف۔ قدیم ادب کی طرح موضوع عموماً بادشاہ یا کچھ قومی ہیرو ہی ہوتا ہے۔

ب۔ واقعات عموماً خاص مقاصد کے تحت ترتیب دیے جاتے ہیں۔

ج۔ عموماً منفی باتوں کا اندراج نہیں ہوتا ہے

د۔ مقصد نئے اداروں کے قیام کی مدد کرنا یا نئی طرز حکومت کو پروان چڑھانا تھا۔

و۔ تاریخی نشیب وفراز کا عمل دخل تھا۔

۱۔ عظیم فتوحات کے دعوے کرنا۔

۲۔ پہلے کی حاصلات کو موجودہ حاصلات کے طور پر پیش کرنا۔

۳۔ محض مثبت پہلوؤں کا اندراج۔

ہ۔ ادب نے محض مفاداتی مقاصد کے طور پر کام سرانجام نہیں دیا بلکہ تعلیمی کردار بھی ادا کیا۔

۲۔ مصری ذرائع

الف۔ یہ زندگی کے بڑے ساکن پہلو کی معاونت کرتے ہیں جو کہ وقت سے متاثر نہیں ہوا۔

ب۔ بادشاہ اور اُس کا خاندان ادب کے بڑے حصہ کے موضوع رہے۔

ج۔ مسوپتامی ادب کی طرح یہ بھی بہت مفاداتی مقاصد کا حامل رہا۔

۱۔ کوئی منفی پہلو نہیں۔

۲۔ رومانوی کہانیاں

۳۔ ربی ذرائع (بعد کے)

الف۔ کلام کو مدارش سے متعلقہ بنانے کی کوشش نے مفسروں کو ایمان سے ہٹا کر متن کی طرف متوجہ کر دیا اور متن کے اختیار اور تاریخی مقصد پر ارتکاز نہیں کیا۔

۱۔ ہلاخا، زندگی کے لئے اصولوں یا حقائق کو بیان کرتی ہے۔

۲۔ ہگادا، زندگی کے اطلاق اور حوصلہ افزائی کو بیان کرتی ہے۔

ب۔ پشر، بعد میں بحر مُردار کے مخطوطات میں پیش رفت۔ یہ تمثیلاتی طریقہ کار کے استعمال سے ماضی کے واقعات میں نبوتوں کی موجودہ حالات کے مطابق تکمیل کو دیکھنا ہے (آنے والا نیا زمانہ)۔

۴۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ قدیم مشرق قریب کی ادبی اصناف اور بعد کا یہودی ادب عہدِ عتیق سے بہت مختلف ہے۔ اگرچہ عہدِ عتیق کچھ خصوصیات میں ہم عصر ادب سے ملتا جلتا تھا پھر بھی بہت سے پہلوؤں منفرد ہیں۔ خاص طور پر تاریخ واقعات کے بیانات میں۔ عبرانی تاریخ نویسی کے قریب ترین حتّیوں کا ادب ہے۔ یہ ماننا پڑے گا کہ قدیم تاخ نویسی جدید مغربی سے کیسی مختلف تھی۔ یہیں پر تفسیر کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ جدید تاریخ نویسی میں استخراجی (اگر ممکن ہو تو کوئی مخصوص مفاد نہیں ہوتا) ہونے کی کوشش ہوتی ہے اور تاریخی ترتیب سے مواد کو محفوظ کیا جاتا ہے یا اندراج کیا جاتا ہے۔ ''حقیقت میں کیا ہوا'' اس میں کوشش ہوتی ہے کہ تاریخ واقعہ کی وجوہات اور اثرات کو درج کرنے کوکشش کی جائے۔ اس میں تفصیلات کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ کیونکہ قدیم مشرق قریب کی تواریخ مغربی تواریخ کی طرح غلط طور، کمزور یا غیر اعتماد نہیں بنتی ہیں۔ جدید مغربی تواریخ اُن کے کاتبین کے نظریات کی عکاس ہیں۔ بائبلی تاریخ اپنی نوعیت (الہام) کے لحاظ سے مختلف ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بائبلی تاریخ کو ملہم مصنف کے ایمان کی نظروں اور الٰہیات کے مقصد سے دیکھا جاتا ہے اور یہ اب بھی ایک قابل اعتبار تاریخی دستاویز ہے۔ عہدِ عتیق کی یہ تاریخ نویسی میں لئے اہم ہے تاکہ میں اپنے ایمان کا دوسروں کے سامنے تحفظ کرسکوں۔ اگر بائبل کو تاریخی طور پر پیش کیا جائے تو اِس کے ایمانی دعوے غیر ایمانداروں کو بہت دل کش لگتے ہیں۔ میرا ایمان آثار قدیمہ کی تاریخی تصدیق اور علم الانسان پر انحصار نہیں کرتا لیکن یہ بائبل کے پیغام کو متعارف کروانے اور اُس کو سند دینے میں مددگار ہیں ورنہ یہ مستند نہ مانیں جائیں۔ پس مختصر یہ کہ تاریخ کا الہام کے میدان میں کوئی عمل دخل نہیں لیکن علمِ دفاعِ دین اور بشارت میں بہت معاون ہے۔

ضمیمہ ۳

عبرانی تاریخی نثر

۱۔ ابتدائی نثریں

الف۔ عہدعتیق اور واقعات کی تاریخ نویسی کے دیگر طریقے

۱۔ دیگر قدیم مشرق قریب کا ادب اساطیری ہے۔

الف۔ کثیر الخدا (عموماً انسانی دیوتا فطری قوتوں کی عکاسی کرتے ہیں لیکن باہمی شخصی تنازعات کے خیال کے ساتھ)

ب۔ فطرت کے حالات پر انحصار (مرنے اور جی اٹھنے والے دیوتا)

۲۔ یونانی مائل از خود تاریخی واقعات کے اندراج کی بجائے تفریح اور حوصلہ افزائی کے لئے (ہومرکئی اعتبار سے مسوپتامی خیالات کو پیش کرتا ہے)۔

ب۔ شاید تین جرمن زبان کی اصطلاحات تاریخ کی تعریف یا اقسام کے نمونے ہوسکیں؛

۱۔ ''ہسٹریے''Historie'' واقعات کا اندراج (عوامی حقائق)

۲۔ جشیشتے''Geschichte''واقعات کی تفسیر، انسان کے لئے اُن کی اہمیت

۳۔ ہیلز جشیشتے''HeilsGeschichte'' منفرد طور پر خدا کے نجات بخش منصوبہ اور تاریخی عمل میں اُس کی سرگرمی کا حوالہ دیتی ہے۔

ج۔ عہدعتیق اور عہدجدید کی نثر جشیشتے''Geschichte'' ہے جو کہ ہیلز جشیشتے''HeilsGeschichte'' تک راہنمائی کرتی ہے۔ان میں چنیدہ الٰہیاتی پہلو کے تاریخی واقعات ہیں؛

۱۔ محض چنیدہ واقعات

۲۔ تاریخی اتنی اہم نہیں جتنی کہ الٰہیات

۳۔ واقعات سچائی کو بیان کرنے کے لئے بتائے گئے ہیں۔

د۔ نثر عہدعتیق کی بہت عام ادبی صنف ہے۔ یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ عہدعتیق کا ۴۰ فی صد حصہ نثر پر مشتمل ہے۔اس لئے روح القدس کے لئے یہ مددگار رہے کہ خدا کے پیغام اور کردار کو گناہ گار انسانیت تک پہنچایا جائے۔لیکن ایسا ہو چکا ہے، ازروئے قضیہ نہیں (جیسے کہ عہدجدید کے خطوط) بلکہ اطلاق، سوال یا منتخب مکالمہ/ تنہا کلامی۔ ہر ایک کو یہ پوچھتے رہنا چاہیے کہ اس کا کیوں اندراج کیا گیا۔کس پر زور دینے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ الٰہیاتی مقصد کیا ہے؟ اس کا مطلب تاریخ کی قدر کم کرنا نہیں۔ کیونکہ یہ تاریخ ہی ہے جو مکاشفہ کی اشاعت کا ذریعہ بنی۔

۲۔ بائبلی نثریں

الف۔ خدا اپنی دُنیا میں سرگرم عمل ہے۔ملہم بائبلی مصنفین نے کئی واقعات کو چُنا کہ خدا کو ظاہر کریں۔عہدعتیق میں خدا ایک اہم کردار ہے۔

ب۔ ہر نثر کئی طریقوں سے کام کرتی ہے:

۱۔ خدا کون ہے اور وہ اپنی دُنیا میں کیا کر رہا ہے

۲۔ انسانیت کا اظہار خدا کے وسیلہ اُس کا فرداً فرداً اور قومی طور پر برتاؤ کرنے سے ہوتا ہے

۳۔ ایک مثال کے طور پر یشوع کی فوج کی فتح عہد کی کارکردگی کے باعث تھی (۱:۷۔۸؛۸:۳۰۔۳۵ دیکھیں)۔

ج۔ ایک نثریں ایک دوسری کے ساتھ پیوست ہوتی ہیں تاکہ ایک بڑے ادبی حصہ ہوں جو ایک الٰہیاتی سچائی کو ظاہر کرے۔

۳۔عہدعتیق کی نثر کے تفسیری اصول

الف۔ عہدعتیق کی نثر کی تفسیر کرنے کے حوالہ سے سب سے بہترین بیان میں نے ڈگلس سٹورٹ کی کتاب ''How to Read the Bible For All Its Worth'' کے صفحہ ۸۳۔۸۴ میں دیکھا۔

۱۔ عہدعتیق کی نثر عموماً براہ راست کسی عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتی

۲۔ عہدعتیق کی نثر کسی عقیدہ کی مثال دیتی ہے جس کی کسی اور مقام پر تعلیم ملتی ہے

۳۔ نثر میں جو کچھ ہوا اُس کا اندراج ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ کیا ہونا چاہیے تھا یا ہر وقت کیا ہونا چاہیے۔اس لئے اس ہر ایک نثر میں منفرد قابل شناخت اخلاقی سبق نہیں ہوتا۔

۴۔ نثروں میں لوگ کیا کر رہے ہیں یہ ہمارے لئے ایک اچھی مثال نہیں ہے، اکثر اس سے اُلٹ ہوتا ہے۔

۵۔ عہدعتیق کی نثروں میں زیادہ تر کردار اور اُن کے اعمال کامل نہیں ہیں۔

۶۔ نثروں کے اختتام پر ہمیں ہمیشہ نہیں بتایا جاتا کہ کچھ اچھا ہوا یا بُرا۔ہمیں اس قابل ہونا ہے کہ یہ جان سکیں کہ خدا نے ہمیں براہ راست یا درجہ بدرجہ کلام مقدس میں کہیں اور کیا سکھایا ہے۔

۷۔ تمام نثریں منتخب اور نامکمل ہیں۔ ہمیشہ متعلقہ تفصیلات ہی نہیں دی گئیں (ملاحظہ کریں یوحنا ۲۱:۲۵)۔نثر میں جو بیان کیا گیا ہے وہ ملہم مصنف کی سوچ میں ہمارے جاننے کے لئے اہم ہے۔

۸۔ نثریں ہمارے تمام الٰہیاتی سوالوں کے جواب دینے کے لئے نہیں لکھی گئیں۔ان کا خاص، مخصوص، محدود مقصد ہے اور مخصوص معاملات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور باقی کو کہیں اور کسی اور انداز میں بیان کیا گیا ہوتا ہے۔

۹۔ نثر میں وضاحت کے ساتھ (کسی چیز کو صاف) بیان کیا گیا ہوگا یا اطلاقی طور پر (اطلاق واضح ہوگا مگر اُس چیز کا بیان نہیں کیا گیا ہوگا)

۱۰۔ حتمی تجزیہ میں، خدا تمام بائبلی نثروں کا مرکزی کردار ہے۔

ب۔ نثروں کے حوالہ سے ایک اور اچھی بحث والٹر کائیسر کی کتاب ''Toward Exegetical Theology'' میں ہے:

''بائبل کے نثری حصہ کا ایک منفرد پہلو یہ ہے کہ مصنف نے لوگوں کے الفاظ اور اعمال کو اپنی نثر میں پیغام کا مرکزی خیال بیان کرنے کی اجازت دی ہے۔ لہذا براہ راست بیانات کے وسیلہ ہم سے مخاطب ہونے کی بجائے، جیسا کہ عقائد یا بائبل کے تعلیمی حصہ میں ہوتا ہے، جہاں تعلیم یا تجزیاتی بیانات میں ہو سکا مصنف نے پس منظر میں رہنے کو بہتر سمجھا۔ نتیجہ کے طور پر یہ بہت اہم ہو گیا کہ تنقیدی اعتبار سے بڑے سیاق و سباق کو جانا جائے جس میں نثر پوری اُترتی ہو جہاں مصنف نے اُنہیں رکھا۔ اب دو باتیں سلسوں کی ترتیب اور انتخابات کی تفصیل جن میں ممکنہ بیانات، اشخاص یا سلسلے پائے جاتے ہوں اہم ہوں گی۔ مزید برآں خدا کا ردعمل، ان لوگوں کی رائے اور واقعات کو مصنف کے نکتہ نظر سے ضرور جاننا ہوگا جن کی اُس نے ایک شخص یا لوگوں کے ایک گروہ کو چُنیدہ واقعات کے سلسلہ کے عروج پر ردعمل کرنے کی اجازت دی ہے؛ وہ یہ ہے کہ اُس نے نثر کو نہیں چھیڑا کہ اپنی بات کرے (اس طرح، جو کچھ بھی ہوگا وہ خدا کی رائے ہوگی)'' (صفحہ ۲۰۵)۔

ج۔ نثروں میں سچائی کا پورے ادبی حصہ میں بیان ہوتا ہے اور تفصیلات نہیں دی گئیں۔ بغیر سیاق و سباق کے متن کے استعمال یا عہدِ عتیق کی نثروں کو اپنی زندگی کی راہنمائی کے طور پر استعمال کرنیسے خبردار رہیں۔

۴۔ تفسیر کی دو سطحیں

الف۔ ابرہام کی نسل کے لئے خدا کے نجات بخش اور مکاشفاتی اعمال

ب۔ ہر ایماندار کی زندگی کے لئے یہواہ کی مرضی (ہر زمانہ میں)

ج۔ پہلی سطح کا مقصد ''خدا کو جاننا (نجات)'' ہے اور دوسری سطح اُس کی خدمت کرنا ہے (مسیحی ایمانی زندگی، رومیوں ۱۵:۴؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۰:۶، ۱۱ دیکھیں)

ضمیمہ ۴

عبرانی نبوت

ا۔ تعارف

الف۔ ابتدائی بیانات

ا۔ ایماندار طبقہ نبوت کی تفسیر کرنے کے حوالہ سے متفق نہیں ہے۔ دیگر سچائیوں کو ایک راسخ الاعتقادی حیثیت میں رہ کر صدیوں سے قائم کر لیا گیا ہے مگر اس کو نہیں۔

۲۔ عہد عتیق کی نبوت کی کئی جانی پہچانی حالتیں ہیں۔

الف۔ بادشاہوں سے پہلے کی (ساؤل بادشاہی سے پہلے)

(ا) ایک ایک فرد کو نبی کے لئے بلایا گیا

(الف) ابرہام پیدائش ۲۰:۷

(ب) موسیٰ گنتی ۱۲: ۶۔۸؛ استثنا ۱۸: ۱۵؛ ۳۴: ۱۰

(ج) ہارون خروج ۷: ۱ (موسیٰ کا بولنے والا)

(د) مریم خروج ۱۵: ۲۰

(و) الداد اور میداد گنتی ۱۱: ۲۴۔۳۰

(ہ) دبورہ قضاۃ ۴: ۴

(ح) بے نام قضاۃ ۶: ۷۔۱۰

(ط) سموئیل قضاۃ ۳: ۲۰

(۲) نبیوں کی جماعت کا حوالہ استثنا ۱۳: ۱۔۵؛ ۱۸: ۲۰۔۲۲

(۳) نبیوں کے جماعتیں ا۔سموئیل ۱۰: ۵۔۱۳؛ ۱۹: ۲۰؛ ا۔سلاطین ۲۰: ۳۵، ۴۱؛ ۲۲: ۶، ۱۰۔۱۳؛ ۲۔سلاطین ۲: ۳، ۷؛ ۴: ۱، ۳۸؛ ۶: ۱ وغیرہ

(۴) مسیح کا نبی کہا گیا استثنا ۱۸: ۱۵۔۱۸

ب۔ بادشاہوں کے دو کہ غیر لکھاری نبی (وہ بادشاہ سے مخاطب ہوئے)

(ا) جاد ا۔سموئیل ۷: ۲؛ ۱۲: ۲۵؛ ۲۔سموئیل ۲۴: ۱۱؛ ا۔تواریخ ۲۹: ۲۹

(۲) ناتن ۲۔سموئیل ۷: ۲؛ ۱۲: ۲۵؛ ا۔سلاطین ۱: ۲۲

(۳) احیاہ ا۔سلاطین ۱۱: ۲۹

(۴) یہو ا۔سلاطین ۱:۱۶، ۱۲،۷

(۵) بے نام ا۔سلاطین ۱۸: ۱۳،۴؛ ۲۰: ۲۲،۱۳

(۶) ایلیاہ ا۔سلاطین ۱۸؛ ۲۔سلاطین ۲

(۷) ملکیاہ ا۔سلاطین ۲۲

(۸) الیشع ۲۔سلاطین ۲: ۱۳،۸

لکھاری نبی (یہ قوم کے ساتھ ساتھ بادشاہ سے بھی مخاطب ہوئے)

یسعیاہ ---- ملاکی (ماسوائے دانی ایل)

ب۔ بائبلی اصطلاحات

ا۔ روئے = دیکھنا، ا۔سموئیل ۹: ۹۔ یہ حوالہ نبی کی اصطلاح کی تبدیلی کو ظاہر کرتا ہے اور ''بلانا'' کی جڑ سے مشتق ہے۔روئے عام عبرانی اصطلاح ''دیکھنا'' سے بنا ہے۔یہ آدمی خدا کے راستوں اور منصوبوں کو جانتا اور ایک معاملہ میں خدا کی مرضی کو جاننے کے لئے اس سے مشورہ کیا گیا۔

۲۔ ہوزہے = دیکھنا، ۲۔سموئیل ۲۴: ۱۱، یہ بنیادی طور پر روئے کا مترادف ہے ۔ یہ عبرانی کی ایک نایاب اصطلاح ''خواب میں دیکھنا'' سے آئی ہے۔مضارع کی صورت بہت دفعہ نبیوں کا حوالہ دینے کے لئے استعمال ہوئی۔اس کا فعل مطلق اکثر نبیوں کا حوالہ دینے کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۳۔ نبی = نبوت کرنے والا، اکادی لفظ نبو کا ہم اصل = ''بلانا'' اور عربی لفظ ناباٰ = ''اعلان کرنا''۔ یہ عہدِ عتیق کی عام اصطلاح ہے جو نبی کے لئے استعمال ہوئی ہے۔یہ ۳۰۰ سے زیادہ مرتبہ استعمال ہوئی ہے۔اس کا اشتقاق غیر یقینی ہے مگر ''بلانا'' اس وقت سب سے بہترین دیکھائی دیتا ہے۔اس کی ممکنہ سمجھ کے لئے یہواہ کی فرعون کے تعلق سے موسیٰ کو ہارون کے وسیلہ تفصیل بہترین مثال ہے (خروج ۴: ۱۰۔۱۶؛ ۷: ۱؛ استثنا ۵: ۵)۔ایک نبی وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے لوگوں کے لئے خدا کی طرف سے بولتا ہے (عاموس ۳: ۸؛ یرمیاہ ۱: ۷، ۱۷؛ حزقی ایل ۳: ۴ دیکھیں)

۴۔ تینوں اصطلاحات نبی کے منصب کے لئے ا۔تواریخ ۲۹: ۲۹؛ سموئیل۔روئے؛ ناتن۔نبی اور جاد۔ہوزے میں استعمال ہوئی ہیں۔

۵۔ یہ عبارت ایشا۔ایلوہیم ''خدا کا بندہ'' بھی وسیع معنوں میں خدا کی طرف سے بولنے والے کے لئے استعمال ہوئی ہے۔یہ تقریباً ۷۶ مرتبہ عہدِ عتیق میں نبی کے معنوں میں استعمال ہوئی۔

۶۔ انگریزی لفظ ''prophet'' اپنی اصل میں یونانی ہے۔یہ (۱) پرو ''pro'' بمعنی ''پہلے'' یا ''کیلئے'' (۲) فیمی ''phemi'' = ''بولنا'' سے ہے۔

۲۔ نبوت کی تعریف

الف۔ نبوت کی اصطلاح انگریزی کی نسبت عبرانی میں وسیع معانی رکھتی ہے۔ یہودیوں نے یشوع سے سلاطین کی کتابوں (آستر کے علاوہ) کے نبیوں کو ''ابتدائی انبیا'' کا نام دیا۔ ابرہام (پیدائش ۲۰:۷؛ زبور ۱۰۵:۵) اور موسیٰ (استثنا ۱۸:۱۸) کو بھی نبی کہا گیا (مریم بھی، خروج ۱۵:۲۰)۔ اس لئے انگریزی کی تعریف سے خبردار رہیں۔

ب۔ جائز طور پر نبوت کی یوں تعریف ہونی چاہیے کہ تاریخ کی سمجھ جو الٰہی مرضی، مقصد، شراکت کی اصطلاحات کے معنی قبول کرتی ہے'' (Interpreter'sDictionary of the Bible, vol. 3, p. 896)۔

ج۔ ''نبی کوئی فلسفہ دان یا علم الٰہیات کا ماہر نہیں ہے مگر عہد کا درمیانی جو خدا کے لوگوں کو خدا کا کلام بیان کرتا ہے کہ اُن کے حال کی اصلاح کر کے اُن کے مستقبل سازی کرے'' ("Prophets and Prophecy," Encyclopedia Judaica, vol. 13, p. 1152)

۳۔ نبوت کا مقصد

الف۔ نبوت خدا کا اپنے لوگوں سے کلام کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اُن کے موجودہ حالات میں ہدایت مہیا کرنا اور یہ اُمید دینا کہ اُن کی زندگیوں اور عالمی واقعات اُس کے قابو میں ہیں۔ نبیوں کا پیغام بنیادی طور پر جامع تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ تنبیہ کرنا، حوصلہ افزائی کرنا، ایمان اور توبہ کو شخصیت کا حصہ بنانا اور خدا کے لوگوں کو خدا کے متعلق اور اُس کے منصوبوں کے متعلق آگاہ کرنا ہے اکثر یہ بولنے والے پر خدا کی مرضی ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے (استثنا ۱۳:۱۔۳؛ ۱۸:۲۰۔۲۲)۔ ان کا حتمی مقصد مسیح کا حوالہ دینا تھا۔

ب۔ اکثر نبی نوا اپنے دور کے الٰہیاتی یا تاریخی بحران کو لیا اور اُسے مستقبل کے حالات میں پیش کیا۔ یہ تاریخ کا مستقبل کا نظارہ اسرائیل کے لئے اور الٰہی عہد اور عہد کے وعدوں کی اُن کی سمجھ کے لئے منفرد ہے۔

ج۔ نبی کا منصب خدا کی مرضی جاننے کے ذریعہ کے طور سردار کاہن کے منصب سے متوازن اور تبدیل ہوتا دیکھائی دیتا ہے (یرمیاہ ۱۸:۱۸)۔ یوریم اور تمیم خدا کی طرف سے بولنے والے کے زبانی پیغام کے آئینہ دار ہیں۔ ملاکی (یا تواریخ کی کتب) کے بعد اسرائیل میں سے نبی کا منصب مفقود ہوتا دیکھائی دیتا ہے۔ چار سو سالوں تک یعنی جب تک یوحنا اصطباغی نہیں آیا یہ مصنف مفقود رہا۔ یہ غیر یقینی ہے کہ نئے عہد نامہ کی نبوت کی نعمت کو عہد عتیق کی نبوت کے ساتھ تعلق جوڑا جائے۔ نئے عہد نامہ کے انبیاء (اعمال ۱۱:۲۷۔۲۸؛ ۱۳:۱؛ ۱۴:۲۹، ۳۲، ۲۷؛ ۱۵:۳۲؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۲:۱۰، ۲۸۔۲۹؛ افسیوں ۴:۱۱) نے نئے مکاشفہ کے ظاہر کرنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ آنے والی باتوں اور خدا کی مرضی کو موجودہ حالات میں پیشن گوئی کے طور پر بتانے والے ہیں۔

د۔ نبوت بنیادی اور خصوصی طور پر اپنی نوعیت میں پیشن گوئی نہیں ہے۔ پیشن گوئی اُس کے پیغام اور منصب کی تصدیق کا ایک طریقہ ہے۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ عہد عتیق کی ۲ فی صد سے کم نبوتیں مسیحائی ہیں۔ ۵ فیصد سے کم ہیں جو نئے عہد کے

زمانہ کو بیان کرتی ہیں۔ایک فی صد سے کم ہیں جو خاص طور پر آنے والے واقعات سے تعلق رکھتی ہیں(Fee & Stuart, How to Read the Bible For All Its Worth, p. 166)۔

و۔ انبیانے خدا کو لوگوں کے سامنے بیان کیا، جب کہ کاہنوں نے لوگوں کو۔ یہ ایک عام بات ہے۔حبقوق کی طرح کچھ توقعات ہیں، وہ خدا سے سوال کرتا ہے۔

ہ۔ ایک وجہ یہ ہے کہ ہم انبیا کی کتابوں کو کیوں نہیں سمجھ پاتے کیونکہ ہمیں اُن کی کتابوں کی ساخت کا علم نہیں۔ وہ تاریخی نہیں ہیں۔ وہ ایک مفہوم رکھتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں لیکن ہمیشہ وہ نہیں جس کی توقع کی جائے۔اکثر مخطوطات میں کوئی خاص تاریخی حالات، عرصہ یا واضح تقسیم بھی نہیں ہوتی، اس لئے یہ مشکل ہے(۱) ایک ہی نشست میں کتاب کو پڑھ لیا جائے؛(۲) ایک موضوع کا خاکہ تیار کیا جائے اور (۳) ہر مخطوطہ میں مصنف کے ارادے یا مرکزی سچائی کی شناخت کی جائے۔

۴۔ نبوت کی خصوصیات

الف۔ عہد عتیق میں نبی اور نبوت کا تصور ابھرتا نظر آتا ہے۔ابتدائی اسرائیل میں نبیوں کی رفاقت ہوتی تھی جن میں پُر قوت کرشماتی راہنما جیسا کہ ایلیاہ یا الیشع ہوتے تھے۔بعض اوقات یہ اصطلاح ''انبیا زادے'' اس رفاقتی جماعت کے لئے استعمال ہوتی تھی (۲۔تواریخ ۲)۔انبیا اُس وقت وجدانی کیفیت کے طاری ہونے پر درجات میں تقسیم کیے جاتے تھے(۱۔سموئیل۱۰۔۱۳؛۱۹:۱۸۔۲۴)

ب۔ تاہم فرداً فرداً نبی ہونے کا یہ وقت دھیرے دھیرے گزرتا گیا۔وہاں ایسے بھی نبی تھے (جھوٹے اور سچے) جو بادشاہ کے ساتھ ہوتے تھے اور محل میں رہتے تھے (جاد، ناتن)۔کچھ ایسے بھی تھے جو خود انحصار تھے، اور اسرائیلی معاشرے کے مرتبہ سے مکمل طور پر غیر متعلق تھے۔وہ مرد اور عورت دونوں میں سے ہی تھے (۲۔سلاطین۲۲:۱۴)۔

ج۔ نبی عموماً مستقبل کے ظاہر کرنے والے ہوتے تھے، جو کہ کسی شخص یا لوگوں کے موجودہ رویہ پر مشروط تھا۔اکثر نبی کا کام خدا کے عالم گیر منصوبہ کو اُس کی تخلیق کے لئے منکشف کرنا ہوتا جو انسانی ردعمل سے متاثر نہیں ہوتا۔ یہ عالم گیر مستقبل کا منصوبہ قدیم مشرق قریب کے اسرائیلی انبیا میں منفرد تھا۔پیشن گوئیاں اور عہد شناسی نبوتی پیغامات کے دو الوٹ انگ تھے (ملاحظہ کریں، فی اور سٹیورٹ، صفحہ ۱۵۰)۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ انبیاء بنیادی طور پر اپنے نکتہ نظر میں مستند ہوتے تھے۔ وہ عام طور پر لیکن خصوصی طور پر نہیں اسرائیل کی قوم سے مخاطب ہوتے ہیں۔

د۔ زیادہ طور نبوتی مواد زبانی پیش کیا گیا۔ یہ بعد میں وسائل و ذرائع اور یا تاریخی اعتبار سے یا دیگر قدیم مشرق قریب کے ادب کے انداز پر ترتیب دیا گیا جواب ہمارے پاس نہیں ہے۔کیونکہ یہ زبانی تھا اس لئے ایک ترکیب نحوی کے ڈھانچہ میں نہیں ہے۔اسلئے کتابوں کو پڑھنا مشکل ہے اور مخصوص تاریخی حالات کے بغیر سمجھنا مشکل۔

و۔ انبیاء نے اپنے پیغاموں کی ترسیل کے لئے کئی طریقہ کار استعمال کیے؛

۱۔ عدالتی منظر۔ خدا اپنے لوگوں کو عدالت میں کھڑا کرتا ہے، اکثر یہ طلاق کا مقدمہ ہوتا ہے جس میں یہواہ اپنی بیوی (اسرائیل) کو اُس کی بے وفائی کے باعث رد کرتا ہے (ہوسیع ۴؛ میکاہ ۶)۔

۲۔ نوحہ۔ اس خاص قسم کے پیغام اور اس کی خصوصیات ''نوحہ'' ایک خاص قسم کے طور پر منفرز کرتی ہیں (یسعیاہ ۵؛ حبقوق ۲)۔

۳۔ عہد کی برکات کا اعلان۔ اس میں عہد کی مشروط نوعیت پر زور دیا گیا اور نتائج پر، دونوں منفی اور مثبت جو کہ مستقبل کے لئے تھیں (استثنا ۲۷۔۲۹)۔

۵۔ سچے انبیاء کی تصدیق کے لئے بائبلی معیار

الف۔ استثنا ۱۳:۱۔۵ (پیشن گوئیاں اور نشانات خدائے واحد کی پاکیزگی سے منسلک)

ب۔ استثنا ۱۸:۹۔۲۲ (جھوٹے اور سچے انبیاء)

ج۔ آدمی اور عورت دونوں بلائے اور نبی کے طور پر مقرر کئے گئے یا نبیہ کے طور پر

۱۔ مریم خروج ۱۵

۲۔ دبورہ قضاۃ ۴:۴۔۶

۳۔ ہلدہ ۲۔سلاطین ۲۲:۱۴۔۲۰؛ ۲ تواریخ ۳۴:۲۲۔۲۸

د۔ اردگرد کی ثقافتوں میں انبیاء کی تصدیق علم الغیب کی بنیاد پر ہوتی تھی۔ مگر اسرائیل میں اُنکی تصدیق یوں ہوتی تھی؛

۱۔ الٰہیاتی امتحان۔ یہواہ کے نام کا استعمال

۲۔ تاریخی امتحان۔ بعین پیشن گوئیاں

۶۔ نبوت کی تفسیر کے لئے راہنما ہدایات

الف۔ اصل نبی کے ارادے کو ہر ایک صحیفہ کے تاریخی حالات اور ادبی سیاق وسباق پر غور کرتے ہوئے پہچانیں۔ عموماً اس میں موسوی عہد کو کسی انداز میں توڑنا شامل ہوتا ہے۔

ب۔ پورے صحیفہ کو پڑھیں اور تفسیر کریں محض ایک حصہ کو نہیں؛ اس کا مضامین کے مطابق خاکہ بنائیں۔ دیکھیں کہ یہ باقی صحیفوں کے ساتھ کیسے مطابقت رکھتا ہے۔ ادبی حصوں اور پیروں کی مدد سے پوری کتاب کا خاکہ بنانے کی کوشش کریں۔

ج۔ جب تک استعاراتی استعمال کے متعلق حوالہ خود نہ اشارہ دے لغوی تفسیر کرنے کی کوشش کریں؛ پھر استعاراتی زبان کو نحوی ترکیب میں لائیں۔

د۔ علامتی عمل کا تاریخی حالات اور متوازی حوالہ جات کی روشنی میں تجزیہ کریں۔ یاد رہے کہ یہ قدیم مشرق قریب کا ادب ہے نہ کہ جدید مغربی یا جدید ادب۔

و۔ پیشن گوئیوں کو احتیاط سے دیکھیں

۱۔ کیا وہ خصوصی طور پر مصنف کے ایام سے تعلق رکھتی ہیں؟

۲۔ کیا وہ نتیجتاً اسرائیلی تاریخ میں پوری ہوئیں؟

۳۔ کیا وہ ابھی بھی مستقبل کے واقعات ہیں؟

۴۔ کیا اُن میں ہم عصر تکمیل اور ابھی بھی مستقبل میں تکمیل موجود ہے؟

۵۔ اپنے جوابات کی تلاش میں بائبلی مصنفین پر غور کریں نہ کہ جدید مصنفین پر۔

ہ۔ خاص اغراض و مقاصد

۱۔ کیا پیشن گوئی مشروط ردعمل پر پورا اُترتی ہے؟

۲۔ کیا یہ بالخصوص اُس سے متعلقہ ہے جس کے لئے نبوت کی گئی (اور کیوں)؟

۳۔ کیا بائبلی اور/یا تاریخی اعتبار سے متعدد بار تکمیل ممکن ہے؟

۴۔ کیا عہد جدید کے مصنفین مسیح کے حوالہ سے عہد عتیق میں متعدد جگہوں پر الہام پانے کے اہل ہوئے تھے جن میں ہم پُریقین نہیں؟ وہ الفاظ یا تمثیلیات کا استعمال کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ ہم ملہم نہیں ہیں تو یہ بہترین طریقہ ہوگا کہ اس معاملہ کو اُن پر چھوڑ دیا جائے۔

۷۔ معاون کُتب

1. A Guide to Biblical Prophecy by Carl E. Armerding and W. Ward Gasque
2. How to Read the Bible for All Its Worth by Gordon Fee and Douglas Stuart
3. My Servants the Prophets by Edward J. Young
4. Plowshares and Pruning Hooks: Rethinking the Language of Biblical Prophecy and Apocalyptic by D. Brent Sandy
5. Cracking the Old Testament Code, D. Brent Sandy and Ronald L. Giese, Jr.

ضمیمہ ۵

عہد جدید کی نبوت

۱۔ عہد جدید کی نوبت عہد عتیق کی نبوت جیسی نہیں ہے (بی ڈی بی ۶۱۱)، جس میں ربیوں کے مفاہیم جو یہواہ کی طرف سے الہامی مکاشفات شامل تھے (اعمال۳:۱۸، ۲۱؛ رومیوں۱۶:۲۶)۔ محض انبیاء ہی کلام لکھ سکتے تھے۔

الف۔ موسیٰ کو بطور نبی بلایا گیا (استثنا۱۸:۱۵۔۲۱)۔

ب۔ تاریخی کُتب (یشوع تا تواریخ[ماسوائے روت]) ابتدائی انبیاء کہلاتے ہیں (اعمال۳:۲۴)۔ انبیاء نے سردار کاہنوں کی

ج۔ انبیاء نے خدا کی طرف سے معلومات کا ذریعہ کے طور پر سردار کاہنوں کی جگہ لے لی (یسعیاہ تا ملاکی)

د۔ عبرانی فہرست مسلمہ کی تقسیم میں دوسرا حصہ ''انبیاء کے صحائف یا انبیاء] پر مشتمل ہے (متی ۵:۱۷؛ ۲۲:۴۰؛ لوقا۱۶:۱۶؛ ۲۴:۲۵، ۲۵؛ رومیوں۳:۲۱)۔

۲۔ عہد جدید میں نبوت کا تصور کئی طریقوں سے استعمال ہوا ہے۔

الف۔ عہد عتیق کے انبیاء اور اُس کے الہامی پیغامات کا حوالہ دینا (متی۲:۲۳؛ ۵:۱۲؛ ۱۱:۱۳؛ ۱۳:۱۴؛ رومیوں۱:۲)۔

ب۔ مشترکہ گروہ کی نسبت ایک شخص کے پیغام کا حوالہ دینا (جیسے کہ انبیاء بنیادی طور پر اسرائیل سے مخاطب ہوئے)

ج۔ یوحنا اصطباغی (متی ۱۱:۹؛ ۱۴:۵؛ ۲۱:۶۲؛ لوقا ۱:۷۶) اور یسوع مسیح بطور خدا کی بادشاہی کی منادی کرنے والا (متی۱۳:۵۷؛ ۲۱:۱۱، ۴۶؛ لوقا۴:۲۴؛ ۷:۱۶؛ ۱۳:۳۳؛ ۲۴:۱۹)، دونوں کا حوالہ دینا۔ یسوع نے خود بھی انبیاء سے بڑا ہونے کا دعویٰ کیا (متی۱۱:۹؛ ۱۲:۴۱؛ لوقا۷:۲۶)۔

د۔ عہد جدید میں دیگر انبیاء

۱۔ لوقا کی انجیل میں مسیح یسوع کی ابتدائی زندگی کا اندراج (جیسا کہ مریم کی یادیں)

الف۔ الیشبع (لوقا۱:۴۱۔۴۲)

ب۔ زکریاہ (لوقا۱:۶۷۔۷۹)

ج۔ شمعون (لوقا۲:۲۵۔۳۵)

د۔ حنّہ (لوقا۲:۳۶)

۲۔ طنزیہ پیشن گوئیاں (کیفا، یوحنا۱۱:۵۱)

و۔ جو انجیل کی خوشخبری دیتا ہے اُس کا حوالہ دینا (منادی کرنے کی نعمتوں کی فہرست میں (۱۔کرنتھیوں۱۲:۲۸۔۲۹؛ افسیوں ۴:۱۱)

ہ۔ کلیسیا میں نعمت کے تسلسل کا حوالہ دینا (متی۲۳:۳۴؛اعمال۱۳:۱؛۱۵:۳۲؛ رومیوں۱۲:۶؛۱۔کرنتھیوں۱۲:۱۰، ۲۸۔۲۹؛ ۱۳:۲؛افسیوں۴:۱۱)۔بعض اوقات یہ عورت کا حوالہ بھی دیتا (لوقا۲:۳۶؛اعمال۲:۱۷؛۲۱:۹؛۱۔کرنتھیوں۱۱:۴۔۵)۔

ح۔نبوتی کتاب 'مکاشفہ' کا حوالہ دینا (مکاشفہ۱:۳؛۲۲:۷،۱۰،۱۸،۱۹)

۳۔ عہد جدید کے انبیاء

الف۔ اِن کو اُن معنوں میں الہامی مکاشفہ نہیں دیا گیا جن معنوں میں عہد عتیق کے انبیاء کو ملا (صحائف)۔ یہ کہنا ہے لفظ ''ایمان'' کے اعمال۶:۷؛۱۳:۸؛۱۴:۲۲؛گلتیوں۱:۲۳؛۳:۲۳؛۶:۱۰؛فلپیوں۱:۲۷؛ یہوداہ۳،۲۰) میں استعمال کی وجہ سے ممکن ہے (جیسا کہ ایک مکمل انجیل کا مفہوم)۔

یہ تصور یہوداہ آیت ۳ میں مکمل جملہ ''ایمان۔۔۔مقدسوں کو ایک ہی بار سونپا گیا تھا'' میں واضح ہوتا ہے۔''ایک ہی بار'' ایمان مسیحیت کی سچائیوں، عقائد، تصوارات، بنیادی نکتہ نظر کی تعلیمات کا حوالہ دیتا ہے۔ایک ہی بار سونپا گیا اس بات پر زور ہے کہ عہد جدید کی تصنیفات الہٰیاتی الہامی طور پر محدود ہیں اور دیگر یا بعد کی تصنیفات کو مکاشفہ نہیں سمجھا جاتا۔عہد جدید میں بہت سے مبہم، غیر یقینی اور تشریح طلب حصے ہیں لیکن ایماندار ایمان سے مانتے ہیں کہ جو کچھ بھی ایمان اور مشق کے لئے ضروری تھا عہد جدید میں کافی وضاحت کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔یہ تصور اُس سے ''مکاشفاتی مثلث'' کا خاکہ بناتا ہے جو کہ:

۱۔ خدا نے تاریخی وقت مقررہ پر خود ظاہر کیا (مکاشفہ)

۲۔ اُس نے مخصوص انسانی مصنفین کو چُنا کہ وہ دستاویز تیار کریں اور اُس کے کردار کو واضح کریں (الہام)

۳۔ اُس نے انسانوں کے دلوں اور ذہنوں کو کھولنے کے لئے اپنا روح عطا کیا ہے تاکہ وہ اِس کتابوں کو سمجھیں، حتمی اعتبار سے نہیں بلکہ نجات اور موثر مسیحی زندگی کے لئے کافی ہونے کے طور پر (تنویر) اس کا نکتہ نظر یہ ہے کہ الہام کلام مقدس کے لکھاریوں کے لئے محدود تھا۔اس کے بعد کوئی مستند تحریر، رویات یا مکاشفات نہیں ہیں۔فہرست مسلمہ مکمل ہو چکی ہے۔خدا کو جواب دینے کے لئے ہمارے پاس تمام ضروری حقائق موجود ہیں۔اس حقیقت کو بائبلی مصنفین کے اتفاق بامقابلہ مخلص خداترس ایمانداروں کے نااتفاق میں بہتر طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔کسی بھی جدید عالم یا مبلغ کے پاس الٰہی قیادت اُس سطح کی نہیں جو کلام مقدس کے مصنفین کے پاس تھی۔

ب۔ چند پہلوؤں سے عہد جدید کے نبی عہد عتیق کے نبیوں سے مماثلت رکھتے ہیں۔

۱۔ مستقبل کے واقعات کی پیشن گوئیاں (پولس، اعملا ۲۷:۲۲؛ اگبس، اعمال ۱۱:۲۷۔۲۸؛ ۲۱:۱۰۔۱۱؛ دیگر اعمال ۲۰:۲۳)

۲۔ عدالت کا اعلان (پولس اعمال۱۳:۱۱؛ ۲۸:۲۵۔۲۸)

علامتی اعمال جو کہ ایک واقعہ کی واضح تصویر کشی کرتے ہوں (اگبس ۲۱:۱۱)

ج۔ انہوں نے انجیل کی سچائیوں کی بعض اوقات پیشن گوئیوں کی شکل میں منادی کی (اعمال ۱۱:۲۷۔۲۸؛۲۰:۲۳؛

۲۱: ۱۰-۱۱) لیکن یہ مرکزی ارتکاز نہیں تھا۔ا۔کرنتھیوں میں نبوت بنیادی طور پر انجیل کی ترسیل کرنا تھا (۱۴: ۲۴، ۳۹)۔

د۔ وہ روح القدس کے ہم عصر ذرائع ہیں جو کہ خدا کی سچائی ایک نئی حالت، ثقافت یا زمانہ میں ہم عصر اور عملی اطلاق کو ظاہر کرتے ہیں (ا۔کرنتھیوں ۱۴: ۳)

و۔ وہ ابتدائی پولس کی کلیسیاؤں میں سرگرم تھے (ا۔کرنتھیوں ۱۱: ۴-۵؛ ۱۲: ۲۸، ۲۹؛ ۱۳: ۲۹؛ ۱۴: ۱، ۳، ۴، ۵، ۶، ۲۲، ۲۴، ۲۹، ۳۱، ۳۲، ۳۷، ۳۹؛ افسیوں ۳: ۵؛ ۴: ۱۱؛ ا۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۰) اور دیدانے (Didache) (یہ پہلی یا دوسری صدی عیسوی میں تحریر ہوئے) بیان کیے گئے ہیں اور دوسری اور تیسری صدی کے موتانزم (Montanism) میں ملتے ہیں جو کہ شمالی افریقہ میں ہیں۔

۴۔ کیا عہد جدید کی نعمتیں موقوف ہوگئی ہیں؟

الف۔ اس سوال کا جواب دینا مشکل ہے۔ یہ نعمتوں کے مقاصد کو بیان کرنے کے معاملہ کو واضح کرنے میں مدد کرتا ہے۔کیا یہ انجیل کی ابتدائی منادی کی تصدیق کرنے کے لئے ہے یا کلیسیا کی اور گمراہ دُنیا کی پاسبانی کرنے کے لئے جاری رہنے والا طریقہ ہے؟

ب۔ کیا اس کے لئے کلیسیا کی تاریخ کو دیکھنا پڑے گا یا عہد جدید کو۔عہد جدید میں اس حوالہ سے کوئی اشارہ نہیں ہے کہ روحانی نعمتیں عارضی ہیں۔وہ جو اس معاملہ سے نپٹنے کے لئے ا۔کرنتھیوں ۱۳: ۸-۱۳ کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں حوالہ کے مقصد کا غلط استعمال کرتے ہیں کہ سب کچھ جاتا رہے گا سوائے محبت کے۔

ج۔ میں یہ کہنے میں مجبور ہوں کہ جب عہد جدید اور نہ ہی کلیسیا کی تاریخ بتاتی ہے تو ایماندار یہ لازمی مان لیں کہ نعمتیں جاری ہیں۔تاہم میں یہ مانتا ہوں کہ ثقافت تفسیر پر اثر انداز ہوتی ہے۔بعض بہت واضح حوالہ جات بھی قابل اطلاق نہیں ہوتے (مثلاً پاک بوسہ، عورت کا برقعہ پہننا، گھروں میں کلیسیائی عبادات وغیرہ)۔اگر ثقافت متون کو متاثر کرتا تو کلیسیا کی تاریخ کیوں نہیں؟

د۔ یہ ایک سادہ سا سوال ہے جس کا حتمی جواب نہیں دیا جا سکتا۔کچھ ایماندار اس کے موقوف ہونے کی حمایت کرتے ہیں اور کچھ حمایت نہیں کرتے۔جیسے کہ اس میدان میں تفسیر کے بہت سے مسائل ہیں تو ایمانداروں کا روح اس ضمن میں اس کا حل ہے۔عہد جدید ثقافتی اور ذومعنی ہے۔مشکل اس میں کہ کونسا حوالہ کس ثقافت یا تاریخ پر پورا اترتا ہے اور کونسا تمام زمانوں اور ثقافتوں کے لئے ہے (فی اور سٹیورٹ، How to read the bible for all its worth، صفحات ۱۴-۱۹ اور ۶۹-۷۷)۔یہاں آزادی اور ذمہ داری پر بحث کی گئی ہیں جو رومیوں ۱۴: ۱-۱۵: ۱۳ اور ا۔کرنتھیوں ۸: ۱۰ میں ملتے ہیں اہم ہیں۔اس سوال کا جواب دو اہم باتوں کے وسیلہ یوں گا؛

۱۔ ہر ایماندار جو بصیرت وہ رکھتا ہے اُس کے مطابق ایمان میں چلے۔خدا ہمارے دلوں اور ارادوں کو جانتا ہے۔

۲۔ ہر ایماندار کو چاہیے کہ وہ دوسروں کو بھی اُن کے ایمان میں جو بصیرت وہ رکھتے ہیں چلنے دے۔بائبلی اتحاد میں تحمل

ضروری ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں جیسے اُس نے ہم سے رکھی۔

و۔ اس معاملہ کا خلاصہ کرتے ہیں، مسیحیت ایمان اور محبت کی زندگی ہے، کامل علم الٰہیات کی نہیں۔ یہ اُس کے ساتھ ہمارا تعلق ہے جو کہ دوسروں کے ساتھ تعلقات پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر حتمی معلومات یا عقائد کو کاملیت بخشتا ہے۔

ضمیمہ ۶

عبرانی شاعری

۱۔ تعارف

الف۔ یہ قسم کا ادب عہد عتیق میں تقریباً ایک تہائی ہے۔ یہ خاص طور پر انبیاء کی کُتب میں عام ہے (تمام ہی انبیاء کی کتب میں لیکن حجی اور ملاکی میں شاعری ہے) اور ''صحائف میں جو کہ عبرانی فہرست مسلمہ کا حصہ ہیں۔

ب۔ یہ انگریزی کی شاعری سے بہت مختلف ہے۔ انگریزی کی شاعری یونانی اور لاطینی سے پروان چڑھی ہے جو کہ بنیادی طور پر صوتی بنیاد کی حامل ہے۔ عبرانی شاعری کعنانیوں کی شاعری سے بہت حد تک ملتی ہے۔ مشرق قریب کی شاعری میں کوئی شعروں یا قافیہ کا لہجہ نہیں (مگر ردھم) تھا۔

ج۔ اوگاریت (راس شمرہ) میں اسرائیل کے شمالی حصے سے آثار قدیمہ کی دریافت نے علما کی مدد کی ہے کہ وہ عہد عتیق کی شاعری کو سمجھ سکیں۔ ۱۵ویں صدی قبل از مسیح سے شاعری بائبلی شاعری کے ساتھ ایک خاص رشتہ ہے۔

۲۔ شاعری کی عمومی خصوصیات

الف۔ یہ بڑی جامع ہے۔

ب۔ یہ سچائی، جذبات یا تجربات کو تخیل میں بیان کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

ج۔ یہ بنیادی طور پر تحریری ہے، زبانی نہیں۔ یہ بلند پایہ پر مربوط ہوتی ہے۔ اس کی یہ ساخت یوں ظاہر ہوتی ہے؛

۱۔ متوازن اشعار (متوازنیت)

۲۔ لفظینوک جھوک

۳۔ صوتی نوک جھوک

۳۔ بناوٹ (آر کے ہیریسن، Introduction To The Old Testament، ص۔ ۹۶۵۔۹۷۵)۔

الف۔ بشپ رابرٹ لووتھ نے پہلی مرتبہ بائبلی شاعری کو سوچ کے متوازن اشعار میں اپنی کتاب '' Lectures on the Sacred Poetry of the Hebrews (1753) میں تقسیم کیا۔ زیادہ تر جدید انگریزی تراجم اس انداز میں اشعار کو لکھتے ہیں کہ شاعری نظر آئے۔

۱۔ مترادفات۔ اشعار مختلف الفاظ میں ایک ہی سوچ کا بیان کرتے ہیں:

الف۔ زبور ۳:۱؛ ۴۹:۱؛ ۸۳:۱۴؛ ۱۰۳:۱۳

ب۔ امثال ۱۹:۵؛ ۲۰:۱

ج۔ یسعیاہ ۱:۳، ۱۰

د۔ عاموس۵:۲۴؛ ۸:۱۰

۲۔ متضاد-اشعار متضاد سوچوں کو تضاد جے معنوں کے ذریعہ یا منفی اور مثبت کو بیان کر کے ظاہر کرتے ہیں۔

الف۔ زبور ۱:۶؛ ۹۰:۶

ب۔ امثال ۱:۲۹؛ ۱۰:۱،۱۲؛ ۱۵:۱؛ ۱۹:۴

۳۔ مصنوعیت - اگلے تین یا چار اشعار خیال میں پیش رفت لاتے ہیں- زبور ۱:۱-۲،۱۹:۷-۹؛ ۲۹:۱-۲

۴۔ تصالب - شاعری کا ایک انداز جس میں پیغام کو صعودی یا نزولی ترتیب میں ظاہر کرتے ہیں۔ بنیادی نکتہ اس انداز کے درمیان میں ملتا ہے۔

ب۔ اے برتجس اپنی کتاب، General Introduction to the Study of Holy Scripture (1899) میں عبرانی شاعری کے تجزیہ کی دوسری سطح کو متعارف کروایا۔

۱۔ علامتی - ایک حصہ لغوی اور دوسرا حصہ استعاراتی، زبور ۴۲:۱؛ ۱۰۳:۳

۲۔ موسمی یا طرزِ زینہ - بند صعودی انداز میں سچائی کو ظاہر کرتے ہیں، زبور ۱۹:۷-۱۴؛ ۲۹:۱-۲؛ ۱۰۳:۲۰-۲۲۔

۳۔ اندرونی جانب - بند کے سلسلہ، کم از کم چار شعر کے اندرونی ڈھانچہ سے تعلق رکھتے ہیں، یعنی ۱-۴، ۲-۳، زبور ۳۰:۸-۱۰الف

ج۔ بی۔ گرے اپنی کتاب The Forms of Hebrew Poetry (1915) میں مزید متوازن حصوں کے تصور کو متعارف کروایا۔

۱۔ مکمل توازن - جہاں شعر میں ایک ایک لفظ دہرایا گیا ہے یا دوسرے شعر میں لفظ کے وسیلہ توازن قائم کیا گیا ہے، زبور ۸۳:۱۴ اور یسعیاہ ۱:۳

۲۔ جہاں پر ایک ہی طوالت کے بند نہیں ہیں وہاں نامکمل توازن ہے، زبور ۵۹:۱۶؛ ۷۵:۶

د۔ آج کل ایک لغوی ساخت کا انداز عبرانی شاعری میں جانا پہچانا ہے جو کہ تصالب کہلاتا ہے جو کہ متوازی اشعار کے طاق عدد کو پیش کرتا ہے اور ریت گھڑی کی شکل بناتا ہے جس میں درمیانی شعر پر زور دیا گیا ہوتا ہے۔

و۔ شاعری میں عام طور پر صوتی انداز ملتے ہیں لیکن اکثر مشرقی شاعری میں نہیں ملتے۔

۱۔ حروف تہجی کی نوک جھوک (توشیح بازی، زبور ۹، ۳۴، ۳۷، ۱۱۹، امثال ۳۱:۱۰، نوحہ ۱-۴)

۲۔ حروف صحیح کی نوک جھوک (صعنت سہ حرفی، زبور ۶:۸، ۲۷:۷؛ ۱۲۲:۶؛ یسعیاہ ۱:۱۸-۲۶)

۳۔ حروف علت کی نوک جھوک (صعنت قافیہ، پیدائش ۴۹:۱۷؛ خروج ۱۴:۱۴؛ حزقی ایل ۲۷:۲۷)

۴۔ ہم قافیہ الفاظ کے مختلف معنوں میں دہرایا جانا (ذومعانیت)

۵۔ ایسے الفاظ کی نوک جھوک جو بولنے پر اُسی چیز کی طرح سنائی دیتے ہیں جس کا نام لیا جائے (صوتی ترکیب)

۶۔ خاص ابتدائیہ اور اختتامیہ (شریک)

ہ۔ عہد عتیق میں کئی طرح کی شاعری ہے۔ جو کچھ موضوعات سے تعلق رکھتی ہے اور کچھ وضع سے

۱۔ مخصوص گیت۔ گنتی ۲۱: ۱۷۔۱۸

۲۔ محنت کے گیت - (قضاۃ ۹: ۲۷ میں درج نہیں مگر اشارہ ملتا ہے)؛ یسعیاہ ۱۶: ۱۰؛ یرمیاہ ۲۵: ۳۰؛ ۴۸: ۳۳

۳۔ منظومی قصہ - گنتی ۲۱: ۲۷۔ ۳۰؛ یسعیاہ ۲۳: ۱۶

۴۔ پینے کے گیت - منفی، یسعیاہ ۵: ۱۱۔۱۳؛ عاموس ۶: ۴۔۷ اور مثبت یسعیاہ ۲۲: ۱۳

۵۔ محبت کی نظمیں - غزل الغزلات، شادی کی پہلی - قضاۃ ۱۴: ۱۰۔۱۸، شادی کے گیت زبور ۴۵

۶۔ مرثیے (۲۔ سموئیل ۱: ۱۷ اور ۲۔ تواریخ ۳۵: ۲۵ میں اشارہ ملتا ہے مگر درج نہیں)، ۲۔ سموئیل ۳: ۳۳؛ زبور ۲۷، ۲۸؛ یرمیاہ ۹: ۱۷۔ ۲۲؛ نوحہ؛ حزقی ایل ۱۹: ۱۔ ۱۴؛ ۲۶: ۱۷۔ ۱۸؛ نحمیاہ ۳: ۱۵۔ ۱۹

۷۔ جنگ کے گیت - پیدائش ۴: ۲۳۔ ۲۴؛ خروج ۱۵: ۱۔ ۱۸، ۲۰؛ گنتی ۱۰: ۳۵۔ ۳۶؛ ۲۱: ۱۴۔ ۱۵؛ یشوع ۱۰: ۱۳؛ قضاۃ ۵: ۱۔ ۳۱؛ ۱۱: ۳۴؛ ۱۔ سموئیل ۱۸: ۶؛ ۲۔ سموئیل ۱: ۱۸؛ یسعیاہ ۴۷: ۱۔ ۱۵؛ ۳۷: ۲۱

۸۔ خاص برکات یا راہنما کے برکت - پیدائش ۴۹؛ گنتی ۶: ۲۴۔ ۲۶؛ استثنا ۳۲؛ ۲۔ سموئیل ۲۳: ۱۔ ۷

۹۔ ساحرانہ متن، بلعام، گنتی ۲۴: ۳۔ ۹

۱۰۔ مقدس نظمیں، زبور

۱۱۔ توشیح بازی کی نظمیں - زبور ۹، ۳۴، ۳۷، ۱۱۹؛ امثال ۳۱: ۱۱ اور نوحہ ۱۔۴

۱۲۔ لعنتیں - ۲۱: ۲۲۔ ۳۰

۱۳۔ طنزیہ نظمیں یسعیاہ ۱۴: ۱۔ ۲۲؛ ۴۷: ۱۔ ۱۵؛ حزقی ایل ۲۸: ۱۔ ۲۳

۱۴۔ جنگ کی نظموں کی کتاب (آشر کی کتاب)۔ گنتی ۲۱: ۱۴۔ ۱۵؛ یشوع ۱۰: ۱۲۔ ۱۳؛ ۲۔ سموئیل ۱: ۱۸

۴۔ عبرانی شاعری کی تفسیر کے لئے ہدایات

الف۔ بند یا قطعہ کی مرکزی سچائی کو دیکھیں (یہ نثر میں پیرے کی مانند ہے)۔ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن پہلا انگریزی نسخہ تھا جس میں شاعری کو بندوں کی شکل میں دیا گیا۔ جدید تراجم کو موازنہ بصیرت کے لئے مددگار ہوگا

ب۔ استعاراتی زبان کو پہچانیں اور نثر میں ظاہر کریں۔ یہ یاد رکھیں کہ اس قسم کا ادب بہت جامع ہوتا ہے اور قارئین کے پڑھنے کے لئے بہت کچھ رہ جاتا ہے۔

ج۔ بڑے موضوعات کی نظموں کو اُن کے لغوی سیاق وسباق میں ہی تفسیر کرنے میں پُر یقین رہیں (اکثر پوری کتاب اور تاریخی حالات)۔

د۔ قضاۃ ۴ اور ۵ باب بہت اچھی مثالیں ہیں کہ تاریخی کو منظومی انداز میں کیسے پیش کیا جاتا ہے۔ قضاۃ ۴ نثر ہے اور

قضاۃ ۱۵اسی واقعہ کی شاعری (خروج ۱۴ااور ۱۵اکوبھی ملاحظہ کریں)۔

و۔ متوازنیت کی قسم جواس میں استعمال ہوئی ہے اُسے پہچاننے کی کوشش کریں، یا مترادفات، مصنویت اور تضاد کو۔ ایسا کرنا بے حد اہم ہے

ضمیمہ ۷

عبرانی حکمتی ادب

ا۔ ادبی صنف

الف۔ قدیم مشرق قریب میں ایک عام ادبی صنف۔® جے۔ ولیمز" Wisdom in the Ancient Near East", Interpreter Dictionary of the Bible,)۔

ا۔ مسوپتامیہ (ا۔تواریخ ۴: ۳۰۔۳۱؛ یسعیاہ ۴۷: ۱۰؛ دانی ایل ۱: ۲۰؛ ۲: ۲)

الف۔ سماریوں نے تمثیلی اور کہاوتی حکمتی روایات کو متعارف کروایا (نیپور کے متون سے)

ب۔ بابلی حکمتی ادب پجاریوں اور جادوگروں سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ اخلاقی معیار کے مطابق نہیں تھا (ڈبلیو۔ جی۔ لامبرٹ، Babylonian Wisdom Literature)۔ یہ اسرائیل کی مانند ترقی یافتہ صنف ادب نہیں تھی۔

ج۔ اسوریوں کے ہاں بھی حکمتی روایات پائی جاتی تھیں؛ ان کی ایک مثال اہیقار کی تعلیمات ہو سکتی ہے۔ وہ سنخیرب کا ایک مشیر تھا ۶۸۱۔۷۰۴ ق م)۔

ا۔ مصر (ا۔تواریخ ۴: ۳۰؛ پیدائش ۴۱: ۸؛ یسعیاہ ۱۹: ۱۱۔۱۲)

الف۔ The Teaching for Vizier Ptah-hotep جو کہ تقریباً ۲۴۵۰ ق م میں لکھی گئی۔ اُس کی تعلیم پیروں کی صورت میں تھی نہ کہ تمثیلی شکل میں۔ وہ اس کو ایسا انداز دیتے تھے جیسے کہ باپ بیٹے سے مخاطب ہے۔ The Teachings for King Meri-ka-re جو کہ تقریباً ۲۲۰۰ ق م کی ہے۔ (لاسور، ہبارڈ، بُش، Old TestamentSurvey، صفحہ ۵۳۳)۔

ب۔ The Wisdom of Amen-em-opet، ۱۲۰۰ ق م میں لکھی گئی، امثال ۲۲: ۱۷۔ ۲۴: ۱۲ سے بہت ملتی جلتی ہے۔

۳۔ فُینیکیا (حزقی ایل ۲۷: ۸۔۹؛ ۲۸: ۳۔۵)۔

الف۔ اُوگاریت کی دریافتوں نے عبرانی اور فینیکیا حکمتی ادب کے مابین گہرا تعلق ظاہر کیا ہے۔ بائبلی حکمتی ادب میں بہت سی غیر عمومی ساختیں اور نایاب الفاظ اب راس شمرہ (اُگاریت) کی آثار قدیمہ کی دریافتوں کے وسیلہ قابل فہم ہیں۔

ب۔ غزل الغزلات بری حد تک فینیکیا کے شادی کے گیتوں کی طرح ہے جنہیں واسپس (wasps) کہا

جاتا ہے اور تقریباً ۲۰۰ ق م میں لکھے گئے۔

۴۔ کنعان (مثلاً یرمیاہ ۴۹:۷؛ عبدیاہ ۸)۔ البرائٹ نے عبرانی اور کنعانی حکمتی ادب کے مابین مماثلتوں کو بیان کیا ہے خاص طور پر راس شمر کے متون میں جو اُگاریت سے ہیں اور تقریباً ۱۵ویں صدی ق م میں لکھے گئے۔

الف۔ اکثر ایک جیسے الفاظ جوڑوں کی صورت میں نظر آتے ہیں

ب۔ اصالب کی موجودگی

ج۔ بالائی تحاریر رکھتی ہیں

د۔ نغماتی تحاریر

۵۔ بائبلی حکمتی ادب میں کئی تحریریں غیر اسرائیلی ہیں:

الف۔ ایوب جو ادوم سے تھا

ب۔ اُگار مسّا سے (سعودی عربیہ میں اسرائیلی سلطنت (پیدائش ۲۵:۱۴ اور ۱۔تواریخ ۱:۳۰)

ج۔ لموایل مسّا سے

۶۔ دو یہودی غیر مستند کتابیں جو اس ادب کی صنف سے مشترک ہیں۔

الف۔ یشوع بن سیراخ

ب۔ سُلیمان کی حکمت (حکمت)

ب۔ ادبی خصوصیات

۱۔ بنیادی طور پر دو نمایاں اقسام

الف۔ خوشی، کامیابی کیلئے تمثیلی ہدایات (اصل میں زبانی، امثال ۱:۸؛ ۴:۱)

(۱) مختصر

(۲) آسانی سے ثقافت میں قابل فہم

(۳) سوچ کو وسعت دینے والی، سچائی کے پُرکشش بیانات

(۴) عموماً متضاد بیانات کا استعمال

(۵) عموماً سچ مگر خصوصاً ہمیشہ قابل اطلاق نہیں ہیں

ب۔ خاص مضامین، ادبی کاموں کو طویل دیا گیا ہے (عموماً تحریری شکل میں) جیسے کہ ایوب، واعظ اور یوناہ

(۱) خود کلامی

(۲) مکالمہ

(۳) مضامین

(۴) یہ زندگی کے اہم سوالات اور اسرار کو سلجھاتے ہیں

(۵) دانا الٰہیاتی انداز کو چیلنج دینے پر آمادہ تھے

ج۔ حکمت کو تشخص دینا (ہمیشہ مونث شخصیت کے طور پر)۔حکمت کی اصطلاح مونث ہے۔

(ا) اکثر امثال میں حکمت کو ایک عورت بیان کیا گیا ہے (۱:۸۔۹:۱۸)

(الف) مثبت انداز سے

i۔ ۱:۲۰۔۳۳

ii۔ ۴:۶۔۹

iii۔ ۸:۱۔۳۶

iv۔ ۹:۱۔۶

(ب) منفی انداز سے

i۔ ۷:۱۔۲۷

ii۔ ۹:۱۳۔۱۸

(۲) امثال ۸:۲۲۔۳۱ میں حکمت تمام چیزوں سے پہلے خدا کی پہلی تخلیق کے طور پر پیش کی گئی ہے (۳:۱۹۔۲۰؛ زبور ۱۰۴:۲۴؛ یرمیاہ ۱۰:۱۲)۔ ہوسکتا ہے کہ یوحنا ۱:۱ میں یسوع مسیح کا حوالہ دینے کے لئے ''کلام'' کے استعمال کا پس منظر یوحنا نے یہی سے لیا ہوں۔

(۳) یہ واعظ ۲۴ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

۲۔ یہ ادب انبیاء کی کتب اور شریعت سے منفرد ہے (یرمیاہ ۱۸:۱۸) کیونکہ یہ شخص واحد سے مخاطب ہوتا ہے قوم سے نہیں۔اس میں کوئی تاریخی یا مسلک سے تعلق رکھنے والے اشارے نہیں ملتے۔اس کا بنیادی طور پر روزمرہ، کامیابی، خوش ی اور اخلاقی زندگی کو زیر بحث لاتا ہے۔

۳۔ بائبلی حکمت ادب اپنے انداز میں اپنے اردگرد کے پڑوسی اسالیب سے ملتا جلتا ہے مگر اس کا متن نہیں ملتا۔ایک واحد خدا تمام بائبلی حکمتی ادب کی بنیاد ہے (پیدائش ۴۱:۳۸۔۳۹؛ ایوب ۱۲:۱۳؛ ۲۸:۲۸؛ امثال ۱:۷؛ ۹:۱۰؛ زبور ۱۱۱:۱۰)۔ بابل میں ایسا ہی اپسو، ائیا یا مردوک کے حوالہ سے تھا۔ مصر میں تھوتھ۔

۴۔ عبرانی حکمتی ادب بہت عملی تھا۔ یہ تجربات پر مبنی تھا نہ کہ مکاشفہ پر۔ یہ اپنی زندگی میں کامیاب شخص واحد پر مرتکز تھا (زندگی کیتمام پہلوؤں میں دینی اور دُنیوی)۔ یہ الٰہی سمجھ بوجھ ہے۔

۵۔ کیونکہ حکمتی ادب میں انسانی عقل، تجربات اور مشاہدات استعمال ہوئے ہیں اس لئے یہ بین الاقوامی، بین الثقافتی ہے۔ یہ خدائے واحد کا بنیادی نکتہ نظر ہے جس کا اکثر ذکر نہیں کیا گیا مگر اسرائیل کے حکمتی ادب کو مکاشفاتی بناتا ہے۔

۲۔ ممکنہ ذرائع

الف۔ اسرائیل میں حکمتی ادب کو اس لئے تشکیل دیا گیا کہ دوسرے مکاشفاتی ادب کے ساتھ توازن ہو جائے (یرمیاہ ۱۸:۱۸؛ حزقی ایل ۷:۲۶)

۱۔ کاہن - شریعت - شکل (اجتماعی)

۲۔ نبی - مخطوطات - تحریک (اجتماعی)

۳۔ دانشور - حکمت - عملی، کامیاب روزمرہ کی زندگی (انفرادی)

۴۔ جیسا کہ اسرائیل میں خواتین نبیہ (مریم، ہلدہ) بھی تھیں تو ایسے ہی خواتین دانشور بھی تھیں (۲۔سموئیل ۱۴:۱۔۲۱؛ ۲۰:۱۴۔۲۲ دیکھیں)۔

ب۔ اس قسم کا ادب تشکیل پاتا دیکھائی دیتا ہے؛

۱۔ لوک کہانیوں کے طور پر جو آگ کے چوگرد بیٹھنے والے سناتے ہیں

۲۔ خاندانی روایات کے طور پر جو لڑکوں کو بتائی جاتی تھیں۔

۳۔ شاہی محل نے اُن کو لکھا اور حمایت کی

الف۔ داؤد زبوروں سے منسلک تھا

ب۔ سلیمان امثال سے منسلک تھا (۱۔تواریخ ۴:۲۹۔۳۴؛ زبور ۷۲ اور ۱۲۷؛ امثال ۱:۱؛ ۱۰:۱؛ ۲۵:۱)

ج۔ حزقیاہ حکمتی ادب کی تدوین سے منسلک تھا (امثال ۲۵:۱)

۳۔ مقصد

الف۔ یہ بنیادی طور پر ''کیسے''، خوشی اور کامیابی پر مرتکز ہے۔ یہ بنیادی طور پر اپنے ارتکاز میں فردِ واحد سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا انحصار:

۱۔ گزشتہ نسل کے تجربات پر

۲۔ زندگی میں تعلق کی وجہ اور اثر پر

۳۔ خدا پر توکل کا اجر ہے (استثنا ۲۷۔۲۹)

ب۔ یہ آنے والی نسل کے راہنماؤں اور شہریوں تک سچائی پہنچانے اور اُنہیں تربیت دینے کا معاشرتی طریقہ تھا۔

ج۔ عہدِ عتیق کی حکمت اگرچہ ظاہر نہیں کرتی تاہم تمام زندگی میں پس منظر میں خدا کا عہد کارفرماں تھا۔ عبرانی میں

دُنیوی اور دینی کے مابین کوئی شدید تقسیم نہیں تھی۔ تمام زندگی دینی تھی۔

د۔ یہ روایتی الٰہیات کو توازن کرنے اور دعوت عمل دینے کا ایک طریقہ تھا۔ دانشور آزاد مفکر تھے جو کہ سچائیوں کی نصابی کتاب کے پابند نہیں تھے۔ وہ ''کیوں، کیسے، اگر ہو تو کیا؟'' جیسے سوالات پوچھنے کے لئے دلیر تھے۔

۴۔ تفسیر کے طریقے

الف۔ مختصر تمثیلی بیانات

۱۔ سچائی کے اظہار کے لئے مستعمل زندگی کے مشترکہ عناصر کو دیکھیں۔

۲۔ سادہ سے اعلانیہ جملے میں مرکزی سچائی کو بیان کریں۔

۳۔ جب تک سیاق وسباق مدد نہ دے تب تک ایک ہی موضوع پر متوازی حوالہ جات کو دیکھیں۔

ب۔ طویل ادبی حصے

۱۔ تمام حصے کی مرکزی سچائی کو بیان کرنے میں پُریقین ہوں

۲۔ آیات کو سیاق وسباق سے باہر نہ لے جائیں

۳۔ تحریر کی وجہ یا تاریخی موقعہ کو دیکھیں

ج۔ کچھ عام غلط تفاسیر (فی اور سٹیورٹ، How to Read the Bible for All Its Worth، صفحہ ۲۰۷)

۱۔ لوگ حکمت کی کتاب کو پورا نہیں پڑھتے (جیسے کہ ایوب اور واعظ) اور اُس کی مرکزی سچائی کو دیکھتے ہیں اور اِس کے حصوں کو سیاق وسباق سے بغیر ہی جدید زندگی پر اطلاق کر دیتے ہیں۔

۲۔ لوگ ادبی صنف کی انفرادیت کو نہیں سمجھتے۔ یہ قدیم مشرق قریب کا اعلیٰ ترین استعاراتی اور جامع ادب ہے۔

۳۔ امثال عام سچائی کے بیانات ہیں۔ یہ سچائی کے بیانات جو وسیع طور پر قلمبند ہوئے مخصوص سچ، ہر حالت اور ہر وقت پر لاگو نہیں ہوتے۔

۵۔ بائبلی مثالیں

الف۔ عہد عتیق

۱۔ ایوب

۲۔ زبور ا، ۱۹، ۳۲، ۳۴، ۳۷ (توشیح بازی)، ۴۹، ۷۸، ۱۰۴، ۱۰۷، ۱۰۰، ۱۱۲، ۱۱۹ (توشیح بازی)، ۱۲۷-۱۲۸، ۱۳۳، ۱۴۸

۳۔ امثال

۴۔ واعظ

۵۔ غزل الغزلات

۶۔ نوحہ (توشیح بازی)

۷۔ یوناہ

ب۔غیر مستند کتابیں

۱۔ توبیت

۲۔ یشوع بن سیراخ

۳۔ حکمت

۴۔ مکابین۴

ج۔عہد جدید

۱۔ مسیح یسوع کی تمثیلیں اور امثال

۲۔ یعقوب کا خط

ضمیمہ ۸

مکاشفہ

(یہ خاص موضوع میری مکاشفہ پر تفسیر سے لیا گیا ہے)

۱۔ مکاشفہ انفرادیت کے ساتھ یہودی ادبی صنف، نبوت سے ہے۔ یہ ناگزیر حالات میں اس بات کی قائلیت بخشتا ہے کہ خدا تاریخ میں موجود ہے اور اپنے لوگوں کو رہائی دیتا ہے۔ اس قسم کا ادب یوں درجات میں تقسیم ہوتا ہے؛

الف۔ خدا کی عالمگیر حاکمیت کا ٹھوس ادراک (واحدنیت اور مستقل مزاجی)

ب۔ برائی اور اچھائی میں ایک جنگ، یہ زمانہ اور آنے والا زمانہ (ثنویت)

ج۔ مخفی الفاظ کا استعمال (عموماً عہد عتیق سے یا دور بین العہدین کے یہودی مکاشفاتی ادب سے)

د۔ رنگوں، اعداد، جانوروں، بعض اوقات حیوان/انسان کو استعمال

و۔ خواب اور رویا کے وسیلہ کے طور پر فرشتگان کی صالحت کا استعمال، لیکن عموماً فرشتوں کی صالحت

ہ۔ بنیادی طور پر اخیر زمانہ پر ارتکاز (نیا زمانہ)

ح۔ حقائق کا نہیں بلکہ اخیر زمانہ کے پیغام کی اشاعت کے لئے مخصوص علامتوں کا استعمال

ز۔ اس قسم کے ادب کی کچھ مثالیں

۱۔ عہد عتیق

الف۔ یسعیاہ ۲۴۔۲۷، ۵۸۔۵۸

ب۔ حزقی ایل ۳۷۔۴۸

ج۔ دانی ایل ۷۔۱۲

د۔ یوایل ۲:۲۸۔۳:۲۱

و۔ زکریاہ ۱۔۶، ۱۲۔۱۴

۲۔ عہد جدید

الف۔ متی ۲۴، مرقس ۱۳، لوقا ۲۱، اور ا۔کرنتھیوں ۱۵ (ایک طرح سے)

ب۔ ۲۔تھسلنیکیوں ۲ (ایک طرح سے)

ج۔ مکاشفہ (۴۔۲۲ ابواب)

۳۔ غیر مستند کتابیں (ڈی۔ایس رسل کی کتاب "The Method and Message of Jewish Apocalyptic" کے صفحات ۳۷۔۳۸)

الف۔ ۱۔حنوک،۲۔حنوک (حنوک کے راز)

ب۔ کتاب یوبلی

ج۔ سبلی کے مخطوطات،۳،۴،۵

د۔ ۱۲بزرگوں کا عہدنامہ

و۔ سُلیمان کے زبور

ہ۔ موسیٰ کی تعلیمات

ح۔ یسعیاہ کی شہادت

ز۔ موسیٰ کا مکاشفہ (آدم اور حوا کی زندگی)

ی۔ ابرہام کا مکاشفہ

ک۔ ابرہام کا عہدنامہ

ل۔ ۲۔ایسدراس (۴ایسدراس)،۱۔باروک۲،۳

م۔ اس صنف میں ثنویت کا تصور پایا جاتا ہے۔ یہ حقیقت اور ذیل کے تصورات کے مابین ثنویت، تضاد یا تناؤ کے سلسلہ کے طور پر دیکھتی ہے (یوحنا کی تصانیف میں بہت عام ہے)؛

۱۔ آسمان - زمین

۲۔ بدی کا دور (گناہ گار انسان اور فرشتے) - راستبازی کا نیا دور (خداترس انسان اور فرشتے)

۳۔ دورحاضر - دور مستقبل

ن۔ یہ سب خدا کی طرف سے آنے والی تکمیل کی طرف جا رہا ہے۔ یہ وہ دُنیا نہیں ہے جس کا خدا نے ارادہ کیا تھا بلکہ وہ مسلسل کام کر رہا ہے اور اُس کی وہ مرضی پوری ہوگی جو کہ باغ عدن میں تھی۔ مسیح یسوع کا واقعہ خدا کے منصوبہ کا چشمہ ہے لیکن دومرتبہ کی آمد موجودہ ثنویت کو لائی۔

ضمیمہ ۹
تمثیلیں

ا۔ تمثیلیں

الف۔ اناجیل مسیح یسوع کی زندگی کے بہت بعد میں لکھی گئیں۔ اناجیل کے مصنفین (روح القدس کی مدد سے) ثقافتی اعتبار سے زبانی روایات مانوس تھے۔ ربی زبانی تعلیم دیتے تھے۔ یسوع نے بھی تعلیم دینے کے طریقہ کا یہی انداز اپنایا۔ ہمارے علم کے مطابق اُس نے کبھی بھی اپنی تعلیمات کو لکھا نہیں۔ یاددہانی کی خاطر تعلیمات کو دہرایا جاتا، خلاصہ کیا جاتا اور مثالیں دی جاتی تھیں۔ انجیل کے مصنفین نے یاددہانی کی ان معاونات کو قائم رکھا۔ تمثیلیں اُن میں سے ایک طریقہ ہے۔ تمثیلیوں کی تعریف کرنا مشکل ہے: ''تمثیلیوں کی بہترین تعریف کہانیوں کے طور پر معنی کی دوسطوں میں کی جاسکتی ہے؛ کہانی کی ایک سطح آئینہ کی طرح ہے جس کے ذریعہ حقیقت کو دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے''۔ یہ تعریف Dictionary of Jesus and the Gospels کے صفحہ ۵۹۴ سے لی گئی ہے۔

''ایک تمثیل ایسی کہانی یا قصہ ہے جسے سنانے والے کی خواہشوں کو عام زندگی کے جانے پہچانے حالات میں سے مثالیں دے کر زور دیے گئے مرکزی نقطہ تک پہنچا جاتا ہے''۔ یہ تعریف The Zondervan Pictorial Bible Encyclopedia کے صفحہ ۵۹۰ سے لی گئی ہے۔

ب۔ اصطلاح ''تمثیل'' کی تعیرف کرنا اس لئے مشکل ہے کہ مسیح یسوع کے زمانہ میں اسے کیا سمجھا جاتا تھا

۱۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ عبرانی اصطلاح ''مشال'' کو بیان کرتی ہے جو کسی بھی قسم کی پہلی (مرقس ۳:۲۳)، مثل (امثال، لوقا ۴:۲۳)، مختصر کہاوت (مرقس ۷:۱۵) یا پُر اسرار کہاوت (''مخفی کہاوت'') ہوتی ہے۔

۲۔ دوسرے اس کو مختصر کہانی کی تعریف میں محدود کردیتے ہیں۔

ج۔ منحصر کرتا ہے کہ کوئی کیسے اس اصطلاح کی تعریف کرتا ہے، مسیح یسوع کی تعلیمات میں ایک تہائی حصہ تمثیلی ہے۔ یہ عہد جدید کی اہم ادبی صنف ہے۔ تمثیلیں یقینی طور پر یسوع کی مستند کہاوتیں ہیں۔ اگر کوئی دوسری تعریف کو مانتا ہے تو مختصر کہانیوں کی اور کئی قسم کی ہیں۔

۱۔ سادہ کہانیاں (لوقا ۱۳:۶۔۹)

۲۔ پیچیدہ کہانیاں (لوقا ۱۵:۱۱۔۳۲)

۳۔ متضاد کہانیوں (لوقا ۱۶:۱۔۸؛ ۱۸:۱۔۸)

۴۔ استعاراتی/تمثیلی (متی ۱۳:۲۴۔۳۰، ۴۷۔۵۰؛ لوقا ۸:۴۔۸، ۱۱۔۱۵؛ ۱۰:۲۵۔۳۷؛ ۱۴:۱۶۔۲۴؛ ۲۰:۹۔۱۹؛ یوحنا ۱۰؛ ۱۵:۱۔۸)

د۔ اس قسم کے تمثیلی مواد کے لئے کسی کو بھی بہت سے طریقوں سے تفسیر کرنا ہوگی۔ پہلا طریقہ عام علم التفسیر کے اصولوں کے مطابق بائبلی اصناف پر لاگو کرنا ہوگا۔ تاہم کچھ ہدایات درج ذیل ہیں؛

۱۔ پوری کتاب کے مقصد یا کم از کم بڑے ادبی حصہ کا مقصد کو پہچانیں۔

۲۔ اصل مخاطبین کو پہچانیں۔ یہ اہم ہے کیونکہ ایک ہی تمثیل بعض اوقات مختلف گروہوں کو دی گئی مثلاً؛

الف۔ لوقا ۱۵ میں گمشدہ بھیڑ گناہ گاروں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

ب۔ متی ۱۸ میں کھوئی ہوئی بھیڑ شاگردوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

۳۔ تمثیل کا فوری سیاق وسباق پر دھیان دیں۔ اکثر مسیح یسوع نے یا انجیل کے مصنف نے بنیادی نکتہ بیان کرتا ہے (اکثر تمثیل کے آخر میں یا فوراً بعد)۔

۴۔ ایک جملے میں تمثیل کا مرکزی مقصد کو ظاہر کریں۔ تمثیل میں دو یا تین بنیادی کردار ہوتے ہیں۔ ہر کردار کے لئے ایک قابل اطلاق سچائی، مقصد یا نکتہ ہوتا ہے۔

۵۔ دوسری اناجیل میں اس کے متوزای حوالہ تلاش کریں پھر عہد عتیق اور عہد جدید کی دوسری کتابوں میں۔

و۔ تفسیری اصولوں کی دوسری سطح خاص طور پر تمثیلی مواد کے لئے ہے

۱۔ تمثیل کو بار بار پڑھیں (ممکن ہو تو سُنیں)۔ یہ سننے پر اثر زیادہ دیکھاتی ہیں بانسبت پڑھنے کے۔

۲۔ زیادہ تر تمثیلیں ایک مرکزی سچائی کو پیش کرتی ہیں جو کہ یسوع یا انجیلی مصنف کے تاریخی اور ادبی سے متعلق ہوتی ہے۔

۳۔ تفصیلات کی تفسیر کرتے ہوئے احتیاط کریں۔ بعض اوقات یہ محض کہانی کے ماحول کا حصہ ہوتی ہیں۔

۴۔ ذہن میں رکھیں کہ تمثیلیں حقیقت نہیں ہیں۔ یہ زندگی سے مشابہ کہانیاں ہیں لیکن سچائی تک رسائی کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔

۵۔ ان مرکزی نکات کو جاننے کی کوشش کریں جو پہلی صدی عیسوی کے یہودی مخاطبین سمجھتے تھے۔ اور پھر اس میں تنوع اور حیرانی کو دیکھیں۔ یہ عموماً اس کے اختتام کی طرف لے جاتی ہیں (اے۔ بارکلے میکلسن، Interpreting the Bible، صفحات ۲۲۱۔۲۲۴)۔

۶۔ تمام تمثیلیں ردعمل کا تقاضا کرتی ہیں۔ یہ ردعمل عموماً ''خدا کی بادشاہی'' سے متعلقہ ہے۔ مسیح یسوع نے نئی مسیحائی بادشاہی کا آغاز کیا تھا (متی ۲۱:۳۱؛ لوقا ۱۷:۲۱)۔ وہ جنہوں نے اُسے سُنا اب اُس کا جواب بھی دیں! بادشاہی مستقبل سے بھی متعلقہ ہے۔ ایک شخص کے مستقبل کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ اس وقت کیسے ردعمل کا اظہار کرتا ہے۔ بادشاہی کی تمثیلیں نئی بادشاہی کو بیان کرتی ہیں جو کہ مسیح میں آچکی۔ یہ شاگردیت کے اخلاقی اور بنیادی تقاضوں کا بیان کرتی ہیں۔ کچھ بھی اس کی مانند نہیں ہوسکتا تھا۔ سب کچھ بنیادی طور پر مسیح یسوع پر مرکوز تھا۔

۷۔ تمثیلیں بعض اوقات مرکزی نکتہ یا سچائی کو بیان نہیں کرتیں۔اس کے لئے مفسر کو سیاق وسباق کو استعمال کرنا ہوگا کہ وہ حقیقی ثقافتی مرکزی سچائیوں کو ظاہر کرے جو آج ہم پر واضح نہیں ہیں۔

ہ۔ تمثیلی سچائی کے مبہم ہونے میں تفسیری اصولوں میں تیسرا درجہ اکثر متنازعہ ہوتا ہے۔یسوع مسیح نے اکثر تمثیلیوں کے پوشیدگی کا ذکر کیا (متی ۱۳: ۹۔۱۵؛ مرقس ۴: ۹۔۱۳؛ لوقا ۸: ۱۔۱۰؛ یوحنا ۱۰: ۶؛ ۱۶: ۲۵)۔یہ یسعیاہ ۶: ۹۔۱۰ میں بیان کی گئی نبوت سے تعلق رکھتا ہے۔سننے والوں کا دل سمجھ بوجھ کی سطح کا ذمہ دار ہوتا ہے (متی ۱۱: ۱۵؛ ۱۳: ۹، ۱۵، ۱۶، ۴۳؛ مرقس ۴: ۹، ۲۳، ۳۳۔۳۴؛ ۷: ۱۶؛ ۸: ۱۸؛ لوقا ۸: ۸؛ ۹: ۴۴؛ ۱۴: ۳۵)۔تاہم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بھیڑ (متی ۱۵: ۱۰؛ مرقس ۷: ۱۴) اور فریسی (متی ۲۱: ۴۵؛ مرقس ۱۲: ۱۲؛ لوقا ۲۰: ۱۹) جو کچھ یسوع نے کہا اُسے بڑی اچھی طرح سمجھ گئے مگر توبہ اور ایمان کے وسیلہ اُس پر ردعمل کرنے سے انکار کیا۔ایک طرح سے یہ بیج بونے والی کی تمثیل میں زمینوں کے ذکر پر پورا اُترتا ہے (متی ۱۳؛ مرقس ۴: لوقا ۸)۔تمثیلیں سچائی کو ظاہر کرنے یا کھولنے کا ذریعہ تھیں (متی ۱۳: ۱۶۔۱۷؛ ۱۶: ۱۲؛ ۱۷: ۱۳؛ لوقا ۸: ۱۰؛ ۱۰: ۲۳۔۲۴)۔گرانٹس اوسبرن اپنی کتاب ''Hermeneutical Spiral'' کے صفحہ ۲۳۹ میں یہ نکتہ پیش کرتا ہے کہ ''تمثیلیں ایک ''متصادم طریقہ کار'' ہے اور مختلف طور پر مخاطبین پر منحصر کام کرتی ہیں۔۔۔ہر گروہ (راہنما، بھیڑ، شاگرد) کا تمثیلیوں کے ساتھ مختلف طور پر سامنا ہوتا ہے۔اکثر شاگرد بھی اُس کی تمثیلیں یا تعلیمات کو نہیں سمجھ پاتے تھے (ملاحظہ کریں متی ۱۵: ۱۶؛ مرقس ۶: ۵۲؛ ۸: ۱۷۔۱۸، ۲۱؛ ۹: ۳۲؛ لوقا ۹: ۴۵؛ ۱۸: ۳۴؛ یوحنا ۱۲: ۱۶)''۔

ز۔ چوتھا طریقہ بھی متنازعہ ہے۔یہ تمثیلیوں کے مرکزی سچائی کے ساتھ بحث کرتا ہے۔بہت جدید مفسرین نے تمثیلیوں کی استعاراتی تفسیر پر ردعمل (تصدیقی طور پر) کا اظہار کیا ہے۔استعارہ تفصیلات کو سچائی کے مفصل نظام میں ڈھال دیتا ہے۔یہ تفسیر کا طریقہ کار تاریخی حالات، ادبی اصناف یا مصنف کے ارادے پر مرتکز نہیں ہوتا تھا، محض مفسر کی سوچ کو بیان کرتا تھا نہ کہ متن کی۔تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ جن تمثیلیوں کی تفسیر یسوع مسیح نے کہ وہ استعاراتی یا کم از کم تمثیلیات کے بہت قریب تھی۔یسوع نے سچائی کے بیان میں تفصیلات کا استعمال کیا (بیج بونے والے کی تمثیل متی ۱۳؛ مرقس ۴؛ لوقا ۸ اور قرضدار، متی ۲۱؛ مرقس ۱۲؛ لوقا ۲۰)۔دیگر تمثیلیوں میں بھی کئی مرکزی سچائیاں پائی جاتیں ہیں۔اس کی اچھی مثال مصرف بیٹے کی ہے (لوقا ۱۵: ۱۱۔۳۲)۔یہ باپ کی محبت اور بیٹے کی آوارگی ہی نہیں بلکہ بڑے بیٹے کا رویہ بھی جو کہ پوری تمثیل کے مکمل معنی کو بیان کر دیتا ہے۔پیٹر کاٹرل اور میکس ٹرنر کی کتاب ''Linguistics and Biblical Interpretation'' میں سے ایک مددگار اقتباس یوں ہے کہ ''اڈولف جولیچر (Adulf Julicher) ہی تھا جس نے باقیوں کی نسبت نئے عہد نامہ کی علمیت کو یسوع کی تعلیمات میں تمثیلیوں کو سمجھنے کے کردار کو سمجھنے کی فیصلہ کن کوشش کی۔بنیادی طور پر تمثیلیوں کو استعاراتی بنانا مفقود ہو گیا تھا اور اُس طریقہ کار کے لئے تحقیق شروع ہو گئی جو ان کے حقیقی معانی تک پہنچنے کے قابل کرے۔لیکن جیسے یرمیاس (Jeremias) نے واضح کیا

کہ ''اُس کی تمثیلوں کو ہر تفصیل کی خیالی اور من مانی کی تفسیروں سے آزاد کی کوشش اُس کی مہلک غلطی کا باعث بنی، غلطی یہ تھی کہ تمثیل کو ایک خیال پیش کرنے کے لئے سمجھنے پر زور نہ دیا جائے بلکہ خیال اتنا عام ہو جتنا ہو سکے'' (صفحہ ۳۰۸)۔
گرانٹس اُوسبرن کی اسی کتاب کا ایک اور اقتباس بہت مددگار ہے، ''میں نے تمثیلوں کو بلاشبہ استعاراتی معانی دینے کے کئی اشاروں پر غور کیا ہے لیکن ایسا مصنف کے ارادے کے اندر رہ کر ہونا چاہیے۔ بلوم برگ (۱۹۹۰) یہ دلیل دیتا ہے کہ تمثیل میں جتنے کردار ہوں گے اُتنے ہی نکات بڑھتے جائیں گے اور بلاشبہ یہ استعارات ہی ہوں گے۔ جبکہ یہ کسی حد تک مبالغہ آمیز ہے تو بھی یک نکتہ طریقہ کار کی نسبت یہ حقیقت کے زیادہ قریب ہے'' (صفحہ ۲۴۰)۔

ح۔ کیا تمثیلوں کو الٰہیاتی عقائد سکھانے کے لئے استعمال کرنا چاہیے یا عقائد کو واضح کرنے کے لئے؟ بہت سے مفسر تفسیر کے استعاراتی طریقہ کار کو غلط استعمال سے متاثر ہیں جو کہ اُنہیں ایسے عقائد بنانے کی طرف لے گیا جس کا نہ یسوع مسیح کبھی ارادہ کیا اور نہ ہی انجیلی مصنف نے۔ معانی کو مصنف کے سوچ سے لازماً منطبق ہونا چاہیے۔ مسیح یسوع اور انجیلی مصنفین الہام کے تحت تھے جبکہ مفسرین نہیں ہیں۔ تاہم تمثیلوں کو جتنی بھی بری طرح تفسیر کیا گیا ہو وہ پھر بھی سچائی، عقائد کی سچائی کو پیش کرنے کا ذریعہ ہیں۔ برنارڈ رام کو اس نکتہ پر سُنیں کے کیا کہتا ہے ''تمثیلوں کو عقائد کے بارے سکھانا چاہیے اور یہ کہنا کہ وہ کبھی عقائد کی تصانیف میں استعمال ہی نہیں ہو سکتی درست نہ ہوگا۔۔۔ ہمیں سادگی سے ہمارے خداوند کی تعلیمات کے ثبوت کے نتائج کو دیکھنا ہے اور باقی عہد جدید کے ساتھ ملا کر دیکھنا ہے۔ تمثیلوں کو احتیاط کے ساتھ عقائد کی مثالوں کے طور پر، مسیحی تجربات کو واضح کرنے اور عملی اسباق سکھانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے'' (Protestant Biblical Interpretation، صفحہ ۲۸۵)۔

۲۔ حاصل کلام میں مجھے تین اقتباسات دینے کی اجازت دیں جو کہ تمثیلوں کی تفسیر میں احتیاط کرنے کو بیان کرتی ہیں۔

الف۔ یہ اقتباس گورڈن فی اور ڈگ سوارٹ کی کتاب How to Read the Bible For All Its Worth سے ہے: ''مکاشفہ کے بعد تمثیلوں کو کلیسیا میں غلط تفسیر ہونے کی بدقسمتی کا سامنا رہا'' (صفحہ۔۱۳۵)۔

ب۔ یہ اقتباس جے۔ رابرٹسن میکلکن کی کتاب ''Understanding and Applying the Bible'' سے ہے، ''تمثیلیں خدا کے لوگوں کو روحانی سچائی کے تعلق سے بصیرت عطا کرنے کی برکت کا ذریعہ ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تمثیلیں کلیسیا میں عقائد اور مشق دونوں کے لحاظ غیر متذکرہ الجھن کا باعث بھی ہیں'' (صفحہ ۱۶۴)۔

ج۔ گرانٹس اوسبرن کی کتاب ''Hermeneutical Spiral'' سے لیا گیا اقتباس، ''تمثیلیں کلام مقدس کا وہ حصہ ہیں جو کہ علم التفسیر کے حوالہ سے بہت زیادہ غلط تفسیر کی گئیں۔۔۔ یہ بے حد جامع مگر بائبلی ادبی صنف میں سے انہیں سمجھنا بہت مشکل بھی ہے۔ تمثیل کو بیان کرنے کی حد وسیع ہے کیونکہ یہ روزمرہ کے تجربات پر مبنی کہانی یا موازنہ کو تشکیل دیتی ہے۔ پھر بھی کہانی از خود بہت سے معانی دینے کی حامل ہوتی ہے اور جدید قارئین بھی اِس کو

سمجھنے کی اتنی ہی مشکل کا شکار ہیں جتنی کہ اُس دور کے مخاطبین (صفحہ ۲۳۵)۔

ضمیمہ ۱۰

تاریخی، متنی اور لغوی مطالعہ میں اکثر مستعمل اصطلاحات کی فرہنگ

نظریہ تبنیت: یہ مسیح یسوع کی الوہیت سے متعلقہ نظریات میں سے ایک ہے۔ یہ بنیادی طور پر یہ بیان کرتا ہے کہ مسیح یسوع ہر لحاظ سے ایک عام انسان تھا مگر بپتسمہ کے وسیلہ خدا نے اُسے خاص معنوں میں متبنّیٰ بنالیا (ملاحظہ کریں متی ۳:۱۷؛ مرقس ۱:۱۱) یا اُس کی قیامت کے وقت (رومیوں ۱:۴)۔ مسیح یسوع نے ایسی مثالی زندگی بسر کی کہ ایک وقت (بپتسمہ، قیامت) آیا کہ اُسے اپنا بیٹا بنالیا (رومیوں ۱:۴؛ فلپیوں ۲:۹ دیکھیں)۔ یہ ابتدائی کلیسیا اور آٹھویں صدی کے اقلیتی گروہ کا نظریہ تھا۔ خدا کے انسان بننے (تجسم) کی بجائے یہ اس کو اُلٹا کر دیتا ہے کہ اب انسان خدا بنا! یہ الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے کہ کیسے یسوع، خدا بیٹا، ازلی خدا کو مثالی زندگی جینے کے لئے سراپا یا اعزاز بخشا گیا۔ اگر وہ پہلے ہی خدا تھا، تو اُسے کیسے اعزاز دیا گیا؟ اگر اُس میں ازلی الوہیت تھی تو کیسے اُسے مزید عزت دی جاسکتی تھی؟ بلاشبہ یہ ہمارے لئے ماننا مشکل ہے، کہ خدا نے یسوع کو اُس کی مرضی کو کامل طور پر پورا کرنے پر خاص معنوں میں اعزاز بخشا۔

اسکندریہ کا مکتبہ فکر: بائبلی تفسیر کا یہ طریقہ کار اسکندریہ، مصر میں دوسری صدی عیسوی میں تشکیل پایا۔ یہ فلو کے بنیادی تفسیری اصولوں کو استعمال میں لاتا ہے جو کہ افلاطون کا شاگرد تھا۔ یہ اکثر استعاراتی طریقہ کار کہلاتا ہے۔ اصلاح کلیسیا کے زمانے سے پہلے تک یہ کلیسیا میں رائج رہا۔ اِس کے سب سے بڑے حامی اورغین اور آگسٹین تھے۔ موئیسس سیلوا کی کتاب ''Has The Church Misread The Bible?'' (Academic, 1987) ملاحظہ کریں۔

اسکندری کوڈیکس: یہ اسکندریہ، مصر کا ۵۰ ویں صدی عیسوی کا نسخہ ہے جس میں عہد عتیق، اپاکرفا اور تقریباً سارے کا سارا نیا عہد نامہ ہے۔ یہ پورے یونانی نئے عہد نامہ کے اہم ثبوتوں میں سے ایک ہے (سوائے متی، یوحنا، ۲۔کرنتھیوں کے حصوں کے)۔ جب یہ نسخہ، جو کہ نسخہ A اور نسخہ B (ویٹی کن) کو نامزد کرتا ہے ایک مطالعہ پر متفق ہوتے ہیں تو زیادہ تر علما اکثر موقعوں پر اس کو اصلی مانتے ہیں۔

استعارہ: یہ بائبلی تفسیر کی ایک قسم ہے جو اسکندریہ کی یہودیت میں تشکیل پائی۔ اسے اسکندریہ کے فلو نے مشہور کیا۔ اس کا بنیادی نکتہ نظر بائبل کو اُس کے تاریخی حالات اور ادبی سیاق وسباق سے ہٹ کر کسی ایک شخص کی ثقافت اور نظام فلسفہ کے مطابق بنانے کی خواہش ہے۔ یہ بائبل کے ہر حوالہ میں سے مخفی یا روحانی معنی نکالنے کی جستجو کا نام ہے۔ یہ ماننا پڑے گا کہ متی ۱۳ میں یسوع نے اور گلتیوں ۴ میں پولس رسول نے سچائی کے بیان کے لئے استعارہ کے استعمال کیا۔ تاہم یہ تمثیلیات کی شکل میں تھا نہ کہ بنیادی استعاراتی شکل میں۔

تجزیاتی لغتِ بائبل: یہ ایک طرح کا تحقیقی وسیلہ ہے جو کہ کسی شخص کی نئے عہد نامہ کی یونانی شکل کو پہچاننے میں مدد دیتا ہے۔ اس کو

یونانی حروف تہجی اشکال اور بنیادی تعریفوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ بین السطور ترجمہ کے ساتھ یہ یونانی زبان میں نہ پڑھنے والے ایمانداروں کی مدد کرتا ہے کہ وہ نئے عہد نامہ کی یونانی کی گرائمر اور ترکیب نحوی کا تجزیہ کر سکیں۔

کلام مقدس کی یکسانیت: یہ عبارت اس نظریہ کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی گئی ہے جو کہ مطابق بائبل خدا کا الہام ہے اس لئے یہ اپنی مخالفت آپ نہیں کرتی بلکہ اپنے آپ کو مکمل کرتی ہے۔ یہ مفروضاتی اقرار بائبلی کی تفسیر میں متوازی حوالہ جات کو استعمال کرنے کی بنیاد ہے۔ یہ اُس غیر یقینیت کا حوالہ دیتی ہے جس کے مطابق ایک تحریری دستاویز میں جب دو یا زیادہ ممکنہ معانی ہوں یا جب دو یا زیادہ چیزیں ایک ہی وقت میں بتائی جا رہی ہوں۔ یہ ممکن ہے کہ یوحنا نے بامقصد ابہام (ذو معنویت) کا استعمال کیا۔

تشبیہیت: اس کا مطلب بنی نوع انسان کی خصوصیات کے ساتھ مشترک ہونا۔ یہ اصطلاح خدا کے بارے ہماری مذہبی زبان کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہ بنی نوع انسان کے لئے مستعمل یونانی اصطلاح سے مشتق ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم خدا کے بارے میں بات کرتے ہیں جیسے کہ وہ انسان تھا۔ خدا طبعی، سماجی اور نفسیاتی اصطلاحات جو انسانوں سے متعلقہ ہیں، میں بیان کیا گیا (ملاحظہ کریں پیدائش ۳:۸؛ ۱۔سلاطین ۲۲:۱۹۔۲۳)۔ بلاشبہ یہ بھی ایک یکسانیت ہے۔ کیونکہ انسانی اصطلاحات کے علاوہ ہمارے پاس اور کسی قسم کی اصطلاحات نہیں ہیں جو ہم استعمال کریں۔ اس لئے خدا کے بارے ہمارا علم، اگرچہ سچ ہے پھر بھی محدود ہے۔

انطا کی مکتبہ فکر: یہ بائبلی تفسیر کا طریقہ کار انطاکیہ، شام میں تیسری صدی عیسوی میں اسکندریہ، مصر کے استعاراتی طریقہ تفسیر کے ردعمل میں تشکیل پایا۔ اس کا بنیادی عنصر بائبل کے تاریخی معنوں پر مرتکز ہونا تھا۔ یہ بائبل کو عام انسانی ادب کی طرح تفسیر کرتا ہے۔ یہ مکتبہ فکر اُس تنازعہ میں شامل تھا جس کے مطابق مسیح کی دو فطرتیں (نسطوریت) ہیں یا ایک فطرت (کامل خدا اور کامل انسان)۔ رومن کیتھولک کلیسیا نے اس مکتبہ فکر کو بدعتی قرار دیا اور فارس (ایران) میں دھکیل دیا گیا لیکن اس مکتبہ فکر نے تھوڑی اہمیت اختیار کر لی تھی۔ اس کے تفسیری اصول بعد میں ابتدائی پروٹسنٹ مصلحین (لوتھر اور کیلون) کے تفسیری اصول بن گئے۔

متناقص: یہ تین مفصل اصطلاحات میں سے ایک ہے جو کہ عبرانی شاعری کے اشعار میں تعلق کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اُن اشعار کے درمیان تعلق ہے جو کہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں (امثال ۱۰:۱؛ ۱۵:۱ دیکھیں)۔

مکاشفاتی ادب: یہ پہلے سے، ممکنہ طور پر انفرادیت کیساتھ یہودی صنف ہے۔ یہ مخفی قسم کی تصنیف ہے جو کہ بیرونی قوتوں کے تحت یہودیوں کی اسیری اور جلاوطنی کے ادوار میں استعمال ہوئی۔ اس کے مطابق ایک شخصی اور نجات دہندہ خدا نے دُنیا کو بنایا اور اس کے حالات کو اپنے قابو میں رکھتا ہے اور یہ کہ اسرائیل میں اُس کی خاص دلچسپی ہے اور اُس کی فکر کرتا ہے۔ یہ ادب خدا کے خاص منصوبہ کے تحت حتمی فتح کا وعدہ دلاتا ہے۔ یہ کئی مخفی اصطلاحات کے ساتھ اعلیٰ درجہ پر علامتی اور خیالی ہے۔ یہ اکثر رنگوں، اعداد، رویات، خواب، فرشتوں، الفاظ کے خفیہ رمز اور اکثر نیکی اور بدی کے مابین شدید ذو معنویت کے ذریعہ سچائی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس صنف کی کچھ مثالیں؛ (۱) عہد عتیق میں حزقی ایل (۳۶۔۴۸ ابواب)، (دانی ایل ۷۔۱۲ ابواب)، زکریاہ؛ اور

(۲) عہد جدید میں متی ۲۴؛ مرقس ۱۳؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲؛ مکاشفہ، ہیں۔

ماہردفاع دین (علم دفاع دین): یہ قانونی دفاع کے لئے مستعمل یونانی اصطلاح سے مشتق ہے۔ یہ علم الٰہیات کی ایک خاص شاخ ہے جو مسیحی ایمان کے لئے عقلی دلائل اور اثبات کو پیش کرتی ہے۔

ترجیح: یہ بنیادی طور پر اصطلاح ''مفروضہ'' کے مترادف ہے۔ جس میں گزشتہ قبول شدہ، تعریفوں، اصولوں یا مقاموں جو درست مانے گئے ہوں کی بنیاد پر دلیل دینا شامل ہے۔ یہ وہ ہے جس میں کسی آزمائش یا تجزیہ کے بغیر قبول کرنا شامل ہوتا ہے۔

آریائیت: آریوس تیسری اور چوتھی صدی میں اسکندریہ، مصر میں ایک پادری تھا۔ اُس کا ماننا تھا کہ یسوع ازلی تو ہے مگر خدا نہیں ہے (خدا کے حقیقی جوہر میں سے نہیں) جس کی بنیاد شاید امثال ۸: ۲۲۔۳۱ ممکن ہوسکتی ہے۔ اُسے اسکندریہ کے بشپ نے چیلنج کیا جس نے اس کی مخالفت شروع کی (۳۱۸ء) اور کئی سال تک رہی۔ آریانیت مشرقی کلیسیا کا عقیدہ بن گیا۔ نقایاہ کی کونسل (۳۲۵ء) میں آریانیت کی مذمت کی گئی اور بیٹے کی کامل الوہیت کو مانا گیا۔

ارسطو: قدیم یونان کے فلسفہ دانوں میں سے ایک تھا اور افلاطون جو اسکندریہ کا عظیم اُستاد تھا کا شاگرد تھا۔ اُس کا اثر حتیٰ کہ آج بھی جدید علوم پر بہت گہرا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے علم کو مشاہدہ اور درجہ بندیوں کے وسیلہ حاصل کرنے پر زور دیا۔ یہ سائنسی طریقہ کار میں سے ایک حصہ ہے۔

قلمی نسخہ: یہ بائبل کی اصل تصانیف کو دیا جانے والا نام ہے۔ یہ اصلی، ہاتھ سے لکھی ہوئی دستاوی گم ہو چکی ہیں۔ محض نقول کی نقول دستیاب ہیں۔ یہ عبرانی اور یونانی مخطوطوں اور قدیم نسخہ جات میں متنی تغیر کی وجہ ہے۔

بیزائی: یہ چھٹی صدی عیسوی کا یونانی اور لاطینی مخطوطہ ہے۔ اسے ''D'' کا نام دیا گیا ہے۔ اِس میں اناجیل، اعمال کی کتاب اور کچھ عام خطوط موجود ہیں۔ اس میں کئی کتابت کے اضافوں کی بنا پر درجہ بندی کی گئی ہے۔ یہ ''مخزن متن'' کی بنیاد بنتا ہے جو کہ کنگ جیمس ورژن کے پس منظر میں اہم یونانی دستاویزی روایت ہے۔

متمایل: یہ اصطلاح کسی چیز یا نکتہ نظر کی جانب ٹھوس رُجحان کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی گئی ہے۔ یہ ایک مستقل ذہنی کیفیت ہے جس میں کسی خاص چیز یا نکتہ نظر کے تعلق سے غیر جانبداری ناممکن ہے۔ یہ ایک متعصب حالت ہے۔

بائبلی اختیار: یہ اصطلاح بڑے مخصوص معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ اپنے زمانہ میں اصل مصنف نے کیا کہا اور ہمارے زمانہ پر اِس کا اطلاق کیا ہوتا ہے۔ بائبلی اختیار کو عموماً ایسے بیان کیا جاتا ہے کہ بائبل خود اپنی واحد بااختیار تفسیر ہے۔ تاہم موجودہ غیر مناسب تفاسیر کی روشنی میں میں نے اس تصور کو بائبل بطور تاریخی، گرائمر کے طریقہ کار سے تفسیر کرنے تک محدود کر دیا ہے۔

فہرست مسلمہ: یہ اصطلاح اُن کتابوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے جن کے بارے ایمان ہے کہ محض وہ ہی الہامی ہیں۔ یہ دونوں عہدین یعنی عہد جدید اور عہد عتیق کی کتابوں کے لئے استعمال ہوتی ہے۔

مسیح مرکز: یہ اصطلاح مسیح کی مرکزیت کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا تصور یہ ہے کہ مسیح یسوع پوری

بائبل کی مرکزی شخصیت ہے۔ عہدِ عتیق مسیح یسوع کو بیان کرتا ہے اور وہی اِس کی تکمیل اور منزل ہے (متی ۵: ۱۷۔۴۸)۔

تفسیر: یہ خاص قسم کی تحقیقی کتاب ہے۔ یہ بائبل کی کتابوں کا عمومی پس منظر بیان کرتی ہے۔ پھر یہ ہر کتاب کے ہر حصہ کے معانی کو واضح کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ بعض تفسیروں میں اطلاق پر زور دیا جاتا ہے جبکہ دیگر میں زیادہ تکنیکی انداز سے متن کے ساتھ بحث کی جاتی ہے۔ یہ کتابیں مددگار ہیں لیکن اُس وقت جب کوئی پہلے اپنا بنیادی مطالعہ مکمل کر لیتا ہے۔ مفسروں کی تفسیروں کو کبھی بھی بلاتنقید نہیں استعمال کرنا چاہیے۔ مختلف تفاسیر کو الٰہیاتی نکتہ نظر سے موازنہ کر کے استعمال کرنا ہمارے لئے فائدمند ہوتا ہے۔

کلید الکتاب: یہ بائبلی مطالعہ کے لئے تحقیقی کتاب ہے۔ یہ نئے عہد نامہ اور پرانے عہد نامہ کے ہر لفظ کی فہرست ہوتی ہے کہ وہ کہاں کہاں استعمال ہوا ہے اُس کے متعلق بتاتی ہے۔ یہ کئی طرح سے مدد کرتی ہے؛ (۱) عبرانی اور یونانی الفاظ کے بارے بتاتی ہے جو کہ کسی بھی لفظ کے لئے استعمال ہوئے ہیں؛ (۲) جہاں ایک جیسے یونانی اور عبرانی الفاظ استعمال ہوئے اُس حوالہ جات کا موزانہ پیش کرتی ہے؛ (۳) یہ بیان کرتی ہے کہ ایک ہی لفظ کے لئے یونانی اور عبرانی میں کونسے مختلف الفاظ مختلف جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں؛ (۴) مخصوص کتابوں یا مصنفوں کے الفاظ کو استعمال کرنے کی کثرت کو بیان کرتی ہے؛ (۵) بائبل میں سے کوئی حوالہ تلاش کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے (ملاحظہ کریں والٹر کلارک کی کتاب "How to Use New Testament Greek Study Aids" کے صفحات ۵۴۔۵۵ ملاحظہ کریں)۔

بحیرہ مُردار کے طومار: یہ عبرانی اور ارامی میں لکھے گئے اُن قدیم متون کے لئے استعمال ہوتی ہے جو بحیرہ مُردار کے قریب سے ۱۹۴۷ء میں دریافت ہوئے۔ پہلی صدی عیسوی میں فرقہ وار یہودیت کے مذہبی کُتب خانہ ہوا کرتے تھے۔ رومی غلامی کے دباؤ اور ۶۰ عیسوی کی زیلوتیسی جھڑپوں کے باعث ان طوماروں کو ہوابستہ مرتبانوں میں ڈال کر غاروں یا سوراخوں میں بند کرنا پڑا۔ یہ طومار پہلی صدی عیسوی کے فلسطین کے تاریخی حالات کو سمجھنے اور مسوراہی متن کی جو بعین درست ہیں تصدیق کرنے میں مدد دیتے ہیں کیونکہ یہ کم از کم قبل از مسیح کے زمانہ کے ہیں۔ اِس کو ڈی ایس ایس "(DSS)" کے مخفف سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

استخراجی: یہ منطق یا دلیل دینے کے انداز میں عمومی اصولوں کو مخصوص اطلاق میں دلائل کے ذریعہ پیش کرنے کا طریقہ ہے۔ یہ استقرائی دلیل بازی جو کہ مخصوص مشاہدوں کے وسیلہ عمومی نتائج (نظریات) کے طرف لے جاتی ہے، سے اُلٹ ہے۔

علم المناظرہ: یہ ایک ایسا طریقہ کار ہے جس میں دلائل کے ذریعہ بحث کی جاتی ہے متضاد یا متناقض تناؤ کے ساتھ دو فریقوں کے مابین دیکھائی دیتی ہے تا کہ ایک دونوں کے نزدیک متنازعہ ہوتا ہے۔ بہت سے بائبلی عقائد علم المناظرہ کے جوڑوں میں موجود ہیں مثلاً، تقدیر۔ آزاد مرضی؛ حفاظت۔ پروردگاری؛ مسیحی آزادی۔ مسیحی ذمہ داری وغیرہ

پراگندگی: یہ تکنیکی اعتبار سے یونانی اصطلاح ہے جو کہ فلسطینی یہودیوں نے اُن اسرائیلیوں کے لئے استعمال کی جو کہ جغرافیائی لحاظ سے موعودہ سرزمین سے باہر رہ رہے تھے۔

متحرک مساوی: یہ بائبل کے ترجمہ کا نظریہ ہے۔ بائبل کے ترجمہ کو لفظ بالفظ مساوی سلسلہ کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے

جہاں ایک لفظ ہر عبرانی یا یونانی لفظ کے معنی بیان کرتا ہے اور تشریحی ترجمہ میں الفاظ یا عبارت کو زیادہ ترجیح نہیں دی جاتی بلکہ مفہوم کو ترجمہ کیا جاتا ہے۔ان دونظریات کے مابین ''متحرک مساوی'' پایا جاتا ہے جو کہ اصل متن کو سنجیدگی سے لیتا ہے لیکن اُسے جدید گرائمر کی اشکال اور محاروں میں ترجمہ کرتا ہے۔ان دونوں نظریات پر واقعی اچھی بحث فی اور سٹیورٹ کی کتاب '' How to Read the Bible For All Its Worth'' کے صفحہ ۳۵ پر اور رابرٹ براچر کی کتاب '' Introduction to the TEV'' میں ملتی ہے۔

اصطفائی (انتخابی): یہ اصطلاح متنی تنقید کے تعلق سے استعمال ہوتی ہے۔ یہ مختلف یونانی متون سے مطالعہ کے لئے حصوں کو چننے کی مشق ہے تاکہ اُن کو اُس متن تک لے کر آیا جائے جو کہ اصل قلمی نسخہ کے قریب ترین ہو۔ یہ اس نظریہ کو رد کرتی ہے کہ یونانی نسخوں میں سے کوئی ایک اصل متن کا حامل ہے۔

تفسیر بہ رائے: یہ تفسیر کے متضاد ہے۔اگر تفسیر کرنا اصل مصنف کے ارادے کو ''باہر نکالنا'' ہے تو یہ کسی بیرونی خیال یا تصور کو اس میں ''ڈالنا'' ہے۔

علم الاشتقاق: یہ لفظی مطالعہ کا ایک پہلو ہے جو کہ اُس لفظ کے اصل معنی کی تحقیق کرتا ہے۔اس بنیادی (جڑ) معنی سے اِس لفظ کے استعمال کو پہچاننا آسان ہو جاتا ہے۔تفسیر کرنے میں علم الاشتقاق قابل توجہ نہیں ہے، بلکہ ہم عصر معنی اور الفاظ کا استعمال زیادہ اہم ہوتا ہے۔

تفسیر: یہ ایک مخصوص حوالہ کی تشریح کرنے کی مشق کے لئے استعمال ہونے والی تکنیکی اصطلاح ہے۔اس کا مطلب ''(متن میں سے) باہر کی طرف راہنمائی'' کرنا ہے جس کا اطلاق اصل مصنف کے ارادے کو تاریخی حالات، ادبی سیاق وسباق، ترکیب نحوی اور ہم عصر لفظی معنی کی روشنی میں ہمارے سمجھنے کے مقصد پر ہوتا ہے۔

ادبی صنف: یہ فرانسیسی اصطلاح ہے جو کہ ادب کی مختلف اقسام کے لئے استعمال ہوتی ہے۔اس اصطلاح کا زور ادبی اقسام کی درجاتی تقسیم پر ہے جو مشترکہ خصوصیات کی حامل ہیں؛ تاریخی نثر، شاعری، امثال، مکاشفاتی اور شریعت۔

غناسطیت: ہماری بدعات کا زیادہ تر مواد دوسری صدی عیسوی کی غناسطی تصانیف سے آتا ہے۔اگرچہ یہ خیالات پہلی صدی عیسوی میں (اور اُس سے پہلے) موجود تھے۔ ذیل کے کچھ اصول سرینتھین (Cerinthian) اور والنٹین (Valentian) کی غناسطیت سے ہیں جو دوسری صدی عیسوی میں پائی جاتی تھی؛

(۱) مادہ اور روح دونوں ازلی ہیں (وجودیاتی ثنویت)۔ مادہ بُرا ہے اور روح اچھی۔ خدا جو کہ روح ہے براہ راست مادے کو مختلف صورتوں میں ڈھالنے میں شامل نہیں ہوتا۔

(۲) مادے اور خدا کے درمیان کچھ صدور (صدر کی جمع بمعنی نکلا ہوا) ہیں جنہیں ایون (eon) یا فرشتوں کے مساوی کہا جاتا ہے۔ان میں سے سب سے چھوٹا یا نچلا ترین عہدعتیق کا یہواہ ہے جس نے اس کائنات کو تشکیل دیا۔

(۳) یسوع مسیح یہواہ کی مانند ایک صدر (emanation) تھا لیکن درجہ کے لحاظ سے بلند، سچے خدا کے قریب تر

تھا۔ بعض نے اُسے بہت اعلیٰ قرار دیا مگر وہ پھر بھی خدا سے کم تر تھا اور یقینی طور پر مجسم نہیں تھا (ملاحظہ کریں یوحنا ۱:۱۴)۔ جبکہ مادہ بُرا ہے، اس لئے یسوع خدا ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ ایک روحانی صورت تھا (ملاحظہ کریں ا۔ یوحنا ۱:۱-۳؛ ۴:۱-۶)۔

(۴) نجات یسوع مسیح پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ خاص علم کی بدولت حاصل ہوتی ہے جو کہ محض خاص شخصیوں کے وسیلہ حاصل ہوتا ہے۔ علم (مخفی کلام) آسمانی جگہوں میں داخلہ کے لئے ضروری ہے۔ یہودی شریعت پرستی بھی خدا تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے۔

غناسطی جھوٹے اُستاد دو طرح کے مخالفانہ اخلاقی نظاموں کی حمایت کرتے تھے: (۱) چند لوگوں کے لئے، نجات کے واسطے طرزِ زندگی مکمل طور پر غیر متعلقہ ہے۔ اُن کے لئے نجات اور روحانیت کا مجموعہ مخفی علم میں جو صدر (eons) بنا دیتا ہے یا (۲) دوسروں کی نجات کے لئے چال چلن نہایت ضروری ہے۔ وہ روحانیت کے ثبوت کے طور پر عابدانہ چال چلن پر زور دیتے تھے۔

علم التفسیر: یہ تکنیکی اصطلاح اپن اصولوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جو تفسیر کرنے میں راہنما ہوتے ہیں۔ یہ مخصوص ہدایات کا مجموعہ اور صلاحیت/نعمت دونوں ہی ہیں۔ بائبلی یا مقدس، علم التفسیر جو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ عمومی اصولات اور خصوصی اصولات۔ یہ بائبل میں پائے جانے والی مختلف ادبی اصناف سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر مختلف قسم (ادبی صنف) اپنی منفرد ہدایات کی حامل ہوتی ہے لیکن تفسیر کے کچھ مشترکہ مفروضوں اور لائحہ عمل کو بھی استعمال میں لاتی ہے۔

تنقید عالیہ: یہ بائبلی تفسیر کا وہ طریقہ کار ہے جس میں کسی خاص بائبلی کتاب کے تاریخی حالات اور ادبی ساخت پر غور کیا جاتا ہے۔

محاورہ: یہ لفظ مختلف ثقافتوں میں استعمال ہونے والی اُن عبارتوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جن کا خاص مطلب ہوتا ہے اور جس کا تعلق ہر ایک اصطلاح کے اپنے عمومی معنی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اس کی کچھ جدید مثالیں یہ ہیں: ''وہ حیران کن طور پر اچھا ہے'' یا ''تم نے مجھے مار ہی دیا''۔ بائبل میں بھی اس قسم کی عبارتیں پائی جاتی ہیں۔

بصیرت/تنویر: یہ نام اُس تصور کو دیا گیا ہے جس میں خدا انسان سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس پورے تصور کو عموماً تین اصطلاحات میں بیان کیا جاتا ہے؛ (۱) مکاشفہ - خدا انسانی تاریخی میں سرگرم رہا؛ (۲) الہام - اُس نے اپنے اعمال کی مخصوص چُنیدہ انسانوں کے وسیلہ بنی نوع انسان کے لئے تحریری شکل میں خاص تشریح بخشی اور اُس کے معانی بتائے اور (۳) وہ اپنے روح القدس کے وسیلہ بنی نوع انسان کی مدد کرتا ہے کہ اپنی شخصی اظہار کو سمجھائے۔

استقرائی: یہ منطق یا دلیل دینے کے اُس طریقہ کار کا نام ہے جو مخصوص سے عموم کی طرف چلتا ہے۔ یہ جدید سائنس کا تجرباتی طریقہ ہے۔ یہ بنیادی طور پر ارسطو کا طریقہ کار ہے۔

بین السطور بائبل: یہ ایک طرح کی امدادی کتاب ہے جو اُن لوگوں کی مدد کرتی ہے جو بائبلی زبان کو نہیں پڑھتے لیکن اس کے استعمال سے معنی اور ساخت کا تجزیہ کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ اصل بائبلی زبان کے ہر لفظ کے نیچے انگریزی کے لفظ بہ لفظ

ترجمہ کو پیش کرتی ہے۔ یہ معاون کتاب تجزیاتی لغت کے ساتھ میسر ہے اور یونانی اور عبرانی کی بنیادی اشکال اور تعریفوں کو بیان کرتی ہے۔

الہام: یہ وہ تصور ہے جس کے تحت خدا نے انسانوں سے بائبلی مصنفین کے وسیلہ کلام کیا جس میں اُس نے اُن کی راہنمائی کی تاکہ وہ اُس کے مکاشفہ کو درست اور واضح طور پر درج کریں۔ اس پورے تصور کو عموماً تین اصطلاحات میں بیان کیا جاتا ہے؛ (۱) مکاشفہ - خدا انسانی تاریخی میں سرگرم رہا؛ (۲) الہام - اُس نے اپنے اعمال کی مخصوص چُنیدہ انسانوں کے وسیلہ بنی نوع انسان کے لئے تحریری شکل میں خاص تشریح بخشی اور اُس کے معانی بتائے اور (۳) وہ اپنے روح القدس کے وسیلہ بنی نوع انسان کی مدد کرتا ہے کہ اپنی شخصی اظہار کو سمجھائے۔

زبانِ اظہار: یہ اُن محاوروں جن میں عہد عتیق کو تحریر کیا گیا کے تعلق سے استعمال ہوتی ہے۔ یہ ہماری دُنیا سے اس طرح مخاطب ہونے کا نام ہے جس سے ہماری حواس خمسہ مانوس ہو۔ یہ کو تجرباتی تفصیل نہیں اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے۔

شریعت پرستی: یہ وہ رویہ ہے جس میں رسوم یا روایات پر بے جا زور دیا جاتا ہے۔ یہ خدا کے حضور مقبولیت کی غرض سے ضابطوں کی پیروری کرنے کی انسانی کاوشوں پر بنیاد رکھتا ہے۔ اس میں تعلق کی نسبت کارکردگی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور یہ دونوں ہی گناہ گار انسانیت اور پاک خدا کے مابین عہد پر مبنی تعلق کے اہم پہلو ہیں۔

لغوی: یہ انطاکی مکتبہ فکر کے علم التفسیر کے اُس طریقہ کار جس میں تاریخی حالات اور متن پر انحصار کیا جاتا ہے کا دوسرا نام ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تفسیر میں انسانی زبان کے عام اور حتمی معنوں کا عمل دخل ہے چاہے اس میں استعاراتی زبان کی موجودگی بھی ہو۔

لغوی صنف: یہ اصطلاح اُن مختلف اقسام کا حوالہ دیتی ہے کہ انسان سے رابطہ کے لئے اپنائی جا سکتی ہیں مثلاً شاعری یا تاریخی کہانی۔ ہر مختلف قسم (ادبی صنف) منفرد تفسیری ہدایات کی حامل ہوتی ہے لیکن تفسیر کے کچھ مشترکہ مفروضوں اور لائحہ عمل کو بھی استعمال میں لاتی ہے۔

ادبی حصہ: یہ بائبلی کتاب کی بڑے موضوع کی تقسیم کا بیان ہے۔ یہ چند آیات پر مشتمل ہوسکتا ہے یا پورے باب پر۔ یہ ایک مرکزی موضوع کا حامل ہوتا ہے۔

تنقید ادنیٰ: ''متنی تنقید'' کو ملاحظہ کریں۔

مسودے/دستاویز: یہ اصطلاح عہد جدید کی مختلف یونانی نقول کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ عموماً ان کو مختلف اقسام میں یوں تقسیم کیا جاتا ہے؛ (۱) وہ شے جس پر یہ لکھے گئے (پپائرس، چمڑا) یا (۲) اس کے تحریر کی شکل (بڑے حروف یا چھوٹے)۔ ان کو ایم۔ایس (MS) (واحد)، ایم۔ایس۔ایس (MSS) (جمع) کے مخفف کے ساتھ لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

مسوراہی متن: یہ ۹ ویں صدی عیسوی کے یہودیوں کے علما کی عہد عتیق کے دستاویز ہے جس میں متن پر صوتے اور دیگر متنی اجزاء کا استعمال کیا گیا۔ اس نے عہد عتیق کے جدید انگریزی تراجم کو شکل دینے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ یہ تاریخی اعتبار سے عبرانی

دستاویز سے تصدیق شدہ ہے خاص طور پر یسعیاہ جو کہ بحیرہ مُردار کے طوماروں کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا مخفف ایم۔ٹی (MT) ہے۔

صنعت: یہ ایک صنعت بدیعی ہے جس میں کسی ایک چیز کا نام کسی دوسری چیز کو پیش کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کے ساتھ اِس کا تعلق ہو۔ ایک مثال کے طور پر ''کیتلی اُبل رہی ہے'' جس کا اصل مطلب یہ ہے کہ ''کیتلی میں پانی اُبل رہا ہے''۔

مارا تورین (Muratorian) پارہ: یہ عہد جدید کی کتابوں کی فہرست ہے۔ یہ ۲۰۰ عیسوی سے پہلے روم میں لکھی گئی۔ یہ عہد جدید کی ۲۷ کتابوں کو اُسی طرح بیان کرتی ہے جیسی اب پروٹسٹنٹ کے پاس ہیں۔ یہ رومی سلطنت میں مختلف جگہوں پر کلیسیاؤں کی نشاندہی کرتا ہے اور چوتھی صدی کی اہم کلیسیائی مجالس سے پہلے ایک فہرست مسلمہ کو ترتیب دیا گیا تھا۔

عام مکاشفہ: یہ خدا کا انسان پر اپنے اظہار کا ایک درجہ ہے۔ اس میں فطری نظام کارفرما ہے (رومیوں ۱: ۱۹-۲۰) اور اخلاقی ضمیر (رومیوں ۲: ۱۴-۱۵)۔ اس کا ذکر زبور ۱۹: ۱-۶ اور رومیوں ۱-۲ میں آیا ہے۔ یہ خاص مکاشفہ سے فرق ہے جو کے بائبل میں اور فضلیت کے ساتھ یسوع ناصری میں خدا کا اظہار ہے۔ یہ الٰہیاتی درجہ ''پرانی دُنیا'' کی تحریک کے ذریعہ مسیحی سائنسدانوں میں پھر اجاگر ہوا ہے (مثلاً ہوج روس (Hugh Ross) کی تصانیف)۔ وہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں کہ تمام سچائی خدا کی سچائی ہے۔ فطرت خدا کے بارے علم کا ایک داخلی دروازہ ہے؛ یہ خاص مکاشفہ (بائبل) سے فرق ہے۔ اس سے سائنس کو فطری نظام پر تحقیق کرنے کے لئے آزادی ملی ہے۔ میری رائے میں یہ جدید مغربی سائنسی دُنیا کو خوشخبری سنانے کا ایک شاندار موقع ہے۔

نسطوریت: نسطوری پانچویں صدی عیسوی میں کانسٹانپول کا ایک بزرگ تھا۔ اسکی ترتیب انطاکیہ، شام میں ہوئی اور اُس کا ماننا تھا کہ یسوع مسیح کی دو فطرتیں ہیں، ایک کامل انسان اور دوسری کامل خدا۔ یہ اسکندریہ کے راسخ العقیدہ نظریہ ''یک فطرت'' سے فرق تھا۔ نسطوری کا بنیادی تعلق ''خدا کی ماں'' کا خطاب مریم کو یے جانے سے تھا۔ نسطوری کی مخالفت اسکندریہ کے سِرل (Cyril) نے اپنی انطاکی تربیت کی مشق کرتے ہوئے کی۔ انطاکیہ تاریخی، گرائمر کی لحاظ سے بائبلی کی متنی تفسیر کا گڑھ تھا جبکہ اسکندریہ چہار پہلوی (استعاراتی) تفسیر کا مکتبہ فکر تھا۔ نسطوری کو بالآخر نکال دیا گیا۔

اصل مصنف: یہ کلام مقدس کے اصل مصنف / لکھاری کو بیان کرتی ہے۔

پپائرس: یہ لکھنے کے لئے مستعمل مصری مواد کی قسم ہے۔ یہ دریا میں لگے ہوئے سرکنڈوں سے بنایا جاتا ہے۔ یہ وہ مواد ہے جس پر ہمارے عہد جدید کی قدیم ترین نقل تحریر کی گئی۔

متوازی حوالہ جات: اس اُس تصور کا حصہ ہے جس کے مطابق یہ مانا جاتا ہے کہ ساری بائبل خدا کا کلام ہے اس لئے یہ اپنی خود بہترین مفسر، متناقض سچائیوں کی توازن ساز ہے۔ یہ اُس وقت بھی مددگار ہوتے ہیں جب کسی مبہم اور غیر واضح حوالہ کی تفسیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ دوسرے دیئے گئے موضوعات کے پہلوؤں کے ساتھ ساتھ مطلوبہ موضوع پر واضح حوالہ جات کی تلاش میں بھی مدد دیتے ہیں۔

تشریح و توضیح: یہ بائبل کے ترجمہ کے نظریہ کا نام ہے۔ بائبل کے ترجمہ کو لفظ بالفظ مساوی سلسلہ کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے

جہاں ایک لفظ ہر عبرانی یا یونانی لفظ کے معنی بیان کرتا ہے اور تشریحی ترجمہ میں الفاظ یا عبارت کو زیادہ تر ترجیح نہیں دی جاتی بلکہ مفہوم کو ترجمہ کیا جاتا ہے۔ان دو نظریات کے مابین ''متحرک مساوی'' پایا جاتا ہے جو کہ اصل متن کو سنجیدگی سے لیتا ہے لیکن اُسے جدید گرائمر کی اشکال اور محاروں میں ترجمہ کرتا ہے۔ان دونوں نظریات پر واقعی اچھی بحث فی اور سٹیورٹ کی کتاب '' How to Read the Bible For All Its Worth '' کے صفحہ ۳۵ پر ملتی ہے۔

پیرا (پیرا گراف): یہ نثری شکل میں بنیادی تفسیری حصہ ہے۔ یہ ایک مرکزی موضوع اوراِس کی پیش رفت کا حامل ہوتا ہے۔اگر ہم اس موضوع کے ساتھ ساتھ چلیں جس پر اس میں زور دیا گیا ہے تو ہم اصل مصنف کے ارادے کو کم یا زیادہ یا چھوڑ نہ پائیں گے۔

مقامی عصبیت: یہ مقامی ثقافتی/الٰہیاتی ماحول میں مقید تعصّبات سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ بائبل کی بین الثقافتی سچائی اور اِس کے اطلاق تک نہیں پہنچ سکتی۔

متناقص: یہ اُن سچائیوں کے بارے میں جو ایک دوسرے سے متضاد نظر آتی ہیں تاہم ایک دوسرے میں باہم تناؤ کے باوجود دونوں ہی دُرست ہوتی ہیں۔ یہ مخالف سمتوں کو پیش کرتے ہوئے سچائی کو تشکیل دے رہی ہوتی ہیں۔ بہت سی بائبلی سچائیاں متناقص شکل کے جوڑوں میں پیش کی گئی ہیں۔ بائبلی سچائیاں کوئی تنہا ستاروں کی مانند نہیں بلکہ ستاروں کے مجموعی سلسلہ سے کہکشاں بناتی ہیں۔

افلاطون: یہ قدیم یونان کے فلسفہ دانوں میں سے ایک تھا۔اس کے فلسفہ نے ابتدائی کلیسیا کے علما جو اسکندریہ،مصر سے تعلق رکھتے تھے بے حد متاثر کیا اور بعد کے علما میں سے آگسٹین کو بھی۔اِس کا ماننا تھا کہ دُنیا میں ہر چیز خیالی ہے اور محض روحانی چیزوں کا عکس ہے۔ماہرین الٰہیات نے بعد میں افلاطون کے خیالات کو روحانی مقاموں کے برابر گردانا۔

مفروضہ: یہ کسی ایک معاملہ پر ہماری اُس سمجھ بوجھ کو پیش کرتا ہے جس کو ہم پہلے سے ہی مانتے ہیں۔اکثر ہم کلامِ مقدس میں سے کھوجنے سے پہلے ہی اپنے کچھ آراء اور فیصلے قائم کر لیتے ہیں۔ یہ تعصب،ترجیح،فرضیہ بات یا فہم سابقہ بھی کہلاتا ہے۔

متن کو سیاق وسباق کے بغیر استعمال کرنا: یہ اُس مشق کا نام ہے جس میں ایک آیت کو اس کے ادبی حصہ کے فوری سیاق وسباق یا وسیع سیاق وسباق کے بغیر ہی بیان کیا جاتا ہے۔ یہ آیات کو اصل مصنف کے ارادے سے دور لے جاتا ہے اور جب بائبلی اختیار کو بیان کیا جاتا ہے تو عموماً شخصی خیالات ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ربیوں کی یہودیت: یہودیوں کی زندگی کا یہ دور بابلی اسیری (۵۸۶۔۵۳۸ ق م) سے شروع ہوتا ہے۔ جب ہیکل اور کاہنوں کا اثر مفقود ہو گیا تو،مقامی عبادت خانہ یہودی زندگی کا محور بن گئے۔ یہودی ثقافت،رفاقت،عبادت اور مطالعہ بائبل کے یہ مقامی مراکز قومی مذہبی زندگی کا محور رہے۔ مسیح یسوع کے زمانہ میں یہ ''صدوقیوں کا یہ مذہب'' کاہنوں کے مذہب کے متوازی ہو گیا تھا۔ ۷۰ء میں یروشلیم کے سقوط پر صدوقیوں نے فریسوں پر غلبہ حاصل کر لیا اور یہودی مذہبی زندگی کی راہ کو متعین کرنا شروع کر دیا۔اس کی زبانی روایات (تالمود) میں واضح کی گئی توریت کی عملی شرعی تفسیر میں درجہ بندی کی گئی۔

مکاشفہ: یہ اُس تصور کا نام ہے جس میں بنی نوع انسان سے خدا مخاطب ہوتا ہے بیان کیا جاتا تھا۔اس پورے تصور کو عموماً تین اصطلاحات میں بیان کیا جاتا ہے؛(۱) مکاشفہ - خدا انسانی تاریخی میں سرگرم رہا؛(۲) الہام - اُس نے اپنے اعمال کی مخصوص چُنیدہ انسانوں کے وسیلہ بنی نوع انسان کے لئے تحریری شکل میں خاص تشریح بخشی اور اُس کے معانی بتائے اور (۳) وہ اپنے روح القدس کے وسیلہ بنی نوع انسان کی مدد کرتا ہے کہ اپنی شخصی اظہار کو سمجھائے۔

معنوتی میدان: یہ ایک لفظ سے متعلقہ تمام معانی کے سلسلہ کو بیان کرتی ہے۔یہ اصل میں ایک لفظ کا مختلف سیاق وسباق مختلف مفہوم ہونا ہے۔

ہفتادی ترجمہ: یہ عبرانی عہدعتیق کے یونانی میں ترجمہ کو دی جانے والا نام ہے۔روایت کے مطابق یہ سات دنوں میں ستر یہودی علم انے اسکندریہ،مصر کے کُتب خانہ کے لئے تیار کیا۔اس کی روایتی تاریخ ۲۵۰ ق م ہے (حقیقت میں اس کی تیاری میں تقریبا سو سال لگے)۔یہ ترجمہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ؛(۱) یہ ہمیں ایک قدیم متن فراہم کرتا ہے جس کا مسوراہی متن کے ساتھ موازنہ کیا جاسکتا ہے؛(۲) یہ دوسری اور تیسری صدی قبل از مسیح میں یہودیوں کی تفسیر کی نوعیت کو بیان کرتا ہے؛(۳) یہ مسیح کو رد کیے جانے سے پہلے مسیح بارے میں یہودیوں کی سمجھ کو بیان کرتا ہے۔اس کا مخفف ایل۔ایل۔ایکس (LXX) ہے۔

مخطوطہ سینائی: یہ چوتھی صدی عیسوی کا یونانی مسودہ ہے۔اسے جرمن عالم ٹیسکنڈورف (Tischendorf) نے جبلِ موسیٰ جو کوہ سینا پر واقع ہے سے دریافت کیا۔اس مخطوطہ کو عبرانی زبان کے پہلے حرف ''آلف'' سے ظاہر کیا جاتا ہے۔اس میں عہدجدید اور عہدعتیق دونوں ہی موجود ہیں۔یہ بڑے حروف کے قدیم مخطوطات میں سے ایک ہے۔

روحانی معنی دینا: یہ اصطلاح ان معنوں میں استعاراتی معنی دینے کے مترادف ہے کہ اس میں حوالہ کے تاریخی اور ادبی سیاق و سباق کو نکال دیا جاتا ہے اور دیگر اصولوں کی بنیاد پر تفسیر کی جاتی ہے۔

مترادفات: یہ اُن الفاظ کو بارے کہا جاتا ہے جو کہ بالکل ایک جیسے معنی کے حامل ہوں (اگرچہ حقیقت میں دو الفاظ کبھی بھی مکمل طور پر معنوتی طور پر دہرائے نہیں جاتے)۔یہ ایک دوسرے سے اتنے گہرے تعلق میں ہوتے ہیں کہ جملے میں ایک دوسرے کی جگہ بغیر معنی تبدیل کیے لے سکتا ہے۔یہ عبرانی شاعرانہ متوازنیت کی تین اشکال میں سے ایک کے لئے بھی استعمال ہوتی ہے۔ان معنوں میں یہ اُن دو اشعار کو بیان کرنا ہے جو یہ ایک ہی سچائی کو پیش کرتے ہیں (زبور۱۰۳:۳)۔

ترکیبِ کلام: یہ یونانی اصطلاح جملے کی ساخت کو بیان کرتی ہے۔یہ جملے کے حصوں سے تعلق رکھتا ہے جہاں ایک مکمل مفہوم دینے کے لئے انہیں اکٹھا کیا جاتا ہے۔

مرکبات: یہ اُن عبرانی تین اصطلاحات میں سے ایک ہے جو عبرانی شاعری کی اقسام کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔یہ اصطلاح شاعری کے اُن اشعار کے بارے بیان کرتی ہے جو ایک ترکیبی معنوں میں ایک دوسرے پر بنیاد رکھتے ہیں،انہیں بعض اوقات ''مسمی'' بھی کہا جاتا ہے (ملاحظہ کریں زبور۱۹:۷۔۹)۔

مربوط علم الٰہی: یہ ایک تفسیر کا مرحلہ ہے جس میں بائبلی سچائیوں کے ساتھ ایک مربوط اور عقلی اعتبار سے تعلق رکھنے کی کوشش کی

جاتی ہے۔تاریخی ہونے کی بجائے منطقی ہے جس میں مسیحی الٰہیات کو درجہ بندیوں (خدا، انسان، گناہ، نجات وغیرہ) میں پیش کیا جاتا ہے۔

تالمود: یہ یہودی زبانی روایات کے مجموعہ کا نام ہے۔ یہودیوں کا ماننا ہے کہ یہ کوہ سینا پر موسیٰ کو خدا کی طرف سے زبانی دی گئیں۔ درحقیقت یہ سال ہا سال سے یہودی اُستادوں کی تعلیمات کا مجموعہ ہے۔تالمود کے دو مختلف نسخے ہیں: بابلی تالمود اور مختصر، نامکمل فلسطینی تالمود۔

متنی تنقید: یہ بائبل کے نسخوں کا مطالعہ ہے۔ متنی تنقید اس لئے ضروری ہے کہ اصل قلمی نسخے میسر نہیں اور ان کی نقول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ کوشش کرتی ہے کہ متغیرات کو واضح کرے اور پرانے اور نئے عہدین کے قلمی نسخوں کے اصل متن تک (جتنا ممکن ہو سکے) پہنچے۔ ایسے اکثر تنقید ادنیٰ کہا جاتا ہے۔

مخزن متن: یہ ۱۶۳۳ عیسوی میں ایلزویر (Elzevir) کے عہد جدید کے نسخے میں سے تشکیل دی گئی۔ یہ بنیادی طور پر یونانی عہد جدید کا نسخہ ہے جو کہ بعد کے یونانی نسخوں اور اِراسموس (Erasmus) (۱۵۱۰۔۱۵۳۵)، ستفناس (Stephanus) (۱۵۴۶۔۱۵۵۹) اور ایلزویر (Elzevir) (۱۶۲۴۔۱۶۷۸) کے لاطینی نسخوں سے تشکیل دیا گیا۔ اے۔ٹی۔ رابرٹسن اا پنی کتاب ''In An Introduction to the Textual Criticism of the New Testament'' کے صفحہ ۲۷ میں بیان کرتا ہے کہ ''بیزائی نسخہ جزوی طور پر مخزن متن ہے''۔ بیزائی متن ابتدائی یونانی نسخوں کے خاندانوں میں سے سب سے کم اہمیت کا حامل ہے (مغربی، اسکندریہ اور بیزائی)۔ اس میں ہاتھ سے نقل کیے گئے متن کی سینکڑوں غلطیاں ہیں۔ تاہم اے۔ٹی۔ رابرٹسن بھی کہتا ہے کہ ''مخزن متن نے ہمارے لئے معقول حد تک درست متن کو محفوظ کیا'' (صفحہ۔۲۱)۔ یہ یونانی نسخہکی روایت (خاص طور پر اِراسموس (Erasmus) کے تیسرے ایڈیشن ۱۵۲۲) نے ۱۶۱۱ عیسوی کے کنگ جیمس ورژن کی بنیاد کو تشکیل دیا۔

طوریٰ/توریت: یہ ''تعلیم دینے'' کے لئے عبرانی اصطلاح ہے۔ یہ خاص موسیٰ کی تصانیف (پیدائش، خروج، احبار، گنتی، استثنا) کے لئے عنوان/نام بن گیا۔ یہ یہودیوں کے نزدیک سب سے معتبر عبرانی فہرست مسلمہ کا حصہ ہے۔

تمثیلایاتی: یہ تفسیر کی ایک خاص قسم ہے۔ عموماً اس میں نئے عہد نامہ کی سچائیوں کو پرانے عہد نامے کے حوالوں کے ساتھ ایک تمثیلی علامت کے ذریعہ ملایا جانا شامل ہے۔ علم التفسیر کی یہ شاخ اسکندریہ کے طریقہ کار میں بنیادی عُنصر تھی۔ تفسیر کے اس طریقہ کار کے غلط استعمال کے باعث ہر ایک کو نئے عہد نامہ میں دی گئی مخصوص مثالوں کے استعمال تک ہی محدود رہنا چاہیے۔

مخطوطہِ ویٹی کن: یہ چوتھی صدی عیسوی کا یونانی نسخہ ہے۔ یہ ویٹی کن کے کُتب خانہ سے دریافت ہوا۔ اس میں عہد عتیق، اپاکرفا اور عہد جدید شامل ہے۔ تاہم کچھ حصے (پیدائش، زبور، عبرانیوں، پاسبانی خطوط، فلیمون اور مکاشفہ) غائب ہیں۔ یہ نسخہ اصل قلمی نسخہ کے متن کی چھان بین کے لئے بہت مددگار رہے۔ اسے بڑے بی (B) سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

ولگاتا: یہ جیروم کے لاطینی ترجمہ کا نام ہے۔ یہ رومن کاتھولک کلیسیا کا بنیادی اور عام ترجمہ بن گیا۔ یہ ۳۸۰ عیسوی میں مکمل

ہوا۔

حکمتی ادب: یہ قدیم مشرق قریب میں (جدید دور میں بھی) عمومی طور پر رائج ادبی صنف تھی۔ یہ دراصل نئے نسل کو کامیاب زندگی گزارنے کے لئے شاعری، امثال یا مضامین کے ذریعہ ہدایات دینے کے کوشش کرنا تھا۔ یہ مجموعی معاشرے کو مخاطب کرنے کی بانسبت انفرادی طور پر مخاطب کرنے کے حوالہ سے تھا۔ اس میں تاریخی اشارے نہیں تھے بلکہ زندگی کے مشاہدات اور تجربات پر مبنی تھا۔ بائبل میں ایوب، غزل الغزلات کے ذریعہ یہواہ کی پرستش اور موجودگی کا احساس کیا گیا ہے لیکن یہ مذہبی بنیادی نکتہ نظر ہر انسانی تجربہ میں ہر وقت ظاہر نہیں ہوتا۔ ایک ادبی صنف کے طور پر یہ عام سچائیوں کو بیان کرتا ہے۔ تاہم اس کو ہر حالت میں استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں عام بیانات ہیں جو ہمیشہ ہی ہر ایک حالت پر لاگو نہیں ہوتے۔ دانشمندوں نے زندگی کے مشکل سوالوں کو مخاطب کیا ہے۔ اکثر وہ راویتی مذہبی نظریات کو چیلنج کرتے تھے (ایوب اور واعظ)۔ انہوں نے زندگی کی تلخیوں کے بارے متوازن اور سخت آسان جوابات کو تشکیل دیا۔

دُنیوی تصویر اور بنیادی نکتہ نظر: یہ جڑواں اصطلاحات ہیں۔ یہ دونوں ہی فلسفہ کے تصورات ہیں جو کہ تخلیق سے متعلقہ ہیں۔ دُنیوی تصویر کی اصطلاح تخلیق کے ''کیسے'' پہلو کے بارے ہے اور بنیادی نکتہ نظر ''کون'' سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ اصطلاحات تفسیر کے متعلقہ اس طرح ہیں کہ پیدائش ۱-۲ ابواب میں تخلیق کے حوالہ سے بنیادی طور پر ''کیسے'' پر نہیں بلکہ ''کون'' پر بحث کی گئی ہے۔

یہواہ: یہ عہد عتیق میں خدا کا عہد کا نام ہے۔ اس کو خروج ۳:۱۴ میں پیش کیا گیا۔ یہ عبرانی اصطلاح ''ہوں'' کی ناطق صورت ہے ۔ یہودی اس کو بولنے سے ڈرتے تھے اور شاید بحالت مجبوری اسے ادا کرتے ہوں۔ انہوں نے اس کے متبادل ادونائی ''Adonai'' کی عبرانی اصطلاح اپنا رکھی تھی جس کا مطلب ''خداوند (مالک، آقا) ہے۔ اور یہ عہد کا نام اسی طرح انگریزی میں ترجمہ کیا گیا۔

ضمیمہ ۱۱

کتابیات

مستعمل اور مجوزہ کتابیں

Barr, James. The Semantics of Biblical Language. Oxford: Oxford University Press, 1961

Barton, John. Holy Writings – Sacred Text: The Canon in Early Christianity. Richmond: John Knox Press, 1997

Berkhof, Louis. Systematic Theology. Grand Rapids: Eerdmans, 1939

Principles of Biblical Interpretation. Grand Rapids: Baker 1950

Black, David A., ed. Rethinking New Testament Textual Criticism. Grand Rapids: Baker Academic, 2002

Braga, James. How to Study the Bible. Portland: Multnomah, 1982

Bruce, F. F. The Books and the Parchments. Old Tappan, N. J.: Revell, 1963

New Testament History. Garden City: Doubleday, 1969

The English Bible: A History of Translations From the Earliest Versions to the New English Bible. Oxford: Oxford University Press, 1970

Answers to Questions. Grand Rapids: Zondervan, 1972

The New International Commentary on the New Testament. Grand Rapids: Eerdmans, 1955

Carson, D. A. The King James Version Debate: A Plea for Realism, 1979

Biblical Interpretation and the Church. Nashville: Thomas Nelson, 1984

Exegetical Fallacies. Grand Rapids: Baker, 1984

Cole, Alan. The Epistle of Paul to the Galatians. Grand Rapids: Eerdmans, 1964

Cotterell, Peter and Max Turner. Linguistics and Bible Interpretation, 1989

Dana, Harvey Eugene. Searching the Scriptures. Kansas City: Central Seminary, 1946

Danker, Frederick W. Multipurpose Tools for Bible Study. Concordia, 1970

Dembski, William A., ed. Mere Creation. Downers Grove: InterVarsity Press, 1998

Ehrman, Bart D. The Orthodox Corruption of Scripture. Oxford: Oxford University Press, 1993

Falk, Darrell R. Coming to Peace With Science. Downers Grove: InterVarsity Press, 2004

Fee, Gordon D. Gospel and Spirit: Issues in New Testament Hermeneutics. Peabody: Hendrickson, 1991

Fee, Gordon D. and Douglas Stuart. How to Read the Bible for All Its Worth. Grand Rapids: Zondervan, 1982

To What End Exegesis? Grand Rapids: Eerdmans, 2001

Ferguson, Duncan S. Biblical Hermeneutics. Atlanta: John Knox Press, 1937, 231
Froehlich, Karlfried. Biblical Interpretation in the Early Church. Philadelphia: Fortress, 1984
Gilbert, George Holley. Interpretation of the Bible, a Short History. New York: MacMillan, 1908
Grant, Robert M. and David Tracy. A Short History of the Interpretation of the Bible. Philadelphia: Fortress, 1984
Greenlee, J. Harold. Introduction to New Testament Textual Criticism. Grand Rapids: Eerdmans, 1972
Hayes, John H. and Carl R. Holladay. Biblical Exegesis. Atlanta: John Knox Press, 1934
Hendricks, Howard G. Living By the Book, 1991
Henricksen, Walter A. A Layman's Guide to Interpreting the Bible. Grand Rapids: Zondervan, 1973
Hirsch, E. D. Validity In Interpretation. New Haven: Yale University, 1967
Aims of Interpretation. New Haven: Yale University, 1978
Hooykaas, R. Religion and the Rise of Modern Science. Grand Rapids: Eerdmans, 1972
Jansen, John Fredrick. Exercises in Interpreting Scripture. Philadelphia: Geneva Press, 1968
Jeeves, Malcolm A. The Scientific Enterprise and the Christian Faith. Downers Grove: InterVarsity, 1969
Jensen, Irving L. Independent Bible Study: Using the Analytical Chart and the Inductive Method. Chicago: Moody, 1963
Johnson, Elliott E. Expository Hermeneutics. Grand Rapids: Zondervan, 1990
Johnson, Phillip E. Darwinism on Trial. Downers Grove: InterVarsity Press, 1993
Kaiser, Otto and Werner G. Kummel. Exegetical Method. New York: Seabury, 1981
Kaiser, Walter C., Jr. Towards An Exegetical Theology. Grand Rapids: Baker, 1981
Kaiser, Walter C. Jr., Peter H. Davis, F. F. Bruce, and Manfred T. Baruch. Hard Sayings of the Bible. Downers Grove: InterVarsity Press, 1996
Kitchen, K. A. Ancient Orient and the Old Testament. Downers Grove: InterVarsity, 1966
Kubo, Sakae and Walter Specht. So Many Versions. Grand Rapids: Zondervan, 1983
Kuhatschek, Jack. Apply the Bible. Downers Grove: InterVarsity Press, 1990
Ladd, George Eldon. A Theology of the New Testament. Grand Rapids: Eerdmans, 1974
Liefeld, Walter L. New Testament Exposition. Grand Rapids: Zondervan, 1984
Biblical Exegesis in the Apostolic Period. Grand Rapids: Eerdmans, 1999
Longman, Tremper III. Literary Approaches to Biblical Interpretation, vol. 3, 1987
Marle, Rene S. J. Introduction to Hermeneutics. New York: Herder and Herder, 1967
Marshall, I. Howard, ed. New Testament Interpretation. Grand Rapids: Eerdmans, 1977
Mayhue, Richard. How to Interpret the Bible For Yourself. Chicago: Moody, 1986

McQuilkin, J. Robertson. Understanding and Applying the Bible. Chicago: Moody, 1983, 232

Metzger, Bruce M. The New Testament: Its Transmission, Corruption and Restoration. Oxford: Oxford University Press, 1964

The New Testament: Its Background, Growth and Content. New York: Abingdon, 1965

A Textual Commentary on the Greek New Testament. New York: United Bible Societies, 1971

The Early Versions of the New Testament, 1977

The Canon of the New Testament. Oxford: Clarendon Press, 1997

Mickelsen, A. Berkeley. Interpreting the Bible. Grand Rapids: Eerdmans, 1963

Newport, John P. and William Cannon. Why Christians Fight Over the Bible. Nashville: Thomas Nelson, 1974

Nida, Eugene. God’s Word in Man’s Language. London: William Carey, 1952

The Hermeneutical Spiral. Downers Grove: InterVarsity Press, 1991

Osborn, Grant R. and Stephen B. Woodward. Handbook For Bible Study. Grand Rapids: Baker, 1979

Patte, Daniel. Early Jewish Hermeneutics in Palestine. Missoula, MT: Society of Biblical Literature and Scholars Press, 1975

Poe, Harry L. and Jimmy H. Davis. Science and Faith. Nashville: Broadman, 2000

Poythress, Vern S. Science and Hermeneutics. Grand Rapids: Academie, 1988

Ramm, Bernard. The Christian View of Science and Scripture. Grand Rapids: Eerdmans, 1954

Protestant Biblical Interpretation. Grand Rapids: Baker, 1970

Ratzsch, Del. The Battle of Beginnings. Downers Grove: InterVarsity Press, 1996

Rowley, H. H. The Relevance of the Bible, 1940

Sandy, D. Brent and Ronald L. Giese, Jr. Cracking Old Testament Codes. Nashville: Broadman, 1995

Plowshares and Pruning Hooks: Rethinking the Language of Biblical Prophecy and Apocalyptic. Downers Grove: InterVarsity Press, 2002

Scholer, D. W. A Basic Bibliographic Guide for New Testament Exegesis. Grand Rapids: Eerdmans, 1973

Schultz, Samuel J. and Morris A. Inch, eds. Interpreting the Word of God. Chicago: Moody, 1976

Silva, Moises. Biblical Words and Their Meaning. Grand Rapids: Zondervan, 1983

Has the Church Misread the Bible? Grand Rapids: Zondervan, 1987

Silva, Moises, ed. Foundations of Contemporary Interpretation. Grand Rapids: Zondervan, 1996

Sire, James W. Scripture Twisting. Downers Grove: InterVarsity Press, 1980

Stagg, Frank. New Testament Theology. Nashville: Broadman, 1962

Stein, Robert H. A Basic Guide to Interpreting the Bible: Playing by the Rules. Grand Rapids: Baker, 2000, 233

ضمیمہ۱۲

بیانِ عقیدہ

میں خصوصی طور پر ایمانی یا عقائدی بیانات کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں بائبل کو ماننا زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ تاہم میں سمجھتا ہوں کہ میرے بیانِ عقیدہ کے وجہ سے اُن لوگوں کو جو مجھ سے واقف نہیں ایک طریقہ کار مل جائے گا کہ وہ میرے عقائدی نکتہ نظر کا تجزیہ کر سکیں۔ ہمارے زمانہ میں بہت سی الٰہیاتی غلطیاں اور دھوکے ہیں۔ ذیل میں میری الٰہیات کا خلاصہ دیا جا رہا ہے۔

۱۔ بائبل، عہدِ عتیق اور عہد جدید دونوں ہی الہامی، لاخطا، بااختیار، ازلی خدا کا کلام ہے۔ یہ خدا کا ذاتی مکاشفہ ہے جو انسانی ہاتھوں کے وسیلہ مافوق الفطرت راہنمائی کے تحت لکھا گیا۔ یہ خدا اور اُس کے مقصد کی واضح سچائی کا ہمارے لئے واحد وسیلہ ہے۔ یہ کلیسیا کے ایمان اور مشق کے لئے بھی واحد وسیلہ ہے۔

۲۔ ایک ہی ازلی، خالق، نجات دہندہ خدا ہے۔ وہ تمام دیکھی اور اندیکھی چیزوں کا خالق ہے۔ اگرچہ وہ عادل اور منصف بھی ہے تو بھی اُس نے محبت اور فکر کرنے والے کے طور پر اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اُس نے اپنے آپ کو تین اقنوم میں ظاہر کیا: باپ، بیٹا اور روح القدس؛ حقیقی اعتبار سے الگ الگ مگر جوہر میں ایک ہی۔

۳۔ خدا اپنے دُنیا کو سنبھالنے میں سرگرم ہے۔ اُس کی تخلیق کے لئے اُس کا ایک ابدی مقصد ہے جو کہ لاتبدیل ہے اور ایک انفرادی مقصد ہے جو کہ انسانوں کا آزاد مرضی بخشتا ہے۔ کچھ بھی خدا کی مرضی اور علم کے بغیر نہیں ہوتا۔ تاہم وہ انسانوں اور فرشتوں دونوں کو انفرادی طور پر انتخابات کی اجازت دیتا ہے۔ یسوع خدا باپ کا چُنا گیا انسان ہے اور سب اُس میں باطنی طور پر چُنے جاتے ہیں۔ خدا کا واقعات کے متعلق علم سابق تحریر شدہ دستاویز تک انسانوں کو محدود نہیں کرتا۔ ہم سب اپنی اپنی سوچوں اور اعمال کے ذمہ دار ہیں۔

۴۔ بنی نوع انسان نے اگرچہ خدا کی صورت پر خلق اور گناہ سے مبرا تھا، خدا کے خلاف بغاوت کو چُنا۔ اگرچہ مافوق الفطرت شخصیت کے وسیلہ آزمایا گیا، تو بھی آدم اور حوا اپنی مرضی سے کیے گئے کام کے ذمہ دار تھے۔ اُس کی بغاوت نے انسانیت اور تخلیق کو متاثر کیا۔ ہم سب آدم کے ساتھ مشترکہ طور پر اور اپنے ذاتی باغی انحراف کے لئےخدا کے رحم اور فضل کےمحتاج ہیں۔

۵۔ خدا نے گناہ گار انسانیت کے لئے بحالی اور معافی کا ذریعہ مہیا کیا۔ یسوع مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا، انسان بنا، گناہ سے مبرا زندگی گزاری اور عوضی موت مرا، انسانیت کے گناہ کا فدیہ ادا کیا۔ خدا کے ساتھ رفاقت اور بحالی کا وہ واحد ذریعہ ہے۔ نجات کے لئے اُس کے نجات بخش کام پر ایمان لانے کے علاوہ کوئی اور وسیلہ نہیں ہے۔

۶۔ ہم میں سے ہر ایک کو شخصی طور پر مسیح میں معافی اور بحالی کے لیے خدا کی پیش کش کو قبول کرنا ہو گا۔ یہ اُس طرح پورا ہوتا ہے کہ ہم اپنی مرضی سے مسیح کے وسیلہ خدا کے وعدوں پر یقین کریں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔

۷۔ ہم میں سے ہر ایک مسیح میں ایمان اور گناہوں سے توبہ کے وسیلہ مکمل طور پر معاف اور بحال کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کا ثبوت

اس نئے تعلق میں ہماری تبدیل شدہ اور تبدیل ہوتی رہنے والی زندگی کے وسیلہ نظر آتا ہے۔ انسانیت کے لئے خدا کا مقصد محض جنت ہی نہیں بلکہ مسیح کی مانند بننا ہے۔ وہ جو حقیقی طور پر بچائے گئے اگرچہ بعض اوقات گناہ کر بیٹھتے ہیں اپنی ساری زندگی ایمان اور توبہ کی حالت میں رہیں گے۔

۸۔ روح القدس ''ہمارا دوسرا مددگار'' ہے۔ وہ دُنیا میں کھوئے ہوئے کی مسیح تک راہنمائی کرنے اور بچائے ہوئے کو مسیح کی مانند بنتے جانے میں راہنمائی کرتا ہے۔ روح القدس کی نعمتیں نجات کے وقت دی جاتی ہیں۔ یہ مسیح یسوع کی زندگی اور خدمت ہیں جو اُس کے بدن کلیسیا میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ نعمتیں بنیادی طور پر مسیح کی ضرورت کے رویے اور محرکات ہیں جو کہ روح کے پھل کی تحریک پاتے ہیں۔ روح القدس اُسی طرح ہمارے زمانہ میں بھی متحرک ہے جیسے کہ بائبلی وقتوں میں تھی۔

۹۔ خدا باپ نے زندہ مسیح کو تمام چیزوں کا منصف مقرر کیا ہے۔ وہ زمین پر واپس آئے گا سب کی عدالت کرے گا۔ وہ جو اُس پر ایمان لائے اور جن کے نام برّے کی کتاب حیات میں درج ہوں گے وہ اُس کی آمد ثانی پر اپنے جلالی بدن پائیں گے۔ وہ ہمیشہ اُن کے ساتھ رہے گا۔ تاہم وہ جنہوں نے خدا کی سچائی کو ٹھکرایا ہے وہ خدائے ثالوث کی رفاقت کی خوشی سے ہمیشہ کے لئے الگ کر دیے جائیں گے۔ وہ شیطان اور اُس کے فرشتوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رد کر دیے جائیں گے۔

یہ بیانِ عقیدہ مکمل اور جامع نہیں ہے تاہم میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ میرے دل کے الٰہیاتی تصور کو ضرور پیش کرے گا۔ مجھے یہ بیان بہت پسند ہے کہ؛

''لازمی چیزوں میں اتحاد، غیر یقینی چیزوں میں آزادی، سب چیزوں میں محبت''

"In essentials—unity, In peripherals—freedom, In all things—love."

A Poem

It cannot mean what it never meant
I’ve etched that on my brain.
And when I study Scripture
I echo that refrain.
I’ve studied hermeneutics and exegesis too,
So, as a consequence of this
I’ve somewhat changed my view.
I’ve learned some nomenclature
too lengthy to define
like cultural relativity and textual design.
There is so much I want to know,
How to ferret out the truth.
I hope someday that I’ll become a
Bible-reading sleuth.
A new respect has taken me, for God’s own holy word
inspiring me to know the truth, to hear as it was heard.
But I know I must remember,
I stepped through an open door,
and never can return again to where I was before.

(Pat Bergeron)پاٹ برگرون

11/27/91